UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226505

UNIVERSAL
LIBRARY

الحمد لله الذی انزل علی عبده الکتاب

تفسیر حقانی کا پانچوان حصہ جو سورہ حجر سے لیکر سورہ نمل کے آخر تک سوا چھ پارہ کی تفسیر ہے اور جس مین زمانہ حال کے
موافق قرآن مجید کے لطائف و دقائق کو اردو مین ظاہر کیا گیا ہے اعنی

تفسیر فتح المنان

المشہور بہ

تفسیر حقانی

بعہد ہمایون شاہ اسلام حضور پرنور نظام الملک آصف جاہ میر محبوب علیخان بہادر
شاہ دکن خلد اللہ ملکہ

از اہتمام جناب مولوی حافظ محمد عبد الاحد صاحب سلمہ بماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۱۸ھ

مطبع مجتبائی دہلی مین طبع ہوا

فہرست مضامین جلد پنجم تفسیر حقانی

صفحہ	مضامین
۱	کافروں کا بعد مرگ آرزو کرنا کہ کاش مسلمان ہوتے
۲	قرآن مجید کا تبدل وتغیر سے محفوظ رہنا۔
۳	آسمانوں میں برج اور زمین میں رواں سے کیا مراد ہے۔
۶	قوم جن کی تحقیق اور یہ کہ جن جو آگ سے پیدا ہوا کون تھا۔
۸	حضرت لوط کا قصہ هٰؤُلَاءِ بَنَاتِي کے معنی کی تحقیق
۹	اصحاب الایکہ کی تحقیق کہ کون قوم تھی اور کب تھی
۱۰	اصحاب حجر کا قصہ۔
۱۲	قرآن مجید کا روح ہونا۔
۱۶	وَاِنَّهٗ فِیْ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ کی تحقیق اور مخالفوں کے شبہ کا جواب۔
۱۸	ملائکہ کا بوقت مرگ ایمانداروں کو مژدہ دینا اور کفار پر سرزنش کرنا۔
۲۲	مہاجروں سے وعدہ ہونا کہ ان کو خدا تعالیٰ دنیا میں راحت اور آخرت میں جنت دے گا۔
۲۳	فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ کی تحقیق اور تقلید کی بحث۔
۲۴	يَتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ کی تحقیق کہ صبح وشام سایہ کا کونسا رخ ہوتا ہے۔
۲۸	تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا پر بحث۔
۳۳	تبیانا لکل شئی کی بحث اور مسئلہ تقلید کی تحقیق۔
۳۶	فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ کے متعلق اور اربعین فقہا کے مذاہب۔
۳۷	اِذَا يَقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ کی شرح۔
۳۸	حالت اکراہ میں کلمات کفر کہنا یا نہ کہنا کا جواب۔
۳۹	فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ کی شرح اور اعتراض کا جواب۔
۴۰	اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ پر بحث۔
۴۵	صلح کے واقعہ پر اعتراضات کے جواب اور اس مسئلہ کی پوری تحقیق۔
۴۹	تاریخ بیت المقدس ابتدا سے لیکر زمانہ حال تک مع نقشہ وجغرافیہ بلاد شام اور جو جو

صفحہ	مضامین
۵۴	حوادث بیت المقدس پر گزرے اُن کا بیان مفصل مع حرب الصلیبیین۔
۵۴	فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ میں تیرہ احکام موکدہ کا بیان۔
۵۵	نمازوں کی فضیلت اور مقام محمود کی شرح
۵۲	قرآن کے یکبارگی نازل نہونے کی وجہ اور دفع مطاعن۔
۵۳	اسماء حسنیٰ کا بیان۔
۵۴	ذکر مہر وختمی کا بیان۔
۵۸	اصحاب کہف کا قصہ موجوبات مخالفین موبخانہ طور پر۔
۱۱۸	دو شخصوں کا تذکرہ دنیا کی فروکی بابت۔
۱۱۹	دنیا کی بے ثباتی کی مثال۔
۱۲۲	حضرت موسیٰ اور خضر کا ملاقات کرنا اور موسیٰ کا ان سے علم لدنی کی تعلیم پانے کا درخواست کرنا علم لدنی کی تحقیق۔
۱۲۵	ارض قریہ پر اجمالی بحث مفصلاً نہ خضر کی بابت گفتگو۔
۱۲۸	ذوالقرنین کا قصہ اور اسکی کامل تحقیق اور دیوار اور رقوم یاجوج وماجوج کا مورخانہ بیان مع نقشہ وجغرافیہ۔
۱۴۶	حضرت زکریا علیہ السلام کا قصہ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا۔
۱۴۷	حضرت مریم کا قصہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا اور مخالفوں کے شبہات کا جواب شافی
۱۵۸	حضرت موسیٰ کو مخل ہونے لولائی کا دکھائی دینا اور حضرت اللہ تعالیٰ سے کلام کرنا اور زیارت کے لئے
۱۶۰	فرعون کے جادوگروں سے مقابلہ اور ان کا ایمان لانا اور فرعون سامری کا قصہ اور اس کی کامل تشریح واثر الرسول کے معنی وغیرہ۔
۱۶۴	اِنَّ الْمَوْتَ وَالْاَرْضَ لَمْ يَكُوْنَا شَيْئًا کے معنی جَعَلْنَا مَا عَلَيْهَا کی تحقیق۔ اور آفتاب ماہتاب کا آسمانوں میں پھرنا۔
۱۷۷	اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا کی تفسیر۔
۱۷۸	قیامت میں میزان قائم ہونے کی تفسیر مع جواب۔

صفحہ	مضامین
۱۷۹	حضرت ابراہیم کا قصہ اور اٰتَيْنَا اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ کی تفسیر۔
۱۸۱	حضرت داؤد وسلیمان علیہما السلام کا ایک مقدمہ میں فیصلہ کرنا اور سلیمان کو وہ فہم الہام ہونا اور جن وشیاطین وہوا کا مسخر کئے جانا ہونا اور اسپر اعتراضات۔
۱۸۴	حضرت ایوب کا قصہ۔
۱۸۵	حضرت ذوالکفل اور یونس کا تذکرہ۔
″	وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ
۱۸۶	وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ کی تفسیر۔
۱۸۸	قیامت کے وجود پر دلائل اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے لیکر آخر تک۔
۱۹۰	مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ الخ کی تحقیق۔
۱۹۲	حضرت ابراہیم کو کعبہ کے بنانے اور اس کو پاک کرنے اور لوگوں میں حج کی منادی کرنے کا حکم ہونا۔
۱۹۳	حج کے فوائد اور قربانی کے احکام بہیمۃ الانعام کی تفسیر۔
″	قربانی پر اعتراض کا جواب الزامی وتحقیقی۔
۱۹۸	مظلومان کو کفار سے جہاد کی اجازت اور اُن کی نصرت کا وعدہ۔
۱۹۹	ملخص ارابعہ کے فضائل۔
۲۰۰	وَاِنْ يَّوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ کی تفسیر۔
۲۰۱	وَمَا مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ کے متعلق بحث
۲۰۳	دین اسلام میں کسی قسم کی تنگی نہونے کا بیان۔
۲۰۵	قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کی تفسیر اور اوصاف سبعہ کی تشریح۔
۲۱۰	نورات موجودہ کا غیر الہامی ہونا۔
۲۱۵	حسن معاشرت۔

صفحہ	مضامین
۲۱۶	تاسیخ کا ابطال۔
″	سیران کی بحث۔
۲۱۸	زنا کی بحث۔
″	زنا کی قباحت۔
۲۲۰	تہمت زنا کا حکم۔
۲۲۱	لعان کا بیان۔
۲۲۴	حضرت ابوبکر وحضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا ثبوت۔
″	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدگمانی کرنے والا کافر ہے۔
۲۲۵	بغیر اجازت کسی کے گھر میں جانے کی ممانعت۔
۲۲۵	پیشین گوئی دربارہ خلافت امت محمدیہ
″	خلافت اربعہ کا ثبوت۔
۲۴۳	قرآن رفتہ رفتہ نازل نہونے کی اسباب
۲۵۳	قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔
۲۵۶	قوم عاد کی عادات۔
۲۵۷	قوم ثمود کی عادات۔
۲۵۸	قصہ اصحاب الایکہ۔
۲۶۰	قرآن پر شبہات کا جواب۔
۲۶۱	تقلیک فی الساجدین کے معنی۔
۲۶۴	حضرت سلیمان علیہ السلام کا قصہ۔
″	منطق الطیر کے معنی۔
۲۶۵	بلقیس کا قصہ۔
۲۶۸	مُنکروں کے اعتراضات کا جواب۔
۲۷۰	دلائل توحید۔
۲۷۲	دلائل حقانیت قرآن مجید۔
″	وہ مواقع کہ جہاں قرآن نے نبی اسرائیل کو تبعیہ کیا۔
۲۷۳	دابۃ الارض کا حال۔

تمت

غلطنامہ جلد پنجم تفسیر حقانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۲۲	لاسینک	لاسینک
۸	۱۹	کا	کا گھر
۹	۸	العمد	الحمد
۱۰	۵	انکے	ابکے
۲۰	۹	سمجھنا	سمجھا
۲۱	۴	وہم	وہ
۲۴	۲۵	انشار	افشار
۲۷	۱۴	ٹلیگی	ٹلیگی
۲۴	۱۵	باہم	باہم
۴۱	۱۳	یہں	ہی
″	۱۶	اوراتار	اُتار
۴۵	۲۳	کے سے	جیسے
۴۶	۵	مسجد اقصی کی	مسجد اقصی سے
۱۰۱	۹	قاگا	فاگا
″	۲۵	ہوتے	ہوتے ہین
۵۳	۵	انتا	اُنا
۵۶	۴	پتھرون سی	پتروں سے
۵۷	۳	اوٹھانے	اوٹھائے
″	۷	بھی	یہی
۵۸	۱۹	سود	سور
۶۰	۳	لمبان	لنبان
۶۱	۱	کئی	کسے
″	۱۳	یوحیاہ	یوسیاہ
۱۸		یوحیاہ	یوسیاہ
۶۲	۱	یوحیاہ	یوسیاہ
۶۳		زنجیرین ال	زنجیرین
۶۶	۹	ٹولی	ٹولمی
۶۹	۲۲	سوٹیا	سوریا
۶۹	۱	بھاگ گیا	بھاگ آیا
″	۴	یہودن	یہونین
۷۰	۲	صندوق	صندوق رہتا تھا
۷۰	۱۸	ادہر	اور پھر
۷۱	۱۸	استحکام	استحکام کے لیے
۷۲	۱۶	اوراکو	اور انکو اور انکے
۷۳	حاشیہ سطر ۳		
″	۴	اِسلیئے	اس کی
″	″	پہر	پھر
۷۴	۱۹	خلیفون	خلیفہ
۷۴	۲۰	اونٹی روک	اونٹی اوک
۷۷	۶	بجر	سنجر
۷۸	۶	رلوا	رلا۔ ابو الفدار
″	۱۹	کرتا ہوا	کرتے ہوے
۸۰	۳	مسجد پر	مسجد کی یافد
″	۱۸	انکے	جوآن کے
۸۱	۲۴	یہ کہتے	یہ کہتے تھے
۸۸	۲۳	لوکان	لوکان معہ اللہ اخ
۹۰	۲	بندون	بندون سی وہ بات کیا کرین
۹۲	۱۳	بقرہ	بقرہ
″	۶	للکار	دوڑا انپر
۹۵	۹	ٹلنے	ٹلنے
۹۸	۳	لنڈ ہین	لنڈ ہین
″	۸	تاسے	تائی
۹۹	۸	چڑہنا	چڑہنا
۱۰۱	۴	انسانی لکانگ	انسان لکانگ
″	۶	دکھایانے	دکھایا نے
۱۰۳	۲۴	خدا تعالے	خدا تعالی نے
۱۰۵	۷	نہ تو اس کی	نہ تو ان کو
۱۱۲	۵	بھاگ آیا	بھاگ گیا
۱۱۸	نصف سطر ۳	یہودن	یہونین
۱۲۲	۸	صندوق رہتا تھا	صندوق
۱۲۳	۱۵	اور پھر	ادہر
۱۲۴	۲	استحکام کے لیے	استحکام
″	۸	اور انکے	اور انکو اور انکے
۱۲۹	۶	وہ بس ہو	اِسلیئے
۱۳۱	۴	مقبول	پہر
۱۳۵	۲۳	خلیفہ	خلیفون
۱۳۸	۱۸	سائیریا	اونٹی روک
۱۴۰	۷	جام جم	سنجر
۱۴۲	۶	روایت	رلوا ابو الفدار
″	۱۰	جس کو	کرتے ہوے
″	۱۴	سوال کرنیکو کہا	مسجد پر کے موا یافد
۱۴۳	۲	اعمال کرسب	انکے
″	۲۵	سورتین	بد کتے تھے
۱۴۴	۱	تنزیل	لوکان معہ اللہ اخ
″	۱۶	نزول	بندون سی وہ بات کیا کرین
۱۴۵	۶	اپنے سے	بقرہ
″	۱۰	پیدا کیا	دوڑا انپر
۱۴۷	۱۷	ہیرودس	ٹلنے
″	۲۱	ناسی	تاسے
۱۵۶	۱۶	ستائی دیتا ہے	چڑہنا
۱۶۷	۱۲	یہہ ہے	انسانی لکانگ
″	۳	آخرت کا	دکھانے
۱۶۸	۳	روزی	خدا تعالے
۱۷۷	۱۵	بوجھ کر جو	نہ تو اس کی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۲	۵	کچھ	کچھ کم
۱۱۸	نصف سطر ۳	کچھ بڑھا دیا	کچھ طاقت نہین کر الحد کی نسبت کے ساتھ
۱۲۲	۸	پھر موسی کو	پھر انکو
۱۲۳	۱۵	موسی کو	ان کو
۱۲۴	۶	اب	یہہ
″	۸	محتاجون کو آگے	محتاجون کو پیچھے
۱۲۹	۶	وہ بس ہو	وہ بہتر ہے
۱۳۱	۴	مقبول	منقول
۱۳۵	۲۳	بحرہ	بحر
۱۳۸	۱۸	سائیریا	سابیریا
۱۴۰	۷	جام جم	جام جم مین
۱۴۲	۶	روایت	رویت
″	۱۰	جو	جس کو
″	۱۴	سوال کرنیکو کہا	سوال کرنیکی تعلیم کی
۱۴۳	۲	اعمال کرسب	اعمال مین
″	۲۵	سورتین	موتین
۱۴۴	۱	تنزیل	نزیل
″	۱۶	نزول	نزول قرآن
۱۴۵	۶	بقرہ	اپنے سے
″	۱۰	پیدا کیا	پہلے پیدا کیا
″	۱۹	ہیرودس	ہیرودیس
۱۴۷	۱۷	صموئیل	صموئیل
″	۲۱	انجیل مگر کو میرے کہ	انجیل مگر کو میرے کہ
۱۵۶	۱۶	چڑہنا	سنائی دیتا ہے
۱۶۷	۱۲	انسانی لکانگ	اور ہے
″	۳	دکھانے	آخرت کا
۱۶۸	۳	خدا تعالے	روزی
۱۷۷	۱۵	نہ تو اس کی	بوجھ کر جو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۸	۹	وزن شقال	وزن مثقال
۱۷۹	۲	ہی	تھی
″	۲۵	اہوار	اہواز
۱۹۰	۱۰	کا رہنے والے کو	نیکی کا رہنے والون کو
۱۹۱	۴	بینگ کا مدعا چاہتا ہے	بینگ کا مدعا چاہتا ہے
″	۱۲	نہ اور کوئی	نہ اور کو
″	۲۰	نہ آسمانی	آسمانی
۱۹۵	۲	خدا نے انکو	خدا نے چاہا ہے
″	۸	اللہ نے	ہنسے
۲۱۰	۴	کیا ہم آپ	کیا ہم اپنی مانند
۲۱۱	۱۸	کرتا ہے	کرنا چاہیے
۲۱۲	۱۳	تکلف	تکلف
۲۱۴	۱۸	کے سا	جیسا
۲۱۵	۲۲	کردار دون	بدکردارون
۲۱۶	۲۴	رب غفرلنا	بنا آمنا فاغفرلنا
۲۲۷	۱۱	جو آنکے	جوآن کے
۲۲۸	۱۳	نور کی	نور کو
۲۳۱	۲	اپنے پاس	اسکے پاس
۲۳۲	۲۵	کھاتے	کھاتے ہین
۲۳۳	۲	دلیل ہے	دلیل ہین
۲۳۹	۱۵	ہمارا معبود	ہمارے معبود
۲۴۰	۱۳	طرف ہی	طرف
″	۱۷	بناتے	بناتے ہین
۲۴۷	۱۸	سزای لازم	سزای لازم
۲۴۸	۲۵	حمان	رحمان
۲۵۰	۱۰	کہا	کیا
۲۵۳	۱۲	کہا گیا	کہا جاوے
۲۵۷	۴	چیرون نین	چندون مین
۲۵۸	۸	اکرون	اوردن
۲۶۴	۸	مسکر اکر ہنس پڑا	مسکرا کر ہنس پڑا
۲۶۷	۲۰	بادشاہ ملک	بادشاہ
۲۶۸	۷	مین	مین ہے
″	۲۴	مین	ہے
۲۷۹	۱۷	کامل	کامل
۲۷۰	۲۱	دودریا مین	دودریا

سورہ حجر مکہ میں نازل ہوئی ۹۹ آیات ۶ رکوع ہیں

المجلد الخامس

اسمیں ننانوے آیات چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ

یہ میں آیتیں کتاب اور کھلو قرآن کی کبھی شکر حسرت کرینگے کہ کاش ہم مسلمان ہوتے انکو چھوڑ کہ کھالیں اور برت لیں اور انکو

الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا

آرزو بہلائی رکھے پھر آئندہ معلوم کرلینگے اور ہمنے ایسی کوئی بستی ہلاک نہیں کی کہ جسکے لئے وقت مقرر نہ لکھا گیا ہوتا کوئی قوم نہ اپنے وقت سے جلدی کرسکتے ہی اور نہ

يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ

دیر اور کہدیا اے وہ شخص کہ جسپر نصیحت نازل کی گئی تو ضرور دیوانہ ہے ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لے آتا اگر تو

الصّٰدِقِيْنَ ۝ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝

سچا ہے ہم فرشتے تو بات پوری کرکے ہی بھیجا کرتے ہیں اور جب تم انہیں مہلت بھی نہ دیجائیگی

رب بالتخفیف والتشدید وضم الراء وفتحها وتاکانۃ اربع ویکون ان یکون ربما (ترکیب) نکرۃ موصوفۃ ای رب شیء یودہ الذین ورب حرف جر لاالعمل فیہ بعدہ والعامل محذوف تقدیرہ رب کافر یود الاسلام (تفسیر) الاولہا جملہ لغت ہے قریہ کی لوما بمعنی ہلا یہ سورہ بھی مکہ میں نازل ہوئی اسمیں حجر کے رہنے والوں کی ہلاکت زیادہ تر عبرتناک بات ہے یعنی قوم ثمود کا حال اور حجر شام اور مدینہ کے درمیان ایک وادی ہے الرسی بیس تک قرآن کا منجانب اللہ ہونا بیان کرکے دنیا کی لذات شہوات میں مبتلا ہونیوالے کفار کا انجام کار بیان فرماتا ہے کہ ربما یود کہ قیامت کو دنیا بوقت مرگ یہ لوگ خواہش کرینگے کہ کاش ہم ایمان لائے ہوتے۔ رب کے معنی بعض کہتے ہیں بہت کے ہیں جسپر حسرت کرینگے اور بعض کہتے ہیں کم کے ہیں مگر مراد یہاں بہت ہے عرب کی عادت ہے کہ کبھی کثیر الوجود چیز کو یقین دلانیکے لئے بلفظ قلیل ذکر کرتے ہیں جیسا کہ کہیں شخص کی نسبت جس سے بہت وقت ملکر آخر اوقات یا کبھی تنہا ستوقع ہو کہتے ہیں کہ کبھی تو ہمیں یاد کروگے چونکہ انسان کی عمر بے بنیاد ہی اجل ہر دم کدال گاڑی کی طرح دوڑی چلی آرہی ہے لیکن اسکو معلوم نہیں کہ کب آویگی اسلیئے بھولا ہوا ہے اسلیئے دنیا کے عیش و آرام اور ناز و نعمت میں ایسا غرق ہے کہ جہاں جاتا ہی وہانکی خبر ہی نہیں لیتا دنیا کا حاصل کرنا ہی مقصود سمجھا جاتا ہے اور جو خدا کے ہادی اسکو دا سخلد کی رہنمائی کرتے ہیں تو انپر نشہ میں کبھی انہیں دیوانہ بتلاتا ہی کبھی اور اور حجتیں کرتا ہی چنانچہ مکہ کے کافر حضرت صلعم سے یوں ہی پیش آتے تھے اسلیئے دہم سے تیرہ تک اسی مسئلہ کو بیان فرماتا ہی کہ اے نبی ان دنیا چندروزہ میں ہی انکا حصہ ہے سو انکو انہیں مبتلا رہنے دے چند روز کھالیں پی لیں اور انکی تمنائیں اور دل کی لمبی چوڑی امیدیں کریں گے اور یوں ہوگا انکو غفلت میں ڈالے رکھیں اجل قریب ہے ابھی معلوم کرلینگے مگر اجل کا یا اسی ناپاک قوم کی بربادی کا قضا و قدر نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہی انسان انہیں امیدوں اور آرزوؤں کا پورا ہونیکو دھیان میں ہوتا ہے کہ یکایک موت آلیتی ہے اسکی سیکڑوں آرزوئیں اسکے کفن میں لپٹی ہوئی ساتھ جاتی ہیں ؎ حسرت لے اسکی سر پٹکتی ہیں ۞ مرگ غریب کیا کیا تونے ۞ انک لمجنون یہ وہ پہلا شبہہ ہے نبی کی نسبت جو جواب دینے کے قابل نہیں لوما تاتینا یہ نبوت کی نسبت کفار دنیا کا سرشار کا دوسرا شبہہ ہے جسکا جواب دیتا ہے کہ فرشتے تو عذاب لیکر آتے ہیں اگر وہ آئے تو تمہیں مہلت نہ دینگے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ

ہمنے ہی قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکے نگہبان ہیں اور تجھسے پیشتر ہم پہلی قوموں میں بھی رسول بھیج چکے ہیں اور وہ تو جب کوئی رسول

إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ

انکے پاس آیا اس سے مسخری کرتے رہے اسیطرح ہے جھٹلانے کے دلوں میں کفر کنہگاروں کے اسپر ایمان نہ لاوینگے اور قدیم دستور چلا آیا ہے

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ۝ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ۝

اور اگر ہم انپر آسمان کا کوئی دروازہ کھولدیں پھر وہ اسمیں چڑھنے لگیں تو یہی کہینگے کہ ہماری بینائی بند کر دی گئی ہے بلکہ ہمپر جادو کیا گیا ہے

ترکیب

نحن مبتدا نزلنا خبر جملہ انا کی خبر یا نحن انا کی تاکید۔ کذلک اے الامر کذلک۔ السلک ایک چیز کا دوسری میں داخل کرنا اور ممکن ہے کہ صفت ہو مصدر محذوف کی اے سلوکا مثل ستہزار اے ستہزارا۔ والضمیر للاستہزار اے کشل او عائد الی التکذیب فی قلوب او لنک نسلکہ اے ندخل الاستہزار فی قلوب المجرمین اے کفار کۃ۔

تفسیر

کفار نے رسول صلعم کو دیوانہ کہا تھا جس سے اُنکا یہہ مطلب تھا کہ جو کچھ رسول ہمکو سناتا ہے وہ کلام الٰہی نہیں دیوانوں کی بڑ اور بکواس ہے {اور کفار جو انبیاء علیہم السلام کی نسبت ایسی باتیں کہا کرتے تھے اُنکی چند سبب تھے اوّل یہہ رسول شہوات ولذات باطلہ کے ترک اور عبادت نیک وی کی تاکید کرتے تھے یہہ بات انپر شاق گزرتی تھی دوم رسوم وعادات باطلہ کا ترک کرنا جو پشت در پشت انہیں مروج ہونیکی وجہ سے ایک امر مباح قرار پاگیا تھا اور بھی ناگوار معلوم ہوتا تھا اور اب بھی لوگوں کا رسوم وعادات خلاف شرع ترک کرنے میں یہی حال ہے سوم انبیاءؑ فقیر ہوتے تھے نہ انکے پاس مال وجاہ تھا نہ اعوان وانصار اسلئے رؤسا رپر ایسے لوگوں کا مطیع ہونا شاق گزرتا تھا چہارم انکا گمراہ ازلی ہونا بڑا سبب تھا} اسکے جواب میں فرماتا ہے انا نحن الخ کہ ذکر یعنی قرآن ہمارا ہی نازل کیا ہوا ہے اور ہمیں اسکے محافظ ہیں اس پیشین گوئی کے مطابق آج تیرہ سو برس ہونیکو آئے قرآن یہا محفوظ ہے کہ مشرق سے مغرب تک سب مسلمانوں کی زبان پر یکساں ہے ایک لفظ یا زیر وزبر کا بھی فرق نہیں آنحضرت صلعم کے عہد سے لیکر

اب تک بلکہ قیامت تک حفاظ اور قرا اور علما کی جماعتیں اسکی محافظت پر کمر بستہ ہیں یہہ قرآن کا بڑا معجزہ ہوا امام رازی فرماتے ہیں وعلم انہ متفق علیہ بین المسلمین من المشارق الی المغارب لم یتغیر منہ حرف ولا نقطۃ ولا شکل ہذا ما یحفظ بہ ہذا الکتاب الاوقد حفظہ اللہ من التحریف والتغییر شیعہ میں جو متعصب ہیں اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن میں سے عثمان نے فلاں فلاں سورتیں کم کر دیں اس آیت اور دیگر آیات سے مردود ہیں وہ بھی شیع الاولین میں داخل ہیں جنہوں نے رسولوں کا انکار کیا۔

ولقد ارسلنا فرماتا ہے کہ انکا ایسی باتیں کرنا کوئی نئی بات نہیں بلکہ تجھسے پیشتر اے محمد صلعم پہلی قوموں میں بھی ہمنے رسول بھیجے تھے انکا بھی یہی حال ہا کہ جو رسول آیا اسکو جھٹلاتے رہے اسیطرح ان کفار کے دلوں میں قضا وقدر نے یہہ انکار وتکذیب ڈالدیا ہے جسکی وجہ سے وہ قرآن پر ایمان نہیں لاتے وقد خلت سنۃ الاولین اور پہلوں کے ساتھ جو کچھ اللہ کا دستور تھا کہ اخیر وہ انکو ہلاک کرتا آیا ہے وہ بھی چلا آتا ہے ولو فتحنا الخ یعنی وہ کہتے ہیں کہ معجزہ کے طور فرشتے کیوں نہیں آتے فرشتے تو کیا اگر ہم انکے لئے آسمان کے دروازے کھولدیتے اور سیڑھی لگا دیتے کہ جس پر چڑھکر وہ انکے حالات دیکھ آتے (یا یہہ کہ آسمان کے دروازوں سے فرشتوں کو چڑھتے اُترتے دیکھتے) تو بھی یہی کہدیتے کہ یہہ نظر بندی ہے اور جادو۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ۝ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ۝ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ

اور البتہ بنائے آسمان میں برج بنائے اور اسکو دیکھنے والوں کے لئے زینت بنایا اور نگہ رکھی ہر شیطان مردود سے مگر جو کوئی چوری سے سن گیا تو

فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ ۝ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ ۝ وَجَعَلْنَا لَكُمْ

اسکے پیچھے دہکتا ہوا انگارا پڑا اور بچھونا زمین کو پھیلایا اور رکھ دیے اس پر بوجھ ڈالدے اور اگائی اس میں ہر چیز اندازہ سے اگائی اور ہم نے تمہارے

فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ ۝ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ ۝ وَأَرْسَلْنَا

لئے روزی رکھی اور انکے لئے بھی کہ تمکے تم روزی دینے والے نہیں ہو اور ایسی کوئی چیز نہیں کہ جسکے خزانے ہمارے پاس نہیں اور ہم اسکو ایک اندازہ معین پر نازل کرتے ہیں اور ہم نے

الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ

بھرنے والی ہوائیں چلائیں پھر آسمان سے پانی اتارا پھر وہ تمہیں پلایا حالانکہ تمہارے ہاتھ اسکے خزانے نہیں اور ہمیں تو زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی خبر رکھتے ہیں

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝

اور بیشک معلوم ہیں تم میں سے اگلے اور پچھلے تیرا رب انکو جمع کریگا وہ حکمت والا خبردار ہے

ع ۲ ۱۰ ۲

ترکیب

الا من منصوب ہے استثنا منقطع ہونیکی وجہ سے اور جر بھی ہو سکتا ہے من استرق سے بدل ہو کر اور رفع بھی ہو سکتا ہے مبتدأ ہو کر و الجر فاتبعہ و جاز دخول الفاء لتضمن المبتدأ معنی الشرط۔ والارض منصوب ہی مدونا محذوف سے۔ ومن لستم منصوب ہے جعلنا سے والمراد بمن لہ العبید والبہائم فانہا مخلوقۃ لنا فعنا اور مجرور بھی ہو سکتا ہے لکم و لمن لستم۔

تفسیر

قرآن مجید کی عادت ہے کہ ایک مقصد کے بعد دوسرے مطلب کو بیان فرمایا کرتا ہے تاکہ سننے والے کے دل پر بار نہ معلوم ہو جبکہ مسئلہ نبوت تیار کلام کر چکا تو مسئلہ توحید کو شروع کرتا ہے جسپر کہ اثبات نبوت موقوف ہے اور نیز توحید کے متعلق ایسا کلام کرنا گویا نبوت نبی کو اسکے اثر سے مشاہدہ کرا دینا ہے کہ جسکے منہ سے ایسی بات الہامی اور روح کو تازہ کرنیوالی نکلی۔

ولقد جعلنا الخ توحید کے ثبوت میں دلائل سماویہ سے پہلا **اول دلیل** ہے کہ ہمنے آسمان میں برج بنائے اور آسمان کو ستاروں سے مزین کیا اور شیاطین سے اسکو محفوظ رکھا کہ کوئی شیطان وہاں تک جا نہیں سکتا اور جو کوئی چوری کے طور وہاں آسمانی بات سننے کو جا بھی پہنچا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے تو شہاب مبین یا شہاب ثاقب یعنی آگ کا شعلہ جسکو ستارہ ٹوٹا کہتے ہیں اسکے پیچھے دوڑتا ہے۔ رجیم رجم سے مشتق ہے جسکے معنی پتھراؤ کرنا یعنی پتھر پھینک پھینک مارنا۔ گالی گلوچ اور بہتان لگانیکو بھی اسی لئے رجم کہتے ہیں کہ گویا یہ وہ باتوں کے پتھر مارے جاتے ہیں۔ منہ قولہ لا جرم تک اور اسی مناسبت سے تخمینی اور بے تکی بات کو بھی رجم کہتے ہیں منہ قولہ رجما بالغیب گویا شیاطین پر آسمانی شعلوں کے پتھر مارے جاتے ہیں۔

مقدمۂ تفسیر میں بیان ہو چکا ہے کہ شیاطین کو لطافت مادہ کی وجہ سے ملائکہ کی باتیں سننے اور انکے دیکھنے اور اوپر نیچے چڑھنے کی قدرت عطا کی گئی ہے + بروج برج کی جمع ہے اسطرح ایک جگہ قرآن میں آیا ہے تبارک الذی جعل فی السماء بروجا اور ایک جگہ ہے ولسماء ذات البروج اس سے یہ مراد نہیں کہ جسطرح اینٹ پتھروں کی گول گول عمارت قلعوں کی دیوار وں اور دیگر جگہ ہوتی ہے اسطرح آسمان پر برج بنے ہوئے ہیں۔

بلکہ یہ مراد کہ سہان میں مختلف ستاروں کے نمودار ہونے سے خربزے کی پھانکوں کی طرح سہان کے بارہ حصے یا نکرے جدا جدا معلوم ہوتے ہیں اور انکے زبان عرب میں یہ نام مشہور ہیں حمل ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ میزان عقرب قوس جدی دلو حوت۔

جبکہ طبیعت فلکیہ ایک تھی اور اسی لئے حکماء کے نزدیک اسکی شکل کروی یعنی گول بنی تو پھر یہ بروج مختلف الطبائع اور سہان میں یہ گوناگوں چیزیں کسنے بنائیں انمیں کمی وبیشی کسنے کی اور ان اجزاء کو کسنے مرکب کیا؟ صرف ایک اللہ قادر مختار قوی قہار جبار نے۔ پھر اسنے نہ صرف ستاروں کو سہان کی زیب و زینت بنایا بلکہ وہاں کا انتظام لائق بھی کیا چوٹے شیطانوں کے لئے شہاب مبین کو کوتوال بنایا تو پھر کیا وہ انبیاء بھیجکر نظام بنی آدم نکرتا؟ اور نیز شیاطین کو تو عالم علوی کی طرف رسائی نہیں پھر اگر خدا کا الہام اور جبرئیل امین کی پیغام رسانی نہیں تو محمد صلعم کو عالم علوی کی باتیں کیونکر معلوم ہوگئیں؟ سبحان اللہ اس ایک جملہ سے کسقدر باتیں ثابت کردیں۔

والارض مددنٰہا یہ عالم سفلی کے حالات سے **دوسری دلیل** ہے۔ اول زمین کو پھیلانا باوجود کروی ہونے کے اسکا ایسا مسطح رکھنا کہ جسپر مخلوق بس سکے اسکی صنعت ہے۔ دوم القینا فیہا رواسی اور اسکی جمع راسیات اسکی جمع یعنی جمع الجمع رواسی ہے رواسی ٹھہرنے اور جمنے والی چیز جس سے مراد پہاڑ ہیں یہ مضمون بہت جگہ قرآن میں ہے منجملہ انکے وفی الارض رواسی ان تمید بکم ہے اور کبھی ان پہاڑوں کو اوتاد یعنی میخیں بھی فرمایا ہے۔ خواہ یوں کہو کہ زمین پیدا کرنے کے بعد جو بارشیں ہوئیں تو بلند قطعات میں ادھر اُدھر سے مٹی گر کے اونچے نیچے مختلف صورتوں کے ٹیلے جو رگیے تھے تجمد ہوکر پہاڑ بنگئے یا یوں کہو کہ بدو خلقت میں ساتھ ہی خدا نے پہاڑ بھی بنائے مگر ان کا زمین کے لئے میخ اور بار اور ٹھاؤ ہونا کلام تشبیہی ہے گویا فرش زمین پر یہ بھاری بھاری پتھر دھر دئے ہیں کہ ہلنے نہ پاوے۔ اسمیں بھی قدرت کاملہ کی بڑی نشانی ہے اور نیز پہاڑوں کے فوائد اور انکی معادن اور نباتات کے منافع بہ آواز بلند اپنے خالق یکتا کی توحید وصناعی پر گواہی دے رہے ہیں جنکی طرف وانبتنا فیہا من کل شیٔ موزون۔ میں اشارہ ہے۔ موزون سے مراد اندازہ کی ہوئی چیز یعنی زمین میں یا پہاڑوں میں یہ بے انتہا جڑی بوٹیاں اسکے اندازۂ علمی سے باہر نہیں۔ یا یہ مراد کہ وہ وزن رکھتی ہیں یعنی بیفائدہ اور عبث نہیں عمدہ اور قیمتی ہر چیز کو موزوں کہتے ہیں جیسا کہ کلام موزوں وجعلنا لکم فیہا معائش سوم نہ صرف بندوں کی معاش اور روزی زمین پر پیدا کی بلکہ من لستم لہ برازقین چارپائے اور تمہارے نوکر غلام بال بچے کہ جنکو اپنے زعم میں تم روزی دیتے ہو انکی روزی بھی اُسنے پیدا کی نہ تمنے۔ یا یہ معنی کہ جن چیزوں کے تم روزی رساں نہیں ہو جانور پالے تمہارے غلام وغیرہ انکو بھی خدا ہی نے تمہارے لئے پیدا کیا۔

وان من شیٔ یہاں سے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ عالم وجود میں جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں وہ بقدر حاجت مخلوق ظاہر کرتے ہیں یہ نہیں کہ وہ ہمارے ہاں اسیقدر تھا۔ بلکہ اُسکے خزانے ہمارے پاس ہیں یعنی ہمارے ہاں بے انتہا ہے۔ بارش وغیرہ سب کا یہی حال ہے وارسلنا الریاح لواقح یہ **تیسری دلیل** ہے کہ ابر اُٹھانیوالی ہواؤں کا چلانا اور مینہ برسانا اور بندوں کو نفع پہنچانا انہیکا کام ہے وانا لنحن نحیی ونمیت الخ یہ **چوتھی دلیل** ہے کہ باوجودیکہ اپنی بقا میں کوئی کوشش کیسی ہی کرے مگر ہم مارتے ہیں اور ہم ہی پیدا کرتے ہیں اسمیں کسیکو بھی دخل نہیں اور اگلے جو ہو چکے ہیں اور آئندہ جو ہونگے وہ سب ہمکو معلوم ہیں اور پھر ہم سب کو جمع کرلینگے یہ بھی ہمارا ہی کام ہے کیونکہ ہم حکیم اور علیم ہیں۔ اسمیں دار آخرت کا بھی کس عمدگی سے اثبات ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ

اور البتہ ہمنے انسان کو خشک مٹی سے جسمیں دیکر بنایا اور جن کو اس سے پہلے آگ کے شعلہ سے بنایا اور جب تیرے رب نے

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝

فرشتوں سے کہا کہ میں بشر بنانیوالا ہوں خشک مٹی خمیر دی ہوئی سے پھر میں جب اسکو ٹھیک بنالوں اور اسمیں اپنی روح پھونک دوں تو تم اسکے آگے سجدہ میں گر پڑنا

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ

پھر سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے وہ سجدہ کرنے والوں میں نہوا فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنیوالوں کے

السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَّاِنَّ

ساتھ نہوا کہا میں ایسا نہیں کہ ایسے بشر کو سجدہ کروں کہ جسکو تو نے خشک مٹی خمیر دی ہوئی سے بنایا فرمایا تو دور ہو یہاں سے بیشک تو پھٹکارا گیا ہے اور بیشک

عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝

تجھپر لعنت ہے قیامت تک کہا اے رب مجھے مہلت دے انکے بدن کے مٹی ہو جی اٹھیں فرمایا اللہ تجھے مہلت ہے وقت معلوم کے دن تک

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ

کہا اے رب جیسا کہ تو نے مجھے بدراہ کیا ہے میں بھی انہیں زمین پر رچھاؤنگا اور سبکو گمراہ کرونگا مگر انمیں سے تیرے خالص بندے فرمایا یہ راہ

عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِّكُلِّ

مجھتک سیدھی ہے میرے بندوں پر تیرا کچھ بس نہیں چلیگا مگر گمراہوں میں سے جو تیرا تابع ہوگا سرکشوں میں سے اور جہنم سب کا ٹھکانہ ہے جسکے سات دروازے ہیں ہر

ع ۱۹ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۝

دروازہ کے لئے انمیں سے ایک فرقہ بٹا ہوا ہے

ترکیب

من حما موضع جر میں صفت ہے صلصال کی باعادۂ جار۔ والجان منصوب ہے علی شرط التفسیر اتی آخر جملہ متعلقہ ہے قال کا فاذا شرط وفنفت عطف ہے سویتہ پر فقعوا جواب شرط ہیں اور فعوا امر ہے وقع تبع سے تمام جملہ حیز میں ہے قال کے الا ابلیس اگر منقطع کہا جاوے تو ابی ان اہم کے ساتھ متصل ہوگا اے ولکن اور اگر متصل مانا جاویگا تو جدا کلام ہوگا سائل کا جواب۔

تفسیر

یہ پانچویں دلیل ہے توحید پر پہلی آیات میں عام حیوانات کے پیدا کرنے سے توحید ثابت کی گئی تھی ان آیات میں انہاں دو جن کے پیدا کرنیکا ذکر کرکے اپنی توحید ثابت کرتا ہے۔ جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حوادث کا سلسلہ غیر متناہی نہیں ضرور اسکی ابتدا رہوتی ہے تو اب انسان کا سلسلہ کہ جسکی پیدائش کیلئے ازدواج کی ضرورت ہوتی ہے ضرور کسی ایک ایسے شخص سے ہوگا کہ جو ماں باپ سے پیدا نہوا ہو اور چونکہ انہاں زمین پر رہتا ہے محسوس ہوتا ہے اور ایک دوسرے سے ملاقی ہوتا اور جسم کثیف کہتا ہے اور اسی لئے اسکو بشر کہتے ہیں (التفسیر کبیر) نہ جنا کثیفا یباشر ویلاقی۔ تفسیر کبیر)

اسلئے ضرور ہوا کہ اسکا مادہ غالب خاک ہو ولقد خلقنا الانسان من صلصال کر خاک سے بغیر خمیر کیئے اور گارا بنائے سکا تبلا نہیں بن سکتا من حما مسنون لہذا اس سر سلسلہ کو جسکا نام آدم علیہ السلام ہے خاک سے گوندھ کر بنایا۔ اور پھر اُس پُتلے میں روح ڈالی اور فرشتوں سے سجدۂ تعظیمی کرایا۔ اگر غور کیا جاوے تو عاقل بہت جلد اقرار کر سکتا ہے کہ خاک اور پانی کا از خود جمع ہونا اور پھر اسمیں روح پڑنا از خود ممکن نہیں ضرور یہ کسی حکیم و علیم کا کام ہے۔

اور صرف آدمؑ ہی کو ہمنے قدرت کاملہ سے پیدا نہیں کیا بلکہ والجان خلقناہ من قبل من نار السموم اس سے سیکڑوں ہزاروں برس پیشتر جنات کے سر سلسلۂ جان کو آگ سے پیدا کر چکے ہیں۔

جان ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جان سب جنوں کے باپ کا نام ہے اور یہی قول اکثر مفسرین کا ہے اور یہی ٹھیک بھی معلوم ہوتا ہے گو بعض نے جان سے مراد ابلیس رکھا ہے۔ جان کے معنی لغت میں سانپ یعنی چھپنے والے کے ہیں کہتے ہیں جن الشی اذا ستره۔ چونکہ آدمؑ کے خلاف اسکا غالب مادہ آگ کا لطیف شعلہ ہے اسلئے یہ قوم محسوس نہیں ہوتی ہر ایک کو دکھلائی نہیں دیتی اور اسی لئے اس قوم کو جن اور انکے باپ کو جان کہتے ہیں۔

خدا تعالیٰ لطیف و خبیر نے اول ملائکہ کو بنایا انکے بعد جن کی قوم کو جنکا مادہ ملائکہ سے ذرا قریب تر تھا پھر انسان کو جسکا مادہ کثیف ہے۔ ترتیب وار چلا یہ معلوم نہیں کہ دیگر حیوانات گدھا گھوڑا گائے بھینس وغیرہ کب بنائے آدمؑ سے پہلے یا پیچھے لیکن اسمیں تو کوئی بھی شبہ نہیں کہ ان انواع کا بھی ایک ایک سر سلسلہ ہے جس سے یہ انواع پہلے ہونگے۔ اس آیت سے یہ بات تو صاف صاف معلوم ہو گئی کہ قوم جن انسان کے غیر ہے اور اس سے پہلے بنی ہے اور اسکا مادہ بھی انسان کے مادہ سے غیر ہے پھر جو مسلمان کہلا کر غیر محسوس ہونیکی وجہ سے بہ تقلید فلاسفہ قوم جن کا انکار کرتا ہے اور توجیہ باطل کر کے ان کو انسانوں کے زمرے میں ملاتا ہے محض جاہل ہے۔

ان جنوں کا سر سلسلہ جان نبی تھا یا نہیں قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں قوم میں جو کافر سرکش ہیں جنکا پہلا پیشوا ابلیس ہے ان کو شیاطین کہتے ہیں۔ قوم جن کی کیفیت کسیقدر ہم مقدمۂ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔ اور یہ بحث کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین پر کس جگہہ بنائے گئے تھے سورۂ بقرہ کی تفسیر میں آچکی ہے۔

ہر چند آدمؑ خاک سے بنایا گیا مگر اسمیں وہ سر حکمت رکھے تھے کہ جنکی نہ فرشتوں کو نہ ابلیس کو خبر تھی اسلئے اسکے پیدا ہونیسے پیشتر ملائکہ کو خبر کر دی اور حکم دیدیا کہ جب وہ بن کے تیار ہو تو سب کے سب اسکے آگے جھک جانا تعظیم کے لئے فرشتوں نے تو ایسا ہی کیا مگر ابلیس نے اسکے مادۂ خاکی پر لحاظ کر کے اسکو کمتر اور اپنے تئیں اچھا سمجھا اور تکبر کی راہ سے حکم الٰہی نہ بجا لایا اسکی سزا میں نکالا گیا اور بنی آدم کے بہکانیکا بیڑا اُٹھایا اسلئے حشر تک زندہ رہنے کی دعا کی مگر وہاں سے وقت معین یعنی صور پھونکنے تک کی منظوری ہوئی موت سے چارہ نہوا اور فرمادیا کہ میرے خالص بندوں پر تیرا بس نہ چلیگا اور جو تیرے کہنے میں آئے گا جہنم میں جائے گا جسکے سات دروازے یا طبقے ہیں یعنی جہنم بھی بڑی لمبی چوڑی تیار کر رکھی ہے۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝

پرہیزگار باغوں اور چشموں میں رہینگے (کہا جائیگا) ان باغوں میں جاؤ سلامتی اور امن سے اور جو کچھ انکے دلوں میں غش ہوگی اسکو دور کر دینگے تختوں پر آمنے سامنے بھائی بھائی بنے بیٹھے ہونگے

لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ۝ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ۝ وَنَبِّئْهُمْ

انکو وہاں نہ کچھ رنج پہنچیگا نہ وہ انسے نکالے جائینگے میرے بندوں کو جتلا دو کہ میں بڑا مغفرت کرنیوالا رحم کرنیوالا ہوں۔ اور یہ بھی کہ میرا عذاب بھی سخت ہے۔ اور ابراہیم کے

عَن ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ إِنَّا مِنكُمْ وَجِلُونَ ۝ قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ۝ قَالَ

مہمانوں کا حال بھی بتا جبکہ وہ انکے پاس گئے پھر سلام کیا ابراہیم نے کہا ہمکو تمسے خوف معلوم ہوتا ہے۔ بولے نہ ڈر ہم تجھے مژدہ دیتے ہیں ایک لائق فرزند کا کہا

أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَىٰ أَن مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ۝ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُن مِّنَ الْقَانِطِينَ ۝ قَالَ وَمَن يَقْنَطُ مِن رَّحْمَةِ رَبِّهِ

کیا مجھے ایسے بڑھاپے میں مژدہ دیتے ہو سو اب کاہے کا مژدہ دیتے ہو۔ بولے ہم تجھے صحیح مژدہ دیتے ہیں پھر تو ناامید نہو۔ کہا ناامید تو اپنے رب کی رحمت سے

إِلَّا الضَّالُّونَ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ۝ إِلَّا آلَ لُوطٍ ۖ إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ۝

گمراہی کیا کرتے ہیں۔ کہا اے بیغامبرو تمہارا کیا قصد ہے کہا ہم ایک نافرمان قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں مگر لوط کا کنبہ کہ ہم اُن سب کو بچا لینگے

إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا ۙ إِنَّهَا لَمِنَ الْغَابِرِينَ ۝

بجز اُنکی بیوی کے کہ ہمنے ٹھان لیا ہے وہ پیچھے رہجانیوالوں میں ہے

ترکیب

بسلام حال ہے فاعل ادخلوا سے ای سالمین او سلما علیہم۔ اخوانا حال ہے ہم سے علی سرر بھی حال ہے اور متقابلین بھی۔ علی ان ضمیر حال میں ہے ای بشرتمونی کبیرا۔ تبشرون کے نون کو کسر پڑھا ہے نون وقایہ ہے۔

تفسیر

توحید ثابت کرتے کرتے اسکے ضمن میں دار آخرت کا بھی ذکر آگیا اور وہاں گناہگاروں کے لئے جہنم میں جانا بھی مذکور ہوا تو اسکے بعد نیک لوگوں کا حال اور انجام کا بیان کرنا کڑیاں کو تمام کر دینا ہے۔

فرماتا ہے کہ متقین یعنی شرک و کفر سے بچنے والے یا یہود و نصاریٰ سے بھی حتی المقدور بازرہنے والوں کو باغ اور انہیں نہر رواں ملینگے اور فرشتے انکو استقبال کر کے کہینگے ان باغوں اور چشموں میں سلامتی اور امن سے داخل ہو۔ یا سلام علیکم کہینگے۔ اور بہشتیوں کے دلوں میں باہمی کدورت اور رنج نہوگا دنیاوی رنجشیں دل سے نکالدی جاوینگی بھائی بھائی بنے ہوئے سونے کے تختوں پر آمنے سامنے کیہ لگائے بیٹھے ہونگے کسیکو کوئی بیماری وغیرہ کی تکلیف نہوگی نہ وہانسے نکالینگے۔ اسلئے فرماتا ہے کہ بندوں کو کھدو کہ میں غفور رحیم ہوں فرمانبرداروں کو جنت دونگا اور میرا عذاب بھی سخت ہے۔

توحید اور دار آخرت کا ذکر کر کے انبیاء سابقین اور انکی قوموں کے قصے عبرتناک شروع کرتا ہے تاکہ ناظرین کو عبرت اور نصیحت ہو۔ یہاں چند قصے اول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اور اسکے ضمن میں لوط علیہ السلام کی قوم پر ہلاکت آنیکا ذکر کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک خیمہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انکے پاس چند مسافر آئے مہمانی کے طور پر حضرت انکے لئے تلا ہوا بچھڑا کھانے کو لائے وہ درصل فرشتے تھے کھانے سے انہوں نے ہاتھ روکا ابراہیم سمجھے کہ یہ دشمن ہیں کیونکہ اُس عہد میں شمن اپنے دشمن کے گھر کھانا نہیں کھاتا تھا یہی علامت عداوت تھی کہنے لگے مجھے تمسے خوف معلوم ہوتا ہے فرشتوں نے ابراہیم کی تسلی کی اور حضرت اسحاق کے پیدا ہونے کی بشارت دی اور لوط کی قوم کے ہلاک کرنیکا قصد بیان کیا جھیل شور کے کنارے قوم لوط کی کئی بستیاں تھیں جنہیں اغلم کی عادت تھی۔

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ۨ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا

پھر جب لوط کے گھر فرشتے پہنچے تو کہا کہ تم اجنبی لوگ ہو وہ بولے بلکہ ہم تیرے پاس وہ چیز لائے ہیں جس میں شک کرتے ہیں اور ہم تیرے پاس مقرر حق لائے ہیں اور ہم

لَصٰدِقُوْنَ ۝ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ۝ وَقَضَيْنَآ

سچے ہیں پس تو اپنے لوگوں کو کچھ رات سے لے نکل اور تو انکے پیچھے ہولے اور تم میں سے کوئی مڑکر نہ دیکھے اور چلے جاؤ جہاں کا حکم کیا جاتا ہے اور ہم نے لوط کو یہ حکم

اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ

بھیجا کہ صبح ہوتے ہوتے ان لوگوں کی جڑ کٹ چکے گی اور شہر والے خوشی خوشی آئے لوط نے کہا یہ میرے مہمان ہیں مجھے رسوا نہ کرو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ۝ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ

اور اللہ سے ڈرو اور مجھے بے آبرو نہ کرو کہنے لگے کیا ہم تجھ کو جہان بھر کی جانبداری سے منع نہیں کرتے رہے کہا یہ میری بیٹیاں موجود ہیں اگر تمہیں کرنا ہے (اے محمد) تیری جان کی قسم گمراہی میں اپنے نشہ میں

يَعْمَهُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ۝ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

اندھے ہو رہے تھے۔ پھر قدرت نے سورج نکلتے ہی انکو ہولناک آواز نے آلیا۔ پھر جنے ان بستیوں کو الٹ دیا اور انپر کنکر کے پتھر برسائے البتہ اس میں عبرت کرنیوالوں کو

لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ۝ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

بڑی نشانیاں ہیں اور وہ بستیاں سیدھے رستے پر واقع ہیں ہمیں ایمانداروں کے لئے نشانیاں ہیں

ترکیب

ہٰؤُلَاءِ مبتدا بناتی خبر یعمھون حال ہے ضمیر سکرتھم سے۔ والعامل السکرۃ او معنی الاضافۃ مشرقین وقت شروق الشمس حال ہے۔

تفسیر

پھر جب کہ فرشتے لوط کے گھر پہنچے تو لوط نے انکو امرد شکلوں میں دیکھکر اور اپنی قوم کی بدعادت پر خیال کرکے اُن کا آنا مکروہ سمجھا چونکہ مہمان تھے گھر لے گئے فرشتوں نے لوط سے بیان کردیا کہ ہم اس قوم ناپاک کی ہلاکت کے لئے آئے ہیں صبح ہوتے ہوتے یہ غارت ہوچکیں گے تو اپنے خاندان کو لیکر بڑے سویرے چلدے اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑکر بھی نہ دیکھے۔ انکی خبر بستی میں پہنچی پھر کیا تھا بدمعاش شہوت پرستوں نے آکر لوط علیہ السلام کا گھیر لیا اس ارادے سے کہ ان لوگوں سے بدفعلی کریں۔ لوط نے کہا یہ میرے مہمان ہیں انکی بےعزتی میری بےعزتی ہے خدا سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو قوم نے کہا تجھے منع کردیا ہے کہ تو دنیا بھر کی حمایت کیا کر یہ تیرے کون ہیں جو تو انکی حمایت کرتا ہے؟ لوط نے پھر کہا خیر اگر تمہیں یہی مقصود ہے تو میری یہ بیٹیاں[1] موجود ہیں انسے نکاح کرلو۔ خدا تعالےٰ حضرت سے خطاب کے فرماتا ہے کہ تیری عمر کی قسم وہ اپنی مستی میں اندھے ہو رہے تھے۔

حقیقت میں جس قوم پر ادبار الٰہی نازل ہونیکو ہوتا ہے تو اُن بدفعلی میں ایسے اندھے ہوجاتے ہیں کہ کسی کی نہیں سنتے۔ آج کل امراء اسلام کی عجب حالت فسوس ناک ہے شراب خواری وعیاشی وکاہلی بدفعلی وفضولی میں انتظام دنیوی ملک کا بندوبست بیدار مغزی ہر کام میں ہوشیاری تو درکنار لفظ مذہب سے بھی ایسے غافل کہ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ انکا مذہب کیا ہے؟ نہ اسلامیوں کی سی صورت نہ سیرت نہ کسی اسلامی فریضے کے پابند۔ اسپر بیدین ملحدوں کی صحبت جو اسلام کی پابندی کو بربادی کا ذریعہ بتلاتے ہیں۔

وانہا بسبیل یعنی وہ کاؤں اُٹھی ہوئے قریش کو جبکہ ملک شام میں تجارت کے لئے جاتے ہیں تو سیدھے رستہ پر ملتی ہیں ان خرابات کے آثار موجود ہیں پھر کیوں عبرت نہیں کرتے؟

[1] قوم کی بیٹیوں کی طرف شارہ تھا کیونکہ نبی قوم کا باپ ہوتا ہے نبی کی بیٹیاں انکی بیٹیاں ہیں مطلب یہ کہ اس کام کے لئے قوم میں لڑکیں کیا کم ہیں انسے نکاح کرو۔ ۱۲ منہ

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا ع ۱۹

اور ایکہ کے لوگ بھی بدکار تھے پس انسے بدلے انتقام لیا اور وہ دونو شہر کشادہ رستہ پر واقع ہیں اور لیتہ حجر کے لوگوں نے رسولوں کو جھٹلایا تھا - اور ہمنے انکو اپنی نشانیاں

فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۝ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

دی تھیں پھر وہ انسے منہ موڑ گئے اور وہ پہاڑوں میں خاطر جمع سے گھر تراشتے تھے پھر انکو صبح ہوتے آواز نے آلیا پھر انکے کچھ کام نہ آیا جو وہ کیا کرتے تھے

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ ۭ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ ربع

اور ہمنے آسمانوں اور زمین کو اور انکے اندر کی چیزوں کو بیہودہ نہیں بنایا - اور قیامت آنیوالی ہے پس تو بخوبی درگزر کر بیشک تیرا رب پیدا کرنیوالا جاننے والا ہے

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ

ہمنے تجھ سات آیتیں دہرائی (یعنی) اور قرآن عظمت والا دیا - تو ان فہام افہام کی چیزوں کی طرف جنہیں انکو برتنیکیلئے دی ہیں اپنی آنکھیں نہ پھاڑ اور نہ انپر رنج کر اور

جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقُلْ اِنِّىْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ۝ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ

ایماندروں کے لئے جھکا جا - اور کہدے میں کھلم کھلا ڈرانیوالا ہوں - جسطرح کہ تقسیم کرنیوالوں (یعنے عذاب نازل کیا وہ جنہوں نے کہ قرآن کو متفرق کردیا - تیرے رب کی قسم ہم ان سب سے

اَجْمَعِيْنَ ۝ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

پرسش کرینگے کہ وہ کیا کیا کرتے تھے پھر جسکا تجھے حکم ہے وہ کھول کر کہدے اور شرکوں سے کھنچا رہ - ہم کافی ہیں تیری طرف سے ٹھٹھا کرنیوالوں کو انکو جو اللہ کے ساتھ دوسرا خدا اتھہ

اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ ع ۱۰

کرتے ہیں پس وہ ابھی معلوم کرینگے - اور ہم جانتے ہیں کہ تیرا دل گھٹتا ہے انکی باتوں سے پس تو اپنے رب کی خوبیاں یاد کرا اور سجدہ کرنیوالوں میں سے ہو - اور اپنے رب کی عبادت کر یقین آنیتک

ترکیب

کما انزلنا کاف مشبع نصب میں ہے انتصب سے مصدر محذوف کی ہی نعت آنیتک سبعاً من المثانی اتینا رنا کما انزلنا لان اتینا کے معنی انزلنا - وقیل ہو وصف لمفعول المنذر اتیم مقامہ ای مثل العذاب الذی انزلنا علیہم عضین جزا جمع عضۃ وہی الفرقۃ - بما تؤمر امصدریہ ہے تو حذف نہیں اور جو بمعنی الذی ہے تو عائد محذوف -

تفسیر

وان کان یہ تمہید قصہ اصحاب الایکہ کا ہے یکہ درختے بن کو کہتے ہیں - یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہے جو مدین شہر میں بستی تھی اور انہیں کو اصحاب الایکہ یعنی بن والے بھی کہتے ہیں اس سبب سے کہ انکی بستی بن کے پاس جھنڈ تھے مدین قوم کے مشرقی کنارہ کی طرف عرب کے گوشہ مغرب شمال میں آباد تھا وانکی لوگ بڑے بدکار تھے حضرت شعیب علیہ السلام کا کہنا نہیں مانتے تھے تب اللہ نے اس قوم بد سے انتقام لیا پہلے زلزلہ کی ہیبتناک آواز محسوس ہوئی اور زمین سے مادۂ آتشیں اور گرم بخارات نکلکر دھواں سا ابر کی طرح نمودار ہوا اسی لئے انکی ہلاکت کے دن کو یوم الظلہ کہتے تھے - ان حادثہ میں وہ قوم مینست و نابود ہوگئی یہ قصہ بھی عرب میں مشہور و معروف تھا - وانہما یعنی سدوم وغیرہ لوط کی بستیاں جو شام کے جنوبی حصہ میں جہیل مردار پر واقع تھے - اور شعیب کی بستی مدین - بعض کہتے ہیں انہما سے مراد مدین اور ایکہ جو اسی کے پاس ایک دوسری بستی تھی انکو لوگ بھی قوم حضرت شعیب میں تھے اور وہ بھی بدکاری میں مدین والوں کے مانند تھے اسی حادثہ میں ساتھ ہی وہ بھی ہلاک ہوئے - یعنی یہ دونو مقام عبرت خیز لبامام مبین کشادہ رستہ پر واقع ہیں آتے جاتے میں قریش مکہ وہانکی آثار باقیہ دیکھتے ہیں عبرت - عبرت !!

تیسرا قصہ

ولقد کذب اصحاب الحجر یہ چوتھا قصہ اصحاب حجر کا ہے یعنی حجر کے رہنے والوں کا حجر اُس وادی کو کہتے ہیں جو عرب و شام کے درمیان واقع ہے یعنی قوم ثمود صالح پیغمبر علیہ السلام کی اُمت - یہ قوم بھی بدکار تھی اطمینان سے پہاڑوں میں گھر تراشتے تھے - صالح علیہ السلام نے ناقہ کا معجزہ دکھایا اور نیز اور بہت سی آیات قدرت موجودہ ہیں کسی میں غور نہ کیا ہلاک ہوئے - اسکی تفصیل سورۂ اعراف میں دیکھو - گرچہ انہوں نے صرف ایک نبی صالح کو جھٹلایا مگر صالح وہی باتیں کہتے تھے جو اور انبیاء فرما گئے تھے اسلئے انہوں نے سب انبیاء کو جھٹلایا -

وما خلقنا السموات الی ہو الخلاق العلیم ان قصوں کو سنکر کہ کسے مشرک یہ خیال کرتے ہونگے (اور انکی منکر بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں) کہ پہلی قوموں کیلئے خدا تعالیٰ نشانیاں دکھلاتا تھا اب کیوں نہیں دکھلاتا اور پھر انکی سرکشی پر ہلاک کر دیتا تھا اب ایسا کیوں نہیں کرتا؟ اور پھر بہت ہمراہ کر کے پیغمبر علیہ السلام سے مسخری کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بس جو کچھ یہ ہمارے لئے سعادت و شقاوت ہے وہ اسی دنیا میں ہی قیامت کیسی اور دار آخرت کیسا؟ اور اچھا یوں ہے تو پھر دنیا میں سنکڑوں کو کیوں پیدا کرتا ہے اور کیوں انکو عیش و آرام دیتا ہے؟ ان چاروں باتوں کا جواب ان آیت کے ان چاروں جملہ میں کس لطف اور شان کبریائی کے ساتھ دیتا ہے وما خلقنا السموات والارض وما بینہما الا بالحق یہ پہلی بات کا جواب ہے کہ آسمانوں اور زمین اور انکی ہر چیز کو اور انکی تغیرات کو دیکھو کہ نہیں ہماری کسقدر نشانیاں ہیں ہر چیز کو ہنسے کس لطف کے ساتھ بنایا ہے؟ اب غور کرنیوالوں کی نزدیک انہی پر ٹھکرا کر کونسے معجزات آسکتے ہیں + وان الساعۃ لاتیۃ انہیں دوسری بات کا جواب ہے کہ اب قیامت بہت قریب آلگی ہے وہیں سزا جزا جلد ہو جاویگی اور پہلوں کو تمہارے لئے نظیر بنا دیا ہے اب قرب قیامت میں تم کسکے لئے نظیر ہوگے معاملہ قریب آلگا نہ اب عمریں ہیں وہ قومیں ہیں ویسا نہیں کیا جاتا - فاصفح الصفح الجمیل میں ایسے نادانوں حقارت سے اعراض کرنیکا حکم دیا انہیں تیسری بات کا جواب ہے وہو الخلاق العلیم میں چوتھی بات کا جواب ہے کہ انہیں جو کچھ حکمتیں ہیں انکو وہی علیم جانتا ہے -

ولقد اتیناک الی قولہ المبین ان جملوں میں انکی تیسری بات کا اور بھی رد کرتا ہے کہ وہ بہا بے دنیا و فانی پر فخر کر کے اے پیغمبر تجھسے کیا مسخری کرتے ہیں ہمنے تجھکو دولت سرمدیہ عطا کی ہے وہ کیا؟ سبعا من المثانی (المثانی تثنیۃ یا ثنار سے مشتق ہے) انہیں مختلف اقوال ہیں مگر جمہور کے نزدیک سورہ فاتحہ کی سات آیات مراد ہیں کہ جو نماز میں دُھرائی جاتی ہیں اور جنمیں خدا کی ثنا و صفت بھی ہے اور قرآن عظیم بھی عطا کیا جسکے مقابلہ میں اور کوئی دولت و نعمت نہیں - اسلئے لاتمدن انکی بہا بے دنیا اور انکے تجملات کی طرف اے پیغمبر (خطاب گو حضرت کی طرف ہے مگر مراد اہل ایمان ہیں) نظر بھی نہ ڈال اور وہ ہیں دنیا فانی پر غرور و تکبر کرتے ہیں تو ان نعمت عظمیٰ پر اے پیغمبر ایماندار وں کے لئے جھک جا نرمی و فروتنی کر (چنانچہ آپ ایسا ہی کرتے تھے) اور کھدے کہ میں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں تمپر بلا آنیوالی ہے -

کما انزلنا علی المقتسمین الذین جعلوا القرآن عضین ان آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں صاف یہ ہے کہ ہم باقی مخالفین پر اسیطرح سے بلا نازل کرینگے کہ جیسے ہمنے ان لوگوں پر کی تھی کہ جنہوں نے قرآن کو بانٹ کر حصہ کئے تھے - ہمیں بھی مفسرین کی طریق بیان کرتے ہیں مگر عمدہ یہ ہے کہ مشرکین مکہ میں سے چند شریر اور سرکش تھے کہ جنہوں نے ایام حج میں کہ مکے رستے بانٹ رکھتے تھے ہر ایک کو ایک رستے پر بٹھلا دیا تھا کہ جو لوگ اس راہ سے آئیں انکو کہدیجو کہ مکہ میں محمد جادوگر ہے ایسا ہے ایسا ہے انکی بات نہ ماننا اور انہیں نے تمسخر کی راہ سے قرآن کی سورتوں کے ناموں پر خیال کر کے اسکے حصے کئے تھے کوئی کہتا تھا کہ مقبرہ میں لونگا عنکبوت تجھے دیتا ہوں علیٰ ہذا القیاس یہ لوگ بُری موت مرے اور لوگوں کو متنبہ کرتا ہے اور پھر حضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ ان تمسخر کرنیوالوں کو تیری طرف سے ہم کافی ہیں سو وہ کافی ہوا -

سورہ نحل مکیہ ہی سمیں ایکسو اٹھائیس آیتیں سولہ رکوع ہین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ

آچکا امر الٰہی پس اسکی جلدی نکرو وہ پاک اور بری ہے اسکی شریک ٹھہرانے سے اپنی بندوں میں سے جسکے پاس چاہتا ہے فرشتوں کو وحی دیکر بھیجتا ہے کہ مطلع کردو کہ میرے سوا

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝

اور کوئی معبود نہیں پس مجھسے ڈرو آسمانوں اور زمین کو حکمت سے بنایا۔ پاک ہے اسکے شریک ٹھہرانے سے آدمی کو پانی کی بوند سے بنایا۔ پھر تو وہ یکایک کھلم کھلا جھگڑالو بن گیا

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ وَتَحْمِلُ

اور چارپایوں کو بنایا تمہارے لئے انمیں جاڑا دل ہے اور فائدہ بھی اور بعض کو انمیں سے تم کھاتے ہو۔ اور تمہارے لئے انمیں زینت ہوتی ہے جبکہ تم انکو شام کو پھیر لاتے ہو۔ اور جبکہ چرانے لیجاتے ہو۔ اور تمہارے بوجھ

اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ

اٹھاکر ان شہروں تک لیجاتے ہیں کہ جہاں تم بجز جان باری کے نہیں پہنچ سکتے تمہارا رب بڑا شفیق مہربان ہے۔ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے بنائے تمہاری سواری اور زیبائش کے لئے

وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

اور وہ چیزیں بناتا ہے جنہیں تم نہیں جانتے۔ اور اللہ تک پہنچنا ہی سیدھا رستہ اور بعض رستے ٹیڑھے بھی ہیں اللہ چاہتا تو تم سبکو ہدایت دیتا

ترکیب

اتی صیغہ ماضی مگر معنی میں مستقبل کے ہے۔ ھا ضمیر امر اللہ کی طرف راجع ہے بالروح اے بالوحی موضع نصب میں حال ہو کر ملائکہ سے ہی ومن امرہ روح سے حال ہے۔ ان انذروا مبنی ای لان الامر علی القول فیضمر بائن۔ انہ الخ جملہ محل نصب میں ہے مفعول انذروا ہو کر

تفسیر

رسول خدا صلعم مشرکین عرب کو خدا کے عذاب سے ڈرایا کرتے تھے کہ وہ دنیا میں بھی غفریب آنیوالا ہے منکرین کہتے تھے کہ ابھی تو نہیں آیا اگر تو سچا ہے تو جلد بھیج ہم بھی تو دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے؟ اسلئے اس سورہ میں سب سے اول انکی اس دلیری اور جلد بازی کا جواب آیا کہ امر اللہ یعنی عذاب الٰہی عالم غیب میں تمہر مقرر ہو چکا اور تمہر آچکا گو تمہیں اسکا کسی حکمت و رحمت سے وقت معین پر ہوگا پھر کیلئے جلدی کر رہے ہو۔ فصحار بلغار قطعی ہونیوالی اور قریب ہونیوالی بات کو ماضی کے لفظوں سے تعبیر کیا کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہہ بھی کہتے تھے کہ اچھا دنیا میں یا آخرت میں ہمارے ان افعال پر کوئی بلا بھی آئی تو کیا پروا ہے فلاں بزرگ فلاں فرشتہ فلاں دیوتا کہ جو خدا کے ہاں کارمختار ہے اور اسکے ساتھ قضا و قدر میں شریک ہے ہم انکی مورتیں پوجتے ہیں نذر و نیاز کرتے ہیں وہ ہماری بلا کو دفع کر دینگے اسکے جواب میں فرماتا ہے سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون کہ وہ جسکو تم اسکا شریک بناتے ہو اُسسے بری ہے یعنی اسکا کوئی شریک نہیں اسکے کام میں کوئی دخل نہیں دے سکتا اور یہہ بھی کہتے تھے کہ اگر ہماری یہہ باتیں ناپسند ہیں تو ہمکو خدا فرشتے کے ذریعہ سے کیوں نہیں مطلع کر دیتا اے محمدؐ تجھ میں کیا خصوصیت ہے جو تیرے پاس فرشتہ وحی لاتا ہے اسکا جواب بتاتا ہے ینزل الملائکہ الخ کہ یہہ اللہ کے اختیار کی بات ہے جسکو نبوت کے

صلی اللہ علیہ وسلم وقف لازمی

ع ۱

قابل دیکھتا ہے اسکے پاس فرشتوں کو وحی دیکر بھیجدیتا ہے کہ لوگوں کو مطلع کردے کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں میری ہی عبادت کرو مجھی سے ڈرو۔ الملائکۃ جمع کا صیغہ ہے مگر مراد اس سے ایک فرشتہ جبرئیلؑ ہے یہ ابن عباسؓ کا قول ہے اور واحدی اسکی تائید کرتے ہیں کہ سردار اور رئیس کو محاورۂ عرب میں بلفظ جمع تعبیر کرتے ہیں قرآن مجید میں اسکے بہت سے نظائر موجود ہیں بالروح روح سے مراد وحی اور قرآن ہے قرآن مجید میں اور کئی موقعوں میں قرآن و وحی پر یہ لفظ بولا گیا ہے از آنجملہ قولہ تعالیٰ وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا وجہ اسکی یہ ہے کہ روح نورانی چیز کو کہتے ہیں جو حیات کا باعث ہو جسم ایک کثیف اور ظلمانی چیز ہے خدا تعالیٰ نے جب اسمیں روح انسانی ڈالی تو نور کے آثار اسکے حواس خمسہ میں ظاہر ہوئے مگر اسمیں بھی کسیقدر تیرگی تھی تو عقل کے ساتھ اسکو منور کیا لیکن عقل بمنزلہ آنکھ کے ہے اور آنکھ جب تک کہ آفتاب یا کوئی اور روشنی نہو ہرگز نہیں دیکھ سکتی تو اسکی ظلمت آفتاب وحی والہام کے ساتھ دور کی جب قرآن مجید ایک ایسا نور ہے کہ جس سے حیات ابدی قائم ہوتی ہے اسمیں اس طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ قرآن اور وحی سے مستفید نہیں وہ نہ صرف اندھیرے میں گرفتار ہیں بلکہ حیات ابدی سے بھی محروم ہیں جبکہ خدا تعالیٰ نے اگلی آیت میں بذریعہ وحی توحید پر بقولہ انہ لا الہ الخ اور تقویٰ پر بقولہ فاتقون مطلع فرمایا تھا جو باعتبار تکمیل قوت نظریہ وعلمیہ کے سعادت دارین کے دو رکن تھے اب خلق السموات والارض الخ میں اپنی خدائی اور یکتائی پر دلائل قائم کرتا ہے اور دلائل بھی وہ کہ جنمیں اسکا بندوں پر بے حد انعام ولطف پایا جاتا ہے جسکے سننے سے دانشمند کا دل اپنے مولیٰ منعم حقیقی کی طرف مائل ہوتا ہے اور نیز ان دلائل میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ہم تو تمہارے حال پر اسقدر مہربان ہیں پھر تم شرارت کرتے جاتے ہو اور اسپر اپنی سزا کی جلدی کرتے ہو جو انجام کار مفسدوں کے لئے مقرر ہے (چنانچہ بدر کی لڑائی میں انکا خاتمہ ہوا اور ایک قحط شدید پڑا اور بشکر انواع واقسام کی بلاؤں میں مبتلا ہو کر کیڑے پڑ پڑ کر مرے اور اُخروی سزا جہنم کی طرف روانہ کئے گئے)

ان دلائل کے چند قسم ہیں اول قسم آسمانوں اور زمین کا ایک ٹھیک اندازے پر پیدا کرنا بہ آواز بلند اسکی یکتائی پر گواہی دے رہا ہے اور زمین و آسمان کا ہر ہر ذرہ بہ آواز بلند یہی کہہ رہا ہے تعالیٰ عما یشرکون۔

دوسری قسم خلق الانسان من نطفۃ فاذا ہو خصیم مبین آسمان اور زمین کے بعد دیگر اجسام سے اشرف انسان ہے انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ اول بدن دوم نفس۔ اب اسکی دونو جزوں سے استدلال کرتا ہے اول سے یوں کہ انسان کے بدن کی بنیاد نطفہ یعنی منی کے چند قطرے ہیں جو عورت کے رحم میں جانے کے بعد خون بنجاتے ہیں پھر گوشت کا لوتھڑا ہو جاتا ہے پھر اعضاء نمودار ہوتے ہیں اور باوجودیکہ ایک مادہ ہے اور ایک جگہ میں ہے پھر اسمیں سے کسی کے ہاتھ پاؤں ہڈی بنتی ہے کسی کے سر قلب وغیرہ اعضاء پھر وہ اعضاء بے ڈول نہیں بلکہ ہر ایک مناسب بالوں کی جگہ بال آنکھ کی جگہ آنکھ اب دیکھو یہ کسکا کام ہے ماں باپ کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ اندر کیا ہے اور کیا ہو رہا ہے؟ اگر کہو طبیعت مادہ کا جیسا کہ دھری کہتے ہیں تو پوچھنا چاہئے کہ اول تو افعال طبعیہ یکساں ہوتے ہیں اسکا مقتضیٰ یہ تھا کہ انسان کی شکل گروی ہوتی آدمی ایک گول مول گیند سا ہوتا جیسا کہ حکماء آسمان اور زمین کی شکل کی نسبت کہتے ہیں اور ان کو کہ طبیعت کا

نفی قرآن کا روح ہونا

فعل ہے تو پھر پوچھو کہ یہ طبیعت کسنے پیدا کی اس کل کو کسنے چلایا آخر وہی حکیم وعلیم اٹھر یگا۔ دوسرے جزو سے استدلال یوں ہے کہ پیدا ہونے کے بعد حضرت انسان مرغی کے بچے کے برابر بھی ہوشیاری نہیں رکھتے وہ تو انڈے سے نکلتے ہی دوست دشمن کو پہچاننے لگتا ہے بلی چیل سے بھاگتا ماں کے پیچھے ہولیتا ہے برخلاف انسان کے کہ انہیں کچھ بھی خبر نہیں ہوتی پھر وہ کون ہے کہ جسنے اسکو چالاک اور صاحب ادراک کر دیا ہے کہ صاحب ادراک ہوتے ہی آسمانوں وزمین کے قلابے ملانے لگے دنیا میں ہزاروں صنعتیں اور بہت سی کلیں تو اسنے ایجاد کی ہی تھیں ہمارے اب پیغمبروں سے مقابلہ کرنے لگے قیامت اور خدا کے منکر بنگئے فاذا ہو خصیم مبین میں اسی طرف اشارہ ہے۔

والانعام خلقہا الی قولہ ان ربکم لرؤف رحیم یہ **تیسری قسم** ہے۔ انعام کے پیدا کرنے سے اور اسنے انسان کے لئے فوائد حاصل ہونے سے استدلال کرتا ہے۔ الانعام بھیڑ بکری اونٹ گائے کو کہتے ہیں اول تو انکی پیدائش میں غور کیجئے کہ ہر ایک کو اسکے مناسب حال بنایا اگر اونٹ کی لمبی گردن نہوتی تو بوجھ اٹھاکر اس سے اٹھانا جانا علی ہذا القیاس پھر جو اسنے انسان کو منافع اور فائدے پہنچتے ہیں ان میں فکر کیجئے پہلا ضروری فائدہ تو ان کے بالوں سے وہ کپڑے تیار ہوتے ہیں کہ جن سے سردی دفع ہوتی ہے اونٹ اور بھیڑ بکری کی پشم انہیں بہت مستعمل ہوتی ہے دفء گرمی کو کہتے ہیں دوم اور بہت سے فائدے ہیں ومنافع سوم بعض ان میں سے کھائے جاتے ہیں یہ تو ضروری فائدے ہیں اسکے علاوہ اور بھی ہیں ولکم فیہا جمال الخ کہ جب وہ شام کو جنگلوں سے چر کر گھروں میں آتے ہیں اور انکے مالک ان گلوں اور ریوڑوں کی انتظار میں گاؤں کے کنارہ نکل کر بیٹھتے ہیں تو پھر اسوقت انکو جو کچھ رونق اور زینت ہوتی ہے انہیں کے دل سے پوچھنی چاہئے اسی طرح جب صبح کو چرنے جاتے اور غل وشور مچاتے جاتے ہیں وہ بھی عجب کیفیت دیتا ہے۔ یہ بھی خدا ہی کا کام ہے کہ ان جانوروں کو تمہارے قابو میں کر دیا ورنہ زور وطاقت میں وہ بھی کچھ کم نہیں۔ اسکے سوار ان پر بوجھ لاد کر ایسے دور دراز شہروں میں لیجاتے ہو کہ اگر خود اٹھا کر لیجاتے تو حقیقت معلوم ہوتی۔ یہ سب باتیں اسکی رحمت سے ہیں ان ربکم لرؤف رحیم پھر بھی عذاب کی جلدی کرتے ہو۔

والخیل والبغال والحمیر الخ یہ **چوتھی قسم** ہے چار پایوں میں سے بالخصوص انکے ساتھ استدلال ہے کہ جو بالخصوص سواری کے کام آتے ہیں اور زینت کا بھی باعث ہوتے ہیں ان چند چیزوں کو شمار کرکے اجمالاً اُن سواریوں کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے جو ہنوز ظہور میں نہیں آئی تھیں یا آئندہ آئینگی جیسا کہ ریل گاڑی اور دخانی جہاز یا جنکو عرب جانتے نہ تھے۔ ویخلق مالا تعلمون وعلی اللہ قصد السبیل و منہا جائر ولو شاء لہدیکم اجمعین دلائل توحید بیان فرماکر یہ ظاہر کرتا ہے کہ اپنی رحمت خاصہ سے اللہ کا کام ہے کہ وہ سیدھا راستہ بیان فرمادے چنانچہ اسنے انبیاء بھیجے اور دلائل بیان فرمائے مگر کچھ رستے ٹیڑھے بھی ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں اگر کوئی کہے اسنے ایسا کیوں ہونے دیا اسکا جواب دیتا ہے کہ اسکی مشیت یوں ہی ہے اگر وہ چاہتا سب کو ہدایت کرتا مگر نہ کی بعض مفسرین وعلی اللہ الخ کے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ راہ راست کہ جو انبیاء کی معرفت دنیا میں قائم کی گئی اللہ تک پہنچتی ہے یعنی شریعت انبیاء پر چلنے والا اللہ تک اعنی اسکی رضا تک پہنچتا ہے اور بعض ٹیڑھے رستے ہیں۔ ولو شاء الخ میں قدریہ کا صاف رد ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ۝ یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّیْتُوْنَ وَالنَّخِیْلَ وَالْاَعْنَابَ

وہی تو ہے کہ جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا جس سے تم پیتے ہو اور اسی سے پیڑ اگتے ہیں جن میں تم (اپنے چوپایوں کو) چراتے ہو۔ تمہارے لئے اس سے کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور کھجوریں اور انگور

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ

اور ہر قسم کے میوے بھی البتہ اس میں ایک نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو غور کرتے ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن کو مسخر کر دیا اور آفتاب اور چاند کو بھی اور ستارے اسکے حکم کے

بِاَمْرِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ۝

تابع ہیں۔ البتہ اس میں بڑی نشانیاں ہیں عقلمند قوم کیلئے اور جو زمین پر رنگ برنگ کی چیزیں پیدا کی ہیں وہ بھی تمہارے لئے ہیں البتہ اس میں ہر قوم کے لئے نشانیاں ہیں جو سمجھ رکھتے ہیں

ترکیب

منہ شراب جملہ اور منہ شجر دو نو جملے آ کی صفت ہیں۔ ذاذرا محل نصب میں ہے خلق یا ابنت محذوف سے مختلفا حال ہے۔

تفسیر

عالم سفلی میں حیوان کے بعد اشرف الاجسام نباتات ہیں پس حیوان کے عجائب حالات سے خدا تعالیٰ کا قادر مختار ہونا ثابت کر کے نباتات کے عجائب حالات سے ثابت کرتا ہے۔ چونکہ نباتات کے پیدا ہونیکا سبب مینہ ہے اسلئے سب سے اول فرماتا ہے کہ ھوالذی الخ ہمنے ہی تو آسمان سے یعنی بادل سے پانی اتارا یعنی برسایا جسکا پہلا فائدہ یہ ہے کہ تم آپکو پیتے اور پکر جیتے ہو۔ جہاں کنوؤں اور نہروں کا پانی نہیں وہاں تو ہی پر زندگی ہے اگر کنوؤں نہروں کا پانی بھی برسات نہو تو خشک ہو جاوے۔ دوسرا فائدہ ومنہ شجر الخ یہ کہ اس سے شجر یعنی گھانس اگاتا ہے جس سے تمہارے چارپایوں کی زندگی ہے جسمیں گھانس کو کہتے ہیں جو زمین پر پھیلی ہوئی ہوتی ہے بیل اور شجرہ جو اٹھا ہوا ہوتا ہے۔ اور اگر شجر سے درخت بھی مراد لیجاویں تو درختوں کے پتے بھی آخر حیوانات کی روزی ہے حیوانات کی روزی بیان فرما کر اب انہی پانی سے انسان کی روزی پیدا کرنا ذکر فرماتا ہے اور چونکہ اناج سب سے ضروری چیز ہے جس بغیر چارہ نہیں سب سے اول اسیکا ذکر کرتا ہے ینبت لکم بہ الزرع یہ تیسرا فائدہ ہے۔ والزیتون اسکے بعد بہت کارآمد چیز ہے والنخیل والاعناب پھر کھجور اور انگور میووں میں سب سے اعلیٰ درجہ کے ہیں کہ صرف انہیں کو کھا کر انسان مہینوں جی سکتا ہے اسکے بعد دیگر میووں اور پھلوں کی طرف اشارہ کرتا ہے ومن کل الثمرات

اب غور کرو کہ بادلوں میں پانی کا ہونا اور پھر اس سے یہ چیزیں پیدا کرنا پھر انکے پتوں اور پھولوں میں یہ گلکاری کرنا ایک دانہ کو زمین میں ڈالکر اس سے یہ باتیں ظہور میں لانا کیا بغیر کسی قادر مختار حکیم و علیم کے ہو سکتا ہے؟ آپ سے آپ یہ چیزیں ان اسباب سے کہیں ہو سکتی ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں یہ تو حکیم کا کام ہے مگر ان فی ذلک لایۃ لقوم یتفکرون اس نشانی کو غور و فکر کرنیوالے ہی سمجھ سکتے ہیں اگر کوئی کوتاہ فہم ان چیزوں کو انکی سبانی سے پھر آفتاب و مہتاب و ستاروں کی تاثیروں رات کی گرمی سردی کی طرف منسوب کرے تو اسکو خیال کرنا چاہئے کہ یہ سب اسباب کس کے بس میں ہیں کسنے انکو مہتا کے کام پر لگا رکھا ہے وسخر لکم اللیل الخ ہی قادر مختار نے کیونکہ آفتاب و مہتاب جسام ہیں انہیں یہ تفاوت اگر جسم من حیث الجسم ہونیکی وجہ سے ہے تو یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ انہیں سب برابر ہیں پھر آخر اور کوئی ہے جسنے یہ تفاوت کیا سو اہل عقل خوب سمجھتے ہیں ان فی ذلک لایات لقوم یعقلون اچھا اگر انہیں کی تاثیر ہے تو پھر یہ تمام نباتات میں برابر ہونی چاہئے تھی ایک ہی درخت ہے ایک ہی ماہیت ہے ایک ہی پانی دیا جاتا ہے مگر پھر ماذرا لکم فی الارض مختلفا الوانہ رنگ برنگ کے پتے ہیں ان فی الخ۔

وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا

اور وہی تو ہے کہ جسنے تمہارے بس میں کر دیا تاکہ تم اسمیں سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے زیور (موتی) نکالو جسکو تم پہنتے ہو اور تمہکو اسمیں کشتیاں کھائی دیتی ہیں پانی کو چیرنے والی اور اسلئے

مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَعَلٰمٰتٍ

کہ تم اسکے فضل کو تلاش کرو اور شکر کرو۔ اور زمین پر بوجھ ڈال دیئے کہ تمہیں لیکر نہ ہلے اور نہریں اور رستے بنائے تاکہ تم راہ پاؤ اور نشانیاں بنائیں

وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝ اَفَمَنْ یَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا یَخْلُقُ ۗ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

اور ستاروں سے وہ رستے چلتے ہیں۔ پھر کیا بنانیوالا نہ بنانیوالے کے برابر ہو گیا پھر تم کیوں نہیں سمجھتے۔ اور اگر تم اللہکی نعمتوں کو گنو تو شمار نہ کر سکو گے البتہ اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

ترکیب

وتستخرجوا معطوف ہے تاکلوا پر تلبسونہا جملہ حلیۃ کی صفت ۔ وترٰی کا مفعول ثانی مواخر من الخر بمعنی شق المار فیہ مواخر سے متعلق جملہ الجر کے بیان حال کے لئے ۔ ولتبتغوا عطف ہے لتاکلوا پر۔ ولعلکم پہر۔ ان مبتدا لہ مخافۃ ان ۔

تفسیر

اول بار ذات الٰہی کا ثبوت اجرام سماویہ سے کیا تھا پھر دوسری مرتبہ میں انسان کے بدن اور اسکے نفس سے تیسری مرتبہ میں عجائب خلقت حیوانات سے چوتھی مرتبہ میں نباتات کے عجائب حالات سے ۔ اب پانچویں مرتبہ میں خدا کا موجود و قادر و یکتا ہونا اسکی اس صنعت سے دکھاتا ہے جو عناصر کے ساتھ متعلق ہے سب سے اول پانی کا ذکر کرتا ہے بقولہ وہو الذی سخر البحر۔ بحر سے مراد سمندر ہے جو زمین کے چاروں طرف محیط ہے جسمیں بقدر چہارم حصہ کے زمین کھلی ہوئی ہے جسپر بھی حیوانات نباتات انسان رہتے ہیں۔ اب اول تو اس پانی کو دیکھئے کہ کہاں سے آیا اور کسنے اسکو پیدا کیا؟ پھر اسکو غور کیجئے کہ خدا نے ایسا کھارا پانی کہ جہاں آدمی کا پتا بھی نہ لگے انسان کے لئے کس طرح سے مسخر کر دیا اسکے قابو میں کیسا کر دیا کہ اول تو اس سے لحم طری یعنی تازہ گوشت نکالکر کھاتے ہیں وہ کیا مچھلی اور عام اقوام کے لئے کچھوے وغیرہ دیگر چیزیں بھی سمندر سے نکالکر کھاتے ہیں۔ کیا قدرت ہے کہ آدمی جو پانی میں دم بھر میں ڈوب مرتا ہے وہ پانی کے جانوروں کو کس طرح سے پکڑتا ہے اور لطف یہ کہ سمندر کا پانی شور اور وہاں کے جانوروں کا گوشت خصوصاً مچھلی کا شور نہیں دوم تستخرجوا منہ حلیۃ الخ کس اطمینان کے ساتھ سیکڑوں گز گہرے پانی سے غوطہ لگا کے (لیکن وہ غوطہ یوں نہیں لگتا اسکی اور تدبیر ہوتی ہے جسکے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں) زیور نکالتے ہیں یعنی موتی اور اسکے عمدہ عمدہ سیپ اور مونگا جنکو طرح طرح سے زیور بنا کے پہنتے ہیں پہنتی عورتیں ہیں مگر مردوں کے لئے پہنتی ہیں اسلئے مردوں سے خطاب کیا اور یہ بھی ہے کہ غیرہ میں خود بھی استعمال کرتی ہیں سوم وترى الفلک الخ کہ بڑی بڑی کشتیاں جو ہوا کے زور سے چلتی ہیں پانی کو چیرتی پھاڑتی کس تیزی کے ساتھ آتی جاتی ہیں ہوا کو بھی انسان کے کیا بس میں کیا ہے۔ عنصر ہوا کا بھی اور نیز آگ کا بھی اسمیں مجملاً ذکر آ گیا کیونکہ دخانی جہاز یا آبگوٹ یا سٹیمر سمندر میں سطح ادھر اُدھر دوڑتے پھرتے ہیں کہ جس طرح زمین پر لگام کے اشارہ سے گھوڑا ادھر اُدھر دوڑتا ہے گویا سمندر کو سطح زمین کر دیا لاکھوں من اسباب دور دراز ملکوں سے

کس سہولت کے ساتھ آتا ہے اور کیسی تجارت ہوتی ہے جو مالداری کا جلد باعث ہوجاتی ہے ولتبتغوا من فضلہ میں یہی مراد ہے کیونکہ فضل رب سے روزی اور فراغ دستی کی طرف اشارہ ہے۔

اب اس سے زیادہ کیا تسخیر پھر ہوگی ہی نے یہہ تدابیر تکو تعلیم فرمائیں لعلکم تشکرون تاکہ تم شکر کرو مگر شکر تو درکنار لوگ اپنی ہی تدبیر اور کاریگری پر نازاں ہوکر خدا تعالیٰ ہی کو بھول گئے۔

والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم الخ { المید حرکۃ والاضطراب یمیناً وشمالاً یقال ماد یمید میدا یعنی مید کے معنی اِدھر اُدھر ہلنے کے ہیں } اب عنصر خاک یعنی زمین کے حالات سے استدلال کرتا ہے کہ جسپر رکھکر یہ بنی آدم غور کرتے ہیں اور بعض محسوس نہ ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے منکر ہیں اور بعض اسکے ساتھ اور معبود قرار دیتے ہیں۔ جمہور مفسرین کے نزدیک آیت کے یہہ معنی ہیں کہ جس طرح خالی کشتی اِدھر اُدھر ہلا کرتی ہے اور جب اسمیں کچھ بوجھ پتھر لوہا ڈالدیتے ہیں تو اسکے دباؤ سے نہیں ہلتی یہی حال زمین کا تھا پھر جب خدا نے اسپر پہاڑوں کا بوجھ ڈالدیا تو ہلنے سے رُک گئی ؎ زمیں از تپ و لرزہ آمد ستوہ ٭ فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ ٭

مگر اس تفسیر کے ظاہری معنی پر چند اعتراض ہوتے ہیں اوّل یہہ کہ جسطرح پانی اپنی جگہہ پر سیل طبعی کی وجہ سے ٹھہرا ہوا ہے تو زمین جو اس سے بھی ثقیل ہے بدرجہ اولیٰ اپنی حیز طبعی پر ٹھہری ہوگی پھر اسکے ہلنے کے کیا معنی کیونکہ وہ پانی پر کشتی کی طرح نہیں بلکہ پانی اسپر ہے اسکے ارد گرد سمندر لپٹا ہوا ہے دوم اگر باوجود اس جسامت اور ثقل کے زمین کی طبیعت میں سکون نہ تھا تو پہاڑ بھی تو زمین ہی کے جزو بدن ہیں جیسا کہ آدمی کے بدن پر چھوٹے پھنسیاں اُبھر آتی ہیں ایسا ہی پہاڑوں کو سمجھ لو پھر پہاڑوں کی طبیعت میں سکون کہاں سے آگیا؟ اور یہہ بھی ثابت کیا ہے کہ پہاڑ بعد زمین پر رکھے گئے ہیں۔ اس اعتراض کو مخالفین اسلام نے بڑے شد و مد کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اسکا جواب بھی مفسرین نے خوب دیا ہے مگر کاتب الحروف کے نزدیک سرے سے اس آیت پر اور نیز اسی قسم کی دیگر آیات پر کوئی اعتراض ہی نہیں پڑتا کیونکہ صاف معنی یہہ ہیں کہ خدا نے زمین پر رواسی جو جھوڈالے یعنی اسکی طبیعت میں ثقل اور بھاری پن رکھا اور پہاڑ چونکہ اسکے اجزا میں سے ہیں اور ثقیل تر اجزا ہیں اسلئے یہہ ثقل اسکی طرف منسوب کیا گیا اور الکو زمین کی تمیں قرار دیا ہوا کی طرح زمین کو خفیف نہیں بنایا جو ادنیٰ سی سبب سے حرکت کرنے لگتی ہے اسلئے اسپر سکون مشکل ہی بلکہ زمین میں ثقل پیدا کیا جس سے وہ ہلتی نہیں۔ اس تقدیر پر اگر یہہ مسئلہ بھی حکما حال کا مان لیا جاوے کہ زمین حرکت کرتی ہے تب بھی کچھہ اشکال وارد نہیں ہوتا کیونکہ اسکی یہہ حرکت اینی یا وضعی جو کچھہ ہو وہ نہیں کہ جس سے اسکے رہنے والے ہلنے لگیں اور چلنا پھرنا دشوار ہوجاوے جیسا کہ اسکی کرویت بساط ہونے کے منافی نہیں۔ یہہ کیا حیران باری ہے۔

وانہٰرا وسبلا وعلامات یہہ تین باتیں اور بیان فرماتا ہے جو اسکی قدرت کاملہ کی دلیل اور بندوں کے حق میں احسان عظیم ہے یعنی زمین پر نہریں جاری کیں جنسے آبادی ملک ہے اور رستے بھی پہاڑوں اور دروں میں بنائے کہ اور پہاڑوں اور ٹیلوں کی علامتیں کردیں اگر سب زمین یکساں ہوتی تو بڑی مشکل پڑجاتی وبالنجم ہم یہتدون یعنی نہ صرف زمین ہی کی چیزیں اُنکے لئے رستوں کی علامات ہیں بلکہ رات کو ثوابت و دق بیابانوں میں ستاروں کی سیدھ میں قافلے چلتے ہیں افمن یخلق الخ پھر جسنے یہہ چیزیں بنائیں کیا وہ تمہارے بتوں کے برابر ہوگیا جو کچھہ بھی نہیں بنا سکتے ان سب کے بعد فرماتا ہے کہ میری اور بیشمار نعمتیں ہیں جنکو تم شمار نہیں کرسکتے ہم بڑے بخشنے والے غفور رحیم ہیں درگزر کرتے ہیں۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ

اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔ پھر جنکو اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے وہ تو خود بنائے جاتے ہیں مُردے ہیں بے جان

وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ ع ۱۲ ۸

اور انہیں کچھ معلوم نہیں کہ کب تک زندہ کیجاوینگے۔ تمہارا معبود اکیلا ہے۔ پھر وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انکے دل نہیں مانتے اور وہ سرکش ہیں ضرور

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اسکو غرور کرنیوالے نہیں بھاتے اور جب انہیں پوچھا جاوے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا تو کہیں کہ اگلے لوگوں کے قصے

لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ مِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ ع ۱۳ ۹

اسلئے کہ قیامت کے دن پورا بوجھ اپنا اُٹھاویں اور انکا بھی کہ جنکو نا سمجھی سے گمراہ کر رہے ہیں دیکھو کیا بُرا بوجھ ہے کہ جسے وہ اُٹھا رہے ہیں

ترکیب

لَا يَخْلُقُوْنَ خبر ہے والذین کی اموات خبر ثانی غیر احیاء تاکید ہے۔ ایان منصوب ہے یبعثون سے فالذین مبتدا قلوبہم جملہ خبر ان اللہ الخ جملہ لا جرم بمعنی حق و ثبت کا فاعل۔ ما انتفیا میدوذا موصولہ والعائد محذوف ہما طیر الاولین خبر ہی مبتدا محذوف کی لیحملوا اذ قالوا ذاک لیحملوا لام العاقبۃ۔ ومن خشن کے نزدیک زائدہ ہے۔

تفسیر

واللہ یعلم الخ اس میں ایک اور فرق الٰہ حق اور فرضی معبودوں میں بتلاتا ہے کہ اللہ کو ہر ایک ظاہر و باطن بات معلوم ہے تمہارے معبودوں کو نہیں

والذین یدعون من دون اللہ الخ جمہور مفسرین کے نزدیک ان سے مراد انکے بُت ہیں کہ جنکو وہ قادر زندہ اور دانا جانکر پرستش کرتے تھے جلالین میں ہے وہم الاصنام۔ تفسیر کبیر میں اس جملہ کی شرح یوں کی ہے فاعلم انہ تعالیٰ وصف ہذہ الاصنام بصفات کثیرۃ الخ پھر انکے بتوں کی قدرت کھولیوں باطل کرتا ہے لا یخلقون شیئا وہم یخلقون کہ وہ کوئی چیز بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کئے جاتے ہیں۔ سنگتراش انکو گھڑ گھڑ کر بناتے ہیں۔ زندگی کا ابطلان یوں کرتا ہے اموات غیر احیاء کہ بے جان ہیں جس حرکت بھی نہیں انکی علم و دانائی کو یوں باطل کرتا ہے وما یشعرون کہ انہیں جو ضروری بات ہے وہ بھی معلوم نہیں کہ نہان مرکر کب زندہ ہونگے پھر جب یہ تینوں باتیں نہیں تو انکی خدائی کیسی اور انکی عبادت لغو اور بے فائدہ ہے اسلئے فرمایا الٰہکم الٰہ واحد کہ خاصرف ایک خدا ہے۔ مخالفین ان دلائل توحید سے بند ہو جاتے تھے اور دلیلیں بھی سمجھتے تھے مگر قوم کی رسم و عادت سے انکی پرستش نہیں چھوڑتے تھے دلمیں تو یہ نہیں سماتی تھی اور نہ اُنکا بڑے پیغمبر علیہ السلام کی پیروی کی اجازت دیتا تھا اس بات کو فالذین سے لیکر لا یحب المستکبرین تک بیان فرماتا ہے۔

واذا قیل لہم الخ انکی ضد اور تکبر اور عناد کی ایک اور بات بیان فرماتا ہے کہ جب اُنسے کوئی قرآن کی نسبت سوال کرتا ہے کہ وہ کیسا ہے تو اسکے الہامی مطالب سے قطع نظر کر کے طعن کی راہ سے اسکے پند آمیز قصوں کو اگلے لوگوں کی کہانیاں کہہ دیتے تھے جاہلوں کو گمراہ کرنے کے لئے۔

لیحملوا الخ ولا تزر وازرۃ وزر اُخریٰ کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہاں یہ مراد نہیں کہ دوسروں کا گناہ اُٹھا کر انکو بری کر دینگے بلکہ یہ کہ ایک تو اپنا ذاتی گناہ اُٹھاوینگے دوم جنکو گمراہ کیا ہے انکی گمراہی کا گناہ بھی انہیں کے سر پر رہیگا اور ولا تزر الخ میں یہ مراد کہ ایک دوسرے کو بری نہ کریگا۔

قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ

گئے چلے لوگوں نے مکر کیا تھا پس اللہ نے اُنکی عمارت کو جڑوں سے اُکھیڑ دیا پھر اُنپر چھت آپڑی اوپر سے اور اُنپر عذاب آپہنچا بے

لَا يَشْعُرُونَ ۝ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ إِنَّ

خبر ہی میں پھر قیامت میں بھی اُنکو رسوا کریگا اور پوچھیگا کہاں ہیں میرے وہ شریک کہ جنمیں تم جھگڑا کیا کرتے تھے علم والے (انبیاء) کہیں گے کہ

الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ ۖ فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءٍ ۚ بَلَىٰ

آج کے دن رسوائی اور برائی منکروں کیلئے ہو وہ جنکی جان نکالتے ہیں فرشتے اس حالمیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہوں۔ پھر تو سر جھکا دینگے کہ ہم تو کچھ بھی برائی نہیں کیا کرتے تھے

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝

(فرشتے کہینگے) ہاں اللہ کو خوب معلوم ہے جو تم کیا کرتے تھے۔ پس دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو کہ وہاں ہمیشہ رہو۔ سو کیا بُرا ٹھکانہ ہے تکبر کرنے والوں کا

آئندہ گاہوں میں گرفتار ہونگے
آئندہ دوسری جانوں پر گرفتار ہونگے

ترکیب

فاتی اللہ الی قصد۔ من فوقہم متعلق ہے خر سے ویجوز ان یکون من الابتدار الغایۃ وان یکون حالا الی کائنا من فوقہم۔ یوم القیامۃ ظرف ہے یخزیہم کا الیوم کا عامل الخزی الذین جملہ الکافرین کی صفت ہے ظالمی حال ہے ہم ضمیر تتوفہم سے السلم بمعنی القول جیسا کہ دوسری آیت میں ہے فالقوا الیہم القول ہکذا تفسیر السلم کی۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ وہ کافر قرآن کو مکر و فریب سے قصے کہانیاں بتلاتے ہیں ہر کہانے کے لئے اب فرماتا ہے کہ کچھ انہیں پر منحصر نہیں انسے پہلوں نے بھی دین حق کے مقابلہ میں بہت کچھ مکر و فریب کیئے تھے کہ جنکو خدا نے برباد کر دیا۔ فاتی اللہ الخ بعض مفسرین کہتے ہیں آیت کے ظاہری معنی مراد ہیں کہ از راہ مکر کے قدیم زمانہ میں کفار نے مقامات بلند بنائے تھے خدا نے انکو جڑ سے گرا دیا چھت انکی اوپر آپڑی بکر یکایک مر گئے جیسا کہ طوفان نوح کے بعد بابل شہر میں ایک نہایت بلند برج بنایا تھا بعض کہتے ہیں یہ ایک محاورہ کی بات ہے کہ انکی منصوبوں کو ڈھا دیا جیسا کہ کسی منصوبے کے پورا نہونیکے موقع پر کہتے ہیں کہ چنا چنایا گھر گر پڑا۔

ثم یوم القیامۃ پھر فرماتا ہے کہ کچھ دنیا ہی کی سزا پر بس نہیں بلکہ قیامت کے دن بھی اللہ انکو رسوا کریگا کہ انسے پوچھیگا وہ میرے شریک جو تمنے اپنے نزدیک قرار دے رکھے تھے کہاں ہیں؟ ادھر طعن و توبیخ کے طور پر اہل علم (مومنین۔ یا نبیاء۔ یا ملائکہ) انہیں کہینگے کہ آج کفار کی رسوائی اور برائی ہے۔

الذین تتوفہم الملائکہ یہاں انکافروں کا حال بیان فرماتا ہے کہ جب فرشتے انکی روح قبض کرینگے تو وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہونگے نفس پر ظلم کرنا گناہ شرک کفر کرنا ہے جس سے انکا نفس یعنی جان ہلاکت میں گرفتار ہوتی ہے یہ مطلب کہ وہ موت کے وقت بھی نیکی پر نہونگے بلکہ یہی کفر و شرک کی حالت میں فالقوا السلم اب یہانسے انکی موت کی کیفیت ذکر کرتا ہے کہ وہ اپنی سرکشی و رکشی چھوڑ کر محکوم ہو جاوینگے اور ڈر کے مارے فرشتوں سے کہینگے کہ ہم کچھ برائی نہیں کرتے تھے یا وہ اپنی برائی کو برائی نہیں سمجھتے تھے فرشتے کہدیں کہینگے کہ خدا کو تمہارے اعمال معلوم ہیں پس روح قبض کر کے جہنم میں داخل کرنیکا حکم ہو جاویگا جہاں ہمیشہ رونا پیٹنا ہے۔ یہ باتیں جو فرشتے وقت مرگ کرتے ہیں پاس کے لوگوں کو نہیں معلوم ہوتیں۔

لہ کہاں ہے وہ نیچہ مفسر جو فرشتوں کا انکار کرتا ہے اور انکو کسی الہامی قوتیں اور کبھی صفات باری اور کبھی نباتات کی قوتیں بتلاتا ہے ۱۲ منہ

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ

اور پرہیزگاروں سے جو کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا؟ وہ کہتے ہیں اچھی چیز جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کمائی ہے انکے لئے بہتری ہے اور آخرت کا گھر بہت خوب ہے اور بیشک بہتر

دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝

کیا خوب ہی گھر ہے رہنے کے باغ جنہیں کہ داخل ہونگے نہریں انکے نیچے بہتی ہونگی وہاں انکے لئے جو چاہینگے موجود ہے سے بدلہ دیتا ہے پرہیزگاروں کو

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ

وہ جنکی فرشتے جان نکالتے ہیں پاک صاف (آکر) کہینگے سلام علیکم جنت میں چلو اپنے ان عملوں کی وجہ سے کہ جنہیں تم کیا کرتے تھے کافر کیا یہی وجہ رکھتے ہیں کہ انکے

تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ

پاس فرشتے آویں یا تیرے رب کا عذاب آوے۔ انہی حیلوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور اللہ نے انپر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

پس انکے عمل کی شامت انپر آپڑی اور آن پڑی انپر وہ بات جس سے وہ ٹھٹھا کرتے تھے

ترکیب

ماذا محل نصب میں ہے انزل سے جیسا کہ ماذا کے جواب قالوا خیرا سے انزل خیرا سے معلوم ہوتا ہے۔ جنت عدن مخصوص بالمدح نعم کا یدخلونہا اُس سے حال۔ اور ممکن ہے کہ جملہ مستانفہ ہو کہ یدخلونہا اسکی خبر ہو یا محذوف ہو۔

تفسیر

کافروں کے مقابلہ میں مومنین کا ذکر کرتا ہے وقیل للذین اتقوا جو قرآن کا حال پوچھا گیا تو انہوں نے اسکو بہتر اور عمدہ بتلایا۔ مکہ کے مشرکین ایام حج میں بدمعاش لوگوں کو مکہ کے رستوں پر بٹھلا دیتے تھے اور عرب کے قبیلوں میں آنحضرت صلعم کے دین اور قرآن کا ایک حیرت خیز چرچا پھیلا ہوا تھا وہ اپنے اچھے لوگوں کو ایام حج میں اہل مکہ کے دریافت کرنیکو بھیجتے تھے یہ رستوں پر بیٹھنے والے انسے کہدیتے تھے کہ قرآن بہت بری چیز ہے پھر بعض نہیں کہ مکہ جا کر اپنی قوم میں آکے یاد کرتے تھے۔ اور نیک طینت مکہ میں حضرتؐ کے صحابہ سے ملکر صحیح حال سے واقف ہوتے تھے اور اپنی قوم میں جا کر بھلائی کی گواہی دیتے تھے اس آیت میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

للذین احسنوا الخ یہاں سے نیکی کا نیک بدلا ملنا بیان فرماتا ہے۔ فی ہذہ الدنیا کو بعض مفسرین احسنوا سے متعلق کرتے ہیں تب یہ معنی ہونگے کہ جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کمائی ہے انکو دار آخرت میں نیک بدلا ہے۔ اور اکثر حسنۃ سے متعلق کرتے ہیں اور یہی قوی ہے یعنی نیکوں کو اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا اجر تو بہت ہی کچھ ہے۔ دنیا میں بھلائی ملنا عام ہے نیکنامی ہو یا فراغ دستی خوشحالی ہو یا مخالفوں پر فتحیابی ہو۔ یا روح کا نور و سرور ہو۔ پھر دار آخرت کے حال کا بیان فرماتا ہے کہ جنت ہے اور اسمیں یہ یہ نعمتیں ہیں۔ الذین سے نیکوں کی صفت بیان فرماتا ہے کہ فرشتے جونہی جان قبض کرنے آتے ہیں تو وہ وقت وہ طیب ہوتے ہیں (یہ بھی بڑا وسیع المعنی لفظ ہے شامل ہے گناہ کی میل کچیل سے پاک و صاف ہونے کو اور نیز علائق دنیا دل سے دور ہونے کو اور صلی گھر میں جانیکی خوشی کو اور شوق دیدار الٰہی کو) فرشتے انسے سلام علیکم کہتے ہیں اور جنت کا مژدہ دیتے ہیں۔ ہل ینظرون سے یہ بات بتلاتا ہے کہ منکر بجز موت کے فرشتوں کے دیکھنے کے یا عذاب الٰہی دیکھنے کے نہیں مانینگے برخلاف ایمانداروں کے کہ وہ پہلے سے یہاں سمجھتے ہیں سو یہ کچھ نئی بات نہیں پہلے بھی ایسا ہی کرتے تھے جو بلا میں پڑے تھے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ

اور مشرکوں نے کہدیا کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو نہ ہم اسکے سوا کسیکی عبادت کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ بغیر اسکے ہم کوئی چیز حرام قرار دیتے الخ

فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ

پہلوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ پھر رسولوں پر اور کیا ہے بجز اسکے کہ کھول کر پہنچا دیویں۔ اور ہمنے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور بت سے دور رہو

فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۚ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝

پھر انمیں سے کسیکو اللہ نے ہدایت دی اور کسی پر گمراہی ثابت ہو گئی پھر ملک میں پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا

تفسیر

نبی علیہ السلام جب کفار کو اُنکی بُری باتوں سے منع کرتے تھے اور عذاب الٰہی سے ڈراتے تھے تو وہ یہہ جواب دیا کرتے تھے کہ ہمارا یہہ شرک کرنا بُت پوجنا اور اسی طرح بتوں کے نام کی چیزوں کو تعظیماً حرام سمجھنا جیسا کہ بحیرہ اور سائبہ کچھ آج سے نہیں بلکہ باپ دادا کے زمانۂ دراز سے چلا آتا ہے اگر یہہ امر خدا کو منظور نہ ہوتا تو ہمیں خود نہ کرنے دیتا بندہ اُسکے بس میں ہے اب اُسکو تیری معرفت منع کرنے کی کیا ضرورت ؟ کذلک فعل الذین چونکہ یہہ جبر و قدر کا نازک مسئلہ اس قابل نہ تھا جسکو وہ سمجھتے کہ فی الجملہ بندے کو بھی اختیار دیا گیا ہے اور نیز انکی یہہ حجت معاندانہ تھی جس سے انکارِ نبوت مقصود تھا اسلئے فرمایا کہ انسے پہلے جہلا بھی یوں ہی حجت کرتے آئے ہیں انبیاء کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے انکا کام صرف سمجھا دینے کا ہے اور ہر قوم میں رسول اگر بت پرستی سے منع کرتے آئے ہیں اور توحید کا حکم دیتے آئے ہیں۔ جس طرح آج تم میں سے جو ازلی نیک ہیں رسول کے مطیع اور بدبخت ازلی رسول کے نافرمان ہیں وہ بھی تھے پھر تمنے یہہ کہاں سے ثابت کر لیا کہ خدا ہمارے اس کام سے خوش ہے اگر ہمیشہ سے اللہ کی عادت یوں جاری نہ ہوتی کہ وہ انبیاء بھیجکر بُری باتوں سے منع نہ کرتا تو اسکا سکوت رضامندی پر محمول کرتے۔ حاصل یہہ کہ ہمیشہ سے ہر جگہ رسول بُری باتوں سے منع کرتے آئے ہیں انکا کام حکم پہنچا دینا تھا پہنچا دیا لیکن گمراہوں نے نہ مانا سو تم بھی انکی پیروی کر رہے ہو خدا تمہارے اس کام سے خوش نہیں اب تم زمین پر پھر کر دیکھہ لو کہ رسولوں کے جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ؟ کسی پر کچھہ مصیبت آئی کسی پر کچھہ گاؤں اور شہر اُجڑے پڑے ہیں انکے آثار اور بقیہ علامات انکے حالِ زار پر اشک حسرت بہا رہے ہیں۔

اسمیں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ کچھہ پہلوں ہی پر بال الٰہی کا آنا منحصر نہیں گو اللہ تعالیٰ غصہ کا دھیما اور بہت فروگذشت کرنیوالا ہے جھٹ پٹ انسان کو دنیا میں اسکے بُرے کام پر سزا نہیں دیتا مگر جب کسی قوم کی شرارت حد کو پہنچ جاتی ہے تو انتقام الٰہی کا وقت بھی آجاتا ہے اور مختلف طور پر دنیا میں عذاب اُترتا ہے کسیکو دشمن کی تیغ بیدریغ کا لقمہ کرتا ہے کسیکو افلاس و نفاق کی بلا سے ہلاک کرتا ہے کسی قوم کو ہیضہ سے کسکی زلزلہ سے کسی کو پہاڑوں کے آتش فشاں مادے سے کسیکو قحط شدید سے ہلاک کرتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

إِنْ تَحْرِصْ عَلَىٰ هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ يُضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۝ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنْ يَمُوتُ

اگر تو انکی ہدایت پر للچائے تو اللہ تو جسکو گمراہ کرتا ہے ہدایت نہیں دیتا اور نہ انکی کوئی مدد کرسکتا ہے اور اللہ کی سخت قسم کھاچکے کہ اللہ زندہ نہ کریگا اسکو جو مرجاتا ہے

بَلَىٰ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَاذِبِينَ

ہاں اسکا پکا وعدہ ہے لیکن کثر آدمی جانتے نہیں زندہ کریگا تاکہ معلوم کرائے انکو جو اس میں اختلاف کرتے ہیں اور تاکہ کافروں کو معلوم ہوجاوے کہ ہم جھوٹے تھے

ع ۵ نصف

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝

ہم جس چیز کا کہ ارادہ کرتے ہیں اُسکے لئے ہماری یہی بات ہے کہ اسکو کہتے ہیں ہوجا سو وہ ہوجاتی ہے

ترکیب

ان تحرص شرط - لاتقدر جواب محذوف فان اللہ اسکی جگہ قائم ہے - من یضل مفعول ہے لایہدی کا - لیبین یبعث مقدر سے متعلق قولنا مبتدا لشیئ موصوف اردناہ صفت قولنا سے متعلق ان نقول خبر -

تفسیر

پچھلی آیتوں میں ظالموں اور نبی کے منکروں کا انجام کار بیان فرماکر آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ آپکی ہدایت وتلقین میں کوئی قصور نہیں جسطرح پہلی زمانہ میں ازلی گمراہ ہدایت پر نہ آئے یہانتک کہ ہلاک ہوگئے تیری قوم کے ازلی گمراہوں کا بھی یہی حال ہے یہ سب انبیاء کے ساتھ ہوتا آیا ہی اب آپ تبلیغ کرچکے انکی ہدایت پر حرص کریں فائدہ مند نہوگا کیونکہ یہ ازلی گمراہ ہیں انکو کون ہدایت دے سکتا ہے -

واقسموا باللہ جہد ایمانہم یہ انکی ضلالت ازلی کی ایک بڑی بھاری بات تھی کہ جبکا ذکر کرنا یہاں مناسب تھا وہ یہ کہ انکو قیامت کا سخت انکار تھا وہ قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ مرکر کوئی زندہ نہوگا اس خیال کو انکی اس کوتاہ فہمی نے اور بھی قوی کر رکھا تھا کہ جب آدمی مرگیا اور اسکے ہزار بدن ریزے ریزے ہوکر خاک میں اسطرح مل گئے کہ جنکا باہم کرنا انکی خیال میں محال درمحال تھا تو پھر انکا جمع کرنا اور روح ڈالنا ناممکن ہے اور جب انسان کو یہہ خیال پیدا ہوجاوے کہ مرکر نیست ہوجاتا ہے تو پھر نیکی اور بدی کی اسکو کچھ بھی پروا نہیں رہتی دنیا ہی کی کامیابی اور ناکامی کو یہہ نجات اور عذاب سمجھنے لگتا ہے جیسا کہ آج کل ہم دیکھتے ہیں -

بلی وعدا علیہ حقا سے انکے اس خیال باطل کو ایک دلیل نقلی اور ایک عقلی سے رد کرتا ہے اور نقلی دلیل چونکہ جلدی ساکت کردیتی ہے اسلئے اسکو بلی وعدا سے لیکر انہم کانوا کاذبین تک تمام کیا عرب کے مشرکین انبیاء سابقین کے حقیقی یا ادعائے پیروؤں سے یہہ سُنتے آئے تھے کہ خدا نے پہلی کتابوں میں پہلے انبیاء کی معرفت مرنیکے بعد زندہ کرنیکا وعدہ کرلیا ہے تاکہ وہاں انہان کے نیک وبدکام کی کامل سزا وجزا ملے لیبین ولیعلم میں اسیطرف اشارہ ہے پس خدا اپنے وعدہ کو ضرور پورا کریگا خدا کا وعدہ جھوٹا نہیں ہوسکتا -

انما قولنا الخ یہہ دلیل عقلی ہے کہ ہر عاقل یہہ بات جانتا ہے کہ ہر عالم کو ناکوں کو قادر مختار نے بنایا ہے اور نیز وہ کسی بات میں عاجز نہیں جب کسی چیز کا پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسکو کن کہتا ہے یعنی ہو سو اسیوقت وہ چیز ہوجاتی ہے اسکے اسباب بھی معاً بہم ہوجاتے ہیں پھر انسان کا بار دگر زندہ اور موجود کرنا اسکے نزدیک کیا محال ہے ؟ وہ قادر مطلق ہے جسنے انسان کو قطرۂ منی سے بنایا ہے -

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ

اور جنہوں نے اگر اللہ کے لئے گھر چھوڑے ظلم اُٹھانے کے بعد البتہ ہم دنیا میں بھی اچھی جگہ دینگے اور آخرت کا بدلا تو بہت بڑا ہے کاش انہیں معلوم ہوتا انکو جنہوں نے

صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔـلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

صبر کیا اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اور تجھسے پہلے بھی تو ہم نے آدمی ہی بھیجے تھے کہ جنکی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے پس تم یاد رکھنے والوں سے پوچھ دیکھو اگر تم نہیں جانتے

بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝

نشانیاں اور صحیفے بھیجکر بھیجے تھے اور تیرے پاس ہمنے یہ ذلانیوالا (قرآن) بھیجا تاکہ لوگونکو بتلادے جو انکی طرف نازل کیگیا اور تاکہ وہ غور کریں

ترکیب

والذین الخ مبتدا لنبوئنہم خبر حسنۃ لنبوئنہم کا مفعول ثانی کیونکہ لنبوئنہم بمعنی لعطینہم ہے۔ اور ممکن ہے کہ بمعنی لننزلنہم ہو فالتقدیر لننزلنہم فی الدنیا دارا حسنۃ۔ الذین صبروا موضع رفع میں ہے علی اضمارہم۔ بالبینات متعلق ہے ارسلنا محذوف سے۔

تفسیر

پہلی آیتوں میں تھا کہ کفار قسم کھاکر قیامت کا انکار کرتے ہیں پھر جب واجزاسی انکو اسقدر انکار تھا تو ایسی حالت میں کہ مکہ میں انہیں کا غلبہ اور زور تھا دیندار مسلمانوں پر کیا کچھ ظلم وستم نکرتے ہونگے چنانچہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ یہہ آیت چھ صحابہ کے بارہ میں نازل ہوئی جو قریش مکہ کے غلام تھے اور اسلام لانے کی وجہ سے اُنپر بڑا ظلم وستم ہوتا تھا منجملہ انکے صہیب و بلال وعمار ہیں (ک) اسلئے والذین ہاجروا سے لیکر وعلی ربہم یتوکلون تک ایمانداروں کو صبر و برداشت اور توکل کی ترغیب دلاتا ہے اور دنیا اور آخرت میں اسکے اجر کا وعدہ فرماتا ہے۔

والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا یعنی اول مرتبہ کفار کی ایذائیں سہنا انکی مار پیٹ سب وشتم پر برداشت کرنا دوسری مرتبہ میں لاچار ہوکر اللہ کے لئے وطن چھوڑ دینا جبکہ وہاں رہنا مشکل ہوجاوے جیسا کہ ابتدا اسلام میں ہوتا تھا انکے لئے دو وعدے کرتا ہے۔ اول لنبوئنہم الخ یعنی کہ ہم دنیا میں بھی حیران و سرگردان نہیں رہنے دینگے بلکہ انکو اچھی طور سے جگہ دینگے جیسا کہ صحابہ کو مدینہ میں جگہ عمدہ دی (حسن بصری۔ قتادہ) دوم ولاجر الاخرۃ اکبر یعنی دار آخرت میں اُنکے لئے بڑا اجر ہے وہ کیا سرور جاودانی اور حیات ابدی کی باوشاہت دونو صفتوں کے مقابلہ میں دو انعام کا وعدہ ہوا۔ پھر ان دونو وصفوں کی عام طور پر تشریح فرماتا ہے الذین صبروا یعنی صبر کرنا جو انسان کو مخالفوں کی ایذائیں اُٹھانے اور حق پر ثابت قدم رہنے کا باعث ہے وعلی ربہم یتوکلون یعنی خدا پر توکل کرنا جو اپنے رب سے بہتری کی اُمید پر ہجرت کرنیکی ترغیب دلاتا ہے۔ صبر تو ظلموا سے متعلق ہے اور توکل ہاجروا سے انہیں یہہ بھی اشارہ ہو کہ کچھ کفار کے ستم اُٹھاکر ہجرت کرنے ہی پر یہہ وعدہ الٰہی منحصر نہیں بلکہ صبر و توکل پر جہاں کہیں ہو اور کسی بات میں ہو خواہ گناہوں کے ترک کرنے پر اور نفس ظالم کے صدمات اُٹھاکر اسکو اسکی بُری خواہشوں سے روکنے پر یا دین الٰہی میں کوئی محنت و مشقت کا کام اختیار کرنے پر اسلام کی ترویج و انتشار پر خواہ کفر و بُت پرستی چھوڑ کر خدا کی طرف آنے میں۔ گویا یہہ آیت جسطرح انکی راہ میں صبر و توکل کرنیوالوں کے لئے

انعامِ الٰہی کا پروانہ ہے اسی طرح اس بات کے لئے بھی اعلان ہے کہ خدا تعالیٰ سے رابطہ کرنا کوئی ہنسی کھیل نہیں اس رستہ میں بڑا تحکم ہو کر مصائب پر صبر کرنا چاہئے وما ارسلنا من قبلک الخ ان آیتوں میں پھر اُسی بات کی طرف رجوع ہے کہ جسکی وجہ سے مشرکین عرب مسلمانوں اور نبی علیہ السلام کو تکلیفیں دیتے تھے جنپر صبر اور برداشت اور توکل کا انکو پچھلی آیت میں حکم دیا گیا تھا اور وہ بات یہہ تھی کہ عرب کے لوگ حضرت صلعم کا وعظ سُنکر کہ جسمیں حرام اور ناپاک اور مکروہ افعال کی مذمت اور بت پرستی کی قباحت اور مکارم اخلاق کی تاکید تھی یہہ کہتے تھے کہ اگر خدا کو ہمیں سمجھانا ہی مقصود تھا تو ہمارے پاس آسمان سے فرشتہ کیوں نہیں بھیجدیا ؟ چنانچہ یہہ شُبہ انکا مع الجواب قرآن مجید میں اور مقامات پر بھی ذکر ہوا ہے - اب اس شُبہ کا اس آیت میں یوں جواب دیتا ہے کہ چند در چند اسرار و مصالح کی وجہ سے ہمیشہ انسان ہی رسول ہوتے آئے ہیں اور وہی خدا کے صحیفے اور معجزات لائے ہیں اگر تمہیں یہہ بات معلوم نہو تو اہل علم سے پُوچھ دیکھو - اور اسی لئے ہمنے اے محمدؐ تجھپر بھی ذکر یعنی قرآن نازل کیا تاکہ لوگوں کو مُطلع کرے اور وہ خود بھی فکر و غور کریں -

فوائد

(۱) فسئلوا اہل الذکر میں علماء کے کئی قول ہیں ابن عباسؓ کہتے ہیں اہلِ تورات یعنی یہود مراد ہیں - زجاج کہتے ہیں عموماً اہلِ کتاب مراد ہیں کیونکہ وہ سب جانتے ہیں کہ پہلے انبیاء بھی انسان تھے - اور عرب کے مشرک اہلِ کتاب کو اہل الذکر یعنی اہلِ علم سمجھتے تھے اسلئے انسے دریافت کرنے کا مشرکین کو حکم دیا بعض کہتے ہیں عموماً اہلِ علم مراد ہیں -

(۲) اس آیت سے یہہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اسوقت تورات یا انجیل اہلِ کتاب کے پاس بلا تحریف موجود تھی جیسا کہ ظاہر ہے -

(۳) بالبینات والزبر ارسلنا کے ساتھہ متعلق ہے جیسا کہ آیت کا سیاق اور سباق چاہتا ہے نہ کہ فاسئلوا سے -

(۴) اس آیت سے یہہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اگر کسی کو کوئی بات خصوصاً شرعی مسئلہ از خود معلوم نہو تو جو اسکو جانتا ہو اُس سے دریافت کر لینا چاہئے - یہہ بات بھی مان لینی چاہئے کہ دریافت کرنے میں کسی کی خصوصیت نہیں کہ کس سے دریافت کرے کوئی اہلِ علم ہو خواہ روایات احادیث و اقوالِ علماء سلف صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے ماہر ہو اور ان سے جواب دے خواہ قرآن و احادیث سے تنبا ط کر کے اصول فقہ میں علماء نے اس بات کو طے کر دیا کہ اول قرآن سے پھر احادیث سے پھر اجماع سے حجّت پکڑی جاتی ہے اور جب کوئی مسئلہ صاف طور پر نہ قرآن میں ملے نہ احادیث میں نہ اجماع سے ثابت ہو تو پھر وہاں استنباط کی ضرورت ہے اور استنباط خود پیغمبر علیہ السلام نے بھی کیا ہے اور صحابہؓ نے بھی تو دین میں استنباط بھی ایک مستند چیز مانی گئی اور ضرور ماننی چاہئے کیونکہ بغیر اسکے قرآن مجید تفصیلاً لکل شئی نہیں ہو سکتا ہاں یہہ بات ضرور ہے کہ استنباط کرنا ہر ایک کا کام نہیں اور اسکے شروط بھی ہیں اور استنباط کو فقہاء قیاس بھی کہتے ہیں پس جو استنباط نہ کر سکتا ہو اسکو اُس مسئلہ میں جو اسکو کتاب و سُنّت و اجماع میں نہ ملے تو مستنبط یعنی مجتہد سے پوچھ کر اسپر عمل کرنا چاہئے اور اسی کو تقلید شرعی کہتے ہیں جسکی ضرورت سمجھی گئی - واللہ اعلم بالصواب وعندہٗ اُمّ الکتاب -

فی تقلید کی بحث

أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝ أَوْ يَأْخُذَهُمْ

پھر کیا بڑے فریب کرنیوالے اس سے نڈر ہوگئے کہ اللہ انکو زمین میں دھنسادے یا انکے پاس عذاب آوے اور انہیں خبر بھی نہو یا انہیں چلتے پھرتے

فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ ۖ فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ

پکڑلے پھر وہ کچھ نہ کرسکیں یا انکو خوفناک حالتیں آپکڑے پھر تمہارا رب نہایت ہی مہربان رحم کرنیوالا ہے کیا خدا کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھتے ہو کہ

يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ۝ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ

انکے سائے ڈھلتے ہیں دائیں اور بائیں طرف کہ خدا کو سجدہ کررہے ہیں بڑی عاجزی سے اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کے رہنے والے چارپائے اور فرشتے

وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ ع

انکساری کے ساتھ ڈر رہے ہیں اپنے بالادست رب سے اور کررہے ہیں جو انکو حکم دیا جاتا ہے

ترکیب

السیئات صفت ہے المکرات مفعول محذوف کی لے مکروا المکرات السیئات ان یخسف الخ جملہ مفعول امن او یاتیہم معطوف ہے یخسف پر اسی طرح یاخذ اور یاخذہم الخ علی تخوف موضع حال میں ہے فاعل یا مفعول سے جو یاخذہم میں ہے۔ یتفیؤ یمیل ظلال جمع ظل۔ یا تو واحد کو موضع جمع میں استعمال کیا ہے یا ہر روز کے سایہ کے لحاظ سے یا وقتاً فوقتاً پھیلنے کے لحاظ سے ایک سایہ کو متعدد سایوں کے ساتھ تعبیر کیا یعنی لفظ جمع ظلال استعمال کیا گیا عن واسطے مجاوزۃ کے تجاوز الظلال الیمین الی الشمائل۔ جمع شمائل۔ سجداً حال ہے ظلال سے۔ وہم داخرون بھی انہیں سے حال ہے انکو ذی عقل قرار دیکر۔

تفسیر

اب اُن سرکشوں کو (کہ جو بڑے مکر و فریب کرتے تھے یعنی مخفی طور پر اسلام کے مٹانے کی تدبیریں کیا کرتے تھے) اپنے قہر و جبروت سے دھمکاتا ہے کہ کیا انکو ان چار باتوں سے ڈر نہیں اور کیوں اطمینان اور امن ہوگیا؟ (۱) ان یخسف بہم الارض کہ انکو زمین میں دھسادیوے پہلی بھی اور پچھلی صدیوں میں کیا بلکہ حال میں بھی زلزلہ آکر زمین پھٹ گئی اور بڑے بڑے جبار و شہوت پرست مع مکانات زمین میں سماگئے قارون بھی سماگیا تھا (۲) او یاتیہم العذاب من حیث لا یشعرون کہ اچانک ایسے طور پر ایسی جگہ سے عذاب آوے کہ جسکی انہیں خبر بھی نہو آسمان سے دفعۃً اُولے کیا بڑی بڑی سلیں برسنے لگیں چنانچہ بھی کئی سال کا عرصہ گزرا کہ مراد آباد میں اور اسکی نواح میں بڑے بڑے اُولے کیا آسمانی گولے برسے کہ جس سے صدہا آدمی اور جانور ہلاک ہوگئے اور سیکڑوں درخت گر پڑے خاص دہلی میں میرے ایک دوست نے جو ایک اُولا تولا تو آدھ سیر کا تھا اور پہلی اُمتوں میں بھی اُولے مائیت سے مستحیل ہوکر حجرتیں آگئے تھے اور بڑے بھاری پتھر برسے جیسا کہ لوط علیہ السلام کی بستیوں پر واقعہ گزرا یا پانی سے دفعۃً رو آکر غارت کردے چنانچہ دو تین سال کا عرصہ گزرا کہ آدھی رات کے قریب جبکہ لوگ خواب راحت میں تھے شہر پٹیالہ میں ایسی رو آئی کہ مکانوں اور بازاروں میں گزوں پانی تھا جس سے صدہا آدمی ڈوب مرے صدہا مکانات گرگئے یا ایسی تند ہوا آجاوے جو بربادی کا باعث ہو۔ الغرض خدا کے صدہا بلائیں ہیں جو دفعۃً

آجاتی ہیں جسمیں بادشاہ سے لیکر رعیت تک کسیکا کچھ زور نہیں چلتا (۳) او یاخذہم فی تقلبہم فما ہم بمعجزین اسکی کئی طور پر تفسیر ہو سکتی ہے اوّل یہ کہ انکو سفر میں مبتلا رکھکر ہلاک کرے کیونکہ جو وطن میں ہلاک ہو سکتا ہے وہ سفر میں بھی اور وہاں کی ہلاکت بسبب پردیس ہونے کے کہ جہاں کوئی یار ہوتا ہے نہ غمگسار اور بھی سخت ہوتی ہے اور قریش کہ سفر کے عادی تھے اور لفظ تقلب بمعنی سفر بھی آیا ہے جیساکہ ہیں آیت میں لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد دوم یہ کہ انکو حالاتِ انقلابات اور تدابیر میں کامیاب نہ ہونے دے اور ہلاک کردے اور یہ معنی اس آیت سے ماخوذ ہیں وقلبوا لک الامور (۳) او یاخذہم علی تخوف تنقص ہے خوف سے (یقال خوفتہ بمعنی وتخوفتہ) یہ معنی کہ دفعۃً بلا نازل نہ کرے بلکہ اُسکے پہلے علامات و آثار نمایاں کرے اور لوگوں میں ہلاک سے پہلے خوف اور پریشانی پیدا ہو پھر ہلاک ہو جاویں جیساکہ قحط شدید اور وبا یا دشمنوں کے غلبہ میں ہوتا ہے مگر خدا رؤف رحیم ہے اسلئے مہلت دیتا ہے اولم یروا الی ما خلق اللہ الخ اپنا رؤف رحیم ہونا ان آیات میں ظاہر فرماتا ہے کہ جنمیں اسکے آثار جبروت اور قدرتِ کاملہ کا بیان ہے جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تمام عالم اسکے آگے مُسخر ہے تاکہ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اسکو دفعۃً یا تدریجاً ہلاک کرنیکی بھی قدرت ہے پھر اُس سے نڈر ہونا اور باوجود یکہ درختوں اور جمیع سایہ دار چیزوں کے سائے اسکو سجدہ کر رہے ہیں انکا زمین پر پڑنا گویا سجدہ کرنا ہے اور اسی طرح آسمانوں اور زمین کے تمام رینگنے والے چارپائے اور فرشتے اُسکے آگے سربسجود اور اُسکے فرمانبردار اور خائف ہیں پھر بندہ کا نافرمان ہونا اور سرکشی کرنا اور اسکے ہادیوں اور انکے پیروؤں کو ستانا کیا ہی لغو بات ہے۔

یتفیؤ ظلالہ عن الیمین والشمائل یتفیؤ تفعل من الفی۔ کہتے ہیں فاء الظل یفیٔ اذا رجع وعاد۔ فیٔ کے معنی اصلی رجوع کرنے کے ہیں جیساکہ آیا ہے فان فاؤا فان اللہ غفور رحیم ازہری کہتے ہیں تفیؤ الظلال پچھلے پہر کے سایہ ڈھلنے کو کہتے ہیں مگر بعض عام مراد لیتے ہیں۔ موسم گرما اور سردی اور آفتابِ مہتاب اور خط استوا کے قرب و بعد اور شام و صبح کے لحاظ سے کبھی سایہ دائیں طرف سے کبھی بائیں طرف سے جاتا ہے۔

یمین مفرد اور شمائل جمع لانے میں کئی باتیں ہیں یا تو یہ کہ یمین گو لفظ مفرد ہے مگر مراد جمع ہی جیساکہ یولون الدبر میں یا یہ کہو کہ شئی چونکہ لفظاً مفرد ہے اسکے لحاظ سے یمین لفظ مفرد آیا اور معناً جمع ہے اسکے لحاظ سے شمائل جمع آیا گویا دونوں کی رعایت کی۔ یا یوں کہو کہ عرب جب وصیغے جمع کے لانا چاہتے ہیں تو ایک کو مفرد کرکے لاتے ہیں جیساکہ جعل الظلمات والنور اور ختم اللہ علی قلوبہم وسمعہم میں سجد اللہ وسجد واخرون سجدہ سے مراد مطیع ہونا جھکنا عرب کہتے ہیں سجد البعیر جبکہ وہ سوار ہونیکو وقت گردن جھکا دیوے چونکہ خدا تعالیٰ آفتاب و ماہتاب و ستاروں کو کہ جن سے جہام کثیفہ پر سایہ پڑتا ہے ایک چال خاص پر ہمیشہ مامور کر رکھا ہے جس سے ان سایوں میں فرق نہیں آتا سو یہ فرق نہ آنا اور ایک خاص طور پر رہنا سجدہ کرنا ہے انہیں معنوں میں یہ آیت ہے والنجم والشجر یسجدان وقولہ وظلالہم بالغدو والاصال یا یوں کہو کہ سایہ زمین پر لگا ہوا چلتا ہے جسطرح عابد زمین پر سر رکھکر سجدہ کرتا ہے گویا تشبیہ مراد ہے۔ اور غرض اس کلام سے اسکا جبروت تسلط عالم پر ظاہر کرنا ہے۔ اور اسمیں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ عالم حتی میں جو شیا جو وجود حقیقی کا ظل ہیں اسکے حکم کے پابستہ ہیں۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ

اور اللہ فرما چکا ہے کہ دو خدا نہ بناؤ خدا تو ایک ہی خدا ہے پھر مجھی سے ڈرو اور اسی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کا مستقل حکم ہے

وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ۝ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــَٔرُوْنَ ۝ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ

سزاوار ہے پھر کیا اللہ کے سوا تم ڈرتے ہو اور تمہارے پاس جو کچھ نعمت ہے سو اللہ ہی کی ہے پھر جب تم پر سختی آتی ہے تو اسی کی طرف آہ و زاری کرتے ہو پھر جب وہ تمہاری مصیبت دور کر دیتا ہے

عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ

تم میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شریک بنانے لگتی ہے تاکہ منکر ہو جاویں ہماری دی ہوئی چیزوں کے سو برت لو پھر تو آپ معلوم کر لوگے اور جنکو جانتے بھی نہیں

لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔـلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ

انکے لئے ہماری دی ہوئی چیزوں میں ایک حصہ مقرر کرتے ہیں بخدا تمسے پوچھا جائیگا وہ جو تم جھوٹی تہمتیں باندھا کرتے ہو اور اللہ پاک کے لئے بیٹیاں قرار دیتے ہیں اور اپنے لئے وہ جو

مَا يَشْتَهُوْنَ ۝ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۚ يَتَوٰرٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ

دل چاہے (فرزند) اور جب انمیں سے کسیکو بیٹی کی خبر دیجائے تو اسکا منہ سیاہ ہو جائے غم فکر میں قوم سے چھپتا پھرے اس بری خبر کی وجہ سے (اس سوچ میں کہ)

اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

کہ اسکو رکھ لے ذلت قبول کر کے یا اسکو مٹی میں دبا دیوے دیکھو کیا برا فیصلہ کرتے ہیں۔ وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انہیں کی بری حالت ہے اور اللہ کی تو بلند حالت ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے

ترکیب

اثنین تاکید الٰھین کی اور مفعول ثانی لاتتخذوا کا بھی ہو سکتا ہے وفیہ مافیہ۔ واصبا ہے دائما حال ہے الدین سے اور عامل اسمیں معنی ظرف کے ہیں۔ ما بمعنی الذی جسم سکا صلہ من نعمۃ حال ہے ضمیر سے جو جار میں ہے فمن اللہ خبر۔ دوسری وجہ بھی ممکن ہے تجرون ترفعون ہو انکم بالاستغاثۃ بسجانہ جملہ معترضہ سوداً خبر ظل یتواری حال ہے ضمیر کظیم سے

تفسیر

پچھلی آیتوں میں یہ ثابت کر کے کہ تمام عالم اسکے قبضۂ قدرت میں ہے اسی کے آگے سر تسلیم جھکائی ہوئے ہے قال اللہ سے لیکر فارہبون تک توحید خالص کا حکم دیتا ہے پھر ولہ مافی السموات والارض سے لیکر تتقون تک اسپر اور دلیل قائم کرتا ہے کہ سب کچھ اسکی قبضۂ قدرت میں ہے ہر حال میں اسکی احتیاج ہے پھر کسی کی عبادت کیسی؟ پھر جب عالم میں اور کسیکا کچھ بھی تصرف نہیں تو نعمتیں جو تمہارے پاس ہیں ایکی ہاں سے ہیں وما بکم من نعمۃ الخ مگر تمہاری ادنیٰ آدم یہ عادت ہے کہ سخت مصیبت کیوقت بمقتضائے فطرت انسانی ایکی طرف رجوع کرتے ہو پھر جونہی کچھ سختی ہٹنے لگتی ہے شرک کرنے لگتے ہو اور بعد میں شرک کرنے کی کوئی وجہ نہیں مگر کفران نعمت اور ناشکری ہے کہیں حکیم سے جاتی ہو۔

ویجعلون سے مشرکین کی اور چند بدعادات ذکر کرتا ہے اول یہ کہ یوں ہی فرضی معبودوں کے لئے کہ جنکی اصل سے بھی واقف نہیں خدا کی دی ہوئی روزی میں سے حصے مقرر کرتے ہیں۔ عرب کے مشرک کہیں بتوں کے نام جانور چھوڑتے تھے کہیں اولاد چڑھاتے تھے کبھی اور نذر و نیاز مقرر کرتے تھے۔ ویجعلون فرشتوں کو کہیں جنوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے حالانکہ غرور و جہالت کی وجہ سے اپنے لئے بیٹیوں کا پیدا ہونا ایسا برا جانتے تھے کہ سنکر رنج و غم کے مارے چہرہ سیاہ ہو جاتا تھا ہی لئے مار ڈالتے تھے زندہ گاڑ دیتے تھے اور جو کوئی رکھتا تھا برا ہی سمجھکر رکھتا تھا حالانکہ اسکو نکاح اور بقاء نسل کے لئے انکی حاجت ہے اور خدا کو کچھ بھی حاجت نہیں ولہ المثل الاعلیٰ کے یہی معنی ہیں۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

اور اگر خدا لوگوں کو انکے ظلم سے پکڑتا تو کسی جاندار کو زمین پر نہ چھوڑتا لیکن ایک مدت مقرر تک انکو مہلت دیتا ہے پھر جب انکا وقت آجاتا ہے تو گھڑی بھر دیر کرینگے

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ

نہ جلدی اور خدا کے لئے وہ چیز ٹھہراتے ہیں جسکو خود ناپسند کرتے ہیں اور انکی زبانیں جھوٹ بکتی ہیں کہ انکو بھلائی ہے ضرور انکے لئے آگ ہے اور وہ

مُّفْرَطُوْنَ ۝ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَمَآ

پیش کئے جارہے ہیں اللہ کی قسم ہمنے تجھسے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے تھے پھر شیطان نے انکے اعمال انکی نظروں میں خوبصورت کر دکھائے سو وہی آج بھی انکا رہبر پرست ہے اور انکو عذاب الیم ہے اور

اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

تجھپر ہمنے کتاب اسلئے نازل کی ہے کہ تو لوگوں کو کھولکر بتادے وہ باتیں جنمیں انہوں نے اختلاف کر رکھا ہے اور ہدایت رحمت بنکے ایماندار لوگوں کے لئے

ترکیب

الکذب بالنصب مفعول ہے تصف کا ان لہم الحسنی اس سے بدل۔ الکَذِبُ بضم الکاف والذال والباء جمع کذوب جیسا کہ صبور وصُبُر تب یہ لہستہ جمع لسان کی صفت ہوگا واللسان یذکر ویونث۔ وَہُدًی معطوف ہے لتبین پر ای للتبین والہدایۃ والرحمۃ۔

تفسیر

انکے قبائح اور اقوال فاسدہ بیان کرکے یہہ ظاہر فرماتا ہے کہ ہم صرف اپنی رحمت سے درگزر کرتے ہیں جو دنیا میں عمر معین تک جینے دیتے ہیں پھر جب وقت آئیگا تو ایکساعت بھی نہ ملیگی اور جو ہم بنی آدم کے گناہوں پر جاویں تو دنیا پر کسیکو بھی زندہ نہ چھوڑیں۔ ویجعلون للہ یہہ ان کافروں کی ایک اور بات ذکر کرتا ہے کہ اللہ کے لئے تو وہ باتیں تجویز کرتے ہیں کہ جنہیں اپنے لئے پسند نہیں کرتے اور اپنے لئے ان بدفعلوں پر جو جھوٹھ موٹ کچ باتیں بناتے ہیں کہ دار آخرت میں ہمارے لئے درجے ملینگے اور یہہ ہوگا اور فلاں بت یا معبود یہہ دلائیگا فرماتا ہے یہہ تو نہ ملیگا مگر انکو دوزخ کی آگ نصیب ہوگی وانہم مفرطون نافع اور رقیبہ کسائی کی روایت سے مفرطون بکسر الراء پڑھتے ہیں اور باقی بفتح الراء۔ اوّل قرأت پر یہہ معنی ہوئے کہ وہ گناہوں میں یا خدا پر جھوٹ بولنے میں افراط یعنی زیادتی کرنے والے ہیں۔ دوسری قرأت پر یہہ معنی انہم متروکون فی النار یعنی آگ میں ڈالے گئے وہاں چھوڑے گئے۔ کہتے ہیں ما افرطت من القوم احداً ای ما ترکت۔ یا یہہ معنی انہم معجلون یعنی آگ کی طرف ان افعال سے جلدی کر رہے ہیں سب سے پہلے جارہے ہیں واحدی کہتے ہیں عرب بولتے ہیں فرط الرجل اصحابہ یفرطہم فرطاً وفروطاً اذا تقدمہم لتدبیر حوائجہم یعنی اونکی قافلہ سالار بنکر پہلے جہنم میں جھنڈے لئے جارہے ہیں۔ تاللہ الخ سے یہہ بات بتلاتا ہے کہ یہہ کوئی نئی بات نہیں پہلے بھی ہمنے رسول بھیجے تھے سو شیطان نے اُن قوموں کو یہی بھکایا بُری باتوں کو انکی نظروں میں بھلا کر دکھا دیا پس آج کے دن بھی وہی شیطان ان لوگوں کا بھی رفیق بنکر بھکا رہا ہے جہنم کا رستہ بتا رہا ہے اسلئے ہمنے اے محمد تجھپر قرآن نازل کیا کہ تو انکو مطلع کر دے۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ

اور اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا پھر اس سے جِلا دیا زمین کو مُردہ ہو جانے کے بعد (خشک ہو جانے کے بعد) زمین کو زندہ کر دیا۔ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اس قوم کے لیے جو سنتے ہیں۔ اور تمہارے لئے چارپایوں میں ایک غور

نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ

کرنے کی بات ہے کہ اُنکے پیٹ میں سے گوبر اور خون میں سے خالص دودھ نکالکر تمکو پلاتے ہیں جو پینے والوں کو خوشگوار معلوم ہوتا ہے اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے بھی

تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

تم نشہ بناتے ہو اور عمدہ روزی اس میں البتہ سمجھدار قوم کیلئے بڑی نشانی ہے

ترکیب

لعبرۃ ہم ان لکم خبر ابطونہ ابطون جمع بطن یعنی شکم بطون کی ضمیر انعام کیطرف راجع ہے کیونکہ انعام اسم جمع ہے اور مؤنث بھی۔ من بین للابتداء متعلق ہے نسقیکم سے لبنا مفعول ثانی ہے نسقیکم کا خالصا سائغا اسکی صفت۔ ومن ثمرات الخ محذوف سے متعلق ہے لنسقیکم من ثمرات الخ تتخذون جملہ مستانفہ یا صفت ہے محذوف کی تقدیرہ شیئاً تتخذون منہ لے وان من ثمرات النخیل شیئاً۔

تفسیر

قرآن مجید کا دستور ہے کہ وہ ایک مضمون میں گفتگو کرکے دوسرے مضمون کی طرف متوجہ ہوتا ہے الٰہیات کے بعد معاد اور کبھی نبوات اور کبھی اصلاح افعال و اعتقاد عباد کی طرف رجوع کرتا ہے اور یہی چاروں باتیں کتاب الٰہی کے اصل الاصول ہیں۔ اسی قاعدہ سے کلام تمام کرکے اب الٰہیات میں کلام کرتا ہے وہ دلائل (کہ جن سے خدا تعالیٰ کا وجود اور اسکا وحدہ لاشریک ہونا اور ہر چیز کا اسی کے دستِ قدرت میں ہونا ثابت ہوتا ہے) پانچ قسم کے ہیں۔

اوّل سماوی چیزیں جنہیں سے یہاں پانی کا ذکر کرتا ہے واللہ انزل من السماء مانکہ اللہ نے آسمان سے یعنی بادلوں سے پانی برسایا جس سے مردہ زمین یعنی خشک زندہ ہو جاتی ہے یعنی ہری بھری جڑی بوٹیاں گھاس اور درخت اور کھیتی کا رآمد انسان چیزیں اگتی ہیں جس سے اسکی آثار قدرت و رحمت نمودار ہیں دوم انسان کے حالات اور اسکی پیدائش سوم حیوانات کی پیدائش اور انسے انسان کے لئے نفع دینے والیں چیزوں کا پیدا کرنا جنکی طرف وان لکم فی الانعام لعبرۃ الخ میں اشارہ ہے۔ کہ حیوانات کا بھیڑیں بکری اونٹنی وغیرہ کا دودھ بھی ایک عمدہ کرنیکی بات اور اسکی نشانی ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں پر بھید تو دیکھو کہ وہ کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟ جانور کے شکم میں گھاس جاکر گوبر لید مینگنی بنجاتی ہے اسکا علم کیونکر جگر میں (یا اور جگہ بقول حکماء حال) خون بنتا ہے پھر عروق کے ذریعہ وہ خون ان جانور کے تھنوں میں (پستانوں میں جو نرم گوشت ہے اور جسکی تاثیر بھی ہے کہ خون کو دودھ کر دے) دودھ بنجاتا ہے غور کرو گوبر اور خون میں سے جو شکم میں ملے جلے تھے ایک دوسرے کا کسطرح سوتیا کرتا ہے اور انہیں سے خوشگوار شیریں دودھ کس طرح سے نکالکر تمہیں پلاتا ہے پھر یہ صنعت بجز اسکے اور کون کرتا ہے؟

چہارم نباتات جسمیں سے یہاں کھجور اور انگور کا ذکر کرتا ہے کہ تتخذون منہ سکرا۔ سکر سے مراد شراب ہے چونکہ خطاب قبیلہ مکہ کی طرف ہے اور نیز مکہ میں شراب حرام بھی نہیں ہوئی تھی بلکہ مدینہ میں اکر اسلئے ان لوگوں کو انکے وہ فوائد بتلاتا ہے جو انکے کام میں آتے تھے امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں سکر سے مراد نبیذ ہے یعنی کھجور یا انگور کا شیرہ جسکو بہانتک جوش دیا جاوے کہ دو حصہ جل جاویں چونکہ اسمیں نشا نہیں یہ حلال ہے ورزقا حسنا یعنی انگور اور کھجور سے سکر اور اچھی چیزیں کھانے کی بناتے ہو سرکہ اور شکر اور بہت چیزیں بنتی ہیں پھر یہ کس کی بنائی ہوئی ہیں کسنے ان میں شیرینی اور لذت پیدا کی؟ پانچویں بہاڑ زمین دریا جنکا ذکر ہوگا۔

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ

اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو یہ الہام کیا کہ پہاڑوں اور درختوں میں اور جو چھتے یہ لوگ چڑھاتے ہیں اپنے گھر بنائے پھر ہر قسم کے پھلوں کو کھائے پھر سیدھا رستہ سے سمٹ کر

رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ

نکلا کرے انکے پیٹ سے مختلف رنگ کا شہد نکلتا ہے اس میں لوگوں کیلئے شفا ہے البتہ اس میں فکر کرنے والوں کے لئے بڑی نشانی ہے

ترکیب

ان مفسرہ ہے تتخذی جملہ تفسیر ہوگی اوحی کی لفظ نحل گرچہ مذکر ہے مگر معنی کے لحاظ سے مؤنث کا صیغہ آیا۔ بیوتا اتخذی کا مفعول ومن الشجر معطوف ہے من ہمیان ذللا جمع ذلول کی یہ حال ہے ضمیر اسلکی سے یا سبل سے اے اسلکی سبل ربک وانت ذلل منقادۃ او اسلکی سبل ربک حال کو نہاد دلالۃ للہا اللہ تعالیٰ وسمہلہا یخرج جملہ مستانفہ جس میں شہد کی مکھیوں کے الہام کا نتیجہ بتاتا ہے۔

تفسیر

حیوانات میں سے چرندوں میں سے دودھ کا نکالنا بیان فرمایا تھا اب پرندوں میں جو کچھ منافع انسان کے لئے رکھے ہیں انکا ذکر فرماتا ہے یا یوں کہو وہاں حلال پالوں سے دودھ نکالنا بیان کیا تھا جنکو انسان دانہ چارہ بھی کھلاتا ہے یہاں پرندوں سے شہد کا نکالنا بیان فرماتا ہے اور نیز ان پرندوں سے کہ جنمیں نہ ہر بھی کھا ہوتا ہے وہ کون شہد کی مکھیاں جنکو عربی میں نحل اور ہندی میں مہال کہتے ہیں۔ اور اوحی کے لفظ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ نہ صرف انسان کو نبیا کی معرفت ہم وحی الہام کے ذریعہ سے انکے فوائد دنیا و یہ و اخرویہ تعلیم کرتے ہیں بلکہ حیوانات خصوصاً پرندوں کو بھی انکی کارآمد باتیں الہام ہوتی ہیں جنکو الہام فطری کہنا چاہئے مگر کمبخت انسان انپر روحانی سرداروں کا مقابلہ کرتا ہے برخلاف مہال کے کہ انمیں جو ایک بڑی مکھی ہوتی ہے جسکو یعسوب کہتے ہیں سب اسکی اطاعت کرتی ہیں ان اتخذی الخ سے پہلی بات یہ ہوجانے کی گئی ہے کہ پہاڑوں اور درختوں کی چوٹیوں باتوں میں اپنا گھر بنائے اور نیز ان چھتوں میں بھی جنکو انسان بناتے ہیں چھپر یا گھر یا انگور کی بیلوں کے چھتوں میں تاکہ ہر ایک کا وہاں ہاتھ نہ پہنچے انکے گھر کو کوئی نہ بگاڑے یا زمین سے مرتفع رہنے میں انجذاب قوۃ رات زمین کا ان تک اثر نہ پہنچے۔ پھر انکو گھروں کو یعنی سوراخوں کو دیکھئے کہ مسدس بنے ہوئے ہیں جس سے ذرا بھی جگہ بیکار نہیں جاتی اور کس برکار سے بنے ہوئے ہوتے ہیں کہ ذرا بھی کم زیادہ نہیں ہوتے ثم کلی من کل الثمرات پھر یہ اتفاق ہوا کہ بلا قید ہر قسم کے پھل کھایا کرے بعض کہتے ہیں درختوں کے پتوں شہد کی جو ایک شیرین چیز جمی ہوتی ہے اسکو مکھیاں چاٹتی ہیں اور وہی شہد ہے بعض کہتے ہیں نہیں بلکہ انکے پیٹ میں ہر چیز جاکر شہد ہوجاتی ہے اور چونکہ پھلوں میں مٹھاس ہوتا ہے بیشتر شہد کی مکھیاں انہیں کو کھاتی ہیں فاسلکی سبل ربک ذللا یہ وہ تیسری بات ہے جو انکو الہام کی گئی ہے۔

جو علماء ذللا کو سبل ربک سے حال ڈالتے ہیں وہ یہ معنی قرار دیتے ہیں کہ انے جانے کے سب جو خدا نے مکھیوں کے لئے سہل کر رکھے ہیں انمیں چلنے کا حکم ہوا جیسا کہ اس آیت میں ہے جعل لکم الارض ذلولا یا یہ ضمیر اسلکی سے حال ہے تب ذللا کے معنی منقاد اور فرمانبردار ہوکر چلنے کے ہیں سبل ربک وہ اسکے سوراخ ہیں جنکو اوندھی نے بنایا ہے اور مسخر ہوکر چلنا بتایا یعنی سمٹ کر کیونکہ پر کھول کر مکھی انمیں نہیں گھس سکتی نہ نکل سکتی یھرمیں ذللا کی معنی یخرج من بطونہا شراب یہ نتیجہ بیان فرماتا ہے کہ مختلف رنگ کا شہد انکے پیٹ سے نکلتا ہے سفید زرد جسمیں بیشتر امراض کے لئے شفا ہے بعض کہتے ہیں فیہ شفاء للناس قرآن مجید کی بابت جملہ ہے۔ شہد میں شفا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ ہر شخص کے لئے اور ہر مرض کے لئے شفا ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ فَضَّلَ

اور اللہ نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو موت دیتا ہے اور بعض تم میں سے بھی عمر کی بدترین حالت کو پہنچتا ہے کہ سمجھ کے بعد کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتا ہے ۔ البتہ اللہ بڑا علم والا قدرت والا ہے اور اللہ نے تم میں سے

بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

بعض کو بعض پر روزی میں فضیلت دی ۔ پھر جنکو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنی روزی اپنے غلاموں کو نہیں دے ڈالتے کہ پھر وہ برابر ہو جاویں پھر کیا اللہ کی نعمتوں کا

يَجْحَدُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ

انکار کرتے ہو اور اللہ نے تمہارے لئے تمہیں میں سے جوڑے (بیویں) پیدا کئے اور تمہاری بیویوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور تم کو پاکیزہ چیزیں کھلائیں پھر کیا

يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

غلط پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں اور اللہ کے سوا انکی عبادت کرتے ہیں کہ جو آسمانوں اور زمین سے کچھ بھی روزی انکے لئے پہنچنا نہیں رکھتے اور نہ رکھ سکتے ہیں

ترکیب

شَيْـًٔا بصریوں کے نزدیک مصدر سے منصوب ہے اور کوفیوں کے نزدیک یعلم سے فہم فیہ سوار مبتدا خبر سے ملکر یہ جملہ واقع ہے موقع میں فعل و فاعل کے فالتقدیر فما الذین فضلوا برادی رزقہم علی مالکت ایمانہم فیستووا اور یہ فعل منصوب ہے جواب نفی ہو کر اور مرفوع بھی ہو سکتا ہے شیئاً رزقا سے منصوب ہے اگر اسکو مصدر مانا جاوے اور اگر بمعنی مرزوق لیا جاوے تو اس سے بدل ہے ۔

تفسیر

ان آیات میں انسان کے حالات سے استدلال کرتا ہے **اول** اللہ خلقکم الخ کہ اللہ ہی نے تمکو پیدا کیا نطفہ کا رحم میں انسان بنانا اور اسکے موافق اسکے اعضاء عطا کرنا یہ ضرور کسی مدبر حکیم کا کام ہے طبیعت مادہ تو خود بے شعور ہے اور اچھا یہ بھی سہی تو پھر یہ طبیعت اسمیں کیا رکھی ہے ؟ ثم یتوفکم یہ بھی اسکے آثار قدرت کی برہان قاطع ہے کسی حکیم فیلسوف سے موت کا بندوبست نہیں ہوا ہوگا و منکم من یرد الخ اسی بڑی عمر تک پہنچانا کہ جسمیں تمام علوم و فنون بھول جاوے یہ بھی وہی لکھیں جاوے یہ کام ہے ان اللہ علیم قدیر میں ان ہر دو کی حکمت کی طرف اشارہ ہے کہ انکو وہی جانتا ہے **دوم** واللہ فضل الخ کہ کوئی غنی ہے کوئی فقیر یہ بھی ایک طرح سے ہے اگر یہ بات عقل و علم پر موقوف ہوتی تو کوئی بدعقل جاہل لدار اور عالم و دانا خوار نہ ہوتا حالانکہ معاملہ بالعکس ہے پھر فما الذین سے یہ بات ثابت کرتا ہے کہ ہر چند روزی رزق ہم دیتے ہیں مگر بایں ہمہ تم اپنے نوکروں غلاموں کو اپنا مساوی اور برابر کا اسمیں نہیں کرنا چاہتے پھر خدا تعالیٰ کیونکر اپنی مخلوق میں سے کسی کو اپنے برابر کریگا ؟ لیکن تم اسکی نعمتوں کا انکار کرکے ان نعمتوں کو فرضی معبودوں کی طرف منسوب کرتے ہو کہ تندرستی فلاں دیوتا نے عطا کی بیٹا فلاں بزرگ نے دیا یہ کام فلاں ستارہ کی تاثیر سے ہوا ۔ یا یہ معنی کہ باوجود یکہ روزی میں تم اور تمہارے غلام برابر ہیں کیا انکو تم نہیں دیتے بلکہ ہم دیتے ہیں مگر پھر بھی تمکو فضیلت دی رکھی ہے اسکا شکریہ ادا نہیں کرتے ؟ **سوم** واللہ جعل لکم من انفسکم الخ کہ اللہ نے تمہارے لئے بیویں بنائیں اگر مرد کو عورت نہ ملے تو دنیا کی عیش تلخ ہو جاوے اسمیں کیا حکمت اور علم اور طبیعت کی کیا دخل ہے ؟ پھر عورتیں بھی کیسی تمہاری جنس اور قبیلہ کی جنکی مجالست سے تمہیں پوری مسرت ہوتی ہے پھر اگر اولاد اور اہل قرابت کام آنیوالے نہ ہوتے تو بھی مشکل پڑ جاتی اسلئے بنین و حفدۃ بیٹے پوتے اقارب بھی کئے پھر رزقکم من الطیبت اچھی چیزیں کھانیکو دیں پھر بھی لوگ جھوٹے معبودوں پر ایمان لاتے اور اللہ کی نعمتوں کے منکر ہوتے ہیں کیونکہ ان نعمتوں کو اور انکی طرف نسبت کرتے ہیں اور اللہ کو چھوڑ کر اور انکی عبادت کرتے ہیں جنکو رزق روزی دینے میں نہ اختیار ہے نہ قدرت ہے ۔

---

۵ انسان ہے کہ اس کے پیٹ کو جو اسکی پہلی منزل ہے اپنی عمر کی منزلیں طے کرتا ہوا چلا جاتا ہے کسی عمر کی رسل گاڑی کس سرعت کے ساتھ راستہ کی ایسٹیشنوں کو طے کرتے ہوئے جاری ہے ۔ بھلا کبھی چاہے کہ چند روز اور ٹھہر جاوے یا ایک میل بھر کو کہیں ٹھہر سکتا ہے ۵ لائی حیات آئی قضا لے چلی چلے ۸ اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے ۸ سب کی منزل مقصود معبود حقیقی کے ہاں جانا ہے ۔ پھر کوئی جلدی کوئی دیر میں ایسا اٹھا ہو کر جاتا ہے کہ لڑکوں کی طرح بھرپور کچھ بھول جاتا ہے ۔ پھر قیامت میں اگر دوبارہ زندہ کرے تو گویا تعجب ہے جسپر کفار تعجب کرتے ہیں ۱۲ منہ

فَلَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ

پس اللہ پر مثالیں نہ بناؤ کیونکہ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اللہ نے ایک مثل بیان کی کہ ایک غلام ہے بیمار ہے کسی چیز پر بھی قدرت نہیں رکھتا اور ایک شخص کہ

مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوٗنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ

جسکو ہمنے اچھا رزق دیا ہے سو وہ اس میں سے چھپا کر اور کھلا خرچ کرتا ہے کیا دونو برابر ہیں؟ سب تعریف اللہ ہی کے ہے بلکہ اکثر انمیں سے نادان ہیں اور اللہ دو آدمیوں کی مثال بیان کرتا ہے

ع ۱۰ ۱۶ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

کہ نہیں ایک قدر بھی بھلائی کی کچھ بھی کہہ نہیں سکتا اور وہ اپنے آقا پر بار بھی ہے جہاں کہیں جاتا ہے بھلائی لیکر نہیں آتا کیا یہ اور وہ برابر ہو کہ جو انصاف سے حکم دیتا ہے اور وہ سیدھے رستہ پر ہے؟

ترکیب

عبداً موصوف مملوکاً صفت اول لایقدر صفت ثانی پھر یہہ بدل ہے مثلاً سے ومن معطوف ہے عبداً پر یہہ بھی مجموعہ میں شامل ہو کر مثل سے بدل ہوگا سراً وجہراً حال ہے ضمیر ینفق سے اور یہی طرح رجلین مثلاً سے بدل ہے پھر احدہما سے رجلین کا بیان ہے۔

تفسیر

مشرکین و منکر کے یہہ دلائل سنکر جواب میں یہہ مثالیں بیان کیا کرتے تھے کہ دنیا میں کوئی شخص بادشاہوں سے انکے وزیروں اہل کاروں کے ذریعہ بغیر عرض حال نہیں کر سکتا اور نیز جسطرح بادشاہوں نے اپنے تمام کارخانوں کے مختار کر رکھے ہیں اسیطرح خدا تعالیٰ نے بھی انکی جناب میں فرماتا ہے فلا تضربوا الخ کہ یہہ مثالیں نہ بناؤ خدا کا معاملہ بندوں کا سا نہیں ان اللہ یعلم الخ میں اسی طرف اشارہ ہے۔

اسکے بعد خدا تعالیٰ نے دو مثالیں بیان فرماتا ہے جن سے یہہ معلوم ہو جاوے کہ اللہ کے آگے اسکی تمام مخلوق عاجز اور اسکی دست نگر ہے اسکے حکم بغیر ذرہ بھی حرکت نہیں کر سکتا خصوصاً بت پرستوں کے بت کہ وہ تو بے حس ہی ہیں پہلی مثل کو ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً سے شروع کرتا ہے کہ ایک تو غلام ہو اور غلام بھی کیسا مملوکا آزاد کیا ہوا یا اسی کاروبار تجارت میں اجازت نہ ہو نہ مولیٰ نے اپنے مرنے کے بعد اسکی آزادی مقرر کی ہو نہ کسیقدر مال ادا کرنے پر اسکی آزادی معین ہوئی ہو اسپر طرہ یہہ ہو کہ لایقدر علی شئی خانہ داری کے امور میں بھی کسیکو دینے لینے کی اسکو کچھ بھی قدرت نہ ہو اور ایک وہ میرا مختار ہو کہ جسکو اپنے مال میں چھپے کھلے ہر طرح کے تصرف کی نہ قدرت ہی ہو بلکہ وہ تصرف بھی فرماتا ہو پھر کیا یہہ دونو برابر ہو سکتے ہیں؟ اللہ کے سوا جسقدر اسکی مخلوقات ہے (کہ جسکو مشرکین پوجتے ہیں اور نئے نئے طریقوں سے انکو حاجت برآری کا ذریعہ جانکر انکو پکارتے اور انکی نذر و نیاز کرتے ہیں جیسا کہ عرب میں دستور تھا) سب اسکے آگے اس غلام کی طرح محتاج ہے کہ جسکو اسکی اجازت بغیر کچھ بھی قدرت نہیں لینے کی نہ دینے کی اور یہہ بااختیار کی مثال اللہ قدیر کی ہے جسکو ہر طرح کے تصرف کی قدرت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے پھر کیسی ہو تو فی ہے کہ گھر کے مالک کو جو بڑا داتا اور کریم ہے چھوڑ کر اسکے ایسے بے بس غلام سے سوال کیا جاوے؟ ۔ اور دوسری مثال کو وضرب اللہ مثلاً رجلین الخ سے شروع کرتا ہے جسمیں انکے معبودوں کو ایسے غلام سے تشبیہ دیتا ہے جو گونگا ہو مولیٰ کے آگے سفارش کی زبان بھی نہ ہو نہ کسیکو الٹ کر جواب دے سکتا ہو اور نہ مولیٰ کی نزدیک انکی کچھ وقعت بھی ہو جس بات کا تصفیہ بولنا کرکے ہوتا ہے آپ اس شخص کے ساتھ تشبیہ دی جو عدل کا حکم دے اور سیدھے رستہ پر ہو یعنی قادر مطلق (یہہ مجاہد کا قول ہے) مشرکین دونوں کے تھے بلکہ اب بھی ہیں ایک وہ جو پتھر یا اور چیزوں کی مورتوں کو پوجتے تھے انکو ان معبودوں کو مثال نہیں میں ذکر کیا اور ایک وہ جو زندوں کو پوجتے تھے انکے لئے مثال اول ہے۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ

اور اللہ ہی کو معلوم ہے تمانوں اور زمین کی اور قیامت کا معاملہ بھی ایسا ہے کہ جیسا پلک کا جھپکنا یا اس سے بھی قریب تر اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور اللہ تو ہے کہ جنے تمکو تمہاری

بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـــًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ

ماؤں کے پیٹ سے باہر نکالا کہ ہوقت تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اور تمکو کان اور آنکھیں اور دل عطا کیا تاکہ تم شکر کرو کیا یہ بندوں کو نہیں دیکھتے کہ تمہاں کے

فِيْ جَوِّ السَّمَاۗءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ

نیچے ہوا میں حکم سے قائم کیے گئے ہیں ہو کوئی نہیں سوا اللہ کے سو اللہ ہی سب کچھ تھامے ہوئے ہے بیشک اس میں بڑی نشانیاں ہیں اور اللہ نے تمہارے گھر تمکو تمہارے لیئے بسیرے کی جگہ بنایا۔ اور چارپایوں کی

جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝ وَاللّٰهُ

کھال سے تمہارے لیئے گھر بنائے جنہیں تم ہلکا جانتے ہو اپنے سفر کے وقت اور قیام کے وقت اور انکی اون اور انکی جنوں اور انکی بالوں سے سباب اور سامان ایک وقت تک کا واسطے

جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ

تمہارے لیئے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں سے سایے بنائے اور تمہارے لیئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں بنائیں اور تمہارے لیئے کرتے بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور زرہ جو تمہیں جنگ میں محفوظ رکھتی ہے اسی طرح سے

نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

تمپر اپنی نعمت پوری کرتا ہے تاکہ تم فرمانبردار بنو۔ پھر اگر یہ منہ پھیریں تو رسول تمپر صرف کھول کر حکم پہنچا دینا ہے اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں پھر انکی ناشکری کرتے ہیں اور اکثر تو انمیں کے منکر ہی ہیں

ع ۱۴

ترکیب

لا تعلمون جملہ حال ہے ضمیر منصوب امہاتکم سے مایمکن جملہ حال ہے مسخرات سے ظعن سفر۔ اثاثا معطوف ہے سکنا پر اور دونوں من صوفہا جار مجرور کا فصل مستقبح نہیں ہے کیونکہ جار مجرور بھی مفعول ہے اور ایک مفعول کا دوسرے پر مقدم کرنا قبیح نہیں۔

تفسیر

ان آیات میں خدا تعالیٰ انکی اُن معبودوں کے مقابلہ میں کہ جنکو وہ شانوں میں عاجز اور کمزور ثابت کیا تھا اپنے کمال قدرت و حسان کو ذکر فرماتا ہے وللہ غیب الخ میں اپنا علم بیان کرتا ہے اور غیب کی نادر چیزوں میں سے قیامت کا قائم ہونا تھا اسلیئے اسکو بھی ذکر کرتا ہے کہ نہ صرف ہمکو اسکا علم ہے بلکہ وہ ہمارے قبضۂ قدرت میں ہے پلک جھپکنے سے بھی جلد وہ ظاہر ہوگی ہمکو ہر چیز پر قدرت ہے۔ اسمیں انکی قدرت کا بھی اظہار ہے پھر اس قدرت کی دلیل کہ جسمیں بندوں پر احسان بھی ہے واللہ اخرجکم الخ سے شروع کرتا ہے کہ تمکو پیدا کیا تمکو علم و ادراک دیا معدوم سے موجود کر دیا اگر اپنی وہ حالت یاد نہو تو ہوا میں اُڑنے والے جانوروں کو دیکھو کہ ادھر میں اسیکا ید قدرت انکو تھامے رہتا ہے۔ اور اپنے اوپر روزمرہ احسانوں کو غور کرو کہ جنمیں سے ایک تمہارے رہنے کے مکانات ہیں پھر سفر کے مکانات کہ جنکا ساتھ لیجانا آسان ہے جانوروں کی کھال اور بالوں کے خیمے تمکو دیئے عرب میں اونٹ یا اور جانوروں کی کھال کے رنگ کر خیمہ بناتے تھے اور دُنبے بھیڑ کے بالوں سے جنکو صواف (جمع صوف) کہتے تھے اور اونٹ کے بالوں سے جنکو اوبار (جمع وبر) کہتے تھے اور بکری کے بالوں سے جنکو اشعار (جمع شعر) کہتے تھے خیمہ بناتے تھے۔ پھر لوہے کی زرہیں بناتے تھے جنکو جنگ میں پہنتے تھے زخم سے بچنے کو۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ۝ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ

اور جسدن کہ ہم ہر قوم میں سے ایک گواہ کھڑا کرینگے پھر تو کافروں کو نہ اجازت ملیگی اور نہ انکی توبہ قبول ہوگی اور جبکہ ستمگار عذاب دیکھینگے پھر تو نہ تخفیف

عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِنْ دُونِكَ

ہوگی نہ انکو مہلت دیجائیگی اور جبکہ مشرک اپنے معبودوں کو دیکھینگے تو کہینگے اے ہمارے رب یہی ہمارے وہ معبود ہیں کہ جنکو ہم تجھے چھوڑ کر پکارا کرتے تھے

فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا

پھر وہ انہیں جواب دینگے کہ تم سراسر جھوٹے ہو اور اُس روز اللہ کے آگے عاجزی کرینگے اور کھویا جاویگا وہ جو جھوٹ بنا بنا کر تے تھے وہ جو منکر ہوے اور اللہ کی

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ۝ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ

راہ سے روکتے رہے ہیں ہم انکو عذاب دینگے ایک عذاب کے اوپر بدلہ میں انکی شرارت کے اور جسدن کہ ہم ہر ایک جماعت میں سے انکو اوپر انہیں میں کا ایک گواہ کھڑا کرینگے

وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝

اور تجھکو (اے محمد) انپر گواہ بناکر لائینگے اور تجھپر ہمنے کتاب نازل کی ہر چیز بیان کرنے کے لئے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت فرمانبردار لوگوں کے

ترکیب

یوم اذکر محذوف سے منصوب لیستعتبون لا یطلب منہم العتبیٰ اسے الرجوع الی ما یرضی اللہ۔ قالوا ربنا جواب ہے اذا رأ الذین کا۔

تفسیر

منکرین انعام الٰہی اور انکے ان بیہودہ حرکات کا ذکر کرکے جو آخرت میں بازپرس کے قابل ہیں یوم نبعث سے لیکر آخر تک روز حشر کی کیفیت بازپرس اور حساب و کتاب بیان فرماتا ہے کہ ہر قوم میں سے ایک ایک گواہ بلائینگے جو اس قوم مشرک و کافر کے مقابلہ میں گواہی دیگا کہ جسنے انکے پاس توحید و احکام الٰہی پہنچائے پر انہوں نے نہ مانا (گواہی دینے والے انبیاء یا انکے جانشین ہیں جن سے کوئی گروہ خالی نہیں) گواہی کے بعد وہ اجازت مانگیں گے کہ ہم پھر دنیا میں جائیں یہ قبول نہ ہوگا عذر و معذرت کرینگے یہ بھی نہ سنا جاویگا۔

پھر منکرین دنیا میں اللہ کے سوا جن معبود و بنکو پوجتے تھے انکو حاجت روا جانکر پکارتے تھے وہاں انکو دیکھکر کہینگے کہ الٰہی ہم انکو پوجتے تھے یعنی انہیں کا شاہ تھا گویا اپنے اوپر سوء الزام اٹھانا چاہینگے ایسکے جواب میں وہ کہینگے تم جھوٹے ہو جسنے تم سے کب کہا تھا کہ تم ہمکو حاجت روا جانو تبیانا لکل شئی اس سے دنیاوی تاویلیں انہیں نہیں بلکہ دینی کیونکہ قرآن کے بعد اور کوئی کتاب نہیں آئیگی پھر انہیں بھی سب دینی مسائل نہوں تو کیا ہو۔ تبیان یعنی کھول کر بیان کرنا قرآن کا سب مسائل کو دو دلیلوں کے ذریعہ سے ہے اوّل سنت یعنی جو کچھ قرآن کے بعد مسائل تھے انکو نے حوالہ موضوعہ سے جو قرآن میں ودیعت رکھی گئی ہیں رسول نے بیان کیا اور جو انسے بچے انکو مجتہدین نے استنباط کرکے بیان کر دیا اور آئندہ استنباط کے اصول فقہ میں قواعد مقرر کر دیے ہیں اس اعتبار سے مجتہد بھی قرآن کا دلیل یا ترجمان ہے غیر مجتہد پر بضرورت اسکی تقلید کرنا قرآن کو ماننا ہے۔

لہ کیونکہ اگر بعد دلیل تسلیم نہ ہو تو بھی تبیان کل شئی صحیح نہ ہوگا لیکن کہ بہت سے مسائل نصوص قرآنیہ میں نہیں ہاں احادیث میں ہیں اسطرح بہت سے نصوص احادیث میں بھی نہیں وہ بتبا بط قرآن احادیث سے ظاہر ہوتے ہیں اسلیئے وہ مقام پر بیضاوی وغیرہ کہتے ہیں من امور الدین علی التفصیل او الاجمال بالاحالۃ الی السنۃ او القیاس انتہی ۱۲ منہ

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

بیشک اللہ حکم دیتا ہے انصاف اور نیکی کرنے کا اور قرابت داروں کو دینے کا اور منع کرتا ہے بیحیائی اور بُری بات اور سرکشی سے تمہیں سمجھاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝ وَلَا

اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ عہد قائم کرلو اور نہ توڑو قسموں کو پکا کرنے کے بعد اور ایسے حال میں کہ اللہ کو اپنا ضامن بھی کرچکے ہو بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور

تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَن تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا

اس عورت کی مانند نہ ہوجاؤ جس نے مضبوط کاتنے کے بعد سوت کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے توڑ ڈالا کہ تم اپنی قسموں کو آپس میں حیلہ بناؤ اس وجہ سے کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے بڑھی چڑھی ہو تکو

يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝

اللہ اس سے محض آزماتا ہے اور تاکہ تمہیں قیامت کے روز بتادے وہ کہ جس میں تم اختلاف کرتے ہو

ترکیب

انکاثا جمع نکث بمعنی المنکوث اے المنقوض۔ تکسۃ۔ مفعول ثانی ہے کیونکہ نقضت بمعنی صیرت۔ اور حال بھی ہوسکتا ہے غزلہا سے تتخذون جملہ حال ہے ضمیر تکونوا سے ان تکون اے مخافۃ ان تکون۔ امۃ ہم کان ہی اربی جملہ خبر کان۔

تفسیر

روز حشر کی کیفیت کے بعد وہ باتیں ذکر فرماتا ہے کہ جنپر عمل کرنے سے محشر میں کامیابی ہو۔ ان اللہ الخ اس آیت میں انسان کے مکارم اخلاق اور تدبیر منزل سیاست مدن کے سب مسائل آگئے جنکی تفصیل کو ایک فقرہ کار ہے۔ انسان کے یا وہ معاملات ہیں جو خدا تعالیٰ سے متعلق ہیں عقائد صحیحہ و عبادات صالحہ یا اسکے برخلاف یا وہ ہیں جو باہم آپس میں ایک دوسری کے متعلق ہیں بیع شراء سیاست ملک والدین اولاد و اقارب کے ساتھ برتاؤ۔ ان دونوقسموں کے آگے صدہا تمام ہیں پس ان سب کو برابر اور پورا پورا ادا کرنا عدل ہے یہ عبادات معاملات سب میں ہو یہ حکم سب پر فرض ہے۔ اسکی بعد پھر ایک عمدگی کا مرتبہ ہے جسکو احسان کہتے ہیں۔ عبادات میں احسان کی تفسیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی تعبد اللہ کانک تراہ (الحدیث) واہ البخاری) کہ اللہ کی عبادت کرنے میں یہ خیال کرکہ میں اسکو دیکھ رہا ہوں اگر یہ نہو تو یوں خیال کرکہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور معاملات میں احسان اپنے حقوق سے اور انتقام سے درگزر کرنا غیر کو اسکے استحقاق سے زیادہ نفع پہنچانا جیسا کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ جو تجھے گالی دے تو اسکو دعا دے۔ جو تجھسے توڑے تو اس سے رشتہ محبت جوڑ۔ چونکہ اس احسان میں وسعت ہے اسلئے نظر اہل قرابت میں اسکو ملحوظ کرنیکی بھی تیسری تبیین میں تصریح فرمائی اسلئے ان تین چیزوں سے منع کیا اقل فحش جو خود بآں سے ہو گالی دینا بدشرمی کی باتیں کرنا یا خیال جیسا کہ زنا لواطت وغیرہا جو قوت شہوانیہ کا اثر ہے پھر منکر سے یعنی ناپسند باتوں سے جو قوت غضبیہ کا اثر ہے پھر بغی یعنی سرکشی جو قوت وہمانیہ کا اثر ہو اور یہی تین قوتیں انسان کو ہلاکت میں ڈالتی ہیں۔ یہ بھی جامع آیت ہے کہ کوئی بات اس میں نہیں گنی ولید بن مغیرہ وغیرہ بہت سے لوگ اسی آیت کی وجہ سے مشرف باسلام ہوئے۔

اسکے بعد قسم اور عہد کی پابندی کی تاکید فرماتا ہے جسپر تمام دینی دنیاوی کاموں کا مدار ہے۔ اور فرماتا ہے کہ قسم کھاکر نہ توڑ جسطرح کوئی عورت سوت کات کر توڑ ڈالتی تھی جو قریش میں ایک عورت تھی بعض کہتے ہیں محض تمثیل مقصود ہے کسی خاص عورت کی طرف اشارہ نہیں۔ جاہلیت میں ایک قوم سے ہم قسم ہونے کے بعد جب انکو مقابلہ میں دوسری زیادہ قوم کو دیکھتے تھے تو قسم توڑ کر انکے ساتھ ہوجاتے تھے اس سے بھی منع کرتا ہے کہ یہ آزمائش کا مقام ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَلَتُسْـَٔـلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا

اور اگر اللہ چاہتا تو تمکو ایک گروہ کر دیتا لیکن وہ جسکو چاہتا ہی گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہی ہدایت دیتا ہے اور البتہ تم سے پوچھا جائیگا کہ تم کیا کرتے تھے اور تم اپنی قسموں کو

اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْۗءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

آپس کے لئے فریب بنا ؤ پھر تو تمہارا پاؤں ڈگ جاویگا جمنے کے بعد اور تمکو برائی چکھنی پڑیگی خدا کے رستہ سے روکنے کی وجہ سے اور تمہارے لئے بڑا عذاب ہوگا

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ ۭ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ

اور خدا کی عہد کو تھوڑی سے داموں پر نہ بیچو جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہی تمہاری لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو جو کچھ تمہارے پاس ہے تمام ہو جاتا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے باقی رہتا ہے

وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ

اور تاکہ ہم صبر کرنیوالوں کو بدلا دیویں انکے اچھے کام کا جو کوئی نیک کام کرے مرد ہو یا کوئی عورت اور وہ مومن بھی ہو تو ہم اسکو دنیا میں بھی خوش رکھینگے

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور انکے کاموں کا بدلا دیویں گے اچھا

ترکیب

قسم لِ جواب ہے نہی لاتتخذوا کا اور تذوقوا جواب پر معطوف اتما متصل لکھا جاتا ہی ورنہ یہ ان اور ما موصولہ ہے ہو ضمیر اسکی طرف راجع من اگر اسمن کا بیان ہے - وہو مومن جملہ حال ہے من سے فلنحیینہ جواب ہے من عمل کا ولنجزینہم اسپر معطوف -

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ جس چیز میں تم اختلاف کر رہے ہو (کہ بعض تم میں سے اپنے طریقہ کو اچھا اور بعض اسکو برا کہتا ہے) اس سے سوال ہوگا اسپر ناظرین کو متنبہ کرتا ہی کہ یہ خلاف بھی قضاء و قدر سے ہے ورنہ خدا چاہتا تو سبکو امۃ واحدۃ یعنی متفق العقائد والمذہب کر دیتا مگر یہ ہدایت و گمراہی اسکے ہاتھ میں ہے پھر سر اس سے کون سوال کر سکتا ہی کہ تو نے یوں کیوں کیا بلکہ تم سب سے سوال ہوگا کہ تم کیا کیا کرتے تھے ؟ موت کے بعد ہی اس سوال و حساب کا وقت آجاتا ہی ولا تتخذوا الخ یہاں پھر اسی قسم وعہد پر قائم رہنے کی تاکید و تہدید فرماتا ہی - دستور تھا اور اب بھی ہے کہ قسم کھا کر دوسرے کو فریب دیتے تھے اس سے منع کرتا ہے اور نیز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی بعض قبائل عرب ایسا کیا کرتے تھے - فرماتا ہی کہ قسم توڑ کر بد عہدی کروگے اور قدم جما کر پھسلاؤ گے تو دنیا ہی میں برا مزہ چکھو گے اور آخرت میں بھی عذاب الیم پاؤ گے -

ولا تشتروا الخ عہد الٰہی دین اور خدا کے رسول کی فرمانبرداری کا قرار ہی جو ازل میں ہر ایک سے لیا تھا اور نیز دنیا میں بھی بہت سے لوگ حضرت سے عہد کرتے تھے اور خدا کے نام پاک کی قسم کھا کر اقرار کرنا یہ بھی عہد الٰہی ہی - پھر اس عہد کو بیشتر لوگ دنیاوی طمع میں آکر یا اپنا قائم نہیں میں مال کا نقصان جانکر توڑ ڈالتے تھے اسکو تھوڑی سے داموں پر فروخت کرنا فرمایا اور اس سے منع کیا اور پھر دنیا کی بے ثباتی بیان کی کہ تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ ٹھہر جاتا ہی اسکو فنا ہے خود تمکو بھی فنا ہے اور خدا کے ہاں جو کچھ اجر آخرت ہے وہ ہمیشہ رہیگا - اور جو ہر امر میں کلفت و خسارت مال کی برداشت کریگا عہد الٰہی پر قائم رہیگا خدا اسکے اچھے عملوں کا اچھا بدلا دیگا -

من عمل الخ سے عام بندوں کو بشرطیکہ وہ مومن ہوں طلاع دیتا ہی کہ نیکوں کو دنیا میں بھی خوش رکھینگے اور آخرت میں بھی اجر نیک دینگے -

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝

پھر جب تو قرآن پڑھنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ شیطان رجیم سے اسکا اُنپر کچھ زور نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں

إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُم بِهِ مُشْرِكُونَ ۝

اسکا زور تو انہیں پر چلتا ہے کہ جو اسکو دوست بناتے ہیں اور خدا کے ساتھ شریک کرتے ہیں

ترکیب

فاذا قرأت لے اردت قرأۃ شرط فاستعذ جواب۔ سلطانہ لے الشیطان مبتدا علی الذین خبر یتولونہ لے الشیطان والذین معطوف ہے الذین پر مجرور ہے علیٰ کا بہ لے اللہ لے سلطان الشیطان علی الذین یشرکون باللہ۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا من عمل صالحا الخ اور نیک کاموں میں قرآن مجید کا پڑھنا ایک اعلیٰ درجہ کا کام ہے۔ اور انسان جب قرآن پڑھتا ہے تو اسکی قوت ملکیہ کو غلبہ اور بہیمیہ کو (جو شیطان ابلیس اسکی ذریت کا مرکب ہے) کمزوری حاصل ہوتی ہے تب شیطان اسکی اعانت کیلئے اس فعل میں تشویشات الناہیہ لے آکود فعکیلئے خدا تعالیٰ سے پناہ چاہئے منجملہ تشویشات شیطانیہ کے ایک یہ بھی ہے کہ وہ انسان کی نیک کام پر غرور خود بینی کی طرف بھلاتا ہے اسلئے فرمایا فاذا قرأت القرآن الخ۔

آیت میں گو خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف ہے مگر مراد سب لوگ ہیں کیلئے کہ جب اسی نبی جلیل القدر نبیاء کو پناہ مانگنے کا حکم ہوا تو انکو بدرجۂ اولیٰ حکم ہے اور اسیطرح جب قرأت قرآن کی وقت استعاذہ کا حکم ہے حالانکہ قرآن کی حفاظت کا بارگاہ الٰہی نے ذمہ بھی لے لیا ہے بقولہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ وبقولہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون تو اور کاموں میں استعاذہ بدرجۂ اولیٰ ہونا چاہئے۔

جمہور کے نزدیک یہ حکم ندب کیلئے ہے خواہ قرآن نماز میں پڑھا جاوے یا نماز سے باہر تو اول میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا مندوب یعنی بہتر اور عند بات ہے اگر عطاء رحمہ اللہ ظاہر الفاظ پر خیال کرکے اس حکم کو وجوب پر محمول کرتے ہیں یعنی استعاذہ واجب ہے خصوصاً جبکہ قرآن نماز میں پڑھا جاوے۔ شافعیہ کہتے ہیں چونکہ نماز کی ہر رکعت میں قرآن کا پڑھنا ایک ایک مستقل پڑھائی ہے اسلئے ہر رکعت میں جبکہ قرآن پڑھا جاوے اعوذ کہنا چاہئے۔ مگر حنفیہ وغیرہم فرماتے ہیں کہ سب رکعات کا حکم ایک ہے متعدد قرأت نہیں بلکہ بھی ایک ہی قرأت ہے سلام پھیرنے تک اسلئے ایکبار اعوذ کہنا اول میں کافی ہے فاستعذ کی ف تعقیب کیلئے ہے اسلئے ظاہری معنی پر خیال کرکے اہل علم کی ایک جماعت جنمیں ابوہریرہؓ اور امام مالکؒ اور داؤد ظاہریؒ وغیرہ ہیں یہ کہتے ہیں کہ قرأت کے بعد اعوذ کہنی چاہئے تاکہ جو اسکو میں نیک کام سے عجب پیدا ہو دور ہو جاوے مگر جمہور اسکے برخلاف ہیں کیونکہ محاورہ کے موافق فعال سے مراد ان افعال کا ارادہ کرنا ہوتا ہے جیسا کہ آیا ہے اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم جس سے یہ مراد نہیں کہ جب کھڑے ہو چکو تب منہ دھونے کا قصد کرو پہلے بسم اللہ کہو بلکہ جب کھڑے ہونے کا قصد کرو پہلے بسم اللہ کہو اسیطرح یہاں حکم ہے اور یہی عقل چاہتی ہے۔

اس حکم سے یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شیطان کو بھی انسانی کاموں میں قدرت تصرف ہے نیک و بد سب پر اسکا زور چلتا ہے اس شبہ کو اس قول سے رفع کر دیا انہ لیس لسلطان الخ کہ ایمانداروں اور خدا پر بھروسہ کرنیوالوں پر اسکا کچھ زور نہیں چلتا کبھی بشریت سے جو وسوسہ پیدا ہوتا ہے وہی دفع ہو جاتا ہے وہ اسپر جمتے نہیں اور جو گناہ بھی سرزد ہو جاتا ہے اسکے وسوسہ سے تو اسکے بعد وہ توبہ و استغفار کرکے اسکو دھو ڈالتے ہیں۔ ہاں اسکا زور تو انہیں پر چلتا ہے جو اسکو دوست بنائے رکھتے ہیں یعنی قوت بہیمیہ اور لذائذ شہوانیہ میں گرفتار ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہیں۔

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ

اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلتے ہیں اور اللہ ہی جانتا ہے جو نازل کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ تو از خود گھڑ لیتا ہے۔ یوں نہیں بلکہ اکثر انہیں سمجھتے نہیں کہہ اسکو تو روح القدس لایا ہے

مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ

میرے رب کے پاس سے سچائی کیساتھ تاکہ ایمان داروں کو ثابت کرے اور ہدایت اور خوشخبری ہو فرمانبرداروں کے لئے اور البتہ ہمیں معلوم ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اسکو (محمدؐ کو) تو کوئی آدمی تعلیم کرتا ہے اسکی زبان کہ

يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا

جسکی طرف یہ منسوب کرتے ہیں عجمی ہے اور یہ (قرآن) فصیح عربی ہے۔ وہ جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ ہی انکو ہدایت نہیں دیتا اور انکے لئے دردناک عذاب ہے جھوٹ

يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝

تو وہی بنایا کرتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور وہی جھوٹے ہیں

ترکیب

وہدیً وبشریٰ دونوں محل نصب میں ہیں مفعول لہ ہونے کی وجہ سے ان کا لیثبت پر عطف ہے تقدیرہ لان یثبت عجمی لسان الذی کی خبر لایہدیہم خبر ہے ان کی الذین یفتری کا فاعل۔ افترا کسی پر جھوٹ سے کوئی بات بنانا۔

تفسیر

اس مقام سے منکرین نبوت کے شبہات کا جواب شروع ہوتا ہے۔ (۱) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب ایک آیت میں کوئی سخت حکم نازل ہوتا اور اسکے بعد کوئی ایسی آیت نازل ہوتی کہ جسمیں حکم نرم ہوتا تھا تو قریش کہتے تھے کہ محمدؐ تمسخر کرتا ہے از خود جو چاہتا ہے بنا کر سنا دیتا ہے اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی (کبیر) یعنی ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلنے سے مراد احکام آیات میں نسخ واقع ہونا ہے جسپر کفار قریش کو اعتراض تھا واللہ اعلم یہ نزل جملہ معترضہ ہے کہ انہیں کیا خبر ہے حقیقت قرآن و مصالح نسخ اللہ ہی جانتا ہے اسکا جواب دیتا ہے کہ میں از خود نہیں بنا لاتا بلکہ جبرئیلؑ خدا کے ہاں سے لیکر نازل ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ تم نسخ کی حقیقت سے جاہل ہو (نسخ کی پوری بحث مقدمۂ تفسیر میں ہو چکی)

(۲) ولقد نعلم یہ ایک دوسرے شبہہ کا جواب ہے جو کفار قریش کرتے تھے۔ کہ میں حضؐ غلام فارسی یا رومی بھی تھے جنکو صاف طور سے عربی میں بات بھی کرنی نہیں آتی تھی چونکہ وہ عیسائی یا فارسی تھے سے کسیقدر سن سنا کر واقفیت رکھتے تھے کہ کے جاہلوں میں وہی لائق اور عالم سمجھے جاتے تھے جیسا کہ دیہات میں ادنیٰ ملا کو بڑا مولوی سمجھ لیتے ہیں۔ قریش کو جب کوئی اور بات عیب کی معلوم نہ ہوئی تو یہی کہدیا کہ اسکو روح القدس نہیں بلکہ کوئی بشر یعنی وہی غلام تعلیم کرتا ہے۔ اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ اسکو تو عربی میں صاف طور پر بات بھی کرنی نہیں آتی عجمی ہے اور قرآن فصیح عربی میں ہے یعنی اسکو خود کیا لیاقت ہے جو وہ اور کو ایسے مضامین لہا سے تعلیم کریگا اور پھر انکو اس پاکیزہ عربی زبان میں بھی اس فصاحت سے لاویگا کہ جسکا شمل مکہ کے تمام فصحا سے نہو سکا۔

ف الحاد میل سحدہ الحدا زمال عن القصد اور لحد جو قبر میں ایک طرف یعنی مائل وسط سے ہوتی ہے اسلئے اسکو لحد کہتے ہیں۔ ملحدین سے مائل یعنی ہر طرف ہوتا ہے اسلئے اسکو ملحد اور اسکے فعل کو الحاد کہتے ہیں۔ ع ج م کا مادہ کلام عرب میں ابہام اور اخفا کے لئے موضوع ہے جسکے بیان میں صفائی نہو اسکو عجمی کہتے ہیں اور اسی لئے چارپائے کو عجماء اور عرب کے سوا اور ملکوں کے رہنے والوں کو اعجام کہتے ہیں۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ

جو کوئی ایمان لاکر اللہ کا منکر ہو مگر وہ جو مجبور کیا گیا ہو اور اسکا دل ایمان پر برقرار ہو لیکن وہ جو دل کھول کر منکر ہوگا تو اُنپر اللہ کا غضب ہے

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

اور انکے لئے بڑا عذاب ہے یہ اسلئے کہ انہوں نے دنیا کے جینے کو آخرت سے عزیز سمجھا اور یہ کہ اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں کرتا وہی ہیں کہ جنکے

قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کردی ہے اور وہی بیخبر ہیں مقرر وہی آخرت میں خراب ہیں

ترکیب

من کفر بدل ہے الکاذبون سے یا اولئک سے یا الذین لا یؤمنون سے اور ممکن ہے کہ مبتدا ہو فعلیہم اسکی خبر۔ الا من استثنا مقدم بعض کہتے ہیں مقدم نہیں بلکہ لبید کے اس شعر کی طرح ہے۔ الا کل شئی ماخلال اللہ باطل۔ قیل من شرطیہ جواب اسکا محذوف خبر فعلیہم دال ہے۔ یہ استثنا متصل ہے۔

تفسیر

مکہ میں کفار غربا اہل اسلام پر بہت کچھ ظلم وستم کرتے تھے اور انکو مجبور کرکے آنحضرت صلعم اور اسلام کے خلاف باتیں کہلواتے تھے بعض منا اور مارکھانا گوارا کرتے مگر ایسی باتیں منہ سے نہ نکالتے تھے اور بعض نکالدیتے تھے اور دل سے ویسے ہی مطیع اسلام رہتے مگر پھر بھی انکو بڑی پشیمانی ہوتی تھی اور مکہ کے کفار بھی کچھ عجب نہیں کہ پھر جھوٹھ بولنے کا طعن کرتے ہوں جیسا کہ آج کل کے متعصبین بھی کہا کرتے ہیں کہ اسلام نے جھوٹھ کی اجازت دی۔ اسلئے کذب کی برائی کے بعد اس مسئلہ کا بھی ذکر فرمادیا اور سمجھا دیا ایمان لاکر کافر ہونے کی سزا بھی بیان ہوگئی۔ من کفر باللہ الخ یعنی جھوٹھے وہی ہیں جو ایمان لاکر کافر ہوتے ہیں یا یوں کہو جو ایمان لاکر بغیر کسی کی زبردستی کے خود بخود کفر کریگا تو پھر اللہ کا غضب دنیا میں اور آخرت میں عذاب الیم ہوگا الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان مگر وہ مستثنیٰ ہے کہ اسکو کسیطرح مجبور کردیا ہو بایں ہمہ اسکے دل میں ایمان راسخ ہو اور وہ جان بچانے کے لئے کلمہ کفر زبان سے کہدے تو معاف ہے۔

منقول ہے کہ مکہ میں بہت سے مسلمانوں کو سخت ایذائیں دی گئیں بعض تو دراصل دین سے پھر گئے اور بعض نے ہر تکلیف گوارا کی مگر زبان سے بھی کلمہ کفر نہ نکالا جیسا کہ بلال وخباب وسالم یاسر اور سمیہ انکو مار مار کر ٹھنک گئے۔ سمیہ کے پیشاب گاہ میں ابوجہل نے نیزہ گھسیڑ دیا وہ مگر یں اسی طرح اسکا خاوند یاسر بھی شہید ہوا اور انکا بیٹا عمار ظاہر میں کلمہ کفر کہہ بیٹھا لوگوں نے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ عمار مرتد ہوگیا فرمایا کبھی نہیں اسکا دل ایمان سے بھرا ہوا ہے عمار روتے ہوئے حضرت کے پاس حاضر ہوئے حضرت نے اپنے ہاتھوں سے انکی آنسو پونچھکر فرمایا کچھ غم نہ کر اگر پھر ایسی حالت اکراہ میں زبان سے کلمہ کفر کہنے کی شرع نے اجازت دی ہے مگر صبر کرنے پر ثواب ہے۔ اکراہ کیسا قتل یا کسی عضو کے کاٹنے کی دھمکی دیجائے اور اسکو یقین ہو جاوے تو ایسی حالت میں بظاہر ایسے قول یا فعل کی رخصت ہے مگر نہ کرنا افضل ہے ذلک الخ سے کفر اختیار کرنیکی وجہ ذکر کرتا ہے کہ انہوں نے زندگی دنیا کو آخرت سے بہتر سمجھا یہ ازلی گمراہ ہیں آخرت میں جلیں گے خسارہ میں رہیں گے۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَاْتِيْ

پھر تیرا رب انکے لئے کہ جنہوں نے گھر بار چھوڑ دیا بلا میں پڑکر پھر انہوں نے جہاد کیا اور صبر کیا ہاں تیرا رب اسکے بعد بڑا درگزر کرنیوالا مہربان ہے جسدن کہ ہر شخص

كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً

اپنے لئے بحث کرتا ہوا آئیگا اور ہر نفس کو اسکے عمل کا پورا بدلا دیا جاویگا اور انپر ظلم نہ کیا جاویگا اور اللہ نے ایک گاؤں کی مثل بیان فرمائی جو امن چین میں تھا

يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَلَقَدْ

اسکی روزی بافراغت ہر جگہ سے چلی آتی تھی پھر انہی اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی پھر اللہ نے انکو بھوک اور خوف کا لباس پہنایا یہ انہی ان باتوں سے جو وہ کیا کرتے تھے اور انکے

جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝

پاس انہیں میں کا رسول آیا پھر انکو انہوں نے جھٹلایا پھر انکو ظلم کرتے عذاب نے آلیا

ترکیب

ان ربک کی خبر لغفور رحیم اور ان دوسرا اور پہلا اہم تاکیداً مکرر آیا۔ اور ممکن ہے کہ ان اولی کی خبر محذوف ہو کیونکہ ان ثانیہ کی خبر پر دال ہو فتنوا مجہول کا صیغہ یعنی لوگوں نے انکو فتنہ میں ڈالا مار پیٹ کر کلمۂ کفر منہ سے نکلوایا۔ صیغہ معروف بھی آیا ہے یعنی انہوں نے ایسا کیا تھا اور لوگوں کے ساتھ۔

تفسیر

یہ آیت عیاش بن ابی ربیعہ ابوجہل کے رضاعی بھائی اور ابی جندل بن سہیل اور ولید بن المغیرہ وسلمہ بن ہشام وعبداللہ بن ابی اسید ثقفی کے باب میں نازل ہوئی مشرکین نے انکو فتنہ میں ڈال کر شر پر بگجنہ کیا تھا لیکن پھر یہ لوگ ہجرت کر کے حضرت صلعم کی خدمت شریف میں آئے اور جہاد کرتے رہے انکے گناہ معاف ہو گئے (معالم) ابن عامر فتنوا بفتح الفاء والفا پڑھتے ہیں انکے نزدیک یہ آیت ان مشرکین مکہ کے لئے ہے کہ جنہوں نے مسلمانوں کو فتنہ یعنی مصیبت میں مبتلا کیا تھا لیکن پھر وہ مسلمان ہو گئے ہجرت کر کے جہاد میں شریک ہوئے جیسا کہ خالد بن الولید۔ الغرض یہ آیت توبہ کرنے والوں کے لئے مژدہ ہے۔

یوم تاتی الخ اس آیت میں قیامت کی سختی بیان فرماتا ہے کہ آج جو اوروں کے کہنے سے یا انکی حمایت کے بھروسہ پر کہ یہ لوگ یا یہ معبود دنیا و آخرت میں ہمارے کام آوینگے ایمان وبنی علیہ السلام سے برگشتہ ہوتے ہیں قیامت میں تو ہر ایک کو اپنی ہی فکر پڑیگی۔ تجادل تخاصم وتحج اپنے ہی لئے برأت کی حجتیں کریگا جب شفیع اعظم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے سب نفسی نفسی کہینگے۔

وضرب اللہ مثلا الخ یہاں سے مکہ کے رہنے والوں پر جو عذاب دنیا میں نبی علیہ السلام کی نافرمانی سے نازل ہونیوالا تھا جسکی طرف بطور پیشین گوئی اور آیات میں ذکر تھا اسکا حال بیان فرماتا ہے۔ قریہ سے مراد مکہ ہے کہ یہاں امن تھا ہر جانب سے روزی کے سامان چلے آتے تھے عرب انکی تعظیم کرتے تھے بجائے شکر کے انہوں نے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کی نبی علیہ السلام سے مقابلہ کیا مسلمانوں کو ایذائیں دیں نبی کو نکال دیا فاذاقہا اللہ لباس الجوع تب خدا تعالیٰ نے سات برس کا قحط انپر لپیٹ ڈالا کہ مرے ہوئے کتوں اور ہڈیوں کے کھانے کی نوبت آگئی اور بھوک میں جب آسمان کی طرف دیکھتے تھے تو دھواں سا معلوم ہوتا تھا ضعف بصر کی وجہ سے۔ آخر جب قریش کے سرداروں نے حضرت صلعم کے پاس آکر گریہ وزاری کی بچوں اور عورتوں کی حالت پر رحم دلایا تو آپ نے دعا کی تب وہ بلا دفع ہوئی۔ اس آیت میں فقیر کے نزدیک اس قحط کے آنیسے پیشتر مثل کی طور پر خبر دی گئی ہے۔

لہ اشعر کے ادراک کر سکیونوق یعنی چکھنے سے تعبیر کیا ہے تعلقے کے طور پر۔ ذوق مستعار لہ۔ اور ادراک بھوک اور خوف کی ہی حالت کو جو لباس کی طرح سے انکو ڈھانکے ہوئے تھی لباس کے ساتھ تعبیر کیا۔ لباس مستعار حالت جوع وخوف مستعار لہ پس یہ بحاظ مستعار لہ ثانی یعنی حالت مذکورہ کے لفظ ذوق کا سہواً استعمال کرنا کمال فصاحت ہے کیونکہ یہی حالت کھانا نہ ملنیکی جاہائی جاتی ہیں عرب بدلتے ہیں نہ بھائی جاتی ہے اسکی نظیر یہ شعر ہے ؎ غمر الرداء اذا تبسم ضاحکا ۔ غلقت لضحکتہ رقاب المال ۔ بیضاوی وغیرہ۔ مہلہی۔

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ

جو تمکو اللہ نے حلال پاک روزی دی ہے سو اسمیں سے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسکی پرستش کرتے ہو تم پر حرام تو صرف مردار اور خون

وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا

اور سؤر کا گوشت اور وہ چیز ہے جو اللہ کے سوا کسی کا نام پکارا گیا پھر جو ناچار ہو جائے نہ تو سرکشی کرے اور نہ حد سے بڑھے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اپنی زبان کے جھوٹ بکنے سے نہ کہو کہ یہ چیز

حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

حلال اور یہ حرام ہے اللہ پر جھوٹ باندھنے کے لئے البتہ جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے تھوڑا سا برتنا ہے اور انکے لئے عذاب دردناک ہے

ترکیب

الکذب بفتح الکاف والباء وکسر الذال۔ یہ منصوب ہے تصف کی وجہ سے۔ وٰ مصدریہ اور ممکن ہے کہ بمعنی الذی ہو اور عائد محذوف اور الکذب اُس سے بدل اور بضم الکاف والذال وفتح الباء بھی آیا ہے یہ جمع ہے کذاب مخفف کی جیسا کہ کتاب وکتب اور بضم باء السنۃ کی صفت ہوگا۔

تفسیر

قحط کی بلا سے نجات پیدا ہونے کے بعد بار دیگر انکو ہر قسم کی روزی عطا کرکے فرماتا ہے کلوا مما رزقکم اللہ کہ جو خدا کی دی ہوئی حلال اور پاک چیزیں کھاؤ اور اُسکا شکر کرو۔ حلالاً طیباً سے مجملاً ناپاک اور حرام چیزوں کے کھانے کی ممانعت سمجھی جاتی تھی مگر اسکی تصریح کردی بقولہ انما حرم علیکم الخ کہ مُردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جو غیر اللہ کے نام سے پکاری جاوے وقت ذبح غیر کا نام سپرد لیا جاوے پھر یہ چیزیں بھی حالت اضطرار میں درست ہیں۔ حالت مضطرا کہ جس میں مُردار وغیرہ کی اجازت ہے وہ حالت ہے کہ جس میں بھوک کے مارے جان جانے کی نوبت قریب ہو جسکا اندازہ تین دن کا فاقہ کیا گیا ہے مگر ہیں میں بھی سرکشی اور حد سے تجاوز کرنا مقصود نہو۔ انما حصر کا کلمہ ہے خدا نے حرام چیزوں کا انحصار اکولات میں سے انہیں چار چیزوں پر کیا ہے یہاں بھی اور سورۂ انعام میں بھی بقولہ قل لا اجد فیما اوحی الیّ محرما علی طاعم اور یہ دونو سورتیں مکیہ ہیں پھر سورۂ بقرہ میں بھی انہیں الفاظ کے ساتھ حصر ہے اور سورہ مائدہ میں احلت لکم بہیمۃ الانعام الا ما یتلی علیکم سے اور ما یتلی علیکم کو حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ میں کھولدیا۔ اور یہ دونو سورتیں مدنیہ ہیں۔ پس نطیحہ اور متردیہ وغیرہا حرام چیزیں انہیں میں داخل ہیں جیسا کہ ہم انکی مواقع پر بیان کرآئے ہیں۔ مشرکین کی عادت تھی کہ وہ از خود بتوں کے نام سے جھوٹھ موٹھ کسی چیز کو حلال اور کسی کو حرام کرلیتے تھے جیسا کہ سائبہ بحیرہ وغیرہا چیزیں جنکا ذکر سورۂ انعام وغیرہا میں آیا ہے اسلئے اسکو منع فرماتا ہے بقولہ ولا تقولوا الخ۔

آج کل مشرکین میں بھی توہمات جاہلانہ موجود ہیں ہنود کو اور انکے ہم صحبت جہّال مسلمانوں کو دیکھ لیجئے۔ الغرض جسطرح انما حرم سے افراط سے منع کیا تھا کہ شتر بے مہار نہ ہو جاؤ ناپاک اور گندی چیز نہ کھاؤ اسیطرح ولا تقولوا سے تفریط سے منع کیا کہ حلال چیزوں کو بھی حرام نکر دیجہ افراط تفریط ناشکری ہے۔ یہی ہی ناشکری پر بلا نازل ہوتی ہے۔

لہ اس آیت کا نزول اگر اس قحط کے بعد کا مان لیا جاوے تو یہ ربط نہایت مناسب ہے۔

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ

اور یہودیوں پر ہمنے وہ چیزیں حرام کر دی تھیں جو تجھے پہلے سنا چکے ہیں اور ہمنے تو انپر ظلم نہیں کیا پر وہی اپنے نفسوں پر ظلم کیا کرتے تھے پھر البتہ تیرا رب انکے لئے

عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا ع ۱۵ ۲۱

جو بیخبری سے برائی کر بیٹھے پھر اسکے بعد انہوں نے توبہ کی اور درست ہو گئے البتہ تیرا رب اسکے بعد غفور رحیم ہے بیشک ابراہیم پیشوا خدا کا فرماں بردار

لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

ایک طرف تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا شکر گزار تھا اسکی نعمتوں کا اسکو برگزیدہ کیا تھا اور اسکو سیدھا رستہ دکھایا تھا اور ہمنے اسکو دنیا میں بھی خوبی دی تھی

وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝

اور وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں ہے

ترکیب

علی حرمنا سے متعلق ہے من قبل قصصنا سے۔ انفسہم یظلمون کا مفعول۔ بجہالۃ عملوا سے متعلق۔ کان جملہ ان کی خبر۔ امۃ اما کان کی خبر اول قانتا خبر ثانی اسیطرح حنیفا بھی خبر ہے۔ ولم یک جملہ معطوف ہے کان پر۔ اسیطرح شاکرا بھی خبر کان۔

تفسیر

شرع نے یا تو ناپاک اور گندی چیزیں حرام کی ہیں جیسا کہ مینہ اور لحم خنزیر وغیرہ اور شرع محمدی علیہ السلام میں بحکم علیہم اجتناب کے بموجب ایسی بھی چیزیں حرام ہیں جنکا ذکر پچھلی آیات میں گزرا یا اور بعض پاک چیزوں کو حرام کر دیا لکے نفس سرکش کی تیزی توڑنے کے لئے گویا یہ تحریم ایک تازیانہ ہے۔ اسلام میں ان قسم کی تحریم نہیں یہودیوں تھی اور جو شئے کہیں نے از خود بعض شیا کو حرام کہکے یہ تحریم پیدا کی تو انکو روکدیا کہ ایسا نکرو (کیونکہ نبی الرحمۃ علیہ السلام کے عہد میں وہ تشددات اور طوق و زنجیر تکالیف جو پہلی امتوں کو پہنائے گئے اور اتارے گئے) اسلئے اسکے بعد یہود پر جو اس قسم کی تحریم شروع ہوئی تھی اسکا ذکر فرماتا ہے وعلی الذین ہادوا حرمنا الخ جو ہم نے انکی سرکشی کی وجہ سے چیزیں کہ جنکا سلسلہ انعام میں ذکر ہوا حرام کر دیں تھیں جیسا کہ ہاں فی ظلم من الذین ہادوا حرمنا علیہم طیبات احلت لہم انکی تغلیظ ہاں دیکھو۔ خیر جو کچھ یہود نے یا مشرکین نے کیا سو کیا مگر انکے لئے بھی رب توبہ کشادہ ہے ثم ان ربک الخ میں یہی مطلب ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بندہ گنہگار ستر بار بھی توبہ شکنی کرکے ہمارے آگے عاجزی و توبہ کریگا تو ہم پھر بھی اسکو معاف کرینگے (مشکوٰۃ)

مشرکین مکہ جو حضرت کی نبوت تو کیا بلکہ مطلقا نبوت میں کلام کرتے تھے بت پرستی کرتے تھے از خود کفران نعمت کرنے کو حلال چیزوں کو حرام اور حرام چیزوں کو حلال جانتے تھے باوجود یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قائل تھے انکے طریقہ کو اچھا جانتے تھے اسیطرح یہود بھی انکی قائل تھے اور اپنی خرافات کو انکی طرف منسوب کرتے تھے اور اسی تہمت کے لئے تورات میں جو کچھ احکام میں سختی ہوئی اور پاک چیزیں حرام ہوئیں انکو سنت ابراہیمہ سمجھتے تھے اسلئے ان دونو فریق کے رد کرنے کے لئے ابراہیم علیہ السلام کا چند صفات حمیدہ کے ساتھ ذکر کیا جنسے انکی خیالات فاسدہ کا بطلان ہوتا ہے۔ پس فرماتا ہے ان ابراہیم الخ اول صفت انکے امۃ اسکے چند معنی ہیں یعنی وہ تن تنہا پیشوا دین ہونیکی وجہ سے بمنزلہ امت یعنی ایک جماعت کے تھے۔ مجاہد کہتے ہیں اپنے اول عہد میں تمام مشرکین کے مقابلہ میں وہی موحد تھے اسلئے وہ بھی ایک گروہ قرار دیے گئے یا امۃ بروزن فعلۃ بمعنی مفعول جیسا کہ رحلۃ و نبیعۃ یعنی مقتدا (۲) قانتا یعنی حکم کے تابعدار (۳) حنیفا یعنی مائل الی الاسلام (۴) لم یک الخ وہ مشرک نہ تھے (۵) شاکرا کہ بڑے شکر گزار تھے (۶) اجتباہ خدا نے انکو برگزیدہ کیا ایک عالم انکو ذکر خیر سے یاد کرتا ہے (۷) ہدہ انکو راہ راست کی طرف ہدایت کی گئی تھی (۸) اتیناہ الخ دنیا میں وہ پھلے پھولے انکی نسل میں برکت دی گئی (۹) وانہ الخ آخرت میں مقام بلند پر پہنچے۔

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَي الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ

پھر بھیجے تیری طرف یہ وحی کہ تو ابراہیم کے دین پر چل جو یکطرفہ تھا اور شرکوں میں سے نہ تھا۔ سبت تو انہیں پر مقرر ہوا تھا جو اس میں اختلاف کرنے لگے۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ

اور البتہ تیرا رب فیصلہ کردیگا قیامت کے دن انہیں اس میں کہ جس میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ اپنے رب کے رستہ کی طرف حکمت اور عمدہ

الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ

وعظ سے بلا۔ اور ان سے بحث کر اچھے طریقہ سے۔ کیونکہ تیرا رب خوب جانتا ہے کو جو اسکے رستے سے بھکا ہوا ہے اور اسکو خوب معلوم ہیں ہدایت پانے والے۔ اور اگر تم سزا دو تو

فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ

ہیفہ سزا دو کہ جتنا تمکو دکھ دیا گیا۔ اور اگر صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔ اور صبر کر اور تیرا صبر کرنا اللہ ہی کے ساتھ ہے اور انپر کچھ غم نکر اور انکے

فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ ع ۱۶ ۹ ۳

مکر سے دل تنگ نہو۔ البتہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ اور انکے جو نیک ہیں

ترکیب

ان اتبع اوحینا کی تفسیر ہے بالتی لے بالمجادلۃ التی۔ عاقبتم جمہور کے نزدیک الف و تخفیف کے ساتھ ہے اور بعض نے بغیر الف کے تشدید کے ساتھ بھی پڑھا ہے عقبتم اے تتبعتم۔ بمثل ما ب زائدہ ہے بعض کہتے ہیں نہیں بلکہ تقدیر یہ ہے بسبب مماثل لما عوقبتم او ضمیر مصدر یا عفو کی طرف پھرتی ہے دونو پر کلام دال ہے۔ ضیق مصدر ہے ضاق کا جیسا کہ سار سیر یا ضیق کا مخفف جیسا کہ میت میت کا۔

تفسیر

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اوصاف مذکورہ میں مشرکین یہود پر تعریض ہے کہ تم کو بھی ابراہیم کا اتباع ضرور ہے تم تو انکے برخلاف کام کرتے ہو اسکے بعد انپر ایک اور تعریض کرتا ہے کہ ثم اوحینا الیک الخ اے محمد ہمنے بعد اسکے کہ ابراہیم کا وہ طریقہ محو و مبدل لوگوں نے کردیا تھا (لفظ ثم اسی طرف اشارہ کرتا ہے) تیری طرف حکم بھیجا کہ انپر قائم ہو اور اسپر چل یعنی محمد علیہ السلام نے دنیا میں کوئی نیا مذہب نہیں نکالا جو تم اسکے قبول کرنے میں یہ شش و پنج کرتے ہو یہ تو اسی برگزیدہ نبی کا رستہ ہے کہ جسکے اتباع کا تمکو دعوی ہے ہاں تمنے اس طریقہ کو بگاڑ دیا مشرکین نے تو ترک کرکے اور ابراہیم پر گو مشرک نہ تھے یہود نے اور دیگر رسوم باطلہ سے۔

یہود آنحضرت صلعم پر ایک اعتراض یہ بھی کرتے تھے کہ آپ طریقہ ابراہیم کے کیونکر پابند ہو سکتے ہیں ابراہیم کے دین میں یوم سبت یعنی ہفتہ کے دن کی تعظیم خاص تھی وہ آپ نے ترک کی انکی جگہ جمعہ کا دن مقرر کیا اسکے جواب میں فرماتا ہے انما جعل السبت علی الذین اختلفوا فیہ کہ سبت کا دن ابراہیم علیہ السلام پر مقرر نہوا تھا بلکہ انہیں یہود پر موسی علیہ السلام کے عہد میں کہ جنہوں نے انہیں اختلاف کیا یعنی اسکی تعظیم بجا نہ لائے سبت نے انکے بزرگوں میں سے انکی ہجرمتی کی بدن میں کاروبار و شکار کیا بھیجا مبتلائے بلا ہوئے اختلفوا فیہ میں ایک قسم کی تعریض ہے کہ یہ جو آج انکی تعظیم کا دم بھرتے ہیں انہیں نے انہیں اختلاف بھی کیا۔ اختلفوا فیہ کے یہی معنی ہیں کہ بالاتفاق سب نے انکی تعظیم برابر نہیں کی بایں معنی کہ نصاری بھی باوجود یکہ توریت کی پابندی کا دم بھرتے ہیں حضرت موسی علیہ السلام کو اور انکے احکام کو بھی برحق مانتے ہیں لیکن سبت کو نہیں مانتے انکی جگہ اتوار کے دن کی تعظیم کرتے ہیں۔ کتب

علے الذین میں نصاریٰ بھی داخل ہیں اور یہود بھی پھر انمیں باہم اس بحث میں اختلاف ہے یہودی اسکے قائل عیسائی نہیں۔ بلکہ اسکی بجگہ اتوار کو قائم کرتے ہیں اور ہر ایک دلیلیں قائم کرتا ہے اسلئے فرماتا ہے ان ربک یحکم الخ کہ خدا قیامت کے دن ان میں فیصلہ کردیگا ابوہریرہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ہم پچھلے ہیں مگر سب سے پہلے ہیں قیامت کے دن۔ صرف فرق یہ ہے کہ ان کو پہلے کتاب ملی ہے اور ہمکو پیچھے پس وہ دن کہ جو خدا نے انپر فرض کیا تھا انہوں نے اختلاف کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمکو وہ دن بتلا دیا کہ وہ ہمارے پیچھے رہ گئے یہود ایک روز نصاریٰ اسکے بعد ایک روز۔ (معالم)

جب آنحضرت صلعم ابراہیم علیہ السلام کی مسند نبوت پر بیٹھے اور لٹنے بھی بڑھ گئے تو انکو حج کے لئے لوگوں میں منادی کا حکم ہوا فاذن فی الناس بالحج تو آپ کو تمام عالم کی دعوت کا حکم ہوا کہ سب کو راہ راست کی طرف بلا فقال ادع الی سبیل ربک مگر دنیا میں تین قسم کے لوگ ہیں اوّل اعلیٰ درجہ کے حکماء کہ انکا مقصود اعلیٰ یقینیات کا دلائل قطعیہ سے حاصل کرنا ہے سو انکی دعوت بالحکمۃ ہوتی ہے یعنی دلائل قطعیہ یقینیہ کے ساتھ انکے عقائد و اعمال صالحہ کی رغبت پیدا کرنا۔ اب یہ کچھ ضرور نہیں کہ یہ دلائل قواعد منطقیہ پر مبنی ہوں یا بانی قیل و قال ہو بلکہ انکے فہم و استعداد کے موافق اوّل اوسط درجہ کے بھی ہوتے ہیں انکے افہام دلائل اقناعیہ ہی پر بس کرلیتے ہیں سو انکو بالموعظۃ الحسنۃ دعوت ہوتی ہے اور یہی دلائل موعظت حسنہ میں جو لطف و نرمی کے پیرایہ میں ادا کی جاتی ہیں اور بعض ادنیٰ درجہ کے جنکی روح مکدر اور عالم غیب سے نورانیت کا حصہ نہیں پائے ہوئے ہوتی ہے سو یہ لوگ دعوت کے قابل نہیں بلکہ انکے مسلمات سے انکا بند کرنا ہی مطلوب ہوتا ہے اسلئے انکے لئے فرمایا وجادلہم بالتی ہی احسن اور اسی لئے اشرار اہل کتاب کے لئے ایک جگہ یوں آیا ہے ولا تجادلوا اہل الکتاب الا بالتی ہی احسن اور چونکہ یہ لوگ ہٹ دھرمی کیا کرتے ہیں الزام کھانے کے بعد بھی بک بک کئے جاتے ہیں اسلئے آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ الخ۔

جو شخص خلائق کی ہدایت پر کمر باندھکر انکو انکے مذہب آبائی اور رسوم و عادات موروثیہ سے منع کرنا چاہتا ہے تو اسکے اور اسکے اعوان و انصار کی تخلیف اور ایذا میں ہاتھ سے زبان سے وہ لوگ کچھ اٹھا نہیں رکھتے اس لئے آن حضرت صلعم اور آپ کے پیروکاروں کو حکم دیتا ہے کہ ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ کہ اگر بدلہ ہی لینا ہو تو اسیقدر کہ جسقدر تمکو تخلیف دی گئی ہے۔ یہ عام قانون عدالت کیموافق حکم ہے مگر انبیاء اور انکے پیروؤں کا مرتبہ یہ نہیں بلکہ انکو صبر و برداشت کرنا ہی بہتر ہے ولئن صبرتم لہو خیر للصابرین مگر آں حضرت صلعم کی شان ہی سے بھی اعلیٰ ہے اسلئے آپ کو تاکید صبر کا حکم دیا واصبر الخ اور نیز آپ کو انکی گزشتہ حرکات ناشائستہ پر حزن کرنے کی اور آئندہ جو وہ مکر و فریب کرتے ہیں اس سے دل تنگ ہونے کی بھی ممانعت کردی ولا تحزن الخ اور اپنی مدد کا بھروسہ دلا دیا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔ ان تھوڑی سے الفاظ میں کسقدر اسرار ہیں کہ جنکے بیان کرنے سے بڑے بڑے حکماء قاصر ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔

سُورَہ بنی اسرائیل مکی ہے اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝

پاک ہے وہ کہ جسنے راتوں رات اپنے بندہ (محمد) کو مسجد حرام سے اُس انتہا کی مسجد تک سیر کرائی کہ جسکے آس پاس ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ اسکو ہم اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے

ترکیب

سُبْحٰن اسم ہے بمعنی تسبیح بمعنی التنزیہ - اور کبھی اسکا علم بھی ہوکر مستعمل ہوتا ہے تب اضافۃ سے منقطع ہوگا اور غیر منصرف ہوگا ۵ قدفلت لما جاءنی فخرہٗ ۵ سُبحان من علقمۃ الفاخر ۵ اور اسکا نصب فعل محذوف سے ہی جو متروک الاظہار ہے - اسریٰ و سریٰ ایک معنی میں ہے وقیل لا - لیلًا منصوب ہے اسریٰ کا مفعول فیہ ہوکر جو کہ منصوب ہے مفعول بہ یا فیہ ہوکر بارکنا کا لنُریَہٗ اسریٰ سے متعلق ہے -

تفسیر

جمیع مُفسرین متفق ہیں کہ عبدہٗ سے مراد اس جگہ حضرت محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اسلئے رات میں سیر کرانا لیجانا لیکن پھر لیلًا کا لفظ مکرر کرکے لانا اسلئے ہے کہ تمام رات کی سیر کوئی سمجھ لے بلکہ یہ واقعہ رات کے ایک خاص حصہ میں ہوا تھا وہ یہ کہ مسجد حرام سے حضرتؐ کو مسجد اقصیٰ تک لے گئے پھر وہاں سے آسمانوں تک پہنچے مسجد الحرام خانہ کعبہ اور اسکے آس پاس کی جگہ یعنی صحن - احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ میں خانہ کعبہ کے پاس حجر کے اندر کچھ بیدار کچھ سوتا تھا کہ جبرئیل میرے پاس بُراق لائے الخ اور بعض روایات میں ہے کہ اُس رات آپ اُمّ ہانی کے گھر میں تھے اسکی تطبیق علماء نے یوں کی ہے کہ اُمّ ہانی کا گھر حرم میں واقع تھا بعض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کو روحانی طور پر کئی بار معراج ہوئی اُمّ ہانی کے گھر ہی شاید روحانی معراج ہوئی ہو نیز یہ کہ جسکا یہاں ذکر ہے اور اسریٰ ہے وہ جو بعض اہل علم اس معراج کو خواب کی طور پر کہتے ہیں غالبًا انکی مراد بھی اور خواب کی معراج ہوگی نہ کہ یہ جو حالت بیداری میں روح اور جسم دونوں کے ساتھ ہوئی اور مسجد اقصیٰ تک ایک رات کے کچھ حصہ میں جانا تو اس آیت سے ثابت ہے اور پھر گئے آسمانوں تک احادیث صحیحہ سے جو بحالت مجموعی حد تواتر کو پہنچ گئے ہیں اور اسی پر جمہور اہل اسلام کا اتفاق ہے سلف سے خلف تک مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس ہے اور اسکو اقصیٰ یعنی بعید اسلئے کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ سے یہ اس وقت فاصلہ پر ہے کہ پھر اس سے پرے اور کوئی مسجد نہ تھی - غرض کسی وجہ ہو مگر عرب خصوصًا اہل مکہ اسکو مسجد اقصیٰ کہتے تھے - اسکے گرد برکت دینے سے مراد یہ ہے کہ پھل پھول کی جگہ ہیں مسجد اقصیٰ ہی ایسے سرسبز ملک اور محل میں یہ سرسبزی خدا کی عطا کردہ برکت ہے اور اسکے سوا اسکے گرد برکت انبیاء علیہم السلام کی وجہ سے ہے وہ جگہ صدہا انبیاء و اولیاء کا مسکن ہے وہاں ملائکہ رحمت کا فرودگاہ ہے -

اور یہ سیر اسلئے تھی کہ خدا تعالیٰ آنحضرت صلعم کو اپنے نشانِ قدرت اور عالم غیب کی چیزیں دکھائے منجملہ انکے جنت و دوزخ کی چشم دید حالت اور ملاء اعلیٰ عالم قدس کے لوگوں کی کیفیت تاکہ نبی عالمین کے قلب پر ان چیزوں کا پورا پورا انکشاف ہو ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء -

سمیع و بصیر اس مقام پر عجب لطف دے رہا ہے - بصیر اس عجیب سیر میں حضرتؐ کی نگہبانی کے لئے آیا ہے ساتھ کو کہتے ہیں اللہ نگہبان اور سمیع منکروں کے بیہودہ سوالات پر تبدیٔ کے لئے آیا - یہاں اور بہشت و دوزخ کی سیر اور وہاں انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کی کیفیت اور نماز پنجگانہ وہاں فرض ہونا احادیث صحیحہ میں مفصلًا مذکور ہے -

ابحاث

(۱) یہہ معراج کا واقعہ محققین کے نزدیک ہجرت سے ایک سال پیشتر رجب کے مہینے میں ستائیسویں شب کو ہوا تھا جیسا کہ معالم التنزیل وغیرہ کتب سے ثابت ہے۔
(۲) آنحضرت صلعم نے جب صبح کو معراج کی کیفیت بیان فرمائی تو اہل مکہ اور بھی تمسخر کرنے لگے ہاں اہل ایمان کو تو دل سے اسکی تصدیق تھی چنانچہ قریش کے چند قافلے ملک شام میں تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے قریش نے آپ سے سوال کیا کہ اگر آپ شبا شب بیت المقدس گئے تو ہمارے فلاں فلاں قافلے آپ کو رستہ میں ضرور دکھائی دئے ہونگے اگر آپ بتلائیں تو انکی پوری کیفیت بیان فرمائی کہ اس رات وہ کہاں تھے اور اہل قافلہ اس وقت کیا کر رہے تھے اور نہیں کیا واقعہ ہوا تھا چنانچہ آپ نے انکی سب مفصل کیفیت بیان کی اور جب وہ قافلے آئے تو لوگوں نے انسے سوال کیا کہ فلاں شب تم کہاں تھے اور کیا معاملہ تم میں گزرا تھا انہوں نے وہی بیان کیا جسکی آنحضرت صلعم نے خبر دی تھی جیسا کہ صحیح مسلم میں موجود ہے۔

سوال احادیث میں یہہ بھی موجود ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلعم سے بیت المقدس کے مکانات کا پتہ پوچھنا شروع کیا اور آپ جب بتلاتے گھبرا گئے تو جبرئیل نے بیت المقدس کو آپکے سامنے لاکر حاضر کر دیا۔ اوّل تو بیت المقدس جو خاص ہیکل سلیمانی سے عبارت ہی بخت نصر کے حادثہ میں گرایا گیا اور پھر جو اسکی تعمیر ہوئی تو اسکو ٹیٹاکیہ کے بادشاہ ٹیٹوکس نے حضرت مسیح علیہ السلام سے پیشتر ہی گرا دیا پھر اسکے بعد جو تعمیر شروع ہوئی اور وہ تعمیر حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد تک تمام نہیں ہوئی تھی جسکی سرپرستی ہیرودس حاکم شام کرتا تھا جو قیاصرہ روم کا ماتحت تھا اسکو حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشین گوئی کے موافق حضرت مسیح علیہ السلام کے صعود سے تخمیناً چالیس برس بعد روم کے قیصر طیطوس نے بیخ و بنیاد سے گرا دیا اور سراسر اہل چلوا دی پھر جو کسی نے اسکی تعمیر کا قصد کیا تو نہ کر سکا اسکی بنیادوں میں سے مدتوں کے بعد تک آگ کے شعلے نکلتے تھے جو قہر الٰہی تھا یہود پر مسیح کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے آخر وہ تعمیر حضرت عمرؓ کے عہد تک خراب پڑی رہی ہاں خس و خاشاک اور بول و براز پڑا رہتا تھا پھر اسکو عمرؓ نے تعمیر کیا یہہ بات عیسائیوں اور محمدیوں کی تاریخ میں بالاتفاق مانی گئی ہے پس آپنے نماز وہاں کیونکر پڑھی اور اسکے نشانات لوگوں کے سوال کے موافق کیونکر بیان فرمائے اس عہد کے پیشتر صدہا سال سے ہی اسکو کسینے نہیں دیکھا تھا وہ اسکے نشانات کیونکر پوچھ سکتے تھے؟ ہاں شاہ قسطنطین کا گرجہ اس عہد میں موجود تھا پس آپنے نماز پڑھی ہوگی اور اسی کو شاید آپ مسجد اقصیٰ کہتے ہیں پس اسی کے عرب نے نشان پوچھے ہونگے جنکو وہ شام میں جاتے وقت دیکھا کرتے تھے وہی نشان آپنے بتلائے ہونگے۔ اب اہل اسلام کو مذہب عیسوی اور شاہ قسطنطین کے عہد کا مذہب صحیح تسلیم کرنا پڑا اور اسی کو مسجد اقصیٰ کہنا چاہیے اور اسکی تعظیم بجا لانی چاہیئے۔ حالانکہ ایسا نہیں کرتے بلکہ عمرؓ نے قدیم جگہہ مسجد بنائی جسکو آج کل مسلمان مسجد اقصیٰ یا بیت المقدس کہتے ہیں۔
دوم جو کچھہ ہو پھر اسکی حضرتؐ کی روبرو مکہ میں حاضر ہونیکے کیا معنی؟ معلوم ہوا کہ اسلام ایسی ہی غلطیاتوں اور توہمات پر مبنی ہے جنکو کوئی تسلیم نہیں کر سکتا۔

جواب یہہ تمام تقریر یاوریوں کی ملمع کاری ہے عوام اہل اسلام کو فریب دینیکیلئے کہ مسجد اقصیٰ بیشک وہی ہیکل سلیمانی ہے جو اس عہد میں منہدم پڑی تھی پھر کوئی مسجد مقدس اگر منہدم ہو جاوے تو کیا اسکی تعظیم و عظمت و برکت ان عمارات کے گر جانے سے جاتی رہتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر ایسا ہو تو وہی ہیکل جسکو بخت نصر کے بعد عزیر علیہ السلام کے سے انبیاء نے تعمیر کیا۔ چاہیئے کہ وہ مقدس ہیکل نہ رہی کیونکہ وہ عمارت اور تھی یہہ اور اسطرح اور عمارت بنائی گئیں پس معلوم ہوا کہ عمارات کو ہمیں کچھہ دخل نہیں ہوں یا نہوں پرانی ہو جاویں یا بدل جاویں وہ جگہہ وہی کہلاتی ہے اسکی وہی تعظیم باقی رہتی ہے پس آپ نے اس قدیم جگہہ پر نماز پڑھی اور اسی کو آپ مسجد اقصیٰ کہتے تھے کیا منہدم جگہہ پر نماز نہیں پڑھ سکتے؟ رہا لوگوں کا عمارات سے سوال تو وہ خاص

مسجد قضیٰ سے نہ تھا جیسا کہ معترض سمجھ گیا بلکہ آپ کے مکان کے لئے ہیں جگہ کی ان عمارات سے سوال تھا جو انکے زمانہ میں موجود تھیں خواہ وہ قسطنطین کا گرجہ ہو یا کوئی اور اور مجازاً عرف عام میں سب کو بیت المقدس کہتے تھے اور اب بھی کہتے ہیں بلکہ بیت المقدس کا اطلاق تمام شہر یروشلم پر ہوتا تھا اور اب تک ہوتا ہے ہاں مسجد قضیٰ خاص اسی جگہ کا نام ہے پس قرآن میں صرف مسجد قضیٰ تک جانا مذکور ہے خواہ وہ منہدم ہو یا نہ ہو اور احادیث میں وہاں نماز پڑھنا مذکور ہے سو وہ بھی ممکن خواہ منہدم ہو خواہ عمارت ہو اور لوگوں کا سوال بھی بیت المقدس کی بعض نشانیوں سے تھا نہ کہ مسجد

قصے کی جانچ صحیح مسلم میں ہے لقد رایتنی فی الحجر وقریش تسالنی عن مسرای عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتہا فکربت کربا ما کربت مثلہ قط قال فرفع اللہ لی فاظر الیہ ما یسئلونی عن شیٔ الا انبأتہم بہ الخ کہ میں حجر میں تھا اور قریش نے معراج کے بارہ میں سوالات کرتے تھے اور بیت المقدس کی بعض چیزیں پوچھتے تھے کہ جو مجھے خوب یاد نہ رہیں تھیں تب میں ایسا گھبرایا کہ ایسا کبھی نہیں گھبرایا تھا پس اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجاب دور کر دیا اور میری نظر میں بیت المقدس تھا جو وہ پوچھتے تھے میں جواب دیتا جاتا تھا۔

اب ہمیں کیا اعتراض ہے ہماری آنکھوں سے عالم تصور میں حجاب اُٹھ جاتا ہے وہ شی جسکا ہم تصور جماتے ہیں روبرو آکھڑی ہوتی ہے پھر آپ تو بالہام نبوت تھے شاید یا وہی صاحب کو معنی سمجھ گئے ہیں کہ جبرئیل نے شام سے بیت المقدس کو سچ مچ اُٹھا کر حضرت کے سامنے رکھدیا تھا۔ یہ انکی غلط فہمی ہے۔

(۳) جسم عنصری کا تھوڑی سی دیر میں مسجد قضیٰ پہنچنا اور وہاں سے بڑھکر بھی کہ آسمانوں پر جانا اور آسمانوں سے گزر کر عرش تک جانا اور وہاں باوجود وہاں جسم عنصری کے روحانیات محضہ سے ملنا جنت و دوزخ دیکھنا عقلاً ممنوع ہے حکماء نے اسکے محال ہونے پر اور آسمان کے خرق والتیام کے محال ہونے پر دلائل قائم کئے ہیں اور نیز کوئی اہل ادیان حقہ یعنی عیسائی ایسی باتوں کا قائل نہیں ہی لئے آج کل کے فلسفی مسلمان بلکہ کچھ اگلے زمانہ کے بھی جنکو معتزلہ کہتے تھے ہیں معراج کو خواب پر محمول کرتے ہیں عائشہؓ اور معاویہؓ کے قول سے ان اعتراضات سے بچنے کے لئے۔

جواب جسم عنصری کا ایسی حرکت سریع کرنا خصوصاً جبکہ اسکی عنصریت روحانیت سے بھی لطافت میں بڑھ جاوے کچھ محال نہیں جبرئیل اور تار برقی کی حرکت کو ملاحظہ کر لیجئے اور اسی طرح آسمانوں کا خرق والتیام جن خیالات فاسدہ سے محال کیا تھا انکی پوری پوری بیخ کنی اسلام نے علم کلام میں قلعی کھول دی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ وہ حکماء یونان اپنے عقلی ڈھکوسلوں سے زمین و آسمان کے قائل بنا یا کرتے تھے جنکے مسائل طبعیات و ہیئت کی آجکل حکماء یورپ کیسی خاک اُڑا رہی ہیں۔ اور جو کوئی ملحد عیسائی ایسی باتوں کا قائل نہو تو کیا ہوا پر جو انا جیل و بائبل کو مانتے ہیں انپر ان باتوں کا تسلیم کرنا ضرور ہے دیکھئے انجیل مرقس کے سولہویں باب انیسویں رس میں لکھا ہے خداوند لوگوں سے کلام کرنے کے بعد آسمان کی طرف چڑھ گیا اور خداوند تعالیٰ کے داہنے ہاتھ جا بیٹھا یعنی حضرت عیسیٰ آسمان پر چلے گئے۔ اور اسی طرح دوسری کتاب سلاطین کے دوسرے باب میں مذکور ہے کہ ایلیا (یعنی حضرت الیاس علیہ السلام) اور الیسع باتیں کرتے جاتے تھے کہ ایک آگ کی گاڑی اور آگ کے گھوڑے نمودار ہوئے انمیں چڑھکر ایلیا آسمان پر چلا گیا۔ اور اسی طرح قسیس لیم سمٹ اپنی کتاب طریق الاولیاء میں حضرت اخنوخ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا بیان کرتا ہے۔

اور اہل اسلام کا طبقہ بہتیرے متفق ہیں اس تیسرے الحد کے کیا ذکر ہے ابوذر عائشہؓ اور معاویہؓ کی حدیث دوسری معراج کے بارہ میں ہے جو حضرت کی اس سے پیشتر خواب میں ہوئی تھی (جیسا کہ سابق میں ہے)

(۴) یہ معراج روحانیت کا غلبہ تمام ہے جس سے روح کے تابع جسم ہو گیا اور جسم کو لیکر عالم بالا اپنے خیر طبعی کیطرف رجوع اڑ گئی اور اس حالت کے تمام ہونے کے بعد پھر جسم اطہر اپنے اصلی مکان عنصری زمین پر آگیا۔ یہ شرف خاص تمام انبیاء علیہم السلام میں آنحضرت صلعم کو حاصل ہوا فالحمد للہ۔

وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

اور ہمنے موسیٰ کو کتاب دی تھی اور اسکو بنی اسرائیل کے لئے ادی بنایا کہ میرے سوا کسیکو کارساز نہ مقرر کریو اے نسل انکی کہ جنکو ہمنے نوح کے ساتھ کشتی میں اٹھایا وہ

عَبْدًا شَكُوْرًا ۝ وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ فَاِذَا جَاۗءَ

شکرگزار بندہ تھا اور ہمنے کتاب میں بنی اسرائیل کو یہہ حکم سنا دیا تھا کہ تم زمین پر دو بار فساد کروگے اور بڑی سرکشی کروگے پھر جب ہمیں سے

وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ

اول وعدہ آویگا تو ہم تمپر اپنے بندے مسلط کرینگے بڑے جنگ جو جو ملک میں گھس آوینگے اور اللہ کا وعدہ ہو کر رہیگا پھر تمکو ہم

الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۚ وَاِنْ اَسَاْتُمْ

دشمنوں پر پھر غلبہ دینگے اور تمکو مال اور اولاد میں ترقی دینگے اور تمہاری جماعت بڑھائینگے اگر تم نیکی کروگے تو اپنے لئے نیکی کروگے اور اگر بدی کروگے تو

فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْۗءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا

اپنے لئے پھر جب دوسرا وعدہ آئیگا (تو دشمنوں کو) بھیجینگے تاکہ وہ تمہارے منہ بگاڑ دیں اور مسجد میں گھس جاویں جیسا کہ اہیں اول بار گھسے تھے اور تاکہ جہاں وہ غالب آویں اسکو خراب کریں

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝

(کتاب میں یہ بھی کہہ دیا کہ شاید تمہارا رب تمپر رحم کرے اور اگر تم پھر کروگے تو ہم پھر وہی کرینگے اور جہنم کو منکروں کا قید خانہ بنایا ہے

ترکیب

الا تتخذوا اصل میں ان لا تتخذوا ہے۔ ان مفسرہ ہے اس چیز کا کہ جسکو کتاب شامل تھی امر و نہی سے۔ وکیلا مفعول ہے لا تتخذوا کا اور مفعول ثانی یا ذریۃ ہو لا تتخذوا تقدیر اذ یہ من حملنا وکیلا اے ربا مفوضا الیہ۔ اس صورت میں من موصولی حال ہوگا وکیلا سے یا من موصولی خود مفعول ثانی ہے۔ اس صورت میں ذریۃ کا نصب منادی مضاف ہونیکی وجہ سے ہے یا باضمار اعنی مرتین مصدر سے غیر لفظہ سے وعدا ولہما اے موعود اولی المرتین خلال ظرف ہے جاسوا کا۔

تفسیر

آنحضرت صلعم کی بزرگی ذکر فرما کر (یعنی معراج کا ذکر کر کے) اب یہہ بات بتلاتا ہے کہ ہمیشہ سے نبیاؤں کے ساتھ ہم یوں ہی انعام و اکرام کرتے آئے ہیں اس سے پہلے ہمنے موسیٰ کو کتاب یعنی تورات دی تھی جو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کرتی تھی انہیں بڑا تاکیدی حکم یہی تھا کہ اے نوح اور اسکے ساتھ کشتی میں سوار ہونیوالو تمکی نسل میرے سوا اور کسیکو کارساز حاجت روا نہ بنانا مگر بنی اسرائیل نے بت پرستی کی ہلاکت میں پڑے۔

ذریۃ من حملنا مع نوح فرمانے میں اسطرف اشارہ ہے کہ اسوقت تمام عالم کو پانی میں غرق کیا تو انکی بدکاری شرارت و بت پرستی کی وجہ سے اور نوح اور اسکے ساتھ والوں کو کشتی میں بچا لیا تو انکی نیکی اور خدا پرستی کی وجہ سے اور اب جو تم دنیا میں پہلے ہوئے ہو سب انہیں انعام یافتوں کی نسل ہو تمکو ذرا اپنے بزرگوں کا بھی خیال رہے کہ وہ کیسے تھے اور اب تم کیا کرتے ہو اور اس عذاب کا بھی کہ جو اسوقت دنیا پر نازل ہوا۔ چونکہ کشتی والوں میں نوح علیہ السلام سردار تھے اسلئے انکا وصف بھی بتلاتا ہے انہ کان عبدا شکورا کہ وہ بڑا شکرگزار بندہ تھا۔ اب تم انکی اولاد ہو کر کس طرح سے کفران کرتے ہو خبردار شرارت۔ ذریۃ من حملنا مع نوح اشارۃ ذکر فرما کر اس واقعہ کی تصریح فرماتا ہے جو کتاب میں بنی اسرائیل کے لئے بطور پیشین گوئی کے ذکر ہوا تھا۔ بقولہ وقضینا الی بنی اسرائیل

فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا۔ فاذا جاء وعد اولٰھما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید فجاسوا خلال الدیار الخ۔
قضاء قطع کرنا۔ فیصلہ کرنا۔ حکم کرنا۔ ادا کرنا۔ حکم کرنا۔ مگر یہاں مراد قطعی طور پر بتلا دینا ہے۔ وعد اولٰھما یعنی اولی المرتین باس قتال ومنہ قولہ تعالٰی وحین البأس۔ قال اللیث ابحث بجس وبجسان التردد۔ فجاسوا۔ ابن عباسؓ اسکے معنی کرتے ہیں فتشوا تفتیش کرینگے۔ ابو عبیدہؒ کہتے ہیں طلبوا من فیھا ابن قتیبہ کہتے ہیں عاثوا وافسدوا۔ الخلال ھو الانفراج بین الشیئین والدیار دیار بیت المقدس۔

بعض مفسرین نے

فی الکتاب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات مراد لی ہے اور یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معرفت بنی اسرائیل کو یہ بات سنا دی ہو کہ تم ملک میں دو بار فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے پہلی مرتبہ جب تم ایسا کرو گے تو تم پر ہم بڑے جنگ آور بندے مسلط کرینگے جو تمہارے گھروں میں گھس گھس کر تمہیں قتل کرینگے۔ اسکے بعد ہم پھر تمکو دولت وثروت اولاد وحشمت دینگے مگر تم پھر فساد وشرارت کرو گے تو ہم پھر تم پر ایک قہار قوم مسلط کرینگے جو تمہارے منہ بگاڑ دیگی اور اول بار کی طرح بیت المقدس تک آئی نوبت آویگی۔ اسکے بعد شاید خدا تم پر مہربانی کرے اور جو تم پھر بدی وشرارت کرو گے تو ہم پھر تمکو سزا دینگے۔ مگر اب بالفعل جو اہل کتاب کے پاس توریت کے نام سے ایک کتاب نامزد ہے ہمیں اس صراحت کے ساتھ یہ مضمون نہیں ہاں اسکے بعض فقروں سے نکلتا ہے اس اصلی توریت میں یہ مضمون ہوگا۔ بعض کہتے ہیں کہ کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے یعنی یہ بات بنی اسرائیل کے لئے ہمنے دفتر قضاء وقدر میں لکھدی تھی۔ وقال ابن عباسؓ وقتادہؒ یعنی قضینا علیھم قالی یعنی علی والمراد بالکتاب اللوح المحفوظ۔ معالم۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب الخ علمنا ھم واخبرناھم فیما آتینا ھم من الکتاب انھم سیفسدون (معالم)

اس قول سے توریت کی تخصیص نہیں سمجھی جاتی بلکہ عام ہے کوئی کتاب ہو جو بنی اسرائیل کو دی گئی تھی اور کاتب الحروف کے نزدیک بھی یہی قول قوی ہے اب ہم جو آج کل کی کتابوں کو دیکھتے ہیں کہ جنکو اہل کتاب الہامی مانتے ہیں انمیں سے کتاب یسعیاہ (یشعیا) اور یرمیاہ (ارمیاہ) اور حزقیل اور ہوسیع اور یوئیل اور عاموس اور میکاہ اور حبقوق علیہم السلام کی کتابوں میں یہ مضمون بکثرت موجود اور باوجود تحریفات کے بہت کچھ مذکور ہے اسی کی نسبت فرماتا ہے وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب الخ۔

اب یہ بات باقی رہگئی کہ پہلی مرتبہ بنی اسرائیل کی شرارت وبت پرستی پر کس جبار بادشاہ کو خدا نے انپر مسلط کیا تھا؟ اکثر مفسرین کہتے ہیں بخت نصر بابل کا بادشاہ ہے۔ مگر جو اسکی چڑھائی کا باعث حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے خون کا اتہام کہتے ہیں وہ بڑی غلطی کرتے ہیں کیونکہ بخت نصر جسکو اہل کتاب بنوکد نضر کہتے ہیں حضرت یحییٰؑ سے صدہا سال پیشتر گزرا ہے۔ اور پہلے مرتبہ جسنے بنی اسرائیل پر چڑھائی کی ہے بعض کے نزدیک وہ شاہ انیٹوکس نطاکیہ کا بادشاہ ہے اسکے بعد پھر کچھ بنی اسرائیل کی حالت سنبھلی تھی جیسا کہ عیسیٰ رکیم ان پر حکم سے پایا جاتا ہے مگر جب یحییٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ ایسی بدسلوکی کی تو ان حد تمام عدنا کے موافق خدا نے ٹیٹس فرمانروا روم طیطس کو چڑھایا جسنے بالکل ستیاناس کر دیا جیسے گرائے ہوئے بیت المقدس کو حضرت عمرؓ نے تعمیر کیا ہے۔ اب ہم بیت المقدس کی مفصل تاریخ لکھتے ہیں جس سے ناظرین آپ سمجھ لینگے کہ ان تمام مصداق ان بادشاہوں میں سے کون ہے اور کونسا واقعہ ان سے زیادہ چسپاں ہے۔ وھو حسبی ونعم الوکیل۔

تاریخ بیت المقدس

ونکہ مسجد اقصیٰ کا ذکر قرآن مجید کی ان آیات مین واقع ہے کہ جس کو مفسرین اسلام بیت المقدس یا بیت القدس سے تعبیر کرتے ہین تو ہم کو رور ہوا کہ اس کا مفصل حال بیان کرین تاکہ پہر شب معراج مین آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہان تشریف لیجانا ذہن نشین وا اور اسپر جو مخالفین نے شبہات کیے ہین وہ بہی دفع ہوجاوین اور نیز پہلی آیتون کا مطلب بہی بخوبی واضح ہوجاوے۔

فصل اول

جد اقصیٰ یا بیت المقدس اوس مسجد کا نام ہے کہ جسکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تہا جسکو اہل کتاب ہیکل کہتے ہین۔ یہ مسجد شہر شلیم یا یروسلم مین واقع ہے جو ملک فلسطین مین ہے اور اس ملک کو یہودیہ اور ارض مقدسہ (ہولی لینڈ) اور کنعان بہی کہتے ہین اور ملک شام بہی ن۔ جغرافیا فرہاد کے صفحہ ۲۴۲ مین ہے وکنعان اسم قدیم شام ست کما قال الیاقوت کنعان بالفتح ثم السکون وعین مہملۃ وآخرہ نون قال ابن بلکے شام ومنازل الکنعانیین ینسبون الی الکنعان بن حام بن نوح۔ وکنعان موضع من ارض الشام کان منزل یعقوب علیہ السلام فی قریۃ یقا ا سیلون بین بیجل ونابلس وبہا الجب الذی القی فیہ یوسف علیہ السلام۔

نی کنعان اس گاؤن کا بہی نام ہے کہ جس مین حضرت یعقوب علیہ السلام رہتے تہے جو بیجل اور نابلس کے درمیان تہا اور وہین وہ کنوان ہی جس مین حضرت یوسف علیہ السلام ڈالے گئے تہے اور ملک کا بہی۔ اسی طرح فلسطین اس ملک شام کو بہی کہتے ہین اور کبہی اسمین سے خاص اس صہ کو بہی کہتے ہین کہ جو اس ملک کا مغربی حصہ بحیرہ روم کے کنارہ پر واقع ہے جس مین عسقلون اور یقرون اور یافہ اور غازہ ہر آباد ہین۔ زمانہ قدیم مین اس ملک مین فرقہ کوش کے لوگ رہتے تہے جنکا مقابلہ بنے اسرائیل سے ہوا کرتا تہا۔ اور اسی طرح سیریہ جسکو زمانہ قدیم مین ارام کہتے تہے جو ایشیائے ترکی کا ایک حصہ ہے اور جسمین شہر آلیپو یعنی حلب واقع ہے اور جسمین ملک بابل بہی شامل تہا کبہی سیع معنی مین اطلاق ہوتا ہے کہ جو ملک فلسطین کو بہی شامل ہے اور کبہی اسکو چہوڑکر شمالی حصہ کو کہ جسمین اس ملک فلسطین یا کنعان کا حال یان کرتے ہین کہ جسمین شہر یروسلم واقع ہے۔ اس ملک کے حدود اربعہ یہ ہین شمال مین ملک سُریا یعنی شام اور مغرب ن شمالی حصہ تک بحیرہ روم جسکے کنارہ پر طرابلس غسرہ یافہ صیدا عسقلون عکہ صور بیروت لاذقیہ قیساریہ وغیرہ شہر واقع ہین اور جنوب ن ملک عرب کے شمالی حصے۔ اور مشرق مین یرون ندی اور بحرالمیت کہ جسکو بحر لوط بہی کہتے ہین یعنی وہ شور جیل کہ جسکا طول تخمیناً ستر میل رعرض دس میل ہے جسکے کنارون پر حضرت لوط علیہ السلام کی نافرمانی سے وہ پانچ گاؤن جو غارت ہوگئے بستے تہے۔

س ملک کا طول شمالاً جنوباً سُریا سے لیکر عمالیقون کی زمین تک اسی کوس اور عرض پورب پچہم بحیرہ روم سے لیکر موآبیون کی زمین تک

چالیس کوس۔ اور پھر حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد مین اس ملک کے اور بھی حدود اربعہ وسیع ہوگئے تھے۔ قدیم زمانہ مین اس ملک پر بابل اور نینوی کے بادشاہون کی حکومت تھی۔ شاہان نینوی کی عہد مین حضرت ابراہیم علیہ السلام اطراف بابل اپنے اصلی وطن سے ہجرت کرکے اس ملک یہودیہ یا شام مین آرہے تھے۔ اس عہد مین شاید یہان شاہان نینوی کے بادشاہ کی حکومت نہ تھی یا ہوگی تو کامل طور پر نہوگی بلکہ توریت سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ طوائف الملوکی تھی۔

اس ملک مین شمال کی جانب سے پہاڑون کے دو سلسلہ جنوب و مغرب کیطرف چلتے ہین اور اس مقام کو **لبنان** کہتے ہین تھوڑی دور اسیطرح چلکر مغربی سلسلہ شہر صور کے دو کوس اُترطرف بحیرہ روم کے کنارہ پر ختم ہوتا ہے اور دوسرے سلسلہ کی پہر دو شاخین ہوکر دکھن کیطرف چلتی ہین ان دونون مین سے شرقی سلسلہ کا نام ایک موقع پر **حرمون** ہے یہ پہاڑ بعض جگہہ تو ہزار بعض جگہہ گیارہ ہزار فٹ بلند ہے جسکی چوٹیون پر ہمیشہ برف رہتی ہے۔ پھر یہ سلسلہ دریای جلیل کے قریب مشرق کیطرف **لبنن** کہلاتا ہے پھر اور آگے دریاے یرون کے قریب کوہ جلعاد جہان سے روغن بلسان آیا کرتا تھا اور آگے چلکر اربیم کا پہاڑ اور مدیانیون کی زمین کے قریب کوہ شعیر جسمین سے ایک چوٹی کا نام کوہ حور ہے جہان حضرت ہارون علیہ السلام نے وفات پائی پھر یہ بحیرہ قلزم مین جاکر تمام ہوگیا اور اسی طرح مغربی سلسلہ چلتا ہے جسکو جلیل کے پاس کوہ تبور اور آگے چلکر کوہ کرمل کہتے ہین جسکے معنی اللہ کا باغ ہے یہان کی سرسبزی اور انواع واقسام کے پھول ضرب المثل ہین اسکی چوٹی پر جو سمندر کے قریب ہے الیاس علیہ السلام نے بعل کے پجاریون سے مقابلہ کیا تھا۔ اسکے اور تبور پہاڑ کے بیچ سمندر سے لیکر دریاے یرون تک یزرائیل کی وادی کہلاتی ہے اسکی لمبائی چودہ کوس اور چوڑائی چھہ کوس ہے اور سیدھا دکھن طرف چلکر اسرائیل یا افرائیم کے پہاڑ اور یہودیہ کے پہاڑ کہلاتے ہین انہین مین کوہ جرزین ہے جسکی چوٹی پر بنی اسرائیل کے مقابلہ مین سامریون نے دوسری ہیکل بنائی تھی اور اسی سلسلہ مین کوہ **موریہ** ہے جسپر حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصی یا ہیکل تعمیر کی اور کوہ صیحون بھی کہ جسپر یہ شہر **یروسلیم** واقع ہے گویا موریہ اور صیحون اس ایک ہی پہاڑی کے نام ہین۔ یہ شہر چار پہاڑ پر آباد ہے۔ موریہ صیحون۔ اکرا۔ بزیتا۔ زمانہ قدیم مین سب کو موریہ کہتے تھے اسوجہ سے کہ وہان ایک قوم اموری بستی تھی اور صیحون ان کا ایک بادشاہ گزرا ہے پہر اسی کے نام سے یہ پہاڑ نامزد ہوگیا۔

یہ شہر یروسلم کہ جسمین مسجد اقصی یا ہیکل سلیمانی واقع تھی بحیرہ روم سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر سمندر کے سطح سے دو ہزار پانسو اڑتیس فٹ بلندی پر واقع ہے۔ اور دریاے یرون کہ جہان حضرت مسیح نے اصطباغ لیا تھا جسکا پانی ہر سال ہزارون عیسائی گنگا جلی کیطرح تبرکاً لیجاتے ہین یروسلم سے اٹھارہ میل ہے اور شہر **حبرون** دکھن کیطرف دس بارہ میل اور سامریہ شمال کیطرف ۳۶ میل۔ اور دشت سے یروسلم دکھن اور پچھم کے رخ ایک سو بیس میل پر ہے اور بغداد سے ساڑھے چار سو میل مغرب کے رخ ہین۔ نابلس کہ جہان حضرت یعقوب علیہ السلام رہا کرتے تھے یروسلم سے شمال کی جانب مین ۳۴ میل اور بندر یافہ کہ جہان سے ہیکل کے لیے لکڑیان اُترا کرتی تھین یروسلم سے دکھن طرف باسٹھ میل اور شہر ناصرہ کہ جہان حضرت مسیح مصر سے آکے رہے تھے جو جہ سے انکی ہمت نصاریٰ کہلاتی ہے ستر میل اور بیت اللحم کہ جہان حضرت مسیح پیدا ہوے تھے تخمیناً چار میل اور معروبان سے جنوب و مغرب مین تخمیناً دو سو ساٹھ میل ہے اور کوہ طور دو سو میل اور مدینہ منورہ تخمیناً چھہ سو میل اور شہر یریحو کہ جسکے پاس سے بنی اسرائیل یرون ندی کو دو حصہ کرکے اُتر آئے تھے پورب اور اُتر کیطرف تخمیناً سولہ میل ہے اور مکفیلہ کے غار سے جہان کہ حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کے

مزار ہین بیس میل آج کل اس جگہہ کو کہ جہان یہ مزارات مقدسہ ہین خلیل کہتے ہین جو ایک عمدہ شہر آباد ہے۔
یہ ملک شام یا سوریہ حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ کے قبضہ مین ہے۔ اس ملک مین مسلمان اور یہودی اور عیسائی اور ارمنی رہتے ہین بیشتر مسلمان ہین اور کل ملک کی مادری زبان سیکڑون برس سے عربی ہے۔ زوّار لوگ جو ہندوستان یا عرب سے جاتے ہین تو سویز سے جہاز مین سوار ہوکر بیروت روم کے کسی بندر پر اترجاتے ہین وہان سے گھوڑا گاڑی مین ایک رات مین یروسلم پہونچ جاتے ہین اونٹ اور گھوڑے کی بہی سواری ملتی ہے۔ اس شہر مین حضرت سلطان کی طرف سے ایک پاشا رہتا ہے شہر یروسلم سے مشرق کیجانب تہوڑیسے فاصلہ پر زیتون کا پہاڑ ہے یہ وہی پہاڑ ہے کہ جہان رات کو حضرت عیسی علیہ السلام عبادت کیا کرتے تھے اور یہین سے یہودی آپکو گرفتار کرکے بلاطوس کے پاس لیگئے تھے اس پہاڑ اور شہر کے درمیان ایک نالہ بہتا ہے کہ جسکو **کدرون** کہتے تھے بارش کے ایام مین اسمین زیادہ پانی ہوتا ہے مگر گرمی مین خشک ہوجاتا ہے۔ اس پہاڑ کے دامن مین مغرب کے رخ شہر کے قریب ایک باغ تہا جسکو **گتسمنی** کہتے تھے اور اسی پہاڑ کے نیچے مشرق کی طرف بیت عینا اور بیت فاگا دو گاؤن بہی تھے۔

یادریون

کی الکتاب کے مقامات المعروف چہاپہ رؤمن مرزا پور سنہ ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۵ - ۱۶ مین لکہا ہے کہ شہر یروسلم کا بانی ملک صدق تہا جسکا ذکر کتاب پیدائش کے ۱۴ باب ۱۸ ورس مین یون ہے کہ ملک صدق سالم کا بادشاہ تہا اور اکثر سمجھتے ہین کہ یہی اس شہر کا اصلی نام ہے آباد ہونیکے سو برس بعد اسکو یبوسیون نے اپنے قبضہ مین کرلیا اور شہر پناہ کو بڑہایا اور کوہ صیحون پر ایک قلعہ بہی تعمیر کیا پہلا نام بدل کر یابوس نام رکہا گمان غالب ہے کہ یہی نام اصلی نام کے ساتہہ شامل کیا گیا یعنی یبوسلم یا فصاحت کے واسطے یروسلم جیسا کہ آجتک جاری ہے ایجاد ہوا یشوع کے کتاب کے ۱۰ باب ۱۳ آیت مین ہے کہ جب یشوع نے ملک کنعان پر حملہ کے وقت اسکے (یعنی یروسلم کے) بادشاہ کو پکڑا اور قتل کیا اس وقت سے داؤد کے زمانہ تک یہودی اور یبوسی دونون ملے جلے رہتے تھے۔ پہر لکہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یشوع نے یروسلم بنیامین کے فرقے کو سپرد کیا لیکن بسبب اسکے کہ یہ شہر فرقہ یہوداہ کی مین سرحد پر تہا اور بنی یہوداہ نے دوبارہ اس کو محاصرہ کرکے لے لیا تہا اسواسطے یروسلم کبہی بینامین اور کبہی یہوداہ کا کہلایا اور جب سے خدا نے یروسلم کو اپنی ہیکل کے لیے چن لیا تب سے وہ تمام بارہ فرقون کا دارالسلطنت مقرر ہوا اور کسی خاص فرقہ کا حصہ نہ کہلایا۔ ربّی لوگ کہتے ہین کہ شہر مذکور کی زمین تمام فرقون کی زمین تہی یہان تک کہ باشندون مین سے بہی کوئی اپنے گہر کو اپنا نہ کہہ سکا اور عید کے ایام مین سب اپنے پردیسی بہائیون کو بغیر کرایہ کے مکان مین ٹہراتے تھے۔

تمام ملک کے یہودی یروسلم مین سال مین تین بار حاضر ہوتے تھے **عید فصح** مین یہ عید فرعون کے ظلم و قبضہ سے رہا ہونے کے یادگار مین تھے جس مین قربانی کرتے اور فطیری روٹی کہاتے تھے۔ دوسری عید **خیمہ** یہ عید مصر سے نکلنے کے بعد چالیس برس بیابان مین رہنے کی یادگاری مین کیا کرتے تھے اسمین پتون اور شاخون کے جونپڑے بناکر سات روز میدان مین رہتے تھے **سوم عید پنتکوسٹ** یہ یونانی لفظ ہے جسکے معنی پچاسوان یہ عید مصر سے نکلنے کے بعد کوہ سینا پر شریعت پانے کی یادگاری مین مقرر ہوے تھے ان عیدون مین ہزارہا بنی اسرائیل حاضر ہوتے تھے جسطرح اہل اسلام مکہ مین حاضر ہوتے تھے۔

الغرض یہ شہر اس وقت سے آباد ہے کہ جب بنی اسرائیل ملک مصر سے کوچ کرکے پھر اس ملک کنعان مین داخل ہوے مگر حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد مین انکا پایہ تخت ہونیکی وجہ سے نہایت رونق اور تجمل کی حالت مین تہا۔ اسکی شہر پناہ اور اسکے عمدہ برج اور پہاٹک حیرت انگیز اور عبرت خیز تھے لیکن داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد سے آگے ہی سے یہ جگہہ متبرک اور مقدس سمجہی جاتی رہتی کیونکہ حسب اعتقاد اہل کتاب حضرت ابراہیم اسی مقام پر اپنے بیٹے اسحاق کو قربانی کرنے کے لیے لائے تھے۔ اسی سرزمین پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے خدا تعالی سے خواب مین باتین کی تہین اور اسی لیے اس جگہہ کا نام بیت ایل یعنی خدا کا گہر رکہا۔ یہی جگہہ ہے کہ جہان خدا تعالی کے حکم والہام سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد (ہیکل) بنائی پہر یہی مسجد اور یہی شہر ہزارہا انبیاء علیہم السلام کا قبلہ اور زیارت گاہ رہا اسکے قرب وجوار انبیاء کا مدفن اور مورد برکات ہے اَلَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ اہل کتاب اب تک اسکی وادی یہوشفات مین دفن ہونا موجب نجات خیال کرتے ہین۔ آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے بہی اسکی طرف منہ کرکے مدتون نماز پڑہی ہے اور شب معراج مین اس جگہ تشریف لائے ہین۔ یہ شہر مقدس اور یہ مسجد متبرک بارہا ظالم بادشاہون کے ہاتہون سے برباد ومنہدم ہوئی اور پہر بنائی گئی چنانچہ آگے چلکر آپ کو اسکی کیفیت بخوبی معلوم ہوگی مگر اب ہم ناظرین کو حال کے شہر اور مسجد کا کچہہ ذکر سناتے ہین۔

یروسلم جدید کی شہر پناہ کا گہیر جسکو ۱۵۳۴ء مین سلطان سلیمان بن سلیم شاہ روم نے تعمیر کرایا تہا تخمیناً ۷ میل کا ہے۔ یوسفس مورخ کے دنون مین کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے قریب زمانہ کا ہے چار میل کا گہیر تہا اور شہر تین دیوار ونسے گہرا ہوا تہا جسمین سے ایک مین ساٹہہ دوسرے مین چالیس ننے مین چہیاسٹہہ برج بنائے گئے تہے شہر جدید پر نگاہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدیم بنیادون پر قایم کیا گیا ہے۔ لیکن اسکے اطراف مین ایسی زمین باہر پڑی نظر آتی ہے کہ جو قدیم زمانہ مین شہر مین داخل تہی چنانچہ نصف صیحون کی پہاڑی شہر پناہ کے باہر ہے جو پہلے اندر تہی شہر حال کی چار دیواری بلند اور کنگریلے پتہرون سے ٹہوس بنی ہوئی ہے اور اس مین جابجا برج اور توپین چڑہانے کے مورچے بنے ہوے ہین۔ شہر کے سات دروازے ہین دو شمال کی جانب ایک مغرب کی جانب ایک مشرق کی جانب اور ایک باب الحرم کہلاتا ہے اور دو دکہن کے رخ ہین۔ شہر مین تین بڑی سڑکین ہین ایک وہ جسکو باب الدمشق کہتے ہین جو شمال ومغرب کیطرف جاتی ہے دوسرے سوق الکبیر جو پورب پچہم جاتی ہے تیسرے غنوارون کی سڑک اور یہ وہ رستہ ہے کہ جس سے حضرت عیسے علیہ السلام کو یہودی سولی دینے لے چلے تہے انکے سوا سات سڑکین اور ہین جو اتنے چہوٹی ہین جنکے یہ نام ہین کوچۂ مسلمین کوچۂ نصاری کوچۂ یہود کوچۂ ارمنی کوچۂ ظاہرہ کوچۂ مغربین کوچۂ باب حوت

پادری چارلس ٹیل ایم اے کہتا ہے کہ آخر اگست ۱۸۵۱ء مین جو لفٹنٹ وارن صاحب شہر مقدس کا حال دریافت کرنے گئے تہے انہون نے اچہی طرح وہان کا حال دریافت کیا انکے بیان کے موجب شہر کی شہر پناہ طول مین پورب کیطرف دو ہزار آٹہہ سو فٹ ہے اور شمال کیطرف تین ہزار آٹہہ سو فٹ ہے اور مغرب کی طرف دو ہزار تین سو پچاس فٹ اور دکہن کی طرف سے تین ہزار تین سو پچاس فٹ ہے۔

اس جگہہ بہت عمدہ عمارت بجز ہیکل (مسجد اقصی) اور مسیح کی قبر کے اور کوئی نہین ہے انکے پاس اور بہی مقامات ہین کہ جو اوسط درجہ مین خیال کیے جاتے ہین۔

الکتاب کے مقامات المعروف نامی کتاب مین اس شہر کے چھوٹے بڑے اکتیس مقامات گنوائے ہین (۱) بیت اللحم کا پہاٹک (۲) دمشق کا پہاٹک (۳) افرائیم کا پہاٹک (۴) مقدس استیفان کا پہاٹک (۵) سنہرا پہاٹک یہ ہمیشہ بند رہتا ہی (۶) مسجد اقصیٰ کا پہاٹک (۷) خلیظ کا پہاٹک (۸) صیحون کا پہاٹک (۹) آرمینیون کی خانقاہ (۱۰) پیسنس کا قلعہ (۱۱) بنت سبع کا کنڈ (۱۲) حاجی ستورہ کا کنڈ (۱۳) لاطینیون کی خانقاہ (۱۴) کہنڈر مکان (۱۵) قبر کا گرجا۔ قبرستان۔ کلوری (۱۶) ہیرودیس کا محل (۱۷) مقدس انتا کی مسجد (۱۸) پلاطوس کا محل (۱۹) بیت حسدہ کا کنڈ (۲۰) حرم شریف الف سلیمان کا تخت ب محمد علیہ السلام کا تخت جاہل مسلمانون کا خیال ہے کہ اسپر آنحضرت قیامت مین عدالت کرینگے ج صدر عیسی کے مغارہ کا دروازہ (۲۱) المصغرہ (۲۲) مسجد الاقصیٰ (۲۳) چوک وبازار (۲۴) انناس کا محل (۲۵) یہود کا عبادت خانہ (۲۶) یروسلم کے حاکم کا محل (۲۷) قیافا کا محل (۲۸) داود علیہ السلام کا مزار (۲۹) عام قبرستان (۳۰) بادشاہ کا کنڈ (۳۱) سلوام کا کنڈ * اس شہر مین تخمیناً تیس ہزار آدمی بستے ہین جس مین زیادہ مسلمان ہین پھر یہود پھر عیسائی اور ارمنی۔ مسلمان اکثر حرم شریف کے گرد و نواح مین رہتے ہین اور عیسائی اپنی خانقاہون اور گرجاؤن کے آس پاس اور یہودی کوہ صیحون کے دامن مین اور اسکے آس پاس کے نشیب مین۔ اس شہر مین یہودی بیوہ عورتین بہت زیادہ رہتی ہین جو اپنی پرورش کا وسیلہ یروسلم کو سمجھتے ہین۔

اس شہر مین دو خانقاہ بہت مشہور ہین ایک لاطینی دوسری ارمنی لاطینی شہر سے شمال و مغرب کی طرف اور یونانی دکھن پچھم کی طرف ارمنی خانقاہ مین ہزار آدمی رہ سکتے ہین۔ آرمینیون کا ایک گرجا بہت بلند اور کشادہ بنا ہوا ہے اور اسمین اسباب عبادت اسقدر اور ایسے قیمتی ہین کہ دنیا بھر مین میسر نہین آتے۔ کبھی کبھی ان دونون قومون مین علاوہ زبانی بحث کے لاٹھی سونٹے کی بھی نوبت آتی تھی

یروسلم کے جنوب مین سلوام کا ایک تالاب ہے کہ جس کی گہرائی چونتیس فٹ ہے۔ یروسلم مین ملکہ انگلستان اور شاہ جرمن کے اتفاق سے ایک ایسے نئے گرجا کی تعمیر کا ارادہ ہوا تھا کہ جسمین انگلستان کلیسا کے طور پر عبادت ہوا کرے اسکے لیے سلطان کی طرف سے زمین ملی اور بنیاد بھی ڈالی گئی مگر ارمنی اور یونانی اور لاطینیون کی ناراضی سے ہنوز وہ عمارت قائم نہین ہونے پائی۔

یروسلم کے پورب طرف ایک وادی ہے کہ جس کا طول دو یا ڈیڑھ میل ہوگا اس کو وادی یہوشفات کہتے ہین جس کے معنی یہوواہ (خدا) کی عدالت کے ہین اسی بنا پر یہود اور عام عیسائیون اور عام مسلمانون کا خیال ہے کہ قیامت کے روز اس جگہہ پر خدا عدالت کریگا۔ اسی لیے یہود یہان دفن ہونا سبب نجات جانتے ہین۔ اسی وادی کے پاس شہزادہ ابی سلوم کا ستون اور کئی ایک مقبرے ہین جنمین سے بعض بلند اور عالیشان اور بعض ٹوٹے پھوٹے ویران پڑے ہین۔

یروسلم کے جنوب مین ایک وادی گیہنوم یعنی جہنم کہلاتی ہے۔ یوسیاہ بادشاہ کے عہد سے آگے یہودی یہان مالک

بت کی پرستش کرتے تھے یہ بت پیتل کا تھا اور اس کا چہرہ بیل کا سا اور اس کے ہاتھہ پھیلے ہوتے گویا یہ اپنے عابدون کو گردین لینا چاہتا ہے یہ بت پرست یہودی اس بت کو آگ سے نہایت گرم کرکے اپنے لڑکون کو اس کی گودین ڈالتے اور ان کے چلانے کی آواز دبانے کے لیے ڈھول بجاتے تھے اس عہد مین ان ڈھولون کے نام سے اسکو وادی توف (ڈھول) کہتے تھے بہر بابل کی اسیری کے بعد یہود اس مقام اور اس بت پرستی سے نفرت کرنے لگے اور اس وادی کو خراب کرنے کے لیئے تمام شہر کا کوڑا اور غلیظ وہان پڑنے لگا جسکے جلانے کے لیے ہمیشہ آگ جلتی رہتی تھی اس مناسبت سے اس کو جہنم کہنے لگے۔ جس طرح فلسطی ایک بت داجون کی پرستش کرتے تھے جس کا پچھلی کا سا جسم اور انسان کے سے ہاتھہ پاؤن تھے اسی طرح موابی اس مالک کی پرستش کرتے تھے اور غالباً اس سے مراد زحل ستارہ لیتے تھے باوجود سخت ممانعت کے بنی اسرائیل نے اونکی صحبت سے یہ بت پرستی اختیار کرلی تھی۔

قسطنطین شاہ روم کی والدہ نے جبکہ وہ یروسلم مین آئی مسیح کی قبر پر سے ایک بت جو سندر مین قائم کیا گیا تھا اوکھڑوا کر وہان ایک جدید گرجا عالیشان تعمیر کیا جو آجتک مسیح کی قبر کے نام سے مشہور ہے اور جسقدر عیسائی یروسلم مین حج کو جاتے ہین اسکی زیارت ضرور کرتے ہین۔ اس مین گستے ہی مجاور ایک بڑا پتھر دکھاتے ہین اور کہتے ہین کہ اسی پر حضرت مسیح کی لاش کو غسل دیا گیا تھا اس سے تھوڑی دور آگے بڑھکر ایک گنبد کے نیچے جو سولہ ستونون پر ہے مسیح کی قبر بتاتے ہین جسپر انہون نے سنگ مرمر کا چھوٹا سا روضہ بنا رکھا ہے اسکے چھوٹے دروازہ سے ہوکر حاجی اس کمرے مین داخل ہوتے ہین جو چٹان مین کندہ ہے یہ مقام ساڑھے چھہ فٹ مربع سے زیادہ نہوگا یہان سنگ مرمر کا ایک صندوق ہے اسی مین حضرت مسیح کی لاش کا رکھا جانا قرار دیتے ہین اور اسکی چھت مین بڑے عمدہ جھاڑ لٹکتے ہین جو بادشاہون کی نذر گزرانے ہوئے ہین اس مقام مین ایسی کشمکش کی راہ ہے کہ تین چار آدمی کے سوا اور کا گزر نہین۔ اس گرجے مین یونانی لاطینی ارمنی عیسائی سب شریک ہین۔ اور ہر سال وقت مقرر پر مسیح کے مصلوب ہونے اور زندہ ہونے کا سوانگ بناتے اور لاش نکالتے اور بڑا ماتم کرتے ہین۔

اہل اسلام وہان کے کل مقدس مقامون کو مانتے ہین بجز اس گرجا کے کیونکہ انکو حضرت مسیح کی مصلوبی سے انکار ہی بلکہ یہ مقبرہ یہودا اسکریوطی کا ہی جو انکی جگہہ دفن ہوا اور مسیح کے شبہہ مین سولی پر لٹکایا گیا۔

فصل دوم

اس شہر مین جو سب سے مقدس اور عمدہ اور متبرک مقام ہے وہ مسجد ہے کہ جسکو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تعمیر کیا جو مسجد الصخرہ کے نام سے نامزد ہے جسوقت حضرت عمرؓ نے شہر کا محاصرہ کرکے اس کو لیلیا تو عیسائیون کے بطریک یعنے امام سے مسجد کے لیئے بہتر جگہہ دریافت کی اسنے سلیمان کی ہیکل کی اوجاڑ جگہہ کو دکھایا اور کہا کہ یہی وہ جگہہ ہے کہ جہان حضرت سلیمانؑ نے

ہیکل بنائی تھی۔ اسی مقام پر حضرت عمرؓ نے مسجد کی بنیاد ڈالی اور ایک متبرک عمارت بنائی اس مسجد کے احاطہ کو حرم شریف کہتے ہین زمانہ حرب صلیب سے وہان کوئی عیسائی جانے نہین پاتا۔ ڈاکٹر ربنسن کہتا ہے کہ مین طبابت کے ذریعہ سے امام سے موافقت کرکے تین بار اسکے اندر گیا ہون۔ اس لیے وہ وہان کا مفصل حال لکھتا ہے حرم شریف لمبائی مین ایک ہزار چار سو ننانوے فٹ ہے یعنی مسجد اقصیٰ کی محراب نماز سے باب السلام تک اور عرض مین نو سو پچانوے فٹ ہے اس احاطہ مین نارنگی زیتون اور سرو کے متعدد درخت ہین۔ اسی احاطہ کے درمیان ایک پختہ سنگ مرمر کا تخت ہے یا چبوترہ جو چار سو پچاس فٹ مربع ہوگا جسکی بلندی احاطہ کے سطح سے بارہ چودہ فٹ ہوگی۔ اسپر چڑھنے کے واسطے چارون طرف سے اچھی اور کشادہ سیڑہیان بنی ہوئی ہین چنانچہ مغرب کے رخ تیس اور شمال کے رخ ۲۵ اور پورب کے رخ ایک اور دکھن سمت دو اور پر ایک زینہ پر نہایت خوشنما محراب بنی ہوئی ہے۔ اسکی کرسی بالکل سفید اور آسمانی رنگ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اس کے بعض پتھر بہت پرانے ہین جنپر طرح طرح کی صورتین تراشی ہوئی ہین جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کسی قدیم عمارت کے پتھر ہین۔ اس تخت کے ارد گرد بہت سے حجرے بنے ہوئے ہین جن مین موذن اور خدام اور سامان مرمت رہتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ حسین وہ مسجد ہے کہ جو اس تخت کے بیچون بیچ ہے جسکو مسجد الصخرہ کہتے ہین اسوجہ سے کہ اسکے اندر ایک پتھر لگا ہوا ہے جسکی نسبت خیال ہے کہ یہ پتھر اس وقت سے آسمان سے گرا ہے جب سے کہ پہلے پہل نبوت ہوئی جب سے یہ یہین پڑا ہے کہتے ہین کہ سب اگلے نبی اسی پر بیٹھکر نبوت کرتے تھے یہ پہاڑ کر جانے کو تھا کہ جبرئیل نے ہاتھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے تک اس کو روکدیا پھر حضرت نے اسکو ہمیشہ کے لیے قائم رکھا (یہ روایات اسلام مین سند صحیح سے ثابت نہین) یہ مسجد ہشت پہل ہے اور ہر ایک پہل ساٹھ فٹ کا ہے انمین چار باب ہین باب الغربی باب الشرقی باب القبلہ باب الجنۃ ایک دروازہ پر سائبان پڑا ہوا ہے برآمدہ کے طور پر اس کا پہلا درجہ سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے اس کے پتھرون سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ہیکل کے پتھر ہین سب دیوارین دلدار بنی ہوئی ہین ایک دیوار کے پتھر مربع دوسریکے ہشت پہل اسکے سنگ مرمر کا رنگ سفید ہے مگر خوبصورتی کے لیے جابجا نیلاہٹ کی ہوئی ہے اس درجہ مین کوئی کھڑکی نہین ہے مگر اوپر کے درجہ مین ہر ایک پہل مین ساٹھ ساٹھ اونچی کھڑکیان ہین اور سنگ مرمر کی عوض تمام دیوار رنگین خشت پختہ سے بنی ہے جنپر چارون طرف قرآن مجید کی آیات بخط جلی لکھی ہین یہ سب عمارت ایسی خوبصورت بنی ہوئی ہے کہ جسکی نسبت ڈاکٹر موصوف کہتا ہے کہ مجھے اسکے دیکھنے سے ایسی خوشی ہوئی جو دوسری عمارت سے ہرگز نہین ہوئی مسجد مذکور مین صخرہ کے سوا چند اور تبرکات ہین جنکو اہل اسلام متبرک جانتے ہین چنانچہ ایک اور بڑا پتھر ہے جسکی نسبت کہتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ٹیکہ لگا کر بیٹھے تھے سنگ مذکور بیچ سے ٹوٹا ہوا ہے۔

اور ایک صندوق ہے جس مین ایک سوراخ ہاتھ جانے کے قابل ہے اسکے اندر قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم بتلاتے ہین پھر ایک سبز پتھر چودہ فٹ مربع ہے جسمین اٹھارہ سوراخ کیل کے لایق بنے ہوئے ہین۔ اسکی یہ خاصیت بتلاتے ہین

کہ ایک زمانہ گزر جانیکے بعد اسمین سے ایک کیل غائب ہو جاتی ہے چنانچہ اسمین سے ساڑھے چودہ غائب ہو گئے ہین اور ساڑھے تین باقی ہین کہتے ہین ان کے غائب ہو جانے کے بعد دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا (یہ بھی اسلام مین سند صحیح سے ثابت نہین خیالات عامہ ہین) یہ بھی کہتے ہین کہ اس مقام پر سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا مزار ہے۔ مسجد مذکور کا گنبد نو سو فٹ بلند ہے اور اسکا قطر چالیس فٹ اسکی چھت سیسے کے پتھرون سے بنی ہے جسپر سے تمام یروسلم دکھائی دیتا ہے انتہی ملخصاً۔

یہ عمارت حضرت عمر رضہ کے عہد کی نہین ہے بلکہ اسکے بعد بنی امیہ نے اسکو از سر نو تعمیر کیا پھر اور اور تعمیرات ہوتی رہین حال کی عمارت سلاطین عثمانیہ غالباً سلطان سلیمان کی ہے۔

حال مین صحن مسجد مین سنگ مرمر کا فرش بنایا گیا ہے اور مسجد کے نیچے ایک تہ خانہ بھی ہے جو مسجد مین سے ایک کھڑکی مین سے شمع لیکر نیچے اوترتے ہین۔ نیچے جاکر حضرت سلیمان علیہ السلام کی بنیاد کے نشان معلوم ہوتے ہین۔ اہل اسلام کے نزدیک اس مسجد کی زیارت اور وہان جاکر نماز پڑھنا نہایت ثواب اور قبولیت کا کام ہے اسلیے سیکڑون زوار جاتے ہین۔ شہر مین حضرت سلطان خلد اللہ ملکہ کی طرف سے ہر قوم اور ہر ملک کے مسلمان زوار کے لیے ایک عمدہ مسافر خانہ بنا ہوا ہے جسکو وہان تکیہ کہتے ہین وہان کھانا پینا سب شیخ تکیہ کی معرفت سلطان کیطرف سے ملتا ہے۔

فصل سوم

ہیکل سلیمانی یعنی قدیم مسجد کے بیان مین کہ وہ کیونکر تعمیر ہوئی۔؟

جب حضرت موسی علیہ السلام مصر سے لاکھون بنی اسرائیل کو ملک شام مین وعدہ الہی کے بموجب لیجانے کے لیے نکلے اور وہ مہینے سوا مہینے کا رستہ بنی اسرائیل کی نافرمانیون اور سرکشیون سے چالیس برس کا سفر بن گیا۔ چنانچہ قادس اور شمالی حصہ عرب کے ریگستان مین اس بیشمار بھیڑ کو لیے ٹکراتے پھرے یہان تک کہ بجز چند آدمیون کے موسی اور ہارون اور تمام نوجوان بنی اسرائیل جو مصر مین بیس برس کی عمر کے تھے رستہ ہی مین مر کھپ گئے پھر ان کے بعد موسی علیہ السلام کے جانشین یوشع بن نون نے ملک شام فتح کیا اور بنی اسرائیل کنعان کے وارث ہوے۔ ان مین یوشع سے لیکر ساؤل یعنی طالوت تک سردار ہوتے تھے پھر انکے بعد سے سلطنت اور بادشاہت قائم ہوئی ساؤل کے بعد سب سے اول بادشاہ بنی اسرائیل کا حضرت داؤد علیہ السلام ہین۔ یہ بموجب قول یوسفس مورخ کے حضرت یشوع سے پانسو پندرہ برس بعد تخت نشین ہوئے تھے ان کا پہلا اہم کام یہ تھا کہ انہون نے یبوسی لوگون کو جو کنعان کی اولاد اور شہر یروسلم مین رہتے تھے مغلوب کیا۔ داؤد نے یبوسیون کو قلعہ سے نکال کر شہر یروسلم کو از سر نو بنایا اور اسکا نام داؤد کا شہر رکھا اور دار السلطنت قرار دیا۔

انہین پہلا یا لون مین مارے مارے پھرنے کے زمانہ مین خدا تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کو خیمۂ عبادت بنانے کا حکم دیا تھا اور اس کی سب ترکیب بتلائی کہ اتنا لمبا ہو اور اس کے ایسے درجے ہون اور اس کی ایسی قنات ہو اور اسکے اندر

صندوق شہادت رکھنے کا ایسا کمرہ ہو اور قربانی کرنے کا فلان مقام ہو اور اس کے عود سوز اور دیگر آلات سنہری روپہلی اتنے اور ایسے ہون اور اس کے کاہن یا امام فلان ہون اور ان کا ایسا لباس ہو اور خیمہ کے محافظ اور اسکے اولٹانیوالے اسرائیل کا فلان فرقہ اور فلان لوگ ہون جسکی مفصل کیفیت توریت مین موجود ہے جسکو ہمنے بخوف تطویل ترک کرنا مناسب جانا۔

چنانچہ حضرت موسی جس مقام سے کوچ کرکے جس مقام پر جاتے تھے وہ خیمہ مع ساز و سامان ساتھہ جاتا تھا اور ایک جگہہ سے اکھیڑکر دوسری جگہہ پر نصب کیا جاتا تھا۔ اسی طرح حضرت موسی سے لیکر حضرت داؤد علیہ السلام تک بنی اسرائیل کے لیے یہی کپڑے کی مسجد یا ہیکل رہی چنانچہ جب یہ خیمہ یا لشکر مقام سیلا استادہ تھا وہین حضرت سموئیل علیہ السلام کی ماں نے دعا مانگی تھی کہ جس سے سموئیل پیدا ہوے عیلی کاہن کے عہد مین۔ اسی زمانہ مین صندوق شہادت جسکو تابوت سکینہ کہتے ہین بنی اسرائیل کے ہاتھہ سے ایک لڑائی مین فلسطیون کے ہاتھہ آگیا تھا۔ پھر ساؤل کے عہد مین وہ خیمہ شہر نوب مین قایم ہوا تھا پھر جب حضرت داؤد علیہ السلام بادشاہ ہوے تو انھون نے اُس وعدہ کے موجب جو خدا تعالی نے موسی سے کیا تھا اوس جگہہ پر استادہ کیا کہ جو زمین خدا نے ہمیشہ سے اسکے لیے پسند کر رکھی تھی جیسا کہ کتاب استثنا کی ۱۲ باب ۱۴ اور اس مین اور دیگر مقامات مین اشارہ ہے یعنی شہر یروسلم مین کوہ صیحون پر جس جگہہ کا نام حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیت ایل رکھا تھا اور ایک پتھر بھی گاڑ دیا تھا۔ اب خدا تعالی کا منشا ہوا کہ میری عبادت گاہ پختہ بنے مگر حضرت داؤد علیہ السلام کو دشمنون کے قتال و جدال سے اس کی تعمیر کی مہلت نہ ملی گو سامان مہیا کیا تھا اس لیے مرتے وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کو وصیت کی اور وہ سب ساز و سامان بھی حوالہ کیا اور ہیکل کا نقشہ بھی دیا کہ جسکے مطابق سلیمان نے ہیکل بنائی۔ اور اُس خیمہ کی عبادت گاہ کو پتھر اور لکڑی اور سونے چاندی کا بنا دیا اسکی پوری کیفیت اول کتاب السلاطین مین نہایت تشریح کے ساتھہ مذکور ہے مگر ہم بھی ناظرین کیلیے یوسفس مورخ کی کتاب سے کسیقدر نقل کرتے ہین وہو ہذا۔ تاریخ یوسفس حصہ ہشتم باب سوم

سلیمان نے اپنی تخت نشینی سے چار برس دو ماہ بعد ہیکل کا بنانا شروع کیا اور خروج (موسی از مصر) سے پانسو باتوے برس بعد اور ابراہیم کے میسوپٹیومیا سے نکل کے ملک کنعان مین آباد ہونے سے ایک ہزار بیس برس بعد اور طوفان نوح سے ایک ہزار چار سو چالیس برس بعد اور آدم کی پیدایش سے کہ سب کا باپ اور سب سے پہلا آدمی تھا ہیکل کے زمانہ تک تین ہزار ایک سو دس برس گزرے تھے اور شہر سور کے آباد ہونیسے دو سو چالیس برس بعد اوجیرام شاہ سور کے تخت نشین ہونے سے گیارہ برس بعد ہیکل کی تعمیر شروع ہوئے۔

(۲) بادشاہ سلیمان نے بڑے بڑے پتھر اور نہایت مضبوط ہیکل کی نیو کے واسطے درست کرائے اور بڑی گہری زمین کھدوا کے ہیکل کی بنیاد رکھی تاکہ مدتون قائم رہے یہ عمارت سنگ مرمر سے تیار ہوئی تھی۔ ہیکل ساٹھہ ہاتھہ عرض اور

ساٹھ ہاتھ طول[1] اور ساٹھ ہاتھ بلند تھی اور اس کے اوپر ایک اور مکان بطور بالاخانہ کے بنا تھا اور اس طرح ہیکل کی بلندی ایک سو بیس ہاتھ ہوئی اور اس کا رخ پورب کیطرف تھا اور ہیکل کے سامنے ایک برآمدہ بیس ہاتھ چوڑا اور بارہ ہاتھ لمبا اور ایک سو بیس ہاتھ اونچا بنایا اور ہیکل کے چارون طرف تیس چھوٹے چھوٹے کمرے برابر بنا ئے اور ہر ایک کمرہ پانچ ہاتھ اور اسی قدر چوڑا تھا اور بیس ہاتھ اونچا اور یہ کمرے زیر و بالا سہ منزلہ بنائے گئے اور انکی بلندی ہیکل کے نصف بلندی تک پہونچے اور تمام ہیکل کی جہت سرو کی مصفا شہتیرون اور تختون سے پاٹی گئی اور سونے کی چادرون سے جہت اور دیوارون کو مڑھ دیا کہ جس سے تمام ہیکل روشن ہوگئی اور ہیکل کی تعمیر ایسی حکمت اور درستی سے کی گئی تھی کہ کہین جوڑ نہ معلوم ہوتا تھا اور بالاخانہ پر جانے کے لیے ایک زینہ دیوار کے متصل بنایا گیا اور بالاخانہ کے کمرون مین دریچہ کیان بنائین۔

(۳) اور بادشاہ نے ہیکل کو دو درجہ مین تقسیم کرکے اندر کے درجہ کو جو بیس ہاتھ عرض و طول مین یکسان بنایا اس کو نہانی مکان مقرر کیا اور دوسرا درجہ چوبیس ہاتھ عرض مین اور چالیس ہاتھ طول مین تھا۔ اسے مقدس کمرہ قرار دیا اور اس مین سرو کی لکڑی کے دروازے لگائے اور سونے کی چادرون سے اوسے منڈھ دیا اور اوس پر قسم قسم کی تصویرین بنائین اور انکے آگے خیلے وار غوانی و قرمزی رنگ پردہ باریک کتان کے بنائے اور ان کو لٹکا کر اون پر بڑی عجیب و غریب نقش بنائے۔ پھر اوس نے نہانی درجہ کے لیے دو کروبین خالص سونے کے بنائے کہ وہ پانچ ہاتھ اونچی تھی اور اون مین سے ہر ایک کے دو بازو پانچ ہاتھ لمبے پیلے ہوے تھے اور ایک کروبی کا بازو دیوار جنوبی سے ملا تھا اور دوسرے کروبی کا دوسرا بازو شمالی دیوار سے ملا تھا اور بیچ مین عہد کا صندوق رکھا اور ہیکل کے دروازے مین بڑے بڑے کواڑ لگائے اور اون پر سونے کی چادرین چڑھوائین اور کل ہیکل کو اندر اور باہر سونے کی چادرون سے منڈھ دیا تھا اور باہر کے دروازون پر اندر کے دروازون کی مانند پردے تھے مگر برآمدہ پر پردہ نہ تھا۔

(۴) اور سلیمان نے ایک کاریگر حیرام ملک سور سے بلایا کہ اس کے والدین اسرائیلی تھے یہ شخص ہر کام مین ہوشیار تھا مگر سونے اور چاندی اور پیتل کا کام نہایت عمدہ کرتا تھا اس نے ہیکل کا سب کام سلیمان کی مرضی کے موافق بنایا تھا اور دو ستون اٹھارہ ہاتھ بلند کہ جنکا محیط بارہ ہاتھ تھا اور ان کے سر پر پانچ

---

[1] کتاب اول سلاطین کے ۶ باب مین ہے۔ وہ گھر جو سلیمان نے خداوند کے لیے بنا کیا طول اوس کا ساٹھ ہاتھ اور عرض بیس ہاتھ اور بلندی اسکی تیس ہاتھ تھی ۱۲ اور کتاب ۲ تواریخ کے ۳ باب ۳۔ ۴ درس مین یون ہے طول ساٹھ گلی انداز کے موافق اور عرض بیس ہاتھ اور سامنے کے اُسارے کی لمبائی گھر کی چوڑائی کے موافق بیس ہاتھ اور اونچائی ایک سو بیس ہاتھ۔ ان کتابون کو عیسائی الہامی کہتے ہین پھر ان کے اختلاف کی تطبیق کچھ انسین کی سمجھ مین آتی ہوگی یونہی کے عہد مین شاید ان کتابون مین ایسا نہو یا یوسفس کو یہ کتابین نہ ملی ہونگی یا وہ سمجھ نہ سکا ہوگا ۱۲ منہ

ہاتھہ اونچے سوسن کے درخت کی صورت بنائی اور ایک جالی کہ جس پر کچورا اور سوسن کے پھول کی شکل بنائی تھی اور ان پر دو سو انار بنائے اور اُن ستونون مین سے ایک برآمدہ کے دہنی طرف رکھا گیا اوس کا نام یوعز تھا۔

(۵) سلیمان نے ایک کلان حوض[1] نصف کرہ کی مانند پیتل کا ڈہلا ہوا بنوایا اوس کا قطر دس ہاتھہ کا تھا اور اس کا دل چار انگشت اور اس کے نیچے پیتل کا ایک ستون تھا کہ جسکا قطر دس فٹ تھا اور چار طرف بارہ بیل ڈہلے ہوئے تھے تین تین ہر طرف اونکی پشت پر یہ حوض تھا۔ اسکو بحر کہتے تھے۔

(۶) اور حوض کے لیے دس کونے ستون بنائے ان کی لمبائی پانچ ہاتھہ چوڑائی چار ہاتھہ اور بلندی چھہ ہاتھہ تھی اور ان کے چارون کونون مین بھی چھوٹے چھوٹے ستون اور دو ستون کے درمیان ایک بیل تھا اور دو کے درمیان ایک بیل اور دو کے درمیان ایک شیر ببر اور دو کے درمیان عقاب اور چھوٹے ستونون مین بھی اور چھوٹے قد کے جالوز بنائے تھے اور ان دس ستون کے واسطے دس حوض بنائے تھے جن مین سے پانچ حوض ہیکل کے دائین طرف اور پانچ بائین طرف اور بڑا حوض سامنے تھا۔ اوس مین کاہن لوگ اپنے ہاتھہ پاؤن دہوکے (یعنی وضو کرکے) قربان گاہ مین جاتے تھے اور حوضون مین ان جالوزون کو دہوتے تھے کہ جنکو قربانی مین گزرانتے تھے۔

(۷) ایک اور قربان گاہ پیتل کی بنائی سو قتنی قربانی کے لیے کہ جس کا عرض بیس ہاتھہ کا اور طول بھی بیس ہاتھہ کا اور دس ہاتھہ بلند اور اس کے تصرف کے لیے دیگ اور بیلچے اور دست پناہ وغیرہ یہ سب چیزین نہایت عمدہ پیتل سے بنائین تھین اور اسنے دس ہزار میز دوسرے کامون کے واسطے بنائین کہ جن پر شیرینیان اور روٹیان رکہی جاتی تھین اور دس ہزار شمعدان جن مین سے ایک بڑا شمعدان رات دن ہیکل مین روشن رہتا تھا یہ جنوب مین رکھا گیا اور وہ سونے کی میز کہ جس پر خدا کے نام کی روٹیان رکہی جاتی تھین شمال کی جانب اور سونے کی قربان گاہ ان کے درمیان رکہی اور باقی برتن اس مکان مین رکھے جو چالیس ہاتھہ لمبا تھا الخ۔

اور ہیکل کے چارون طرف تین ہاتھہ بلند ایک دیوار بنائی تاکہ ہر کوئی اس مین جانے نہ پاوے کیونکہ وہ مکان متبرک تھا وہان خاص پاک شدہ لوگ جاتے تھے۔

اور اس دیوار کے باہر ایک خار پشوا کے زمین کو بلند کرا کے اوسپر اور ایک دوسری ہیکل چھوٹی بہ نسبت اس بڑی کے تعمیر کرائی اور اس کے اندر بڑے بڑے کمرے بنائے اور چار دروازہ لگائے

[1] یعملون لہ مایشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور راسیات الایہ سورہ سبا۔

اور اس چبوتی ہیکل کے سامنے دور تک دورویہ مکانات کی قطار بنائی اور اسمین چاندی کا ملمع کیا۔
یہ ہیکل مع سازوسامان سات برس مین بنکر تیار ہوئی۔ اس کی تعمیر مین صور کے بادشاہ حیرام نے لکڑیونکی بہت مدد کی اور خود سلیمان نے اس کام کے لیے تیس ہزار آدمی مقرر کیے تھے کہ جو کوہ لبنان پر لکڑیان چیرتے اور تراشتے اور یہان بھیجتے تھے ان کے علاوہ وہ غیر لوگ بھی تھے کہ جن کو داؤد نے مقرر کیا تھا ستر ہزار آدمی باربرداری کا کام اور اسی ہزار سنگ تراشی کا کام کرتے تھے اور تین ہزار ان سب کے محافظ تھے اور بادشاہ کا حکم تھا کہ سنگ تراش ہیکل کی نیو کے واسطے بڑے پتھر تراشین اور انکو وہین درست کرین تب شہر مین لاوین۔

جب یہ ہیکل اور اس کا سب سازوسامان تیار ہوچکا تو حضرت سلیمان نے تمام بنی اسرائیل کو دور دراز سے جمع کیا اور ان کی دعوت کی اور بڑی دھوم دھام سے صندوق شہادت اندر رکھا جب کاہن لوگ سب چیزین بترتیب اندر رکھکے باہر آئے تو ایک سیاہ ابر کا ٹکڑا کہ جس سے اندھیرا ہوگیا ہیکل کے اندر گیا جس سے لوگون کو اس کی مقبولیت کا یقین ہوا تب سلیمان علیہ السلام نے سر سجدہ مین رکھکے یہ مناجات کی کہ تو آسمان وزمین بروبحر کسی مکان مین سما نہین سکتا اب اے خداوند مین تیری منت کرتا ہون کہ اس مکان مین جو وقت بندے تیرے عبادت کرنے آئین دعا مانگین تو ان سب کی بندگی قبول کر اور ان کی دعائین سُن اور ان کی حاجات کو برلا گرچہ تو اپنے تمام بندون کی نگہبانی کرتا ہے مگر جو تجھسے ڈرتے ہین تو ان کا زیادہ نگہبان اور ان پر مہربان ہے۔

اِس کے بعد خدا تعالی کا شکریہ ادا کیا اور بہر قربانی بہت اور بیشمار جانورون کی گزرانی جنکو سب کے روبرو آسمان سے آگ اتر کر کھا گئے جس سے سب کو مقبول ہونیکا یقین ہوا۔ پھر تمام لوگون کو رخصت کیا وہ سب خوشیون کے نعرے مارتے ہوے اپنے اپنے شہرون اور گاؤن اور گھرون مین گئے۔

آج کے دن سے بہی زیادہ کوئی دن خوشی اور اقبال کا بنی اسرائیل کے لیے ہوا ہوگا؟ آج آفتاب اقبال ودولت نصف النہار پر تھا پھر زوال شروع ہوا۔

فصل چہارم

سے یوسفس مورخ اپنی کتاب کے حصہ ہشتم ۲ باب ۵ مین کہتا ہے کہ سلیمان کے پاس ایسے ہی منتر تھے کہ جنسے دیو دفع ہوجاتے تھے پھر ان کے ایک منتر کا اثر اپنے مشاہدہ مین آنا بھی لکھتا ہے۔ یہ ساری ثابت ہے کہ جن اور دیو ان کے مسخر تھے اسباب کا مستوجب مانگو ہے کہ جو دیو اور جن کا صرف اپنے مشاہدہ مین نہ آنیسے انکار کرتے ہین جسکے تاریخی واقعا کی غلط آجیسین کہ نہ پر مجبور ہوتے ہین۔ اس تقریر سے کام لینا بھی کچھ بعید نہین جیسا کہ قرآن مجید سے پایا جاتا ہے ۱۲ منہ

مسجد سلیمانی کی بربادی اور شہر یروسلم اور مسجد پر حوادث کہ کئی بار منہدم ہوئے اور پھر بنائے گئے عہد اسلام تک ؟

سلیمان علیہ السلام چالیس برس سلطنت کرکے چورانوے برس کی عمر مین جان بحق ہوئے اُن کے بعد انکا بیٹا رحبعام تخت نشین ہوا۔ یہ شخص اوباش اور بدعقل اور اوباشون کا دوست تہا تہوڑے ہی دنون مین اقتدار سلطنت حاصل کرکے پورا بیدین ہوگیا جس کا ثمرہ یہ ہوا کہ بارہ فرقون مین سے صرف دو فرقے بنی اسرائیل کے اسکی حکومت مین رہگئے اور دس کا ایک شخص یربعام نامی بادشاہ ہوگیا۔

اس کے چند روز بعد سیساق شاہ مصر دو سو رتھہ اور ساٹھہ ہزار سوار اور چار لاکھ پیادہ لیکر یروسلم پر چڑہ آیا گرچہ شہر کو ڈہایا جلایا نہین نہ ہیکل کو گرایا مگر اس مین جس قدر سونے چاندی کا اسباب بے تعداد قیمت کا تہا سب لیگیا جس کے بعد رحبعام نے پیتل کا سامان بنایا۔ یہ پہلی مصیبت تہی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ہیکل اور یروسلم پر آئی۔

بار دوم

رحبعام سے یوحیاہ کے عہد تک جو تخمیناً چار سو برس کا زمانہ ہے۔ یروسلم مین متعدد بادشاہ گزرے اور ان مین اور بنی اسرائیل کی دوسری سلطنت مین جو دو ٹکڑے ہوکر دو سلطنت قائم ہوگئین تہین باہم بہت کچہہ جدال وقتال بہی ہوئے جس سے بنی اسرائیل کی سلطنت مین ضعف آگیا تہا اور بت پرست بادشاہ بہی ہوئے جن کی بے التفاتی سے ہیکل خراب وخستہ اور بے مرمت پڑی رہی اور اسی عرصہ مین توریت بہی اور صندوق شہادت کے تبرکات بہی جاتے رہے مگر یوحیا نے پہر ہیکل کی مرمت کی اور اس کی تیاری مین بہت کچہہ روپیہ صرف کیا یہ بادشاہ دیندار تہا اس کے عہد مین مصر کے بادشاہ فرعون نیکوہ نے ملک آسور پر چڑہائی کی جس کا ایک صوبہ شاہ بابل نبوپلسر مؤکد نصر یعنی بخت نصر کا باپ تہا۔ یوحیاہ کا ملک چونکہ بیچمین حائل تہا یہ شاہ مصر کا معارض ہوا آخر باہم جنگ ہوئی جس مین یوحیاہ زخمی ہوکر مرگیا (یہ یرمیاہ علیہ السلام کا زمانہ ہے) اس کے بعد اسکا بیٹا یہوآخذ یروسلم کے تخت پر بیٹہا اسکی تخت نشینی کے تیسرے مہینے پہر وہی مصر کا بادشاہ یروسلم پر حملہ آور ہوا اور اس شہزادہ کو زنجیرون مین جکڑکر مصر لیگیا اور یہ وہان جاتے ہی مرگیا۔ اور شہر یروسلم اور ہیکل پر بہی قدرے دست تطاول دراز کیا

اور اس کی جگہہ یوحیاہ کے دوسرے بیٹے اِل لقیم کو تخت یروسلم پر بٹھایا اور اس کا نام بدل کر یہویقیم رکھا اور چار لاکھہ چار ہزار تین سو اکیاون روپیہ سالیانہ باج گزاری کا مقرر کیا یہ شہر یروسلم پر دوسری دفعہ کی مصیبت تھی مگر ابتک سلیمانی ہیکل اور شہر کے شاہی مکانات اور شہر پناہ بدستور قائم تھی جنکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنایا تھا۔

بار سوم

اس واقعہ کے چند سال بعد بابل کے بادشاہ بخت نصر نے ملک یہودیہ پر چڑہائی کی اور یروسلم کو فتح کرکے یہویقیم کو اپنا باج گزار بنایا اور بہت کچھہ مال و دولت لوٹا اور خاندان شاہی مین سے ایک گروہ کو اپنے محل کا خواجہ سرا بنا کر لیگیا۔ ان اسیرون مین حضرت دانیال پیغمبر علیہ السلام اور انکے تین رفیق بھی تھے۔

اس کے تھوڑے دنون بعد یہویقیم نے بدعہدی کرکے شاہ بابل کی اطاعت سے انحراف کیا شاہ بابل ان دنون اپنی ماں کے ماتم اور دیگر علائق مین مبتلا تھا خود تو نہ آسکا لیکن اسنے یہودیہ کے آس پاس کے سردارون کو جو سریانی اور موابی اور عمونی وغیرہ تھے حملہ کرنیکو حکم دیا ان لوگون نے چارون طرف سے ملک پر تاخت و غارتگری کرکے گیارہ برس تک یہویقیم کا ناک مین دم کردیا آخر اسکو قتل کرکے یروسلم کے پہاٹک کے باہر پھینکدیا۔

اس کے بعد اسکا بیٹا یکونیاہ یروسلم کے تخت پر بیٹھا اس کے تیسرے مہینے خود بخت نصر ایک جرار لشکر لیکر یروسلم پر چڑہ آیا شہر کو فتح کرکے یکونیاہ اور اسکی ماں اور دیگر بیگمون اور شہر کے امیرون اور ہر قسم کے کاریگرون لوہارون اور سنگتراشون کو اور شاہی خزانہ اور ہیکل کے سب سونے کے برتنون اور دیگر سامان کو لوٹ کر لیگیا اور یکونیاہ کے عزیزون مین سے ایک شخص صدقیاہ کو حکومت دیگیا اور اس سے فرمانبرداری کا عہد لیا۔ بخت نصر کا واپس ہونا تھا کہ آس پاس کے سردارون نے اپنی دوستی اور بخت نصر کی بغاوت پر آمادہ کرنے کے لیے ایلچی بھیجنے شروع کیے ادہر شاہ مصر نے ہمت دلائی آخر اپنی سلطنت کے نوین سال یہ بدعقل شاہزادہ شاہ مصر کا اعلانًا معاہد ہوگیا اور شاہ بابل سے کھلم کھلا انحراف ظاہر کردیا۔

بار چہارم

اس کے دو برس بعد بخت نصر بڑے بھاری لشکر کے ساتھہ یروسلم کی طرف متوجہ ہوا ادہر شاہ مصر نے

بھی اپنے کمک صدقیاہ کے لیئے بھیجی مگر اس خونخوار فوج کے سامنے کون ٹھہر سکتا تھا جو بنی اسرائیل کے اوباش اور فاسق اور مرتد بادشاہون سے انتقام لینے کے لیے قہر الہی کا نمونہ تھا ؟ شہر کو فتح کر لیا صدقیاہ روپوش ہو کر بھاگتا ہوا گرفتار ہوا اور شہر ربلہ مین قید کر کے بھیجا گیا وہان اُس کے بیٹے قتل ہوئے اور اُسکی آنکھین پھوڑ کر زنجیرون پہنا کر بابل مین بھیجا گیا جہان جا کر وہ مر گیا۔

بخت نصر کے سپہ سالار نے یروسلم اور ہیکل کے سب مال و اسباب کو جمع کر کے باقی تمام شہر اور ہیکل مین آگ لگا دی اور سب کو جلا کر خاک کر دیا اور ہیکل اور شہر کو بنیادون تک اکھاڑ کر میدان کر دیا اور ہزارہا مرد و زن کو اسیر کر کے بابل مین پہنچا دیا اور ہیکل کے وہ پیتلی ستون اور وہ حوض اور وہ ڈھلے ہوئے جالی دار پیتل کے سامان اور وہ بیل اور وہ کرولی جنکو زمانہ کے منتخب کاریگرون نے کس محنت سے بنایا تھا سب کو بابل روانہ کیا اور بیشتر کو توڑ پھوڑ دیا توریت بھی جو ایک نقلی نسخہ تھا وہین جلا دی آج یہود کے اقبال کا خاتمہ ہو گیا آج وہ ہیکل سلیمانی جسکا دنیا مین نظیر نہ تھا منہدم ہو گئی شہر کے عمدہ مکانات اور بازار برباد ہو گئے آج یہودیہ کا ملک اور کوہ صیحون بنی اسرائیل کو کس اشک حسرت کے ساتھ رخصت کرتے اور بابل کے سفاک سپاہیون کی ہاتھ مین انکی زنجیر زر دیتے ہین

انا للہ و انا الیہ راجعون

یہ حادثہ عبرت خیز حضرت مسیح علیہ السلام سے بقول اکثر مورخین پانسو چھیاسی برس پیشتر گزرا ہے یعنی تخمیناً چار سو پندرہ برس بعد تعمیر ہونیکے ہیکل برباد ہوئی ہے۔ [1]

حضرت یرمیاہ علیہ السلام چونکہ صدقیاہ بدبخت کو اس پیش آیندہ مصیبت سے مطلع کر کے اُس کی بدکاری اور بت پرستی سے نصیحت فرماتے تھے اسلیے ان کو صدقیاہ نے قید کر دیا تھا جس طرح اس سے پیشتر یروسلم کے بدبخت بادشاہون نے انبیاء علیہم السلام کو قتل و قید کیا تھا۔

شاہ بابل کے ملازمون نے حضرت یرمیاہ کو قید سے رہائی دیکر ان کے ساتھ نیک سلوک کیا اور آزادی دی کہ جہان چاہو رہا کرو اب شہر بلکہ ملک اُجاڑ پڑا ہے اور جو چند کنگال یہودی باقی گرد و نواح مین تھے

[1] وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا فاذا جاء وعد اولھما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید فجاسوا خلال الدیار الآیہ خدا تعالی نے بنی اسرائیل کو مطلع کر دیا تھا کہ تم دو بار سرکشی نہایت درجہ کی کرو گے پس جب اول سرکشی ہو گی تو ہم تمپر ایک زبردست قوم مسلط کرینگے اسمین سخت لشکر کی طرف اشارہ ہے چنانچہ بنی اسرائیل کی سرکشی اور فساد کا اس زمانہ مین انتہا ہو گیا تھا پس یہ سخت نفر مسلط ہوا جسنے انکو برباد کر دیا اسکے بعد پھر بنی اسرائیل اپنے ملک مین آباد ہو گئے اور شہر آباد ہوا تو پھر دوبارہ سرکشی اور کفر و بت پرستی کرنے لگے اسلیے دوبارہ غلبہ غیر نازل ہوئی جسمین انطیوکس یا طیطس شاہ روم کی چڑھائی کیطرف اشارہ ہے

جن کو کاشت وخدمت کے لیے رکھا تھا ان پر جدلیاہ بن اخی قام کو حاکم مقرر کرکے مصفاہ مین رہنے کا حکم دیا۔

غالباً وہ شخص کہ جسکا قصہ قرآن مجید مین ہے قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا الا یہی حضرت یرمیاہ ہین جو ہیکل اور یروسلم کی بربادی دیکھکر دل مین کڑہتے اور روتے تھے انہون ہی نے یہ کہا تھا کہ یہ شہر اب کیونکر آباد ہوگا اس پر ان کا انتقال ہوا اور ان کی سواری کا گدہا بہی مرگیا اس پر سو برس کا عرصہ گذر گیا اس عرصہ مین بنی اسرائیل بابل سے رہا ہوکر پہر یہان آئے اور دوبارہ ہیکل اور شہر کو تعمیر کیا اس کے بعد خدا نے یرمیاہ کو زندہ کرکے پوچھا کہ کتنی دیر تو پڑا رہا انہون نے کہا ایک دن یا کچھ کم پر خدا نے انکے روبرو انکے گدھے کو بہی زندہ کیا اور فرمایا کہ نو سو برس پڑا رہا اور دیکھہ ہمنے کیسطرح سے اسکو آباد کردیا؟

جسکی بعض لوگ یہ تاویل کرتے ہین کہ یرمیاہ سو گئے تھے اور خواب مین ان کو خدا نے یہ کیفیت دکہلائی تہی۔ اسی طرح یہودی اور عیسائی مورخ بہی اس قصہ کے منکر ہین اور کہتے ہین کہ یرمیاہ مصر چلے گئے تھے وہین مرے۔

ہیکل کی دوبارہ تعمیر

بابل مین ستر برس تک یہودی رہے اس مین اپنے دینی دستورات بلکہ اکثر زبان سے بہی ناآشنا ہوگئے ہون گے آخر جب شاہان بابل کا ایران کے بادشاہ خسرو کے ہاتہہ سے خاتمہ ہوا تو مسیح سے تخمیناً پانسو برس پیشتر خسرو شاہ ایران کے حکم سے بیالیس ہزار یہودی جن مین یشوع سردار کاہن اور زرو بابل تھے پہر اپنے ملک یہودیہ کو روانہ ہوئے اور ان کو شہر اور ہیکل کی تعمیر کی اجازت بہی ملی اور ہیکل کا بچا کچا اسباب بہی ملا مگر باقی یہودی بابل ہی مین رہے اور حضرت حزقیل اور دانیال علیہ السلام یہین فوت ہوگئے تھے۔ بنی اسرائیل نے تعمیر شروع کی مگر لوگون کی غمازی سے کمبخت سیمس نے روکدیا نو برس رکی رہی پہر شاہ دارا کے حکم سے تعمیر شروع ہوئی اور کئی برس مین ہیکل اوسی جگہہ اور اسی نمونہ پر تعمیر ہوئی اور اسی بنا کے موقع پر سامری لوگ (کہ جو دراصل وہ بہی یہودی تھے انکو آسور کا بادشاہ شالمنذر مسیح سے سات سو اکیس برس پیشتر اسیر کرکے لیگیا اور وہان ان کی

نسل غیر قومون سے مخلوط ہوگئی اور عرصہ کے بعد پھر یہ دوغلی قوم اپنے ملک سامریہ مین آبسی یہ لوگ بنی اسرائیل مین سے اس دوسری سلطنت کے لوگ ہین جسمون نے ربعام کی ماتحتی مین ایک دوسری سلطنت قائم کی تھی) بہی اس مین شریک ہونیکو موجود ہوتے مگر یہودیون نے منع کیا تب انہون نے ایک کولادی کے فرقہ مین سے اپنا کاہن یعنی امام بناکر ان کے مقابلہ مین اپنے لیے کوہ جرزین پر ایک اور ہیکل بنائی ۔ اپنا کعبہ جدا بنائینگے ہم + اور توریت مین جو عیبال پہاڑ پر معبد بنانیکا حکم تہا (استثنا ۲۷ باب ۴ درس) انہون نے اس لفظ عیبال کو بدل کر جرزین قائم کیا اور یروشلم کے منکر ہوگئے اور ایک دوسرے کو تحریف توریت کا الزام دینے لگے اور یہ جھگڑا ان مین قرنون تک رہا چنانچہ ایک بار سکندریہ کے یہودیون اور سامریون مین یہ مباحثہ ہوا اور شاہ مصر کے روبرو ایک سو پچاس برس مسیح سے پیشتر سامریون نے شکست کہائی۔

سامری توریت کے پانچون حصون کے سوا عہد عتیق اور عہد جدید مین سے کسی کتاب کو الہامی نہین جانتے یہ لوگ اب بہی شام مین موجود ہین۔

الغرض ہیکل دوبارہ پہر اوسی طور سے تعمیر ہوئی۔ زوربابل بن سلتائیل اور یوشع بن صدق اسکے مہتمم تھے اور حجی اور ذکریا بن عید وعلیہما السلام نبیون کی تعمیر مین ہدایت ہوتی تھی اور شاہ ایران کی طرف سے تعمیر کا خرچ اور لکڑی پتھر کی مدد ملتی تھی اور ان اضلاع کے صوبے نہایت سرگرمی سے فرمان شاہی کے بموجب مدد دیتے تھے چند عرصہ کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام بہی مع بہت سے ساز وسامان اور ایک جماعت کے آکر شریک ہوئے۔ اور حضرت عزیر نے اپنی یاد پر ان دونون نبیون کی مدد سے یہود کیلیے ایک کتاب بہی مرتب کی جسکو وہ حضرت موسی علیہ السلام کی توریت کہتے ہین اور نیز انکو دین اور رسوم عبادت کا بہی انتظام کیا۔ دارا کے عہد مین سات برس کے اندر ہیکل بنکر تیار ہوئی اور جب بنی اسرائیل کے لوگ قربانی کرنیکو جمع ہوئے اور بہت سے لوگ دف لیکر خدا کی حمد وستایش گانے لگے تو نوعمر ہیکل کی خوشی مین نعرہ مارتے تھے اور پرانے لوگ قدیم ہیکل کو یاد کرکے زار زار روتے تھے۔

دارا کے بعد اُسکا بیٹا احشویرش تخت نشین ہوا یہ بہی بنی اسرائیل پر بڑا مہربان تہا اسکے مقرب حضرت نحمیا علیہ السلام تھے جو شہر سوسن دارالسلطنت ایران مین رہتے تھے انسے چند بنی اسرائیل نے بیان کیا کہ شہر پناہ نہونیکی وجہ سے اطراف کے لوگ ہمکو لوٹتے ہین حضرت نحمیاہ نے بادشاہ سے اجازت اور پروانہ لیا اور خود بہی آئے اور شہر پناہ بہی بنائی (یہ یوسفس کا بیان ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دارا وہ نہین کہ جسکو سکندر رومی نے مغلوب کیا کیونکہ اس دارا کا کوئی بیٹا نہ تہا اس کو تخت ایران نصیب ہوا)

حضرت یحیی علیہ السلام کے عہد مین یہ شہر سلطنت ایران کا دارالسلطنت تہا

اسکے بعد سے یروسلم اور اسکے باشندے شاہان ایران کے مطیع رہے ان کی مستقل حکومت نہتی۔ سکندر رومی کے عہد تک۔ سکندر فلپ نے یونان سے خروج کرکے مشرقی ملکون پر حملہ کرنا شروع کیا اور آخر دارا شاہ فارس کو شکست دی اور ملک فارس اپنے قبضہ مین کرلیا اور اسکے بعد ہندوستان پر حملہ آور ہوا (یہ واقع حضرت مسیح سے تین سو تینتیس برس پہلے گزرا ہے) پھر شہر بابل مین آکر وفات پائی۔

اس کے عہد مین یروسلم کے کاہنون نے اس کی حکومت قبول کی۔ اب تک ہیکل اور یروسلم جدید پر کوئی نئی مصیبت نہین آئی تہی اور یہود اپنے افعال قبیحہ پر ندوم اور تائب بہی نہے کہ جنکے باعث ان پر اول بلا نازل ہوچکی تہی مگر اب پھر بدکاری اور گناہ کیطرف قدم بڑہانے لگے۔

سکندر کے بعد اوس کا تمام ملک اوس کے سردارون پر تقسیم ہوا۔ انٹی گونس نے ایشیا کو سلوکس نے ملک بابل کو اور لسی ماخس نے پس پانٹ کو اور کس ڈر نے مسڈون کو اور ٹولمی ابن لاگس نے ملک مصر پر قبضہ کیا (یوسفس) اس ٹولمی نے جاکر ملک یہودیہ اور یروسلم پر قبضہ کرلیا اور یہودیون کو اپنا رعیت بنایا اور انکی ایمانداری سمجھکر بہت کو عہدے عہدے دیے اور پھر بہت سے اسکی قدردانی سے ملک مصر مین چلے گئے اور ہزارون اسکندریہ مین سکونت پذیر ہوئے۔ پھر مصری بادشاہ کو یہودی کتابون کے جمع کرنے اور عبرانی سے یونانی زبان مین ترجمہ کرانیکا شوق ہوا تو ایلی العزر یہودیون کے سردار کاہن کے نام ایک خط لکہا اور چند افسر بہت سا ہدیہ دیکر بہیجے کہ آپ ہر فرقہ سے چند چند آدمی میرے پاس بہیجدیجے تاکہ وہ مجھے ترجمہ مین مدد دین کاہن نے بڑے شکریہ کے ساتھ جواب لکہا اور بہتر آدمی کتابین دیکر ترجمہ کرنے کو بہیجے جنہون نے شریعت کا عبرانی سے یونانی مین ترجمہ کیا اس ترجمہ کو سپٹواجنٹ[1] کہتے ہین جسکے معنی بہتر کے ہین۔ اس کے عہد مین یہودیون نے بڑی عزت پائی۔

اسیطرح ایشیا کے بادشاہون نے بہی یہود کی نہایت عزت وحرمت کی چنانچہ سلوکس نے ایشیا اور سریا مین قلعہ بناکے انکا یہودیون کو سردار کیا اور اپنی دارالسلطنت انطاکیہ مین بہی انکو بہت کچہ دخل دیا۔

واضح ہو

کہ سکندر کے بعد جب ملک کے ٹکڑے ہوئے تو ایک شخص انیوکس نے حضرت مسیح سے تین سو برس

مسیح سے ۱۴ برس آگے انیوکس نے ملک یہودیہ کو ٹولمی شاہ مصر کے ہاتھ سے چہوڑا لیا پھر مسیح سے ۲۰۲ برس آگے ٹولمی نے پہر یہودیہ کو لیلیا اور ۵۰ برس پیشتر تک مصریون کے قبضہ مین رہا یہ زمانہ یہود کے لیے امن کا تہا اسی عہد مین یہود نے پہلی کتابون کو اور دیگر روایات کو جمع کیا یہ لوگ مجمع انبیا اسی عہد کے تالیف ہین۔ اسی عہد مین سپٹواجنٹ ترجمہ ہوا ہے۔ ۱۲ منہ

[1] سپٹواجنٹ ترجمہ ہے ۷۲ کا جس پہلے سکندریہ مین ہوا ہے۔ ۱۲ منہ (دیکھو یوسفس مجلد دوم صفحہ ۹۰۰)

(دیکھو یوسفس)

پیشتر یعنی سکندر کی وفات کے تیئیس برس بعد شہر انتاکیہ (انطاکیہ) آباد کر کے اس کو اپنا دار السلطنت شہرایا۔ یہ یونانی سلطنت کہلاتی تھی اور اس خاندان کے بادشاہ انتیوکس کہلاتے تھے۔ انکی اور مصر کے بادشاہون بطلومی خاندان کی ہمیشہ لڑائیان ہوا کرتی تہین۔ یہودی بیچارے ان دونون پتھرون مین پسا کرتے تھے۔ آخر انتیوکس چہارم کا تسلط یروسلم پر ہوا اسنے کہانت کا عہدہ تیرہ لاکھ مین یسون یہودی کے ہاتھ فروخت کیا پھر اس سے لیکر اسکے بھائی منلاؤس کے ہاتھ چوبیس لاکھ پچھتر ہزار پر فروخت کر ڈالا۔ انتیوکس کی خبر وفات سنکر یسون اپنے بھائی پر حملہ آور ہوا اور اسکو قتل کیا چونکہ یہ بادشاہ ہنوز زندہ تہا طیش مین آکر حضرت مسیح سے ایک سو ستر برس پہلے۔

یروسلم پر پانچوان حادثہ

یروسلم پر چڑہ آیا چالیس ہزار یہودیون کو قتل کیا اور چالیس ہزار کو بیچ کر کے لیگیا اور ہیکل کا اسباب جو چار کروڑ اونٹھ لاکھ ساٹھ ہزار کی مالیت تہا لوٹ کر لیگیا اور ہیکل کی نہایت بے عزتی کی اور ایک ظالم کو یروسلم کا حاکم مقرر کر گیا۔

پھر جب اسنے مصر پر چوتھی بار حملہ کیا اور یہودی مصریون کے مددگار ہوئے اور یہ بادشاہ ناکام پس آیا ہوا تو اسنے اپنے سپہ سالار کو حکم کیا کہ یروسلم کو برباد کرے چنانچہ اسنے آکر بہت کو قتل کیا اور شہر مین آگ دیدی اور شہر پناہ اور دیگر عمدہ مکانات کو گرا دیا مسیح سے ۱۷۹ برس آگے (مگر ہیکل بچ رہی) پھر انتیوکس کو انطاکیہ پہونچکر یہ خبط پیدا ہوا کہ سب لوگون کو یونانیون کے مذہب بت پرستی پر چلاوے چنانچہ اسنے اپنے نائب اسپنیوس کو یہودیون پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ جو نہ مانے تو اسکو قتل کرے۔ اسنے یروسلم پہونچکر چند بیدین یہودیون کو شریک کر کے لوگونکو بت پرستی پر مجبور کیا اسنے تمام کتب یہود کو تلاش کر کر کے جلا دیا اور ہیکل مین جوپٹر کی مورت قائم کی اور جسنے اس حکم کی تعمیل نہ کی اُسکو قتل کیا۔

اسمونی خاندان

کا ایک بوڑہا کاہن متتاہیس اپنے پانچ بیٹون یوحنا۔ شمعون۔ یہوداہ۔ ایلعاذر۔ یونتان کو لیکر اپنا دین بچانیکے لیے یروسلم سے بہاگ کر اپنے وطن اور شہر مودین مین آیا یہان یہی اسکے تعاقب مین انتیوکس کے لوگ آئے اسنے اپنے پانچون بیٹون اور بہت سے دیندار یہودیون کو جمع کر کے جہاد کیا جسمین شاہی لوگ شکست کھا کر بہاگے پھر اسنے بتون اور بت پرستونکو توڑا قتل کیا مسیح سے ایک سو ستہتر برس پیشتر۔

اسکے بعد اسکا بیٹا یہوداہ جسکا لقب مقابیس ہے اسکے قائمقام ہوا یہ وہی مقابیس ہے جسکی دو کتابین مقابیر اول و مقابیس دوم عبرانی زبان مین ہین اور یونانی اور سریانی عیسائی درون کیتہولک) اب تک ان کو آسمانی کتابون کے مجموعہ مین شمار کرتے ہین - مقابیس نے یروسلم کو لیا اور کھنڈر شہر کی مرمت کی اور ہیکل بتون سے پاک وصاف کیا انتیوکس نے انتقام کا قصد کیا مگر وہ تھوڑے دنون کے بعد بیمار ہوکر مر گیا پھر سیلے سے ایک سو اکسٹھ برس پیشتر مقابیس ایک لڑائی مین شہید ہوگیا۔

اسکے بعد اُسکا بھائی یونتان قائم کیا گیا اسنے بھی اپنے بھائی شمعون کی مدد سے دین یہود کا انتظام نہایت عمدگی سے کیا لیکن سریا کے بادشاہ کے ہاتھ سے شہر پطولیس مین مارا گیا اسکے بعد اسکا بھائی شمعون سیلے سے ایک سو چوالیس برس پہلے اسکا قائمقام ہوا اور اسنے یہودیونکو غیر قومون کی حکومت سے آزاد کیا۔ قلعہ یروسلم مین یہ شخص بوقت واپسی سفر اپنے داماد پطولی کے ہاتھ سے دغابازی کے ساتھ قتل ہوا۔

اسکے بعد شمعون کا بیٹا یوحنا حاکم اور سردار کاہن ہوا۔ اسنے چند صوبون کو بھی اپنے قبضہ مین کیا اور سامریونکی ہیکل کو بھی غارت کیا اور بہت لوگونکو اپنے مذہب مین شامل کیا اور رومیون سے از سر نو پھر عہد و پیمان باندھا اسکے فوت ہونیکے بعد اسکا بیٹا ارسطوبولس اسکی گدی پر بیٹھا[1]۔

اسنے اگلے زمانہ کی طرح پھر یہودیہ مین بادشاہت قائم کی اسیری بابل کے بعد یہ اول شخص ہے کہ جو یہود کا بادشاہ کہلایا۔ اسنے یہودیون کا ایک بڑا دفینہ برآمد کیا تھا۔ اسکے بعد اسکا بیٹا سکندر جن نیوس تخت نشین ہوا ستائیس برس حکومت کرکے مسیح سے اناسی برس پیشتر انتقال کیا ان دنون دو بھائیون مین عہدہ کہانت کی بابت جھگڑا ہوا اور ہر ایک نے اپنی عرضی پورمی شاہ روم کے پاس بھیجی جو آس پاس کے ملکون کو فتح کر چکا تھا۔ یہ بادشاہ یروسلم پر چڑھ آیا اور تین مہینے کے محاصرہ کے بعد یروسلم کو فتح کیا اس لڑائی مین بارہ ہزار یہودی مارے گئے۔ اور اپنی طرف سے سردار کاہن کو نائب مقرر کیا جب سے ملک یہودیہ روم کے بادشاہون کے حکم مین رہا جن دنون مین کہ رومی سرداران ملکون کی فتوحات مین مصروف تھے ان دنون مین ایک شخص ادومی انٹی پیٹر نے رومیون کو بڑی مدد دی تھی جسکے صلہ مین جیولس قیصر روم نے اسکے بیٹے انٹی پیٹر کو ملک یہودیہ اور اُسکے پاس کے ملکونکا حاکم مقرر کر دیا جسکے تحت مین یہود کا کاہن یعنی امام یروسلم کا حاکم تھا۔

مسیح سے چالیس برس پیشتر انٹی پیٹر مذکور مر گیا اور اسکی جگہ اسکا بیٹا ہیرودیس سوریا اور جلیل کا حاکم مقرر ہوا

---

[1] انہین دنون مین رومی سلطنت نے جسکا پایہ تخت شہر روم ملک اٹلی مین ہے بڑا زور پکڑا یہ سلطنت کمزوروں کی اعانت کرتی تھی یہ ہمکہ مقابیس نے رومان اپنے ابھی بھیجے اور باہم عہد و پیمان کیا بادشاہان افلاکیہ سے بچنے کے لیے سلطنت نے عہد باندھا اور ڈیمٹریوس قائمقام انتیوکس کو دھمکایا مگر ڈیمٹریوس کی فوج نے یروسلم کو آگھیرا رومہ سے کچھ مدد نہ آئی اور مقابیس کے ساتھی بہاگھ مقابیس بڑے استقلال کے ساتھ شہید ہوئے ۱۱ منہ ۲ مسیح سے ایک سو سات برس پہلے ۱۲ منہ

ان دنون مین یہود کا کاہن اور حاکم انٹی گونس یہودی تہا اسنے ہیرودیس مذکور کے یہان تک مخالفت کی کہ وہ شہر روم مین بہاگ گیا وہانسے وہ اپنے دادا کی خدمت کے لحاظ سے یہودیون کا بادشاہ مقرر ہوکر آیا مگر اس کو کاہن مذکور سے تین برس تک لڑنا پڑا اخیر یروسلم کا محاصرہ کرکے اسکو فتح کرلیا اور مریمن یہودیون سے شادی کرکے یہود کا بادشاہ ہوگیا اسکا عمل سینتیس برس تک رہا اسکے اخیر عہد مین مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے (صحیح یہ ہے کہ اسکے بعد)

اسنے یہود کے خوش کرنے کے واسطے ہیکل کو رفتہ رفتہ از سر نو تعمیر کرایا اسطرح پر کہ تہوڑے سے ٹکڑیکو توڑکر جب بنا چکتے تھے تب دوسرے ٹکڑے کو توڑتے تھے اسطرح پر تمام عمارت نئے سر سے بہت خوبصورت اور خوشنما بنکر مسیح سے آٹھ برس آگے عبادت کے لیے تیار ہوگئی تہی مگر مکمل چھیالیس برس تک ہوتی رہی مسیح کی تیس برس کی عمر تک۔ اٹھارہ ہزار آدمی نو برس تک اسمین کام کرتے رہے۔ اور جسکو موریہ پہاڑی کی چوٹی اسکی وسعت کے لیے کافی نہوئی تو پہاڑی کے چارون طرف بڑا سنگین پشتہ باندہا گیا۔ یہ بہت بلند تھا خصوصاً دکن کیطرف جہہ سو فٹ کی بلندی تہی۔ احاطہ کی باہر والی دیوار اسی پشتہ پر بنی تہی جس کی بلندی ۲۵ فٹ تھی اور آدہے میل کا گھیر تہا۔ اسکے اندر چارون طرف دیوار کے پاس بہت خوشنما برآمدے بنے تھے۔ ان برآمدونمیں لوگ ٹہلتے اور انمین مین صراف اور کبوتر فروش بیٹہتے تھے جو ہیکل کی نذر و نیاز والون کے لیے چیزین فروخت کرتے تھے اور اسی جگہہ ایک مکان تہا کہ جہان بیٹہکر یہودی معلم جو ربی کہلاتے تھے مسائل تعلیم کیا کرتے تھے۔ اسی جگہہ یسوع کو مسیح نے لاجواب کیا تہا (لوقا ۲ باب ۶) پہلے عیسائی بہی یہان جمع ہوا کرتے تھے (اعمال ۲ باب ۴۶)

اس احاطہ کی دیوار مین نو پہاٹک تھے اور انمین داخل ہونیکے لیے بڑے بڑے زینہ پشتہ پر بنے ہوئے تھے یہ سب پہاٹک بڑے خوشنما تھے خصوصاً پورب کی طرف کا پہاٹک جو زیتون کی پہاڑی کے سامنے تہا یہ پہاٹک عمدہ پیتل کا تہا اسکی بلندی سینتیس ہاتہہ تھی اور اسکے پاس کے برآمدہ کو سلیمان کا برآمدہ کہتے تھے۔ باہر والا احاطہ عام لوگون کے لیے تہا اسکے اندر ایک اور احاطہ تہا کہ جہانتک صرف یہودی عورتین جاسکتی تہین صرف اسوقت جبکہ قربانیان لاتی تہین اسکے آگے اسرائیلیون کا احاطہ تہا اور اسکے آگے لاویون کا جہان قربانگاہ۔ اور پیتل کا حوض خاص ہیکل کے سامنے رکہا تہا۔ خاص ہیکل بہت بلند اور نہایت خوشنما تہی۔ اسکے سامنے ایک برآمدہ ڈیڑہ سو فٹ بلند اور اتنا ہی چوڑا تہا ہیکل کے اندر دو دالان یا کمرے تھے ایک جو قدوس کہلاتا تہا ساٹہہ فٹ لمبا اور اتنا ہی اونچا اور تیس فٹ چوڑا تہا آمیز نذر کی روٹیان رکہنے کی میز اور بخور جلانیکی قربانگاہ اور سونے کے شمعدان رکھے تھے اُس کے آگے دوسرا کمرہ

قدس الاقداس کہلاتا تھا یہ بیس فٹ چوڑا اتنا ہی لمبا اور اتنا ہی اونچا تھا پہلے ہیکل کے وقت اس مین عہد کا صندوق کہ جس مین شریعت کی دو لوحین اور مین کا مرتبان اور ہارون کا عصا رہتا تھا اسمین بجز سردار کاہن کے اور کوئی نہین جاسکتا تھا وہ بھی سال مین ایک بار ان دونون کمرون کے درمیان کتان کا ایک باریک پردہ بڑا قیمتی پڑا رہتا تھا خاص ہیکل کے چارون طرف سہ منزلہ بہت سے کمرے کاہنون کے رہنے کے لیے بنے تھے اور احاطہ مین بہت سی اسی قسم کی عمارات تھین۔ یہ سب عمارات سنگ مرمر سے بنائی گئین تھین (از تفسیر پادری اسکاٹ)

جو ہیکل کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد مین تھی وہ یہی تھی۔ اسی کے کسی کمرہ مین حضرت مریم نے زکریا علیہ السلام کے پاس پرورش پائی تھی۔ اسی ہیکل مین حضرت مسیح اور انکے حواری عبادت کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔

یہ ہیرودیس شہر یریحو مین مرگیا اسکے ظلم وستم سے بنی اسرائیل سخت ناراض تھے۔ اسکے بعد اسکا بیٹا ہیرودیس اپنے باپ کا جانشین ہوا حضرت مسیح کی طفولیت مین اسیکے خوف سے حضرت مسیح علیہ السلام اور انکی والدہ مصر تشریف لیگئے تھے اور اسیکے عہد مین اسیکے حکم سے حضرت یوحنا یعنی یحیی علیہ السلام کا سر مبارک اسکی جورو اور بیٹی کے کہنے سے کاٹ کر ایک طشت مین اسکے سامنے لایا گیا۔

ہیرودیس اول کے تین بیٹے تھے اسلیے اسکے بعد اسکے ملک کے تین حصہ ہوگئے یہودیہ اور ادومیہ اور سامریہ ملک ارکلاؤس کو ملا اور بیت عینا اور تراخونیتس وغیرہ فلیبوس کو اور گلیتہ اور پریہ انطپاس کو۔ اور سب کو ہیرودیس کہتے تھے۔ یہ ارکلاؤس بھی اپنے باپ کی طرح بڑا ظالم اور سنگدل تھا اسی لیے اسکی حکومت کے نو برس بعد اس کو آگستس قیصر روم نے بیدخل کرکے ملک گال (فرانس) مین بھیجدیا اور وہین جاکر یہ مرگیا۔

انہین دنون مین حضرت مسیح علیہ السلام کا ظہور ہوا اور جابجا انہون نے وعظ وپند ومعجزات دکھلانے شروع کیے گو یہودی انبیاء سابقین کی پیشین گوئی سے منتظر تھے کہ کوئی اولوالعزم رسول پیدا ہونیوالا ہے مگر اپنی بداقبالی اور شامت سے اولٹے حضرت مسیح علیہ السلام اور انکے حواریون کے دشمن جانی ہوگئے آخر حضرت مسیح کو گرفتار کرکے روم کیطرف سے جو اس ملک مین ایک حاکم پلاطوس رہتا تھا اسکے پاس الزام بغاوت لگاکے سولی دینے لیگئے اسنے انکی خاطر سے انکو سولی دینا چاہا اور خدا نے حضرت کو اوپر اٹھالیا اور انکی جگہہ انکی صورت مین کسی اور کو کردیا جو وہ سولی دیا گیا حضرت مسیح کے بعد حواریون پر بھی بڑا ظلم و ستم ہوتا رہا بلکہ روم کے بادشاہون کیطرف سے بھی۔

حضرت مسیح نے اشارہ وعظ مین بارہا یہود کو ایک آسمانی بلا سے ڈرایا تھا کہ عنقریب تم پر آفت آنیوالی ہے

اور ہیکل اور شہر کو برباد کرنیوالی ہے مگر وہ اسکا کب باور کرتے تھے؟ چنانچہ حضرت کے بعد جبکہ ملک یہودیہ مین خاندان ہیرودیس کی بدنظمیون کی وجہ سے صوبہ رہنے لگا اور رومیون کی ایک فوج یروسلم مین بمقام ارک رہتی تہی۔ یہودی ادہر تو رومیون کی سخت حکومت سے بیدل تھے ادہر کچھ انکے دل مین اپنی قوم کے بادشاہون اور انکے اقبال کے افسانہ سنکر جوش اُٹھتا تہا کہ کسیطرح رومیون کی حکومت سے آزادی حاصل ہونی چاہئے انبیاء کا فرمودہ اور اعمال بد کا نتیجہ کب ٹلتا ہے یہ تدبیر اولٹی اونکی ہلاکت کا باعث ہوئی جسکی تفصیل یہ ہے کہ یہودنے ملک مین بغاوت شروع کی اور آخر کار فوج ارک کو بہی محاصرہ کرکے قتل کرڈالا اور بہت سے رومی انکے ہاتھہ سے قتل ہوئے یروسلم مین اپنا قبضہ اور حکومت پہر یہودنے قائم کرلی۔ عیسائی اس فساد مین شریک نہ تھے بلکہ اسی لیے وہان سے مسیح کی خبر کے بموجب (لوقا ۲۱ باب ۲۱) باہر بہاگ گئے تب سپاسیٹر رومی سردار ایک فوج کثیر لیکر یروسلم پر چڑہ آیا پہر جب وہ قیصر ہوگیا تو اسکی جگہہ شہر کا محاصرہ اسکے بیٹے طیطس نے اپنے ذمہ لیا۔

یروسلم اور ہیکل پر چھٹا حادثہ

شہزادہ طیطس نے شہر کا محاصرہ کیا اور یوسفس مورخ کو کئی بار یہود کے پاس بہیجا کہ بغاوت سے باز آؤ اور شہر میرے حوالہ کرو کہ تم امن مین رہو مگر یہود کو اپنی شہر پناہ پر گہمنڈ اور نافرمانی کے بدلہ مین خدا تعالی کی مدد پر بہروسہ تہا نہ مانا اور حتی المقدور دل توڑکر مقابلہ مین آئے آخر غلہ نہونیکی وجہ سے مردار خوری تک نوبت پہونچی اور آپس مین بہی فساد پڑگیا پس رومی لشکر شہر مین گہس پڑا اور جو سامنے آیا اسکو قتل کیا مرد و عورت چہوٹے بڑے کی کوئی تمیز نہ تہی اور شہر مین آگ لگادی۔ رومی سپہ سالار نے بہت چاہا کہ ہیکل نہ جلے پاوے مگر اوس ہلڑ مین کون سنتا تہا خصوصاً جبکہ چہہ ہزار یہودی اس مین پناہ گزین تھے آخر وہان بہی آگ کے شعلے اُٹھنے لگے اور ہر طرف سے آگ بڑہکنے لگی ادہر جانب شہر مین خون کی دہاریں بہنے لگین شہر کی بنیادین تک اوکہاڑی گئین اور ہیکل کی بہی اینٹ سے اینٹ بجگئی شہر اور ہیکل پر ہل چلادیا گیا اور توریت (کہ جو ٹولمیون کے عہد مین بنائی گئی تہی) جل گئی بعض کہتے ہین کہ اسکو طیطس شہر روم مین لیگیا (مفتاح الکتاب صفحہ ۲۱) اس حادثہ مین تخمیناً گیارہ لاکھہ بنی اسرائیل قتل ہوئے اور لاکھہ کے قریب غلام بناے گئے۔ (آمین کسیقدر مبالغہ ہے)

اس حادثہ سے پہلے چند آثار عجیبہ بہی ظہور مین آئے تھے۔ (۱) ایک ستارہ تلوار کی صورت شہر کے اوپر نمودار ہوا اور ایک دم دار ستارہ تمام سال دکہائی دیتا رہا (۲) عید فصح کی شب مین قربانگاہ کے پاس آدہے

گھنٹے تک ایک ایسی روشنی چمکتی رہی کہ گویا دن ہوگیا۔ (۳) ہیکل کا شرقی دروازہ جو پیتل کا تھا اور بیس آدمیوں سے بمشکل بند ہوتا تھا ایک رات آپسے آپ کھل گیا۔ (۴) عید فصح کے تھوڑے دنوں بعد غروب آفتاب کے بعد بادلوں مین لڑائی کی گاڑیون اور ہتیار بند سپاہیون کی شکل نمودار ہوتی رہی دیر تک (تفسیر اسکاٹ صاحب بحوالہ یوسی صفحہ ۱۸۷)

یہ حادثہ مورخین کے نزدیک سن ستر عیسوی مین ہوا یعنی حضرت مسیح کے صعود کے چالیس برس بعد ظاہر ہوا اسوقت حضرت عیسی علیہ السلام کے حواریون مین سے صرف یوحنا شہر افسس مین زندہ تھے (ہندی تاریخ کلیسیا صفحہ ۲۷-۲۸)

اسکے بعد ہی یہود کی شرارت کم نہوی چنانچہ اس حادثہ کے چونسٹھ برس بعد آدریان قیصر روم نے یہود پر سخت تشدد کرنا شروع کیا اور حکم دیا کہ جو کوئی ختنہ کریگا قتل ہوگا اسی دن سے عیسائیون نے توریت وحواریون بلکہ کلیسیا پر وسلم کو بالائے طاق رکھکر پولوس کے کہنے سے رسم ختنہ کو ترک کیا تا کہ یہودیون کے شبہ مین مارے نہ جاویں۔

پھر اس قیصر نے یروسلم پر اور ہیکل کی بنیادون پر دوبارہ ہل چلوائے اور اس شہر کا نام بدلکر اپنے خاندان کے نام سے دوسرا نام ایلیہ رکھا یہ بادشاہ ۱۳۸ء مین فوت ہوا۔ اسکے بعد روم مین اوری بادشاہ ہوئے جو اکثر مذہب عیسائی بلکہ یہودی دونون کے سخت دشمن تھے اور ان کے ہاتھ سے عیسائیون کو وہ تکالیف پہونچین کہ جنکا بیان نہین ہوسکتا آخر ۳۳۷ء مین قسطنطین قیصر روم جو بڑا ظالم اور سنگدل تھا اپنے ملک کے تخت پر بیٹھا اسنے عیسائی ہوا اسنے اور پھر اسکے بعد اسکے بیٹے قسطنطین ثانی نے لوگون کو زبردستی عیسائی بنانا شروع کیا پھر اسکے بیٹے کانسٹین جیولین قیصر عیسائی مذہب کے برخلاف ہوا اور اس نے صرف مسیح کی اس پیشین گوئی کی تکذیب کرنے کے لیے جو انجیل لوقا کے ۲۱ باب ۲۴ درس مین ہے۔ یروسلم مین ہیکل کی تعمیر کرنے کا ارادہ کیا اس لیے اس نے کاریگر بھیجے جب مزدور ہیکل کی بنیاد کھودنے لگے تو زمین سے آگ کے ایسے شعلے نکلے

۱؎ منتخب التواریخ مین ہے ۵) سن عیسوی کا رواج حضرت مسیح کے پیدا ہونیکے چار سال سات روز بعد سے ہے حضرت نے تیس برس کی عمر مین دعوت دین کی یعنی ۲۶ عیسوی مین۔ اور ۳۶ برس کی عمر مین پلاطوس کے ہاتھ سے جمعہ کے روز ۳۰۔ اپریل ۳۳ء مین وفات پائی اس روز یہود کی عید فسح کا دن تھا انہی اسکے موجب ۳۳ء تک صعود مسیح سے چالیس برس نہین گزر سکتے بلکہ تین کم چالیس پر عیسائی مورخ چالیس جاڑے کیا سمجھکر کہتے ہین اور تیس ہی جو بتلاتے ہین صریح غلطی کرتے ہین فافہم ۱۲ منہ

کہ کوئی مزدور نیونہ کہو دسکا گرچہ بار بار قصد کیا مگر ہیکل کی تعمیر پر قادر نہوئے یہ ماجرا سن چارسو عیسوی سے کچھ پہلے کا ہے اسکے بعد پھر اور بھی قیاصرہ گزرے ہین کیسنے ہیکل کو تعمیر نہ کیا الغرض طیطس کے عہد سے لیکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد تک گویروسلم آباد ہوا اور عیسائیون نے وہان اپنے معبد بنائے یہودی بھی اسمین رہنے لگے تھے مگر ہیکل اس عرصہ تک جو تخمیناً چھ سو سال کا ہو ویسی ہی اجاڑ پڑی رہی کچھ بنیادون کے نشان باقی تھے اور کچھ نتھا

ہیکل کی تعمیر چوتھی بار

لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو پھر تعمیر کیا جسکی تفصیل یہ ہو۔ ہمارے مورخین واقدی وغیرہ نے بہت کچھ لکھا ہے مگر ہم مخالفون کے سکوت کے لیے عیسائی مورخون سے نقل کرتے ہین وہو ہذا

فصل ۵

حضرت ابوبکرؓ نے خلیفہ ہوکر ایک لشکر جمع کیا اور ۶۳۲ء مین ملک شام کے لینے کا ارادہ کیا اور یزید بن ابی سفیان کو امیر لشکر بناکر اور بہت سی نصیحتین کرکے روانہ کیا ہرکلیس (ہرقل) نے اپنی رعیت کو لڑائی کے لیے بھڑکایا مگر کچھ کارگر نہوا یزید کے پاس سے متواتر خلیفہ کے پاس فتحیابی کی خبرین آتی تھین ادہر ایک اور لشکر تسخیر بیت المقدس کے لیے تیار کیا آخر شہر بصرہ کو فتح کیا اسکے چار دن بعد قوم سراسن (اہل اسلام) دمشق کی دیوارون تلے آپہنچے یہ شہر شام کا قدیم تخت گاہ ہے اہل اسلام سے مقابلہ کیا سراسین کی وہ فوجین جو شام اور بیت المقدس کی فتح کے لیے بھیل گئین تھین ایزناڈن کے میدان مین جمع ہوین یونان کے ستر ہزار عمدہ سپاہی انکے مقابلہ کو آئے خالدؓ نے صلح کے پیغامون کو اس شرط پر کہ عرب اپنے وطن کو پھر جاوین منظور نہ کیا اور اپنے لشکر کو جنگ کی ترغیب دیکر مقابلہ پر آمادہ کیا طرفین مین مقابلہ ہوا یونانی حملہ کی تاب نہ لاکر بھاگے بہت سے عیسائی مارے گئے باقی تتر بتر ہوگئے اور جو بچے تھے وہ قیصریہ وانیٹی اوک اور دمشق کو بھاگ گئے اہل اسلام نے سونے چاندی کی صلیبون اور انکے عمدہ ہتیارون سے اپنے تئین آراستہ کیا۔ اس جنگ مین پچاس ہزار عیسائی مارے گئے اور چار سو ستر مسلمان

---

۵ سیح کا قول تہا کہ جبتک غیر قومونکا وقت پورا نہو یروسلم غیر قومون سے روندی جائیگی الخ اس درس کا مطلب عیسائیون نے یہ سمجھا ہو کہ جبتک قوم ہیکل یا یروسلم کو تعمیر نہ کریگی چنانچہ جیولین قیصر جو نکہ غیر رتھا یعنی بت پرست دکافر وہ آباد نکر سکا۔ اب ہم اسکے یہ معنی تسلیم کرکے پوچھتے ہین کہ جب حضرت عمر نے اسکو تعمیر کیا تو وہ غیر قوم نہوی بلکہ اللہ کے مقبول اور انکی اور انکے زعم کے موجب یہی ایک دلیل اسلام کی سچا نبی اللہ ہونے پر کافی ہو اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عیسائی اللہ کی قوم نہین یعنی اسلیے پسندیدہ جماعت نہین کسلئے کہ اسی ہوس پر کئی سو برس تک عیسائیون نے جہم ہوکر بیت المقدس لینے کا قصد کیا مگر بجز ایک عارضی قبضہ کے انکا قبضہ نہوا برخلاف اسکے کہ آج ساڑہے بارہ سو برس سے زیادہ ہوئے مسلمان نہ صرف یروسلم بلکہ اس کل ملک کے مالک ہین کہ جسکا وعدہ خدا نے ابراہیم اور اسکی نسل کیلیے ابد تک کیا تہا ۱۲ منہ حضرت علیہ السلام کو عہد سے آگے ہو کے قیصر ۱۵ نے یہ یروسلم کی عمدہ شہر پناہ اور تین برج اور خندق بنا دی تہی جو جسکا محاصرہ کرکے خلافت عمرؓ مین ابوعبیدہؓ نے لیا اور چار برس کے محاصرہ کے بعد حضرت عمرؓ کو آنے پر شہر مسلمانون کو نکو دیا گیا ۱۲ منہ

۵ یعنی آورین قیصر ۳۰۰ء مین شہر کی بنیاد ڈالی شروع کی ۳۱۲ء مین کون یوڈاکسیہ نے شہر پناہ بنائی مگر جیسا کہ ایسی ہی اسباب عہد حضرت عمرؓ تک پڑے رہے تہے ان کے متصل مسجد وغیرہ کے کرگئے تھے ۱۲

شہید ہوئے یوحنا نہون کے سپاہ گری کے فن سے واقف ہونیکی وجہ سے محاصرہ نے طول کھینچا۔ جب مسلمانون نے رومیون پر سخت محاصرہ کیا اور غلہ اور گھاس بند کرکے انکو تنگ کیا تو انہون نے سو ایلچی ابو عبیدہؓ کے پاس بھیجے۔ چونکہ ابو عبیدہؓ نرم دل اور نیک نیت تھے اور اہل یونان کو اس امیر کی آدمیت اور خلق پر اعتماد تھا اسلیے صلح ہوگئی اور یہ قرار پایا کہ جو باہر جانا چاہین چلے جاوین اور یہان کا امیر خلیفہ کو محصول دیا کرے۔

ابو بکر صدیق رضؓ نے دمشق فتح ہونیسے پہلے ماہ جولائی ۶۳۴ء مین وفات پائی اور مرنیسے پہلے وصیت کی کہ میرے بعد عمرؓ کو خلیفہ کرنا عمر نے اس عہدہ سے انکار کیا تھا کہ مجھے اسکی آرزو نہین مگر ابو بکر صدیق رضؓ کے فرمانیسے قبول کیا۔ حضرت عمرؓ نے خلافت کے بعد خالدؓ کو معزول کرکے انکی جگہہ ابو عبیدہ کو سردار کیا خالد بن ولید سیف اللہ نے کہا مین جانتا ہون کہ عمرؓ مجھسے محبت نہین رکھتے لیکن وہ میرے آقا ہین میرا ٹوکا تابعدار ہون مین پہلے کیطرح ہر کام مین تندہی کرونگا اور ممکن نہین کہ مین اپنی جانفشانی مین جو خدا کی راہ مین کرتا تھا قصور کرون۔ اب مین ان واقعات فتح بلاد شام کو مختصراً بیان کرتا ہون۔

حمص

لشکر اسلام نے شہر ایما یعنی ایسس اور سہلوپولس یعنی بعلبک کو ۶۳۵ء مین فتح کیا۔ ندی یرموک یعنی ہرومیکس پر جو بحر تبریس (تبریا جھیل) مین گرتی ہے اسکے کناروں پر شاہ استنبول کے طرفداروں کا اسی ہزار لشکر مسلمانون کے مقابلہ کو جمع ہوا اور اپنی سپاہگری سے ڈرایا لوگون نے خلیفہ کے پاس اس امر کی مطلع کرنیکو قاصد بھیجے خلیفہ نے آٹھہ ہزار کی جمعیت اور بھیجی۔ ابو عبیدہ نے خالد کو فوج کے تمام اختیارات دیدیے۔ خالد نے لوگون کو کہا کہ بہشت تمہارے آگے ہے اور شیطان اور دوزخ پیچھے اور ابو عبیدہ نے فرمایا زخم اور تکلیف مین تم اور دشمن دونون برابر ہین لیکن انعام اور خوشی انکو نصیب نہین (فانہم یالمون کما تالمون وترجون من اللہ مالا یرجون) اس کہنے سے بہادران اسلام کے دل پھر تر و تازہ ہوگئے اور اپنے سے بہت لشکر کیساتھہ جنگ شروع کردی۔ رومی سوار ونکے حملون سے قریب تھا کہ مسلمان بھاگ اٹھین مگر قوم حمیر کی عورتونکی لعنت و ملامت سے جو پچھلی صف مین کھڑی تھین پھر عرب کو حمیت آئی پھر تو رومیون کو تلوارون کی دھار پر دھر لیا بہت سے مارے گئے بہت سے دریا مین ڈوب مرے اور باقی پہاڑون اور جنگلون مین جا چھپے۔ یہ مژدہ خلیفہ کے پاس گیا۔ چونکہ اب حلب اور یروسلم اور اونٹی روک کا نگہبان بجز اس مغلوب لشکر کے اور کوئی نہ تھا اسلیے خلیفہ کے حکم سے بیت المقدس کا محاصرہ کیا گیا۔ جب پانچہزار مسلمانون نے حملہ کیا اور کامیاب نہوے تو ابو عبیدہ نے اپنے تمام لشکر کیساتھہ اس شہر کو گھیر لیا اور ایلیا یعنی یروسلم کے بڑے بڑے سردارون کو یہ

بیت المقدس کا محاصرہ

خط لکھا

صحت اور خوشی ان لوگونکو جو راہ راست پر چلتے اور اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاتے ہین۔ تسے ہم یہ چاہتے ہین کہ تم اللہ اور اسکے رسول محمد صلعم پر ایمان لاؤ۔ اور جب تم ایمان لاؤگے تو ہمین حرام ہے کہ تمہین مارین یا تمہارے بال بچونکو

ماتھہ لگاوین - اور اگر تم ایمان نہین لاتے تو خراج دو اور ہماری حمایت مین رہنا اختیار کرو اور جو اسکو بھی نہین مانوگے تو
مین تمہارے مقابلہ مین ایسے لوگ لاؤنگا جو اللہ کی راہ مین شہید ہونیکو زیادہ عزیز رکھتے ہین تمہارے شراب پینے اور سور
کھانیسے (یعنی جسطرح تم شراب اور سور کو عزیز رکھتے ہو وہ شہید ہونیکو اس سے زیادہ عزیز رکھتے ہین) اور ہم بغیر فتح کی یہانسے
نہین ٹلین گے - شدت سرما مین مسلمان چار مہینے تک شہر کو گھیرے رہے - آخر پادری سوفرونیس نے صلح کی شرائط منظور
کیا اور کہا کہ یہ پاک جگہہ ہی اسکو مین خلیفہ کے سوا اور کیسکو سپرد نہین کرینگا مسلمانون نے خلیفہ کو لکھا کہ شہر کا دینا آپکے آنے پر موقوف
کیا ہی آخر حضرت علیؑ کے مشورہ سے خلیفہ کا جانا ہی قرار پایا - انکا سفر باوجودیکہ دنیا کے بڑے مقاصد کے حاصل کرنیکے لیے تھا مگر
سادگی اور پاسداری مذہب اور حقیر سمجھنے اسباب و سامان دنیا پر دلالت کرتا ہی جیسا کہ قدرے بیان کرنا مناسب ہی -

مین ادکلی صاحب کے بیان کے موافق لکھتا ہون جو صاف صاف ہی خلیفہ نے اول مسجد مین نماز پڑہی اور بعد زیارت کرنے مزار
رسول مقبول صلعم کے حضرت علیؑ کو اپنی جگہہ پر مقرر کیا اور چند رفیقون کے ساتھہ باہر نکلے جو تھوڑی ہی دور سے اُلٹے پھر آئے
ایک سرخ رنگ اونٹ پر سوار ہوئے اور دو تیلے ساتھہ لیے ایک مین جو کے ستو دوسرے مین کھجورین تھین اور کاٹھہ کا طباق
اونٹ کے پیچھے باندہ لیا اور پانی کی مشک آگے رکھہ لی جسجگہہ اترکو اوترتے وہان صبح کی نماز پڑہکر چلتے اور ہمراہیون کو مخاطب
کرکے خدا کی حمد و ثنا کرتے کہ اُسنے ہمکو راہ راست پر چلایا اور گمراہی سے بچایا اور باہم محبت دی اور مخالفون پر غالب کیا - تم
اسکا شکر کرو - جو شکر کرتا ہی وہ خدا کی نعمتین زیادہ پاتا ہی - پھر طباق ستو ونسے بھر کر بڑی فیاضی کیساتھہ اپنے مصاحبون کے
ساتھہ کھاتے - اسی سفر مین ایک مسلمان کا مقدمہ پیش ہوا جسنے دو بہنونسے شادی کر رکھی تھی آپنے ایک کے ترک کرنیکا حکم دیا
- پھر ایک شخص حریر پہنے ہوئے پیش کیا گیا اسکو عیاشی کے لباس سے منع کیا - اور کئی ایک باجگزارونکو دھوپ مین بیٹھا دیکھا انپر
رحم فرماکر رہائی دی اور حملہ اور سملکاری کی عاملون کو تاکید کی جب شہر کے قریب پہنچے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا - اور ایک موٹی
اون کے خیمہ مین زمین پر بیٹھہ گئے رئیس قوم نے (نصاری) اپنے سردارونسے کہا ان لوگونسے بغیر مدد آسمانی مقابلہ کرنا
بیفائدہ ہی انکے رسول نے حکم دیا ہی کہ حلم و حیا و تابعداری کو عمل مین لاوین اور ان اوصاف سے انکی ترقی ہوگئی تھوڑے
دنون مین سب قانون پر انکی شرع کو غلبہ ہوگا اور انکی حکومت مشرق سے مغرب تک پھیل جاویگی انکے بعد شرائط صلح منظور
ہوگئین اور شہر کے دروازے کھولدیے گئے خلیفہ اور رئیس نصاری باتین کرتے ہوئے شہر مین داخل ہوئے اور

حضرت عمر کا یروشلم مین داخل ہونا

بابربرک کا حضرت عمرؓ کے آنے پر شہر یروشلم کا سپرد کرنا بجز اسکے اور کوئی وجہ نہین رکھتا کہ آنحضرت صلعم اور حضرت کے خلیفہ نے کیا اوصاف اور انکا اس شہر کو فتح کرنا اپنی کتابونمین دیکھا
ہوگا سو وہ سمجھگیا کہ اگر یہ وہی شخص برگزیدہ الہی ہی تو لڑنا بیفائدہ ہی ورنہ شہر پر دکر نہین ان دو واقعیت ہی اسلیے اسنے حضرت عمرؓ کو بلایا جسکو مورخین عیسائی قائل ہین اور لوگونکا اور خاص
بطریک کا بیشتر شہر پناہ سے حضرت کو دیکھنا اور کلام کرنا اسکا مویدہی جو ان چاروں انجیلون کے سوا اور عیسائیون کے نزدیک بہت سی اناجیل ہین کہ جنکو گو وہ اسدرجہ معتبر نہین سمجھتے مگر
تاہم انکو بنظر کتب حدیث اور معتبر جانتے تھے غالبًا انمین یہ اوصاف دیکھے ہونگے گو زبور دیگر کتب عہد عتیق ہی سے حضرت عمر کا بیت المقدس کو فتح کرنا اور انکا برگزیدہ ہونا ثابت ہی -
چنانچہ کتاب ملاکی علیہ السلام ۳ باب ۱ - ۴ جملہ - و زبور ۱۱۸ کا اجمالہ - اور کتاب حزقیل کا ۲۱ باب ۲۷ درس - اُس زمانہ کے عیسائی خصوصًا انکے مذہبی پیشوا اور علما ایسے متعصب ہی نہ تھے جیسے
آجکل فرقہ پراٹسٹنٹ کے پادری اور انکی مرغ ہین انمین ایک قسم کی سادگی اور درویشی بھی تھی ۱۲ منہ

عبادت گاہ سلیمان پر خلیفہ کے حکم سے ایک نہایت عمدہ مسجد تعمیر کرائی گئی خلیفہ دس روز مقام کرکے وہانسے مدینہ کو واپس آئے۔ (ملخصاً اور سیرالاسلام) یہ کتاب انگریزی سے ترجمہ ہوکر طبع ہوئی ہے۔

فصل ششم

حضرت عمرؓ کی بنوائی ہوئی مسجد تو ن تک قائم رہی۔ اور ملک شام اور شہر یروسلم بھی اسدنسے آجتک مسلمانوں کے قبضہ مین ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیگا اتنی مدت اس ارض مقدسہ پر نہ تو بنی اسرائیل کی حکومت رہی نہ کسی اور کی۔ خلفاء راشدین رضہ کے بعد خاص ملک شام مین شہر دمشق امیر معاویہؓ کا پایہ تخت قرار پایا اور عرصہ تک یکے بعد دیگرے بنی امیہ کے بادشاہ ہوتے رہے انکے بعد حضرت عبداللہ بن عباس کی اولاد مین سلطنت آئی خلفاء عباسیہ مامون رشید ہارون رشید وغیرہ نے اپنے عہد مین یورپ کے اور ملک بھی ماتحت کرلیے تھے انکے عہد مین شہر بغداد دارالسلطنت تھا ایران عرب مصر شام وغیرہ سب انکے ماتحت تھے ۱۹۶ھ ہجری مین ملک مصر مین ایک شخص مہدی نے خلفاء عباسیہ کے برخلاف مین اپنی خلافت قائم کی یہ مہدی اپنے آپکو امام حسینؓ کی اولاد مین سے شمار کرتا تھا اور یکے بعد دیگر انکے خاندان مین سے چودہ خلیفہ قائم ہوئے انکی سلطنت پانسو ستر ہجری تک رہی انکا اخیر خلیفہ عاضد لدین اللہ ابو محمد عبداللہ تھا اس دولت علویہ کا خاتمہ سلطان صلاح الدین یوسف ابن ایوب کے ہاتھہ سے ہوا جو انکا ہان اگر وزیر ہوا تھا۔ سلطان مذکور اپنے چچا شیرکوہ کیساتھہ یہان آیا تھا سلطان نورالدین محمود شاہ شام کیطرف سے بجوقیہ مین سلاطین سلجوقیہ مین سے تھا اور اپنے آپ کو خلفاء عباسیہ کا ماتحت شمار کرتا تھا۔ خلفاء عباسیہ کے عہد مین بخارا و خراسان و ترکستان و ایران وغیرہ بلاد مین نئے نئے بادشاہ قہار پیدا ہوگئے تھے جو اپنے تئین برای نام خلفاء عباسیہ کا ماتحت سمجھتے تھے اور انکے ہانسے خطاب اور سند حاصل کرنیکے لیے نذرین اور تحائف بھیجا کرتے تھے منجملہ انکے ایک دولت سامانی بخارا مین بڑی زور و شور کی تھی جنکے متعلقین مین سے سبکتگین اور اسکا بیٹا سلطان محمود ہی جنسے ہندوستان کو فتح کیا ترکون کے حوصلہ متواتر فتوحات سے بڑہگئے تو انمین سے اقبالمند لوگ بھی ظاہر ہونے لگے چنانچہ انمین سے ایک شخص دقاق ترکون کا سپالار تھا اسکا بیٹا سلجوق سلطان بیغو شاہ ترکستان کا سپالار معتوب ہوکر نواحی جند مین آرہا اور کافر ترکون سے جہاد کرنا شروع کیا اسکے بعد اسکے تین بیٹے ارسلان موسی میکائیل بھی اسیطرح جہاد کرتے رہے میکائیل شہید ہوگیا اسنے بیغو طغرل بک حجزہ بک داؤد چاچو الغر دو بیٹے چھوڑے داؤد و طغرل بغراخان شاہ ترکستان کے ہان ملتجی ہوے اسنے انسے دغا کی اس سے بھاگ کر یہ پھر جند مین آرہے۔

یہان تلک کہ دولت سامانیہ کا خاتمہ ہوگیا اور ایلک خان بخارا کا بادشاہ ہوا اسکے مصاحبون مین ارسلان بن سلجوق داخل ہوا یہانتک کہ جب سلطان محمود نے ایلک خان کو بہگایا تو اسکی رفاقت مین ارسلان بھی تھا ارسلان کی جماعت آذربیجان تک پہونچی ادہر طغرل آس پاس کے بادشاہونسے لڑنے بھڑنے لگا اسکے ہاتھہ سے مسعود بن محمود نے شکستین پائین اور آخر کو ملک خوارزم کے بادشاہ بن بیٹھے ۴۳۲ھ ہجری مین پھر رفتہ رفتہ انکی سلطنت زور پکڑتی گئی یہانتک کہ

بیت المقدس پر مسلمانون کا قبضہ کب سے ہے اور کب تک رہیگا
سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ
اس عبداللہ سے لڑائی کرنے کو ہم کیون تیار ہوئے
خود اپنے گھر کے تین دشمنون کا پیدا ہونا
اور ہمیشہ ہمارے لیے تکلیف کا باعث ہونا
ہمکو ہمارے گھر کے دشمنون سے جو تکلیف پہونچی ہے
ان کی ایک مختصر تاریخ
ہمارا اپنے گھر کے دشمنون کو بالکل نہ پہچاننا
ہمارا اپنے گھر کے دشمنون سے بالکل غافل رہنا
ہمارا اپنے گھر کے دشمنون کو اپنا دوست سمجھنا
ہمارا اپنے گھر کے دشمنون کو اپنا دوست سمجھکر
ان کے ساتھہ دوستانہ برتاؤ کرنا
ان کی وجہ سے ہمارا تباہ و برباد ہونا
ان کی وجہ سے ہمارا ذلیل و خوار ہونا
ان کی وجہ سے ہمارا غلام بننا
ان کی وجہ سے ہمارا ہمیشہ کے لیے ختم ہوجانا

ملک شام اور ایشیا کوچک پر بھی اسکا تسلط ہوگیا قسطنطنیہ مین اسکا خطبہ پڑہا گیا اور اسنے اپنے اقارب مین سے کیکوس شام کا کیکوس دیگر صوبجات کا حاکم اور بادشاہ مقرر کردیا یہ وہ زمانہ ہے کہ معتز باللہ المستنصر باللہ علوی خلیفہ ہے اور بغداد مین القائم باللہ عباسی ہے ایران مین شاہان بنی بویہ جو خلفاء بغداد پر قابض ہوگئے تھے انہین کے عہد مین تمام ہوئے۔ طغرل خلیفہ بغداد کا نائب گنا جاتا تھا طغرل لاولد مرگیا اسکے بعد ۴۵۵ھ ہجری مین اسکی جگہہ اسکا بھتیجا الب ارسلان بن داؤد بن سلجوق وارث سلطنت ہوا اسنے بھی بڑی بڑی فتحین پائین اور اسکے وزیر نظام الملک نے بغداد مین مدرسہ نظامیہ قائم کیا ۴۶۵ھ ہجری مین الب ارسلان مرگیا اور ملک شاہ اسکا بیٹا تخت پر بیٹھا۔ اسکے بعد اوسکا بیٹا سلطان سنجر ہوا اور قائم کی جگہہ اوسکا پوتا مقتدی بامر اللہ ہوا ۴۸۷ھ ہجری مین الغرض سلجوقی خاندان کے متعدد بادشاہ ہوگئے تھے جن مین باہم لڑائیان ہوا کرتی تھین اور شام کا ملک خصوصاً بیت المقدس کبھی خلفاء مصر کے نوابون کے قبضہ مین آجاتا تھا کبھی خلفاء عباسیہ کے برائے نام مطیعون علی تابع سلجوقیہ کے قبضہ مین رہتا تھا۔ اور مسلمانون کی باہمی خونخوار لڑائیون اور طوائف الملوکی نے عیسائیون خصوصاً فرنگستان (یورپ) کے بادشاہون کے دلون مین مسلمانون سے لڑنے اور اپنی ایمان کی جگہہ بیت المقدس کو لینے کا حوصلہ پیدا کردیا اسکی ابتدا یون ہوتی ہے۔

حرب الصلبین

روح جملہ پیدائش بیت المقدس

بیت المقدس کے حج کو ہر طرف کے عیسائی جوق جوق آیا کرتے تھے ان مین ایک شخص پیٹر نامی انیس صوبہ پکارڈی ملک فرانس کا رہنے والا بھی آیا جو کوتاہ قد حقیر صورت تھا شاید اسنے وہان مسلمانونکے ہاتھ سے کچھہ تکلیف پائی اسنے وہان کے بڑے پادری سے شکایت کرکے یہ کہا کہ تم شاہان یونان سے مدد کیون نہین مانگتے اوسنے کہا وہ عیش وغفلت مین پڑے ہوئے ہین انسے کیا ہوسکتا ہے پیٹر نے کہا تو مین شاہان یورپ کو آمادہ کرتا ہون۔ پیٹر وہانسے چلے اور اربن ثانی اس زمانہ کے پوپ سے ملے پوپ نے وعدہ کیا کہ مین مجلس عام مین اسکی تحریک کرونگا مگر اتنے عرصہ مین تم منادی کرتے پھرو حضرت مجنونانہ صورت بناکے ایک گدہے پر سوار ہوکر اور ہماری سی صلیب لیکر تمام ممالک فرانس اور اطالیہ مین منادی کرتے پھرنے لگے۔ شاہراہون گرجاگھرون مین جہان وعظ کرتے زوارونکی تکالیف بیان کرتے لوگ سنکر رو دیتے اسپر حضرت واعظ کی ہچکیین اور آہین اور لمبے لمبے آنسو اور حضرت عیسی اور مریم کی دہائی دینا اور بھی غضب کرتا تھا آخر ملک فرانس مین نومبر مہینے ۱۰۹۵ء مین ایک مجلس جمع ہوئی جس مین بہت سے نامور سردار اور مشہور امیر بھی آئے آٹھہ روز مجلس ہی لوگ پہلے ہی سے بھرے ہوئے تھے ادھر اس جماد کا ثواب سنتے ہی چیخ اوٹھے کہ ہان یہی مرضی خدا ہی یہی مرضی خدا ہی۔ پس پیٹر کے ساتھہ ایک انبوہ کثیر جمع ہوگیا جسمین روسا اور شہزادے بھی تھے اس لشکر کا مسرخ لباس اور صلیب نشان تھا یہ لشکر کہ جسکی تعداد لاکھہ سے زیادہ تھی اور جوق جوق لوگ ان مین شامل ہوتے گئے ہنوز ملک شام مین پہونچنے نہ پایا تھا کہ سلطان سلیمان نے مارکر اونکے چھکڑے اوڑا دیے لاکھون آدمیون کی ہڈیونکا ڈھیر اس جنگ کی یادگاری مین لگایا مگر ایک دوسرا لشکر اور بھی تیار ہوا تھا جسکا سپہ سالار فرانسیسی شہزادہ سمی گاڈفری بولا لون تھا اس لشکر نے جاکر یروسلم کا محاصرہ کیا آخر فرنگی رسالے اور پلٹنین شہر مین گھس آئین اور گلی کوچون مین مسلمانون کے زن و فرزند کو تہ تیغ کرنا شروع کیا صرف مسجد مقدس مین جو کئی ہزار مسلمان پناہ گزین تھے قتل کیے گئے ہرچند مسلمان رو رو کر امان امان پکارتے تھے مگر ان دیندار

عیسائیون کی حد لی کب امان دیتی تھی ؟ آخر صلیب کا نشان اُڑنے لگا یہ واقعہ ایکہزار ننانوین عیسوی مین ہوا گرچہ تخمیناً ستر ہزار مسلمان تو شہید ہوئے ہی تھے مگر بیچارے یہودی بھی اپنی عبادت گاہون مین قتل کیے گئے - گاڈفری اول ہی سال مین مرگیا مگر تخمیناً نوے برس تک نہ صرف بیت المقدس پر بلکہ آس پاس کے ملکون پر بھی عیسائیون کا قبضہ رہا -

واضح ہو کہ ۴۶۳ھ ہجری مین یوسف بن ابق خوارزمی نے جو ملک شاہ بن الپ ارسلان کا امیر تھا ملک شام مین جاکر شہر الرملہ اور بیت المقدس کو مستنصر خلیفہ مصر کے نواب سے چھین لیا پھر ۴۸۷ھ مین خلیفہ مصر نے ارتق کے بیٹون ایلغازی اور سقمان سے چھین لیا پھر اس جنگ تک مصر کے پاس رہا و ابو الفدا ر سلیمان جسنے پیٹر کے لشکر کو تہ تیغ کیا قطوش سلجوقی کا بیٹا ہے جو قونیہ و دیگر بلاد روم کا بادشاہ تھا ۴۷۷ھ ہجری مین اپنے بھائی چچا داد سلطان تاج الدولہ تتش بن الپ ارسلان کی جنگ مین مارا گیا (ابو الفدا) اس حادثہ کے دنون مین مستظہر باللہ عباسی خلیفہ بغداد تھا اور سلجوقیون مین سے سلطان محمد ابن ملک شاہ بڑی شان و شوکت سے ملک اپنے بھائیون سے فتح کرتا پھرتا تھا -

دوبارہ حملہ

اول جنگ کے تخمیناً ڈیڑھ سو برس بعد جب عیسائیون نے یہ سنا کہ فرات کے اسطرف جو عیسائیون نے ایک بڑا قلعہ مسلمانون کے روکنے کے لیے بنایا تھا اسکو زنگی امیر موصل نے لیلیا تو عیسائیون کے دلون مین پھر جہاد کی آگ نے شعلہ بھڑکایا اور اب پیٹر کی جگہ برنارڈ منادی کرنے لگا آخر اسنے لوئیس ہفتم فرانس اور کانرڈ جرمنی کو متفق کر لیا یہ دونون بادشاہ تین لاکھ لشکر لیکر ہنگری کے رستہ سے قسطنطنیہ پہونچے - منویل شاہ قسطنطنیہ کی ہسلوکی سے انکی طاقت گھٹ گئی آخر کیدوشیا کے پہاڑون مین انہون نے سخت ہزیمت مسلمانون سے اوٹھائی اور بڑی بڑی مصیبتین اوٹھاکر اپنا سامنہ لیکر پھر کر خراب خستہ ہو کر واپس آئے -

تیسرا حملہ

۵۸۱ھ ہجری مین سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب نے ان عیسائیون کے مقابلہ کا ارادہ کیا جو نوے برس تک ان ممالک پر حاکم اور مسلط تھے اول طبریہ پر ہفتہ کے روز پانچوین ربیع الاول کو لڑائی ہوئی عیسائیون نے شکست کھائی جسمین فرنگستان کا ایک بادشاہ اور ایک گرجستان کا عیسائی بادشاہ گرفتار ہوا - اسکے بعد شہر عکہ کا محاصرہ کیا اسکو بھی فتح کیا پھر بیروت اور قساریہ اور صفوریہ اور رملہ بیت لحم وغیرہ شہرون کو فتح کرتا ہوا خاص بیت المقدس کی شہر پناہ کا بھی آکر محاصرہ کر لیا سرنگین لگادین اور شہر پناہ کو اکھیڑ کر پھینک دیا فرنگیون نے امن چاہا کہا جسطرح تمنے اس کو بزور شمشیر فتح کیا تھا مین بھی اسکو اسیطرح فتح کرونگا پھر فرنگیون نے ایلچی بھیجا کہ ہم بہت ہین تم تھوڑے ہو امن دو ورنہ مرتا کیا نکرتا ہم دل توڑ کر لڑینگے سلطان نے فرمایا ایک شرط پر امن دیتا ہون وہ یہ کہ ہر ایک مرد تم مین سے دس دس دینار (اشرفی) اور ہر ایک عورت پانچ دینار اور بچہ دو دینار دیوے تو شہر سے باہر چلا جاوے ورنہ قید ہوگا چنانچہ فرنگیون نے اس شرط کو منظور کیا اور بروز پنجشنبہ ۲۷ رجب کو بادشاہ شہر مین داخل ہوا اور سلطانی لوگون نے عیسائیون سے دروازہ پر جزیہ وصول

کرنا شروع کیا اشرفیون کے ڈیرے لگ گئے ادہر فصیل پر اسلام کا جھنڈا اکھاڑ کر دیا گیا تھا۔ عیسائیون نے الصخرہ کے قبہ پر ایک صلیب کھڑی کردی تھی جو سونے کی تھی مسلمانون نے نعرہ اللہ اکبر بلند کرکے اسکو جب اکھیڑ کر پھینکا تو عجب خوشی کا شور وغل تھا کہ ایسا کبھی نہین ہوا ہوگا اور عیسائیون مین رونے پیٹنے کا غل تھا۔

شہر فتح کرکے سلطان نے پہر مسجد کو اسی طور سے تعمیر کرادیا اور جانب غربی مین جو ایک کمرہ بنایا تھا اوسکو گرادیا۔ نورالدین محمود بن زنگی نے ایک ممبر حلب مین اس نیت سے بنوایا تھا کہ اسکو بیت المقدس مین رکھون گا سلطان نے اسکو منگا کر مسجد مین رکھا اس بادشاہ نے عیسائیون کا نہ صرف بیت المقدس اور ملک شام سے استیصال کیا بلکہ حوالی مصر سے بھی۔

جب یورپ مین یہ خبر پہونچی تو پہر جوش پیدا ہوا اور انگلستان کا بادشاہ رچرڈ اول اور فرانس کا فلپ آگسٹس جرمن کا فریڈرک بڑی خونخوار فوجین لیکر بیت المقدس پر چڑہ آے۔ مگر یروسلم مین جانا نصیب نہوا صرف عکا مین گئے کہ جہان ایک عیسائی بادشاہ کا صلاح الدین نے محاصرہ کر رکھا تھا۔ طرفین مین بڑی لڑائیان ہوئین آخر سب پس پا ہوکر بہاگے اور تہوڑے دنون کے بعد عکہ بھی سلطان نے فتح کرلیا۔ اس جنگ مین صلاح الدین نے وہ فیاضی کی ہی کہ آجتک کوئی اپنے مقابل کے ساتھ مین نکریگا وہ یہ کہ یورپ کے بادشاہ اور اونکے لشکری جو بیمار ہوگئے تھے اونکے لیے برف اور انار اور دیگر سامان ضروری بہیجا اور یہ کہا کہ تندرست ہوکر مجھسے لڑو کہین تمہارے دلون مین ارمان باقی نرہ جاے۔ آخر سب شکست کہاکر پریشان ہوکر اپنے ملکون مین واپس گئے اسی سال مین شہاب الدین غوری نے ہندوستان پر بڑے زور شور سے حملہ کیا تھا صلاح الدین غازی کے مرنیکے بعد پہر عیسائی دینداروں کے دلون مین جہاد کے ثواب نے جوش مارا۔

چوتھا حملہ

سن گیارہ سو پچانوین سے لیکر ستانوین عیسوی تک اس لڑائی کا خاتمہ ہوا۔ ششم ہنری نے اپنے لشکر کے تین حصہ کرکے ارض مقدسہ کیطرف روانہ کیے اور سب نے جمع ہوکر بڑا زور لگایا مگر صلاح الدین کے جانشینون سے شکست کھاکر نہایت بدحواسی کیساتھ پس پا ہوے

پانچوان حملہ

۱۱۹۸ء سے لیکر ۱۲۰۱ء مین اور ہوا پاپا انوسنٹ نے جہاد کے احکام بہیجے اور فولک پادری نے وعظ سے ترغیب دی وینس کے رئیس سے جہاز کرایہ کیے مگر جب اسکی اجرت نہ دیسکے تو اسنے اسکی عوض مین شہر ضارا فتح کرا دینا چاہا چنانچہ فتح کردیا۔ اسکے بعد قسطنطنیہ کے عیسائی بادشاہ سے اولجھ پڑے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا سب زور یہین تمام ہوگیا اور واپس چلے آئے ۱۲۱۲ء مین ملک فرانس مین اسٹیفن نامی ایک چرواہے کا لڑکا بھی وعظ اور الہام اور تائید غیب کا مدعی ہوکر غل مچاتے پہرنے لگا اسکے وعظ سے تیس ہزار لڑکے بارہ بارہ برس کے مسلمانون کے ساتھ لڑنیکو آمادہ ہوگئے اور نعرے مارتے ہوئے بیت المقدس کیطرف چلے جو رستہ مین کچھ ڈوب گئے اور کچھ غلام بناکر فروخت کیے گئے اسیطرح جرمن مین سے بھی لڑکونکے دو لشکر چلے تھے جو راستہ ہی مین مفقود الخبر ہوئے۔

چھٹا حملہ

۱۱۲۷ء مین اور ہوا۔ پوپ گزگوری کے حکم سے فریڈرک دوم فوج لیکر نکلا اسنے سلطان ملک کامل کو یار بنا کر دس برس کے لیے یہ شرط بجبر کرالی کہ مسجد عمرؓ کی یافد سے لیکر تلیس تک کا فریڈرک مالک رہے مگر پادری اس سے ناخوش ہو گئے اسلیے بیچارہ بہت جلد اٹلی کو واپس چلا آیا۔

ساتوان حملہ

فرانس کے بادشاہ لوئیس نہم نے پھر کیا اسنے دمیٹا کا محاصرہ کر لیا تھا مگر انجام کار ۱۲۵۰ء مین مسلمانون کے ہاتھ مین گرفتار ہوا جو چار لاکھ سکہ طلائی دیکر چھوٹا اور چار برس عاقرین پڑا رہا لاچار ہو کر فرانس مین آیا۔

آٹھوان آخر حملہ

فرانس کے بادشاہ اور انگلستان کے بادشاہ اڈورڈ اول نے کیا ۱۲۷۰ء مین مصر اور حبش فتح کرنیکے لیے لوئیس تو حبش ہی مین مرگیا اور اڈورڈ عاقر تک آیا ناصرہ کے مسلمانون کو نہایت بیرحمی کے ساتھ قتل کیا مگر عاقرین زخم کھا کر پچھلے پاؤن انگلستان کو بھاگ آیا۔ یہ شہر عاقر جو عیسائیون کا مرکز ہو گیا تھا اسکو سلطان خلیل نے آگھیرا آخر فتح کر کے ساٹھ ہزار عیسائیونکو قتل کیا باقی کو غلام بنایا۔

واضح ہو

کہ مسلمان ان دنون باہمی قتال وجدال مین معروف تھے جو عیسائیون کو چڑھائی کی جرارت ہوئی اور تخمیناً دو سو برس تک بار بار حملہ کرتے رہے وہ بھی ایک ایک نہین بلکہ کئی کئی بادشاہ متفق ہو کر خصوصاً صلاح الدین کے بعد مشرقی جانب سے تاتاری کافرون چنگیز خان وغیرہ کے وہ زور شور تھے کہ الامان الامان ادہر مغرب کیطرف سے عیسائی بادشاہ زور آزمائی کرتے تھے ایسے موقعہ پر اسلامیون کا نیست و نابود اور یہود کیطرح متبذل ہو جانا قرین قیاس تھا مگر یہ اسی وعدہ الٰہی کا اثر ہے کہ ان زلزلون کے بعد پھر اسلام نے کروٹ لی ادہر چنگیز خان کے پوتے کے بعد سے اسکی نسل مین اسلام آیا ادہر سلاطین عثمانیہ کا ستارہ بلند ہوا جسنے یورپ کو نیچا دکھا دیا اور انکے دلون سے حملون کی ہوس نکالدی لہذا لحمد۔

صلاح الدین کے قبضہ کے بعد سے پھر بیت المقدس مسلمانون کے قبضہ مین رہا چنانچہ آجتک ہے گو آجکل پر ضعف اہل اسلام انکے امرا اور سلاطین کی غفلت اور کاہلی اور شہوت پرستی کیوجہ سے ہے اور عیسائیون کا یہ زور شور ہے مگر بیت المقدس لینے کی جرارت نہین جو انکا معبد اور قبلہ و کعبہ ہے۔ یہ سب فضل ایزدی ہے جو ہمیشہ اسلام پر رہیگا۔ ای الٰہ العلمین آپ ہمارے اعمال بد پر لحاظ نہ فرمائیے اپنے رسول اکرم کے طفیل سے ہمکو ہمارے مخالفون پر سرسبز رکھیو۔ آمین آمین

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۝ وَأَنَّ الَّذِينَ

یہ قرآن وہ رستہ بتلاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور ایمانداروں کو جو اچھے کام کرتے ہیں یہ خوشخبری دیتا ہے کہ انکے لئے بڑا اجر ہے اور یہ کہ جو

ع ۱۰ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ وَيَدْعُ الْإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنسَانُ عَجُولًا ۝ وَجَعَلْنَا

قیامت پر ایمان نہیں رکھتے انکو لئے ہمنے دکھ دینیوالا عذاب تیار کر رکھا ہے اور انسان برائی مانگنے لگتا ہے جیسا کہ وہ بھلائی مانگتا ہے اور انسان جلد باز ہے اور

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ

رات دن دو نمونے ہمنے بنائے ہیں پس رات کے نمونہ کو مٹا دیتے ہیں اور دن کا نمونہ نظر آنیکے لئے بنایا تاکہ تم اپنے رب کے فضل کو (روزی) ڈھونڈو اور تاکہ تمہیں برسوں کی گنتی اور حساب معلوم رہے

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ۝

اور ہمنے ہر چیز کی تفصیل کر دی ہے

ترکیب

للتی ای للحالۃ او للطریقۃ التی ہی اقوم الحالات او الطرق - یبشر یہ بھی کا مفعول ثانی ہے ان ہو بان مفعول یبشر کا یا اسکی تفسیر دعاء لانے یدعو بالشر دعاءہ شل دعائہ بالخیر والاصل مضاف الی الفاعل ثم التقدیر یطلب الشر فالبار للحال او بمعنی الیسب - وکل شیء فصلناہ محذوف کا مفعول ہے جسکی تفسیر یہ فصلناہ کر رہا ہے اور یہی حال ہے کل انسان کا -

تفسیر

پہلے فرمایا تھا واتینا موسی الکتاب کہ ہمنے موسیٰ کو توریت دی تھی اسکے بعد حصر آیا تک تورات کے اوپر عمل کرنے سے جو کچھ بنی اسرائیل پر دینی و دنیاوی مصیبتیں آئیں انکا ذکر فرمایا کہ بطور پیشین گوئی کے انکو مطلع کر دیا تھا کہ تم ایسا کروگے اور یوں برباد ہوگے مگر انہوں نے نہ مانا اب یہاں سے امت محمدیہ اخیر پیمبر و رکی کتاب قرآن مجید کا ذکر فرماتا ہے ان ہذا القرآن الخ کہ ہم قرآن میں دو باتیں ہیں اول یہ دی تمام دینی و دنیاوی دستورات میں جو کچھ اچھے دستور اور منزل مقصود کا سیدھا رستہ ہے یہ وہ بتلاتا ہے اسنے کوئی بات انسان کی سعادت و خوبست کی بابت باقی نہیں چھوڑی چنانچہ انہیں آیات میں خبر کر فرماتا ہے وکل شیء فصلناہ تفصیلا - دوم مبشر کہ یہ نیک و بد کاموں کے ہم نتیجہ سے بھی خبر دیتا ہے کہ جسکا ظہور عالم آخرت میں ہوگا (تو رات میں یہ بات نہ تھی اور جو تھی تو بہت کم) ہمیں تصریح کر دی کہ قرآن مجید میں ہدایت کا کوئی مرتبہ رہ نہیں گیا ہے پھر جو کوئی اب بھی نہ مانے اور کفر کرے تو اسکے لئے عذاب الیم تیار ہے وہ از خود ہی بلا میں پڑتا ہے اب انسان کی (کہ جس سے بیشتر وہی کج طبع انسان مراد ہیں) ایک فطرتی عادت بیان فرماتا ہے کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ کبھی یہ قصداً بھی شر کو اختیار کیا کرتا ہے ویدع الانسان بالشر دعاءہ بالخیر وکان الانسان عجولا کہ جسطرح یہ بھلائی مانگتا ہے اسیطرح کبھی برائی بھی مانگنے لگتا ہے اسکو ستعجال نہیں جلد باز ہے - جہاں کہیں ہماری تنگدستی بنی آئی لگے موت کی دعا مانگنے (یہودی صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی تمنا سے منع کر دیا اور کبھی بیوی اولاد اقارب سے کر چاکر پرخفا ہو کر کوسنے لگتے ہیں اس سے بھی منع کیا -

وجعلنا الیل والنہار یہانسے یہ بات ظاہر فرماتا ہو کہ عہد موسوی کے منقضی ہو کر عہد محمدی کے قائم ہونے پر اور تورات جاکر قرآن آنے پر تعجب کے دیم عالم میں یوں ہی تصرف کیا کرتے ہیں سبکی مصلحتیں ہم ہی خوب جانتے ہیں آپنے زمرہ رات دن کا تعاقب دیکھو کہ رات کو سناکر دن بناتے ہیں جسکو فوائد بیشمار ہیں ان میں سے دن میں رزق و روزی کا بہم پہنچانا رات میں آلام کرنا از جملہ مہینوں اور برسوں کی گنتی ہے اگر کسیاں رات ہی رہتی یا دن ہتا یہ بات کب حاصل ہوتی - اور اسمیں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ انسان جلد باز جو ناکامی میں گھبرا کر مرنے لگتا ہے اسکو مایوس نہ ہونا چاہئے رات کے بعد دن یعنی تکلیف کے بعد راحت پہنچنا جاہا ہوا ہے اور نیز دنیا میں انقلاب سے کوئی حالت یکساں نہیں رہتی -

وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ۝ اقْرَأْ كِتَابَكَ ۖ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ

اور ہنے ہر آدمی کا عمل اسکی گردن میں باندھ دیا ہے اور قیامت کے دن اسکو کتاب بنا کر نکالینگے جسکو کھلی ہوئی پاویگا۔ (کہینگے) پڑھ اپنی کتاب تو ہی کافی ہے آج

عَلَيْكَ حَسِيبًا ۝ مَّنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَمَا كُنَّا

اپنا حساب لینے کے لئے جو ہدایت پاتا ہے تو وہ اپنے ہی لئے ہدایت پاتا ہے اور جو بہکا تو اپنے ہی خرابی کے لئے بہکتا ہے اور کسیکا بوجھ کوئی نہیں اٹھائیگا اور ہم کسیکو

مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۝ وَإِذَا أَرَدْنَا أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ۝

عذاب نہیں دیتے جبتک کہ رسول نہیں بھیجدیتے۔ اور ہم جب کسی بستی کو برباد کرنا چاہتے ہیں تو انکے دولتمندوں کو امر کرتے ہیں پس وہ وہاں کی کایا کرتے ہیں تب انپر بات پوری ہوجاتی ہے پھر ہم اسکو اکھاڑ پھینکتے ہیں

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِن بَعْدِ نُوحٍ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝

اور نوح کے بعد ہم کتنے ایسے قرنوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ اور تیرا رب بس کہ اپنے بندوں کے گناہوں کی خبرداری اور دیکھنے کو

ترکیب

یلقاہ جملہ کتابا کی صفت جو حال ہے مفعول محذوف سے وہو ضمیر الطائر یا مفعول ہے مر نا جواب ہے اذا کا۔ کم اسجگہ خبریہ ہے محل نصب میں اہلکنا سے بر بک میں ب زائدہ ہے جیسا کہ بنفسک میں تھی اور شہیدا تمیز ہے من نفسک علیک صلہ اسطرح خبیرا بصیرا تقدیم خبیرا کی اسکے متعلق کے تقدم سے ہے۔

تفسیر

ہر شے کی تفصیل کے بعد انسان کی حالت اور اسکی آئندہ صورت کا بیان کرنا گویا اس دعوے کی دلیل بیان کر دینا ہے کیونکہ یہ ایک بڑی اہم بات ہے جو کتب سابقہ میں بھی نہ تھی اسلئے فرماتا ہے وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ عرب میں اپنے ہر کام کا نیک و بد انجام طائر یعنی پرندوں کی پرواز سے معلوم کرتے تھے اگر دائیں سے اڑا تو خیر اور بائیں سے شر وغیرذالک پھر جب ہر کا استعمال زیادہ ہوا تو ہر خیر و شر کو طائر کہنے لگے تتمیتہ الشیٔ باسم لازمہ اسکی نظیر سورۂ یٰسین میں ہے نطیر انکم الی قولہ طائر کم معکم پس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ ہر ایک آدمی کا عمل نیک یا بد اسکی گردن میں باندھ دیا ہے جو کچھ یہ کرتا ہے وہ اسکے ساتھ لازم ہو رہا ہے یا جو کچھ نیکی بدی سعادت نحوست اسکی تقدیر میں ہے اسکے لئے لازم ہو ہی ضرور پیش آکر رہیگی اور پھر قیامت کے دن ونخرج لہ یوم القیمۃ کتابا یلقاہ منشورا یہی نیک و بد عمل جو دنیا میں اسکے گلے کا ہار تھا ایک کتاب کی ظاہر ہوگی جو اسکے تمام اعمال نیک و بد کے لئے ایک روزنامچہ ہوگا حکم ہوگا کہ اسکو پڑھ دیکھ تو نے دنیا میں کیا کیا کیا تھا؟ آپس ہر ہر بات ہوگی۔ اسی کو قرآن میں اور احادیث میں اکثر بہ لفظ کتاب ذکر کیا ہے پھر اسکی تفصیل ہے کہ اہل خیر کو یہ کتاب دائیں طرف سے اور بدوں کو بائیں طرف سے ملیگی۔ مگر اس سے مراد دنیا کی طرح کوئی مجلد کتاب شیرازہ بندھی چھپی لگی ہوئی نہیں ہے بلکہ اسکے اعمال کا صحیح اندازہ۔

پھر جب یہ حالت ہے تو من اہتدی لنفسہ الخ ہر ایک کو ہدایت کی طرف توجہ کرنا چاہئے کیونکہ اسکی برائی بھلائی کا بھی ذمہ دار ہے اور کوئی کسیکا بوجھ نہیں اٹھاویگا اپنی کرنی اپنی بھرنی۔ اور اسی لئے حجت تمام کرنے کے لئے دنیا میں رسول بھیجدئے گئے پس کسیکو عذاب نہ ہوگا جبتک کہ رسول کی معرفت پر حکم نہ ظاہر کیا جاوے وما کنا معذبین الخ حکام شرعی کے لئے تو رسول انسانی ضرور ہیں اور توحید و خدا پرستی کے لئے رسول عقل بھی کافی ہے۔

واذا اردنا سے دنیا میں جو بلائیں رسولوں کے خلاف کرنے سے آئی ہیں انکا ذکر کرتا ہے کہ جب قضاء و قدر میں کسی قوم یا شہر کے برباد ہونیکے دن نزدیک آجاتے ہیں تو پیشتر اسکے تباہ فرمایا ہوا انکے سرداروں دولتمندوں کو رسولوں یا انکے نائبوں کی معرفت سمجھایا جاتا ہے جب وہ نافرمانی کرتے ہیں تب برباد ہوتے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ ہر ناکے معنی یہ ہیں کہ ازلی نوشتہ کے موافق وہ خدا کیطرف سے برائی پر مامور ہوتے ہیں اسکی بعد فرماتا ہے کہ نوح کے عہد سے لیکر اب تک دیکھو کتنے قرون امم یعنی قومیں ہلاک ہوئی ہیں۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ

جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم اسکو یہیں جلدی دیدیتے ہیں جو کچھ جسکے لئے چاہتے ہیں پھر اسکے لئے جہنم مقرر کرتے ہیں جسمیں وہ ذلیل و خوار ہوکر جائیگا اور جو آخرت چاہتا ہے

وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ

اور اسکے لئے اسکے موافق کوشش کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے تو ان لوگوں کی کوشش کارآمد ہوگی ہم ہر ایک کو دیئے جاتے ہیں انکو بھی اور انکو بھی اپنی عنایت سے اور تیرے

عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

رب کی بخشش کسی پر بند نہیں ہے دیکھ ہمنے ایک کو دوسرے پر کیسی فضیلت دی رکھی ہے اور آخرت میں تو بڑے درجے اور بڑی فضیلت ہے اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود

اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝

نہ ٹھہرا ورنہ تو پشیمان و خوار ہوکر بیٹھیگا

ترکیب

مَنْ مبتدا اور یہ شرط ہے اور عَجَّلْنَا اسکا جواب لِمَنْ یرید بدل ہے مَنْ سے باعادہ جار یصلیٰھا حال ہے جہنم سے یا ضمیر لہٗ سے مذموماً حال ہے فاعل یصلیٰ سے جو ضمیر ہے اور اسی طرح مدحوراً ہولا۔ ہولا بدل ہے کلّا سے۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا ہم خبیر بصیر ہیں ہر ایک کی نیت اور دلی راز سے بھی واقف ہیں پس دنیا میں دو قسم کے آدمی ہیں اوّل وہ بھکا دار آخرت پر یقین نہیں اور جو کچھ ہے تو اسکی نزدیک بھی دنیا ہی مقدم ہے اسکے حاصل کرنیکو وہ اصلی مقصد جانتا ہے اسکے مقابلہ میں دار آخرت کے توشہ کی اسکو ذرہ بھی پروا نہیں من کان یرید العاجلۃ تو ہم اسکو جلدی یہیں دلا دیتے ہیں عجلنا لہ فیہا مگر یہ نہیں کہ جو کچھ وہ چاہتا ہے وہی اسکو ملجاتا ہے بلکہ اتنا اسکو ملتا ہے اور یہ بھی سب کے لئے نہیں بلکہ لمن نرید جسکو ہم چاہتے ہیں ورنہ یکدم دنیے بیدینی اختیار کی کوئی بڑا کام دنیا کا حاصل کرنیمیں اٹھا نہیں رکھا مگر پھر بھی ہی افلاس ہی تنگدستی۔ بیدینوں کے لئے بڑی تہدید ہے۔ مگر اس چند روزہ عیش کے بعد تو ہم جعلنا لہ جہنم یصلاہا مذموماً مدحوراً وہ جہنم میں جائیگا اور دنیا میں عمر رائگاں کرنے پر ندامت اٹھائیگا ذلیل ہوگا۔

دوم وہ کہ جنکو مدنظر دار آخرت ہے ومن اراد الاخرۃ مگر اسمیں دو شرط ہیں اوّل وسعی لہا سعیہا اگر اسکے موافق کوشش کرے یہ نہیں کہ ارادہ کرکے چپ بیٹھ رہے اور کوشش بھی اسکے مطابق ہو کیونکہ بہت سے لوگ دار آخرت کی کوشش کرتے ہیں اور عناصر اور سیاروں اور بزرگوں کی عبادت کو آخرت کا ذریعہ جانتے ہیں اور اسطرح نیکی ریاضتیں بھی کرتے ہیں کوئی رات دن گنگا میں نہاتا ہی کوئی پہاڑ پر سے گرتا ہے کوئی حلال چیزیں کھانے چھوڑ کر جسم کو ہلاک کرتا ہی سو یہ رستہ دار آخرت کا نہیں ؎ ترسم نرسی بہ کعبہ اے اعرابی ۔ کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان ست ۔ بلکہ پیغمبر علیہ السلام کے فرمودہ کے موافق ہونا چاہئے۔

دوم یہ کہ وہو مؤمن اسکو ایمان بھی ہو اللہ اور اسکے رسول کی دل سے تصدیق ہو کیونکہ یہ صالح و ریاکار ہے یہ نہیں تو کچھ نہیں خدا کی جماعت میں داخل نہیں پس اولئک کان سعیہم مشکورا انکی کوشش کارآمد ہوگی انکو دار آخرت و حیات ابدی نصیب ہوگی رہی دنیا سو گاہ ہولا و ہولا من عطاء ربک ہم اپنی عنایت سے ہر ایک فریق کو دنیا میں دیتے ہیں دین اختیار کرنے سے دنیا فوت نہیں ہوتی اور زیادہ دنیا ملنے سے خدا کے ہاں کوئی زیادہ عزت حاصل نہیں ہوتی ؎ چہ دشمن بریں خوان یغما چہ دوست ۔

انظر کیف فضلنا الخ دیکھو دنیا میں ایک کو دوسرے پر کیسی فضیلت دی رکھی ہے بہت سے احمق جاہل مالدار اور دانا خوار اور بہت سے کفار محتاج اہل ایمان اہل ثروت اور ہیں بالعکس ہاں آخرت کے درجات سو انہیں کی زیادہ رغبت کرنی چاہئے وہیں کی فضیلت فضیلت حقیقی ہے وللآخرۃ اکبر درجات و اکبر تفضیلا دار آخرت کے لئے اصل اصول توحید ہے اسلئے حکم دیتا ہے لا تجعل الخ کہ خدا کے ساتھ کسیکو شریک خیال نہ بنانا ورنہ ذلیل و خوار ہوگا۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ

اور تیرے رب نے قطعی حکم دیدیا کہ اسکے سوا اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے کوئی یا دونو بڑھاپے کو پہنچیں تو نہ انکو ہت کہہ اور

لَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۭ رَبُّكُمْ

نہ انکو جھڑک اور انسے ادب سے بات کر اور انکے آگے جھک مہربانی سے اور دعا کر کہ اے رب تو رحم کر جیسا کہ بچپن میں مجھے پرورش کرتے تھے تمہارا رب

اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ

خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اگر تم نیکی کرنیوالے ہوگے تو وہ رجوع کرنے والوں کو بخشنہار رہتا ہے اور دے قرابت دار کا حق اور مسکین اور مسافر کا بھی

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ

اور بیہودہ نہ اڑا بیہودہ اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے اور جو کبھی تو انکی طرف سے منہ موڑے

رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ

اپنے رب کی رحمت کی تلاش میں کہ جسکی تجھے اُمید ہے تو انسے نرمی کی بات کہہ اور تو اپنا ہاتھ بالکل نہ روک اور نہ اسکو بالکل کھول کہ تو بیٹھا رہ ہو کر

مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝

تھک کر بیٹھ رہے تیرا رب جسکے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کرتا ہے اور کستا ہے وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے دیکھتا ہے

ترکیب

الا تخفف ان لا یجہ تفسیر ہے قضی کی و بالوالدین معطوف ہے الا تعبدوا پر لے قضی بالوالدین تقدیرہ وبان تحسنوا بالوالدین احسانا۔ اما یبلغن اما ان ماتہا ان شرطیہ مازائدہ تاکید کے لئے یبلغن فعل شرط فلا تقل جواب۔ اُفّ اسم الفعل الذی ہو اتضجر وہو مبنی علی الکسر لالتقاء الساکنین وتنوینہ فی قرأۃ نافع وحفص للتنکیر۔ ومن فتح طلب التخفیف مثل رب ومن ضم اتبع ومن لم ینون اراد التعریف۔ جناح الذل بالضم ضد العز و بالکسر ضد الصعوبۃ ہو الانقیاد۔ وجعل للذل جناحا کما فی قول لبید ؎ وغداۃ ریح قد کشفت وقرۃ ؎ اذا اصبحت بید الشمال زمامہا ؛ للشمال یدا وللقرۃ زماما۔

تفسیر

پہلے تو دار آخرت کی سعی کا مجملاً ذکر ہوا تھا اب یہاں اسکی تفصیل کرتا ہے کہ دار آخرت کا یہ رستہ ہے اور اسکی کوشش اصلی یہ ہے۔

سب سے اول بات دار آخرت کے لئے یہ ہے کہ منعم کا شکر کرے اور اپنے محسن کے ساتھ ادب اور سلوک سے پیش آوے۔ اور منعم حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اسنے ہمکو پیدا کیا ہے اسنے ہمکو بیشمار نعمتیں عطا کی ہیں اور پھر اس جہان میں بھی اسی سے اُمید ہے۔ وہ کسیکے احسان اور خدمت کا تو محتاج نہیں اسکی شکرگزاری اور لحاظ اور حق پروری ہے تو یہی ہے کہ اسکو ساتھ کسیکو خدائی میں شریک نہ کرے خالص اسکی عبادت کرے سو اسلئے سب سے اول حکم یہی دیا وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ اب لطف کلام دیکھو کہ رب کا لفظ فرمایا حق تربیت جتلانے کے لئے اور امر کی جگہ قضی تاکید کا کلمہ فرمایا یعنی حکم قطعی دیدیا۔ اور نیز اسی حکم کو اس سے پہلی آیت میں لاتجعل مع اللہ الہا اخر کے ساتھ بھی ذکر کر دیا تھا یہاں اور بھی تاکید فرمادی۔

خدا تعالیٰ کے بعد دنیا میں اسکے وجود کا سبب مجازی اور منعم اور محسن ماں باپ ہیں جو اسکی بے چینی سے بے تاب ہو جاتے ہیں اور کھانے پینے میں اپنی نفس سے اسکو عزیز رکھکر آپ نہیں کھاتے اسکو کھلاتے ہیں اور اسکے بچپن میں اسکی پرورش میں بلا غرض جان و مال کو صرف کرنا اپنی راحت سمجھتے ہیں اسلئے دوسرا حکم والوالدین احساناً ہے کہ ماں باپ کے ساتھ احسان کیا کرو۔ احسان کا لفظ ایسا وسیع المعنی ہے کہ جسمیں سب کچھ آگیا مگر اسکی کسیقدر شرح بھی فرماتا ہے (۱) اما یبلغن الخ کہ اگر تیری زندگی میں تیرے ماں باپ بڑھاپے کو پہنچیں تو یہ زمانہ بڑی ہیکسی کا ہوتا ہے اور نیز اسکے سب اقتدار اور زور و قوت جاتے رہتے ہیں اور نیز بڑھاپے میں اس سے بچوں کی سی بے معنی باتیں بھی سرزد ہونے لگتی ہیں پس تجھکو انسے ہرگز اُف کہنا نہ چاہیئے نہ جھڑکنا چاہیئے ف دلالۃ النص کے طریق پر اس سے ہر ایک قسم کی ایذا اور تکلیف دینا ماں باپ کو حرام سمجھا گیا وعلیہ بعضھم (۲) وقل لھما انسے نرم اور ادب سے کلام کر (۳) واخفض الخ آگے جھک یعنی ہر قسم کی دل سے فرمانبرداری کر (۴) وقل رب ارحمھما انکے لئے دعا خیر کر۔

بارہا تجربہ میں آیا ہے کہ جسنے ماں باپ کو ستایا وہ دنیا میں بھی ناشاد و نامراد رہا جوانا مرگ مرا ہے اور جسنے عزت و توقیر و جہان کیلئے انکو شاد و خرم دیکھا ہے ف ماں باپ کی اُن باتوں میں فرمانبرداری نہیں کہ جن سے خدا کی گستاخی ہوتی ہے کیونکہ ماں باپ سے اللہ کا حق اور مرتبہ بہت مقدم ہے پھر یہ نہیں کہ تم یہ سب باتیں ظاہر داری کی طور پر کرو بلکہ دل سے اور اخلاص سے کیونکہ ربکم اعلم بما فی نفوسکم الخ تمہارے دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے اگر تم نیک بختی اختیار کروگے اور ایسی حالت میں بشرت سے گزشتہ کچھ خدمتگزاری میں کمی ہو گزشت ہو جاویگی اور اپنی اس کمی سے تم انکی طرف رجوع کروگے تو وہ رجوع کرنیوالوں کے لئے معاف کرنیوالا ہے ف اواب بروزن فعال اوب یعنی رجوع سے مبالغہ کا صیغہ ہے

تیسرا حکم وآت ذا القربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل کہ اور جسقدر قرابت دار ہیں بھائی بہن ماموں چچا خالہ پھوپھی وغیرہم انکا حق ادا کر حق ادا کرنا بھی بڑا عام لفظ ہے جسمیں ہر ایک قسم کا حق آگیا اگر محتاج ہیں تو انکی مال سے مدد کر اور نہیں ہیں تو ادب اخلاص ہمدردی صلہ رحمی کر اور انہیں پر منحصر نہ کر بلکہ ہر ایک مسکین یعنی محتاج کے ساتھ نیک سلوک کر خواہ قرابت دار ہو خواہ کوئی غیر ہو بلکہ پردیسیوں مسافروں کا بھی تجہیز حق ہے انکے ساتھ بھی نیک سلوک کر ضیافت کر لقمے اُترنے کو آرام سے جگہ دے نرم کلام کر۔ ان تیسرے حکم میں تین حکم ہیں۔

یہ سب خدمتگزاری مال سے ہوا کرتی ہیں اسلئے مال کی بابت حکم دیتا ہے چوتھا حکم ولا تبذر الخ کہ بیجا اسکا خیروں میں صرف کرنیکو کہا ہے اُڑانے کا حکم نہیں دیا ہے لغویات میں مال برباد کرنا بے ضرورت مکانات بنانا اسباب خریدنا گھوڑے وغیرہ شکار بے ضرورت مول لینا سب میں تبذیر ہے اسیطرح بیاہ شادی دعوت و مہمانی کھانے پینے میں بھی اعتدال سے بڑھنا تبذیر ہے اور ناچ رنگ آتش بازی وغیرہ تو اور بھی ممنوع ہے۔

سائلوں اور حقداروں کے دینے کا حکم دیا تھا اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ پاس کچھ نہیں ہوتا وہ طلب کرتے ہیں سخت سُست بھی کہنے لگتے ہیں ہوقت آدمی کو غصہ آجاتا ہے بُرا بھلا کہنے لگتا ہے سو اس سے بھی منع کرتا ہے اور ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیئے اسکی تعلیم دیتا ہے واما تعرضن الخ کہ اگر تیرے پاس نہیں اور تجھکو خدا سے اُمید ہے کہ آئیگا ایسی حالت میں انسے تو جو سُنہ پھیرے تو انکو سخت بات نہ کہہ بلکہ نرم بات کہ بھائی اللہ کا فضل ہے برکت ہے یا وہ دیگا تو دونگا یا اللہ تجھے غنی کرے۔ پانچواں حکم ولا تجعل یدک الخ میانہ روی کر نہ تو ہاتھ کو سکیڑ کہ سمیٹ کر مٹھی بند کر کے گلے میں ہاتھ رکھ لے (یہ کنجوسی کے معنی میں محاورہ ہے) اور نہ ہاتھ کو بالکل کھول کہ سب کچھ ایک وزد یکھ خود محتاج ہو جاوے آپ مانگتا پھرے کیونکہ دنیا میں فقیر خدا نے پیدا کئے ہیں تیرا کام نہیں کہ سب کو غنی کرے غنی اور فقیر وہی کرتا ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً

اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ہم انکو روزی دیتے ہیں اور تمکو بھی انکا قتل کرنا بڑا گناہ ہے اور زنا کے پاس نہ جاؤ کیونکہ وہ بیحیائی

وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي

اور برا رستہ ہے اور کسی جان کو کہ اللہ نے اسکا قتل حرام کر دیا ہے قتل نہ کرو مگر حق ہو اور جو کوئی ظلم سے مارا جاوے تو ہم نے اسکے وارث کو قدرت دی ہے سو اسکو قتل کرنے میں

الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝

حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اسکو مدد دی گئی ہے اور مال یتیم کے پاس نہ جاؤ مگر اس طریقہ سے جو اچھا ہو یہانتک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور عہد کو پورا کرو کیونکہ عہد کے بارے سوال ہوگا

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ

اور پیمانہ بھر کر دو جب اپنے گھر اور سیدھی ترازو سے تولو یہ بہتر ہے اور خوب انجام اور جس بات کے پیچھے نہ پڑ جسکا تجھے علم نہو۔ کیونکہ

السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ

کان اور آنکھ اور دل ہر ایک انہیں سے پوچھا جائیگا اور زمین پر اکڑتا ہوا نہ چل کیونکہ تو زمین کو پھاڑ نہ ڈالیگا اور نہ بلندی میں پہاڑوں تک

طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

پہنچیگا یہ سب بری باتیں تیرے رب کے نزدیک ناپسند ہیں یہ اس حکمت میں سے ہے جو تیری طرف تیرے رب نے وحی کی اور اللہ کے ساتھ اور معبود

اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝

مقرر کرو ورنہ تو جہنم میں ڈالا جاویگا پشیمان ذلیل ہو کر پھر کیا تمکو مبارک رب نے بیٹے چن کر دیئے ہیں اور خود اسنے فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا ہے بیشک تم بہت بڑی بات کہتے ہو

ترکیب

خشیۃ املاق مفعول لہ۔ املاق فقر۔ بخطا و بکسر الخا و سکون الطا و الہمز مصدر خطی یخطا بکسر الخا و فتح الطا من غیر ہمز ہوا الاثم یقال خطی خطا کثیرا ہما لا تقف الماضی منہ قیاسی من تتبع و یقر بضم القاف و اسکان الفا مثل تقم و ماضیہ قاف یقوف اذا تتبع کل اولئک مبتدأ و اولئک اشارۃ الی السمع و البصر و الفواد و ان کان الاشارۃ باولئک فی الاکثر الی من یعقل و لکن قد جا لمن لا یعقل سیئۃ بضم الہاء و الہمزۃ بالاضافۃ ای شیٔ بعض المذکور المنہی عنہ مکروہ عند اللہ۔ پس سیئۃ کان کا اسم مکروہا خبر جملہ خبر کل ذلک۔ نافع ابن کثیر ابو عمرو نے سیئۃ پڑھا ہے۔

تفسیر

چھٹا حکم ولا تقتلوا اولادکم اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے قتل نکرو۔ عرب میں دستور تھا کہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالا کرتے تھے یہ سمجھکر کہ لڑکیاں کچھ کما نہیں سکتیں لڑکے کما سکتے تھے کہ وہ انکے ساتھ لوٹ مار میں شریک ہوتے تھے اور نیز مفلسی میں اہل کفو اس لڑکی سے نکاح نہیں کرتے تھے غیر کفو میں دی جاتی تھی یہ بڑی عار کی بات تھی۔ اس بدرسم کو کس لطف کے ساتھ منع فرماتا ہے اول تو لفظ اولاد کہہ کے شفقت دلائی دوم نحن نرزقہم الخ کہ تم کیوں رزق کی فکر کرتے ہو رزق تو ہم دیتے ہیں انکو اور تمکو بھی تسوم ان قتلہم کہ انکا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔ **ساتواں حکم** ولا تقربوا الزنا کہ زنا کے پاس بھی نہ جاؤ۔ زنا کی قباحت میں سلف سے خلف تک عقلاء کو اتفاق ہے

نہیں یہ چند قباحت ہیں (۱) انساب کا خلط ملط یہ نہ معلوم ہوتا کہ یہ کس کا بیٹا ہے اور یہ کس کا پھر باہمی حصہ ترکہ میں خرابی آتی (۲) عورت کو شرعی یا عرفی طور پر اگر ایک شخص خاص سے تعلق نہو جسکو نکاح کہتے ہیں تو اسکے پاس آنیوالوں میں باہمی قتال وجدال کی نوبت آویگی جیسا کہ مشاہدہ میں آتا ہے اور یہ بات تخریب عالم کا باعث ہے (۳) عورت سے مقصود صرف شہوت رانی ہی نہیں بلکہ باہم ملکر خانہ داری کے امور میں ایک دوسری کا معین ہو مرد کما کر لاوے عورت دردمندی اور کفایت کے ساتھ اسکو گھر میں اٹھاوے دونو بچوں کی تعلیم و تربیت میں کوشش کریں اور نیز بیماری اور پیری میں بھی ایک دوسرے کا ساتھ دے ہر ایک کو دوسری کے ساتھ کمال درجکی دردمندی ہو اور یہ بات جبتک ممکن نہیں کہ عورت کی نظر ایک ہی شخص پر رہے اور دوں سے علاقہ نہ رکھے اور یہ بغیر اسکے کہ زنا کو حرام کیا جاوے ممکن نہیں (۴) اگر زنا کا دروازہ کھلا جائے تو بس انسان اور بہائم میں کیا فرق رہے جس عورت کو مرد چاہے رکھے اور نیز باہم الفت و محبت کبھی پیدا نہو۔ ان سب باتوں کے لحاظ سے شرع نے زنا کو حرام کیا اور یہانتک تاکید کے لفظ استعمال کئے کہ اسکے پاس جانیکی بھی ممانعت کردی یعنی اسکے اسباب سے بھی روکا اور اسکی ان قباحتوں کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا آٹھواں حکم ولاتقتلوا النفس التی حرم اللہ الخ کہ جن جانوں کا قتل کرنا شرع نے حرام کیا ہے انکو ناحق قتل نکرو نہاں خدا تعالیٰ کا مظہر اور اسکی خدائی کا آئینہ ہے اسکے قتل کا ارادہ کرنا خدائی کا مقابلہ کرنا ہے۔ پس یہ نہایت سنگین جرموں پر قتل کیا جاتا ہے بضرورت اور وہ دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ یہ خدائی جرائم کا ارتکاب کرے مرتد ہو جاوے بغاوت کرکے اس عام میں خلل انداز ہو یا نکاح کرنیکے بعد بیحد حرام کاری کے یہ ان صورتوں میں انسان کی حرمت جاتی رہتی ہے اسکی طرف التی حرم اللہ میں اشارہ کیا وہ احادیث صحیحہ جنمیں مرتد اور باغیوں اور رجم کا ذکر ہے گویا اسی جملہ کی شرح ہیں دوسری یہ کہ یہ کسیکو مار ڈالے اسکے بدلہ میں اسکو مار جاوے جسکو قصاص کہتے ہیں چونکہ یہ بات قتل عمدی میں ہے جو عرب میں کثیر الوقوع تھا اسلئے اولاً تو اسکی طرف الا بالحق میں اشارہ کیا پھر ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیہ سلطاناً فلا یسرف فی القتل میں اسکی صراحت کردی کہ جو مظلوم مارا جاوے اسکے وارث کو شرع نے قدرت دی ہے اس قاتل کو مارنا چاہئے یہی قتل بالحق ہے مگر انہیں اسراف نہو اسکی عوض اسکی قوم کے سردار کو نہ مارے نہ اسکو جلا کر یا اور بری طرح سے قتل کرے جو اسکے ورثہ میں اشتعال کا باعث ہو۔

ف شرع میں انسان کا قتل ان چند صورتوں میں جائز ہے (۱) یہ کہ مرتد ہو (۲) باغی ہو۔ تاجزاء الذین الایہ میں اس حکم کی تصریح ہے (۳) یہ کہ نکاح کرنے کے بعد زنا کرے۔ اسکا حکم احادیث مشہورہ سے ثابت ہے (۴) کفار و مشرکین کا قتل کرنا نہ مطلقاً بلکہ اسوقت کہ اسنے قاعدۂ شرعیہ کے موافق جنگ قائم ہو کما قال قاتلوا الذین لایؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر وقال واقتلوہم حیث وجدتموہم (۵) قصاص میں آئمہ مجتہدین نے احادیث و قیاس سے تارک الصلوٰۃ اعلانی ساحر چار پائے سے مباشرت کرنے والے کا بھی قتل جائز رکھا ہے۔ توریت میں بھی قتل انسان بہت سی صورتوں میں جائز قرار دیا گیا ہے نواں حکم مال یتیم سے بچنا ولاتقربوا مال الیتیم مگر جائز طریقہ سے لینا درست ہے مزدوری میں تجارت میں اجرت نگرانی میں اگر محتاج ہو دسواں حکم واوفوا بالعہد عہد جس سے کرو پورا قائم رہو۔ وہ عہدی غلط ہیں جنکو شرع نے معتبر نہیں رکھا یعنی معصیت پر عہد کرنا گیارھواں حکم واوفوا الکیل کہ ماپ تول کو لیتے دیتے وقت کم زیادہ نکرو۔ معاملات میں دغابازی نکرو بارھواں حکم ولاتقف اسکے معنی میں مفسرین کے چند اقوال ہیں (۱) ہمیں ان باطل خیالات کی پیروی سے ممانعت ہے جو عوام میں غلطی سے مشہور ہو جاتے ہیں۔ (۲) محمد بن حنفیہؒ سے منقول ہے کہ اسکے معنی جھوٹی گواہی ہیں۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ۭ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا

اور البتہ ہمنے قرآن میں کھول کر بیان کر دیا ہی اگلے سمجھنے کو - اور انکو تو اس سے نفرت ہی زیادہ ہوتی ہی کہدے اگر اسکے ساتھ اور بھی معبود ہوتے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تب تو وہ

اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ

عرش والے تک کوئی رستہ نکال لیتے وہ پاک ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے بہت ہی دور ہے - اسکی پاکی بیان کرتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ انمیں ہے

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

اور ہر ایک چیز اسکی تسبیح کرتی ہے حمد کے ساتھ لیکن تم انکی تسبیح نہیں سمجھتے وہ بردبار معاف کرنیوالا ہے

ترکیب

صرفنا ہی بیناضربنا من کل مثل - ولکن ان یکون فی زائدۃ کما فی قولہ تعالیٰ وما لہ لم یاذن فیہ - لو کان شرط اذا لابتغوا الخ جواب لو امہنی الطلبوا الی من ہو مالک الملک سبیلا بالمغالبۃ کما یفعل الملوک بعضہم مع بعض او بالتقرب الطاعۃ لہ تعالیٰ لعلمہم بقدرتہ تعالیٰ وعجزہم کقولہ اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربہم الوسیلۃ - بیضاوی -

تفسیر

ابن عباس کہتے ہیں جسکو آنکھ سے نہ دیکھے کان سے نہ سُنے دل میں پاوے نہ رکھی اسکی گواہی نہ دے - (۳) بعض کہتے ہیں کسی پر تہمت لگانیکی ممانعت ہے ہو کہ تہمت میں بلا تحقیق باتیں ہوا کرتی ہیں (۴) بعض کہتے ہیں جھوٹھ کی ممانعت ہے (۵) بعض کہتے ہیں کسی کی غیبت اور طرفداری وشیطانی باتوں سے ممانعت ہے اگر یہ سب معنی صحیح ہیں آگے سب کا بھید ہے کہ جو بات جیسی طرح معلوم نہو اسپر کوئی حکم نہ لگاوے انہیں بھید سب اقوال آگئے -

تیرھواں حکم ولا تمش فی الارض مرحا الخ تکبر تکبر زمین پر اکڑ کر نہ چل کیونکہ تو عاجز ہے کچھ زمین کو پہاڑ نہ ڈالیگا بلند ہو کر پہاڑوں کے برابر نہ ہو سکیگا انہیں سے ان مکروہ چیزوں کو سیئہ فرماتا ہی اور جو اوامر ہیں انکی نسبت فرماتا ہی ذلک مما اوحی الیک ربک من الحکمۃ یہ جملہ سب باتوں کی طرف اشارہ ہے - ان احکام میں جو کچھ نہار رکھے گئے ہیں جنسے انہان کی روح اور اسکے اخلاق کی صفائی اور تدبیر منزل اور انتظام عالم کی خوبی وابستہ ہے اور پھر انکے بیان اور ترتیب میں جو کچھ لطف کھا کیا ہے اگر اسپر کوئی مطلع ہو گا تو انکو حکمت الٰہیہ کے جواہر اور الہام ربانی کے وہ نادر موتی کہیگا جو بنی اسرائیل کے احکام عشرہ سے بدرجہا بہتر ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لوحوں پر کندہ کر کے عطا ہوئے تھے - ان احکام کی ابتدا بھی توحید سے ہوئی تھی اور خیر میں بھی اسی بات کا تاکید کے لئے عاد فرمایا ولا تجعل مع اللہ الٰہا آخر اور اسکے بعد اس بات سے بھی منع کیا جو عرب کے مشرکین کرتے تھے وہ یہ کہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھکر انکو کارسازان خدائی میں شریک کیا جاتے تھے اس بات کو کس لطف کے ساتھ رد کرتا ہے افاصفاکم ربکم بالبنین واتخذ من الملائکۃ اناثا کہ تمکو خدا نے بیٹے دئے اور اپنے لئے بیٹیاں لیں یہ کیسی لغو بات ہے ؟ ان سب باتوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتا ہے ولقد صرفنا الخ کہ قرآن میں ہمنے ہر ایک قسم کی بات وعظ وپند احکام دنیا و آخرت بیان کر دئی تاکہ وہ سمجھیں اور غور کریں مگر ان ازلی بدبختوں کو تو اس سے اور زیادہ نفرت ہوتی ہے - اسکی بعد پھر اس شرک کا رد اور توحید کا اثبات کرتا ہے اور اس بات کو قرآن میں بار بار اسلئے ذکر کیا گیا کہ اس عہد میں شرک وبت پرستی کا دریا موجیں مار رہا تھا پس فرماتا ہے لو کان مع اللہ الخ کہ اگر اسکے ساتھ تمہارے قول کے موافق اور خدا ہوتے تو عرش والے تک یعنی مالک ملی تک کوئی رستہ نکالتے جھگڑتے مقابلہ کر کے غالب آتے جیسا کہ متعدد بادشاہوں میں ہوتا ہے یا یعنی کہ خود انکو اسکے لئے وسیلہ کی طرف نکالنے کی حاجت پڑتی پھر وہ تمہیں کیا دیتے لیتے سبحانہ وتعالیٰ الخ میں اپنی پاکی بیان فرماتا ہے اور تسبح لہ الخ میں یہ ظاہر کرتا ہے کہ تہان اور زمین اور انکے اندر کی ہر چیز اسکی تسبیح یعنی پاکی اور کبریائی بیان کرتی ہے ذی روح تو زبان سے اور جمادات بزبان حال سو کہ انکا وجود اور انکی ہر حالت اسکی یکتائی پر دلیل ہو مگر تم غور نہیں کرتے انکی تسبیح نہیں سمجھتے - تمہارا یہ جرم اس قابل تھا کہ دنیا میں تمہیں ہلاک کیا جاتا مگر وہ حلیم غفور ہے -

ف ۱۲ اسی آیت سے ثابت ہوا کہ جمادات میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک طرح کا علم رکھا ہے جسکو وہی جانتا ہے

ف ۱۲ صحیح بخاری میں عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ لوگ جسمیں یہ بندہ بھی تھا حضرت صلعم نے انہیں ہاتھ ڈالدیا تو انکی انگلیوں سے پانی نکلتا تھا جیسا چشمہ سے نکلتا ہے کہ تمام جماعت نے وضو کیا پیا اور سم کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے اور وہ کھایا جاتا تھا - جمادات میں بھی خدا تعالیٰ نے ایک طرح کا علم رکھا ہے جسکو وہی جانتا ہے ۱۲ منہ

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۙ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ

اور جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم تیرے درمیان اور انکے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک آڑ کھنچوا لیتے ہیں اور جنکے دلوں پر پردے ڈالدیتے ہیں انکے

يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ

سمجھنے میں اور انکے کانوں میں ثبیت اور جب تو قرآن میں اپنے رب کا تنہا ذکر کرتا ہے تو اُلٹے بھاگتے ہیں بدک کر ہم خوب جانتے ہیں جسلئے وہ سنتے ہیں

اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ

جبکہ تیری طرف کان لگاتے ہیں اور جبکہ وہ سرگوشی کرتے ہیں جبکہ بے انصاف کہتے ہیں کہ تم اتباع نہیں کرتے ہو مگر ایک شخص جادو کیا ہوا دیکھ تیری کیسی مثلیں بیان کیں

فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً

سو وہ گمراہ ہوگئے پس وہ رستہ نہیں پاسکتے اور کہتے ہیں کیا جب ہم مرکر ہڈی اور چورا ہو گئے تو کیا ہم نئے سرے سے زندہ کئے جاویں گے کہہ تم پتھر ہو جاؤ

اَوْ حَدِيْدًا ۝ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ

یا لوہا یا کوئی اور شے جو تمہارے دلوں میں بڑی ہو پھر اب کہینگے کہ ہمکو کون دوبارہ جلائیگا کہہ وہ جسنے تمکو اول بار پیدا کیا پھر تو تیرے آگے

اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۝ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

سر ہلا ہلا کر یہہ کہینگے کہ وہ کب ہوگا کہہ امید ہے کہ عنقریب ہو جس روز کہ وہ تمہیں بلائیگا تو تم اسکی حمد کرتے چلے آؤگے اور گمان کروگے کہ نہیں ٹھہرے مگر تھوڑا سا

مستورا سا ستارا۔ بالا یستمعون بہ لاے بسببہ من الغیر او وہم بدل من اذ قبلہ (ترکیب) یوم یدعوکم ظرف لیکون بحمدہ فی موضع الحال۔

تفسیر

آسمانوں اور زمین کی چیزوں کی تسبیح تو تم اے مشرکین سمجھتے ہی نہ تھے تمہاری سمجھ میں تو یہہ قرآن مجید بھی نہیں آتا جو خاص تمہاری زبان فصیح میں نازل ہوا ہے واذا قرات الخ اور یہہ نہ سمجھنا قرآن کا اسلئے ہے کہ جب تو قرآن پڑھتا ہے نبی تو ہم انکی ازلی گمراہی کے پردے ہمیشہ ڈالدیتے ہیں جس کی وجہ سے انکے دلوں پر پردے ہوجاتے ہیں ضمامیں غور و تامل نہیں کرسکتے اور جو کوئی انکو اور سمجھاوے تو ان بھی سلامت نہیں سنتے نہیں۔ اور انکے حواس باطنہ کے ماؤف ہونے پر یہہ دلیل ہے کہ جب قرآن میں توحید کا ذکر اور شرک کی برائی سنتے ہیں تو بدک کر بھاگ جاتے ہیں۔ یہہ مکہ کے مشرکوں کا حال بیان ہو رہا ہے اور صحیح ہے کہ جب انسان پر گمراہی اور بدبختی سوار ہوتی ہے تو نہ سمجھتا ہے نہ سمجھانے سے سمجھتا ہے نہ عقل کتنا ہی سمجھاؤ نہیں سمجھتا اور یہی پردہ اور حجاب ہے۔

اول تو مکہ کے مشرک حضرت صلعم سے قرآن سنتے ہی نہ تھے اور جو کبھی مجلس میں ٹھہرتے تھے تو اس غرض سے کہ کچھ اسمیں سے یاد کریں تاکہ پھر سر بمشورہ اور ہنسی کریں اور پھر آپس میں دس دس پانچ پانچ جمع ہوکر سرگوشیاں کرتے اور یہہ کہتے تھے کہ یہہ لوگ جو اسکے تابع ہوتے ہیں احمق ہیں یہہ تو خود جادو کا مارا ہوا ہے کیسے اپنے اوپر سحر کردیا ہے اسلئے ایسی ایسی نئی نئی باتیں کرتا ہے چنانچہ نحن اعلم سے لیکر رجلا مسحورا تک میں یہی ذکر ہے۔ پھر خدا تعالیٰ آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ دیکھہ بدنصیب تجھپر کیا عیب لگاتے ہیں اور کوئی بات عیب کی تو ملتی نہیں تظر الخ

وقالوا سے انکی دوسری بات بیان فرماتا ہے کہ جب پورے کہنے پر آتے تھے حضرت جب مرجاتے کہ مرکر پھر قیامت میں اٹھینگے تو وہ کہتے کہ جب ہم مٹی میں ملجائینگے ہڈیوں کا چورا ہوجائینگا تو پھر کیونکر زندہ ہوسکتے ہیں اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ تمہارے نزدیک خواہ کوئی چیز قابل حیات نہیں ہوا پھر بھی کوئی چیز اگر تم وہ بھی ہوجاؤ جسنے تمکو اول بار پیدا کیا وہ دوبارہ کردیگا۔

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ رَبُّكُمْ

اور میرے بندوں کو کہہ دے کہ وہ بات کہا کریں جو بہتر ہو۔ کیونکہ شیطان آپس میں لڑا دیتا ہے شیطان انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے تمہارا رب

اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

تمہیں خوب جانتا ہے اگر چاہے تو تم پر رحم کرے اور اگر چاہے تو تمہیں عذاب دے اور تجھکو ہم نے انکا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا ہے اور تیرا رب خوب جانتا ہے انکو جو آسمانوں اور زمین میں ہیں

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰي بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ

اور البتہ ایک نبی کو دوسرے پر ہم نے فضیلت دی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی کہہ تو پکارو انکو جنکا تمہیں انکے سوا گھمنڈ ہے پھر وہ تو تمہاری تکلیف دور کر سکیں گے

عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ

نہ ٹال سکیں گے یہ جنکو پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ کونسا بندہ نزدیک ہے اور انکی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور انکے عذاب سے

عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ

ڈرتے ہیں بیشک تیرے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے اور ایسی کوئی بستی نہیں کہ جسکو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں یا اسکو سخت عذاب میں مبتلا نہ کریں

كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

یہ کتاب میں لکھا گیا

ترکیب

ایہم مبتدا اقرب خبر وہ ہوتہم ہم ضمیر جماعۃ فی موضع نصب بیدعون۔ وقیل۔ اولئک مبتدا الذین یدعون ہی یدعونہم الکفار صفۃ یبتغون خبر ایہم بدل من واو یبتغون۔

تفسیر

صحت معاد پر حجت قائم کر کے مسلمانوں کو تعلیم کرتا ہے کہ تم مخالفوں سے نرم اور اچھی باتیں کیا کرو کیونکہ سختی سے شیطان باہم عداوت و نفرت پیدا کرا دیتا ہے وہ انسان کا دشمن ہے وہ اچھی بات یہ ہے کہ تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے اگر چاہے تم پر مہربانی کرے چاہے عذاب کرے۔ اور پھر حضرت کو فرماتا ہے کہ آپ انکے ذمہ دار نہیں کہ وہ ہدایت پا جاویں۔ مکہ میں جب یہ آیات نازل ہو رہی تھیں یہ حال تھا کہ غریب مسلمانوں پر چاروں طرف سے حملہ تھا اور حضرت صلعم کے وعظ و پند کا گھر گھر چرچا اور شور پڑا ہوا تھا مشرکین مکہ یہود کے بہکانے سے کہلا بھیجتے تھے کہ کیا خدا نے ہدایت کیلئے انہیں غریب مفلس لوگوں کو پسند کر لیا اور پھر ہم میں محمد میں کیا فضیلت ہے جو ہم پر کتاب اترتا ہے اور ہم کو نبی کیا؟ اسکی جواب میں فرماتا ہے وربک اعلم بکم کہ ہر ایک بات کی مصلحت و حکمت خدا خوب جانتا ہے آسمان و زمین کی کوئی بات اس سے مخفی نہیں وہ مختار ہے جسکو چاہے فضیلت و خوبی دے انبیاء میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی داؤد کو زبور کی میں ہود کو یہ بات بھی جتلانا مقصود ہے کہ یہ بھی ہے کہ جسکی داؤد علیہ السلام جیسی دعا جسکو سلطنت بھی بحال رہی

مشرکین کے دلائل توحید سنکر اپنے معبودوں کے فضائل بیان کیا کرتے تھے کہ وہ یوں کر سکتے ہیں اور یہ کر سکتے ہیں اسکی جواب میں فرماتا ہے کہ اچھا انکو پکار تو سہی دیکھیں تمہاری کونسی مصیبت میں کام آتے ہیں؟ مشرکین شیر لاکھ یا نبیا علیہم السلام یا اور صالحین کو پوجتے تھے اور انہیں کے نام کی موتیں بنا رکھی تھیں۔ فرماتا ہے کہ جنکو تم پکارتے ہو انکا خود یہ حال ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں ایہم اقرب انمیں سے جو زیادہ قریب ہے اسکا یہ حال ہے اور وہ کیا ذکر ہے اور اسکی رحمت کے امیدوار عذاب سے ڈرتے ہیں پھر انکو پکارنا بجز عبث ہے مشرکین مکہ سہر بھیہ کہتے تھے کہ اچھا اگر یوں ہے تو پھر ہمارے شہر پر خدا بلا کیوں نہیں بھیجتا اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ شہر کی کیا خصوصیت ہے ہر ایک بستی قیامت سے پہلے ہلاک ہو جاویگی اپنے اپنے موقع پر نیک موت سے یا برے عذاب سے۔ یا یہ معنی کہ جن بستیوں کا قیامت سے پہلے ہلاک ہونا یا بلا میں مبتلا ہونا لکھا ہے وہ کتاب تقدیر لوح محفوظ میں درج ہے اپنے وقت پر ہوگا کنارہ کرنے سے ہم جلدی نہیں کرتے۔ واللہ اعلم۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ

اور ہمکو معجزات کے بھیجنے سے اسی بات نے منع کر رکھا کہ پہلے لوگوں نے انکو جھٹلا دیا تھا اور ثمود کو جنے اونٹنی دی تھی سو جھٹلانے والی بھیجا انہوں نے اسکے ساتھ ظلم کیا اور نشانیاں جو ہم

بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ

بھیجتے ہیں تو محض خوف دلانیکو اور جبکہ ہم تجھے کہہ چکے کہ تیرے رب نے سب کو قابو میں کر رکھا ہے[۵] اور وہ جو تجھکو دکھایا گیا وہ محض لوگوں کے لئے آزمائش کے لئے اور درخت

الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝

پھٹکارا ہوا بھی (زقوم) کہ جو قرآن میں ہے۔ اور ہم تو انکو خوف دلاتے ہیں سو ہمیں سے انکی اور بھی شرارت بڑھتی جاتی ہے۔

ان کذب فی موضع رفع فاعل منعنا وفیہ حذف تقدیرہ الا الاہلاک (ترکیب) المکذبین مخنا نرید اہلاک قریش فلذالم نرسل بالآیات المسئولۃ ہہا۔

تفسیر

مشرکین مکہ جواب سے عاجز آکر یہہ بھی کہا کرتے تھے کہ اگر آپ نبی ہیں تو کوہ صفا کو سونے کا بنا دیں اور مکہ کے پہاڑوں کو ہٹا دیں تاکہ کہ ہمکو کھیتی کرنیں اسکے جواب میں یہہ آیت نازل ہوئی وما منعنا الخ کہ ہم یہہ بھی کر سکتے ہیں مگر یوں ہی نہیں کرتے کہ پہلی اُمتوں میں بھی لوگوں نے ایسا ہی سوال کر کے معجزات طلب کئے تھے اور پہلے وعدہ کر لیا تھا کہ اگر ہماری خواہش کے مطابق معجزہ آویگا تو ہم ایمان لاوینگے مگر پھر بھی ایمان نہ لائے اور عادت الٰہی جاری ہے کہ جو ہٹ کر کے معجزات طلب کرتے ہیں اور پھر بھی نہیں ایمان لاتے تو ہلاک ہوتے ہیں چنانچہ قوم ثمود نے صالح علیہ السلام سے اونٹنی کا سوال کیا انکے کہنے کے موافق اونٹنی پیدا ہوئی آخر ایمان نہ لائے بلکہ اسکی کوچیں کاٹ ڈالیں تب ہلاک ہوئے ہم تم کے معجزات خطرناک ہوتے ہیں* وما نرسل بالآیات الا تخویفا اور ہمکو اہل مکہ کا ہلاک کرنا مقصود نہیں اسلئے انکی یہہ خواہش پوری نہیں کیجاتیں۔ ہن تفسیر پر سلف سے خلف تک جمہور مفسرین متفق ہیں۔ پھر جو کوئی باوری اس آیت سے یہہ ثابت کرے کہ آنحضرت صلعم سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا۔ جیسا کہ فنڈر نے میزان الحق کتاب میں لکھا ہے اور پھر اُسکی تقلید پر مفسرے کی ہے بڑی غلطی کی بات ہے۔ الآیات سے یوسطہ الف لام یہی آیات مقصودہیں کہ جنکا مشرکین نے سوال کرتے تھے نہ کہ کل۔ تفاسیر کو دیکھو اور یہی ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔

جب مشرکین مکہ کی خواہش کے موافق معجزات کے بھیجنے سے صاف جواب ہو گیا تو انکو اور بھی دلیری ہوئی اور کہنے لگے کہ آپ نبی نہیں اور ڈرانے بھی لگے اور ظلم و ستم کر کے چاہتے تھے کہ آپ وعظ نہ بیان فرمایا کریں اسپر یہہ آیت نازل ہوئی یا یوں کہو اس آیت میں آپکی تسلی کر دی گئی واذ قلنا اور یاد کر جب ہم تجھسے کہہ چکے ہیں کہ تیرے رب کے قابو میں سب لوگ ہیں تو پھر تجھے کسیکا کیا خوف ہے آپکے خوف ہو کر حکم الٰہی بیان کیا کریں۔

اسکے بعد وہ شخصت صلعم کی معراج پر اور بھی مضحکہ کرتے تھے کہ ہمارے کہنے سے معجزہ تو دکھایا نہیں گیا آسمانوں پر چلے گئے شب بیت المقدس پہنچگئے جنت و دوزخ دیکھ آئے اور نیز قرآن پر ہنسی کرتے تھے کہ عجب کلام ہے جسمیں دوزخیوں کے لئے آگ میں رہنا اور زقوم کا درخت کھانا مذکور ہے (ہن پیڑ کو تلخ و بدمزہ ہونیکی وجہ سے شجرہ ملعونہ کہتے تھے اور قدیم عرب ایسی ہی بُری چیزوں کو ایسی ہی الفاظ سے تعبیر کیا کرتے تھے) اسکے جواب میں فرماتا ہے وما جعلنا الرؤیا التی الخ کہ ہمنے جس رویا کو اور اس شجرۂ ملعونہ کو بھی انکے لئے فتنہ یعنی آزمائش کی چیز کر دیا کم عقل بدعقاد ہر عتراض کرتے ہیں کہ آسمانوں پر جانا کیسا اور آگ میں درخت ہونا کیسا؟ حالانکہ یہہ انکی بیوقوفی ہے معراج کی حقیقت تو آپ کو معلوم ہو گئی اور شجرہ سے مراد یہہ دنیا کا شجرہ نہیں بلکہ تشیں۔ پھر فرماتا ہے کہ ہم ان کو خوف دلاتے ہیں مگر اُن انکی گمراہوں کو اس سے اور بھی سرکشی بڑھتی جاتی ہے۔

---

* وما نرسل بالآیات المقترحۃ الا تخویفا لمن ارسلت بہ علیہم مما یقتضیہا من العذاب لما حاصل (ابن مسعود) صحیح بخاری میں عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال کنا نعد الآیات برکۃ وانتم تعدونہا تخویفا کنا مع رسول اللہ صلعم فی سفر فقل الماء، الحدیث اسلئے ہن جکہہ بھی الآیات کو خاص کر ناضرور ہوا ۱۲ ابو محمد عبد الحی۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ

اور جبکہ ہمنے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو پس سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہا کیا میں سجدہ کروں اسکو جسکو تونے مٹی سے بنایا کہنے لگا بھلا دیکھو تو یہی ہے وہ کہ جسکو

كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاۗؤُكُمْ

تونے مجھپر بزرگی دی ہے اگر مجھے قیامت تک تونے مہلت دی تو میں اسکی اولاد کو لگام دیدونگا بجز چند لوگوں کے فرمایا جلدے پھر جو انمیں سے تیرا تابع ہوگا تو تمہاری پوری سزا

جَزَاۗءً مَّوْفُوْرًا ۝ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ

جہنم ہے اور تو اپنی آواز سے جسکو انمیں سے ڈگمگا سکے تو ڈگمگا اور للکار تو اپنے سوار اور پیادے اور انکے مال

وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۝

اور اولاد میں شریک ہو اور وعدے دے اور شیطان تو محض فریب کے وعدے دیا کرتا ہے ہاں جو میرے بندے ہیں تیرا انپر کچھ بھی قابو نہیں اور کافی ہے تیرا رب کارسازی کے لئے

ہٰذا منصوب بآرأیت والذی نعت لہ والمفعول الثانی محذوف {ترکیب} تقدیرہ تفضیلہ۔ لاحتنکن جواب لئن۔

تفسیر

اب انکی اس سرکشی کا سبب بیان فرماتا ہے کہ یہہ شیطان کا اثر ہے جو نبی آدم پر چلا آتا ہے اور نیز اس قصہ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جسطرح شیطان آدم کے مقابلہ میں مردود ہوا اب تم جو نبی آدم ہو کر شیطان کے بہکانے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرتے ہو گویا اپنے جدّ اعلیٰ کی نسل سے نکلکر شیطانی لشکر میں داخل ہوتے ہو جو تمہاری مردود ہونیکا قوی سبب ہے اس مناسبت سے اس قصہ کو یہاں ذکر کیا۔ گو اوپر سابقتوں سے یہ قصہ سورۂ بقر اعراف حجر میں گذر چکا ہے۔

شیطان نے سجدہ سے انکار کیا آدم کو کمتر اور اپنے آپ کو بہتر سمجھکر اسلئے کہا ءاسجد لمن خلقت طینا۔ اسکے بعد خدا تعالیٰ سے کہا کہ میں انکی اولاد کو یعنی آدم کی کہ جسکو تونے مجھپر فضیلت دی ہے اپنے قابو میں کرلونگا اگر تو نے مجھے قیامت تک مہلت دی۔ شیطان کو نبی آدم کی طینت معلوم ہوگئی ہوگی کہ وہ گمراہی کی طرف بہت جلد دوڑینگے جو اسنے اس زعم سے خدا تعالیٰ کے روبرو حسد میں بھر کر یہہ بات کہی الا قلیلا اسنے یہہ سمجھکر کہا کہ ان میں کچھہ نیک بھی ہونگے جنپر میرا قابو نہ چلیگا۔ احتنک کے معنی بالکل لے لینا کہتے ہیں احتنک فلاں ماعند فلاں۔ دوسرے یہہ معنی ہیں کہ یہہ حنک الدابۃ سے ہے کہ جسکے معنی گدھے کے مُنہ میں رسّی ڈالکر نیچے کے جبڑے کو باندھکر لے چلنا ہے۔ لگام دینا۔ مطلب یہہ کہ انکو بالکل قابو میں کرلونگا۔ چونکہ علم ازلی میں یہی تھا خدا تعالیٰ نے بھی فرمایا! اذہب یہ ذہاب نقیض مجئی کے معنی میں نہیں بلکہ یہہ معنی کہ اچھا کر تیری اور تیرے متبعین کی کافی سزا جہنم ہوگی۔ اور پھر اسکو اجازت دی کہ تو انکو جسطرح چاہے بس میں کر۔ خدا تعالیٰ نے چند چیزیں فرمائیں۔ اوّل۔ استفزز بقال افزہ بخوف و استفزاز اے ازعجہ و استخفہ۔ بصوتک شیطان کی آواز دل میں بُرے خیالات پیدا کرنا ہے بعض کہتے ہیں جسقدر شہوت انگیز آوازیں ہیں راگ باجا عورتوں کی زیور کی آواز سب شیطانی آواز ہے (دوم) واجلب علیہم بخیلک ورجلک جلبہ گھوڑے سے دوڑانا دھاوا کرنا۔ شیطان کے سوار اور پیدل یا تو انسانی سوار پیدل ہیں جو معصیت میں کوشش کرتے ہیں یا خود اسکے لشکر میں سوار و پیدل ہوں اصل یوں ہے کہ یہہ بطور تمثیل کے ہے یعنی خوب زور لگالے اس موقع میں یہہ لفظ بولا جاتا ہے۔ سوم۔ شارکہم انکے مال و اولاد میں شریک ہو۔ مال کی شرکت گناہ میں فضول خرچی میں خرچ کرنا۔ جھوٹی باتوں میں صرف کرنے سے رہ کنا بُری طور سے مال لینا چوری سے زنا سے غصب سے سود سے فریب سے۔ یہطرح اولاد میں بھی شریک ہوتا ہے چہارم وعدہم شیطانی وعدے ہیں لمبی چوڑی ناجائز آرزوئیں پیدا ہونا دنیا پر رغبت آخرت سے نفرت ملانا کہ سمان جو کچھہ مزہ ہے یہیں ہے کیسی آخرت؟

رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ

تمہارا رب ہے جو دریا میں تمہارے کشتیاں چلاتا ہے تاکہ تم اسکی تلاش کرو بیشک وہ تم پر مہربان ہے اور جبکہ دریا میں تم پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو گم ہو جاتے ہیں وہ جنکو تم پکارا کرتے تھے

إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ۝ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ

مگر اسکو تم پکارتے ہو پھر جبکہ وہ تمکو خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو پھر جاتے ہو۔ اور انسان ناشکرا ہے پھر کیا تمکو اس بات سے امن ہو گیا کہ وہ تمکو زمین کے کنارہ میں دھسا دیوے یا تم پر سخت آندھی

حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ۝ أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُمْ

بھیجے پھر تمکو کوئی کارساز نہ ملے کیا تمکو اس سے امن ہو گیا کہ پھر تمکو دریا میں لیجاوے پھر تب ہوا کا سخت طوفان بھیجدے پھر تمہاری ناشکری کے بدلے

بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ۝ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ

غرق کردے پھر تمکو اسپر کوئی دعوی کرنے والا نہ ملے البتہ ہی آدم کو ہمنے عزت دی اور خشکی اور دریا میں اسکو سوار کیا اور اچھی چیزیں کھانیکو دیں اور اپنی

عَلَىٰ كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ۝

بہت سی مخلوقات پر اسکو فضیلت دی

الا ایاہ استثناء منقطع وقیل متصل ان یخیف مفعول اتم (ترکیب) بکم حال ہے یا یخیف کا صلہ جانب البر مفعول بہ۔

یہاں سے پھر دلائل توحید شروع کرتا ہے اور مشرکین کے عادات (تفسیر) ناپسندیدہ کی برائی اور نیز یہ بات بھی بتلاتا ہے کہ خلق کے ہمان یاد رکھا کرو پس فرماتا ہے ربکم الذی انسان کے اوپر جو کچھ ہمارے کے ہمانات ہیں وہ بے نہایت ہیں نہیں سے وہ ہمانات موقع بموقع بندوں کو یاد دلا کر اپنا وحدہ لاشریک لہ ہونا ثابت کیا کرتا ہے جو انکے نزدیک یاد ترقابل التفات ہوتے ہیں۔ اور تمام قرآن مجید میں یہی بات ملحوظ ہے۔ اس موقع پر عرب کو انکے سفر حضر کے انعامات یاد دلاتا ہے۔ سفر دریا میں کرتے تھے یا خشکی میں اور اب بھی یہی حال ہے۔ دیکھا سفر کشتی کے ذریعہ سے ہوتا ہے خواہ وہ ہوائی ہو خواہ دخانی جو ہمارے زمانہ میں ایجاد ہوئی ہیں اب سمندر کی لہبی پہاڑ سے موجوں میں ایک تنکے کی برابر بھی جہاز یا کشتی جو مسافروں یا تجارتی مال کو لیکر آتی جاتی ہے اسکو یہ قدرت چلاتا ہے رحیما تک کا یہی مضمون ہے۔ واذا مسکم الضر یہ وہ حالت اضطراب بیان فرماتا ہے جو دریا میں کبھی کبھی پیش آجاتی ہے وہ یہ کہ طوفان میں مبتلا ہو جاتے ہیں سو ایسے موقع پر انسان اپنی فطرتی قاعدہ سے پھر اسی معبود برحق کیطرف التجا کرتا ہے اور سب فرضی معبودوں کو بھول جاتا ہے (گر جنکی فطرت میں فتور آگیا وہ اس حالت میں بھی اسکی طرف رجوع نہیں کرتے تھے اپنے خیالی معبودوں کی طرف) مگر عرب کے مشرک ایسا نہیں کرتے تھے وہ سوقت خاص اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے مگر فلما نجکم الخ جب خشکی پر آتے تھے پھر جاتے تھے پھر اپنے معبودوں کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اس بات کی خدا تعالیٰ شکایت فرماتا ہے اور انہان کی ہجو کرتا ہے وکان الانسان کفورا کہ انہان بڑا ناشکرا ہے۔ افسوس ہے کہ آج کل عام لوگ اس بلا میں مبتلا ہیں مصیبت کا وقت بھول جاتے ہیں جب مصیبت خدا دور کر دیتا ہے اور نعمت دیتا ہے تو بجائے شکریہ کے یہہ ناشکری کرتے ہیں کہ فسق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں بھانڈ رنڈیوں کے ناچ کراتے ہیں اس بات پر تہدید فرماتا ہے کہ افامنتم الخ کیا تمکو اس بات سے پورا اطمینان ہو گیا ہے کہ اس حالت میں خدا تم پر اور دوسری قسم کی بلا نہیں بھیج سکیگا۔ زمین میں غرق نہیں کر سکتا یا تمہان سے پتھر نہیں برسا سکتا یا یہہ نہیں کہ تمکو پھر دریا کا سفر پیش آئے اور پھر تمکو وہی بلا میں پھنسا کر ہلاک کرے۔ بنی آدم کا تو یہ حال ہے اور ہمارا یہ حال ہے کہ لقد کرمنا بنی آدم الخ کہ ہمنے ذات میں جسم میں صورت میں اوصاف میں علم میں اسکو مخلوقات پر عزت دی وحملناہم اور دریائی اور خشکی کے غرض ہر اری دی دریا میں کشتی پر خشکی میں اونٹ گھوڑے گاڑی وغیرہ پر سوار ہوتے ہیں اور رزقناہم سفر حضر میں عمدہ چیزیں کھانیکو دیں اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انکو بزرگی دی۔

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ وَمَنْ

جسدن کہ ہم ہر ایک جماعت کو انکے امام کے ساتھ بلائینگے پھر جسکو انکی کتاب دائیں ہاتھ میں دی گئی سو وہی اپنی کتاب کو پڑھینگے اور انپر تاگے کے برابر بھی ظلم نہ ہوگا اور جو کوئی

كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ

اس جہان میں اندھا رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا رہیگا اور بہت بہکا ہوا اور وہ تو تجھکو پھسلانے لگے تھے اس چیز سے کہ جو ہم نے تیری طرف وحی کی تاکہ تو ہم پر اسکے سوا

عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ۝ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ۝ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ

کچھ اور جھوٹ باندھو اور پھر تو تجھے وہ دوست دیجاتی بنا لیتے اور اگر ہمنے تجھکو ثابت نہ رکھا ہوتا تو کسیقدر تو انکی طرف جھک ہی چلا تھا تب تو تجھے ہم

الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا

زندگی میں اور موت میں دوہرا مزہ چکھاتے پھر تجھے ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار نہ ملتا اور وہ تو تجھکو پھسلانے لگے تھے زمین سے تاکہ تجھے یہاں سے نکالیں اور جب تو

يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝ ع

تیرے بعد وہ بھی کم ٹھہرتے موافق دستور ان نبیوں کے جو تجھسے پہلے ہم نے بھیجے ہیں اور ہمارے دستور میں تو کچھ فرق نہ پاویگا۔

تفسیر

انسان کی دنیاوی فضیلت بیان فرما کر اب آخرت کی فضیلت (اور اگر عمل اچھے نہیں تو ذلت) بیان فرماتا ہے یوم ندعوا کل اناس بامامہم یعنی یاد کرو اس دن کو جسدن ہر ایک شخص اپنے پیشوا کے ساتھ بلایا جاویگا۔ امام لغت میں اسکو کہتے ہیں کہ جسکی پیروی اور اقتدا کیجاوے ہدایت میں خواہ گمراہی میں پس نبی امت کا امام ہے اور خلیفہ رعیت کا اور قرآن مسلمانوں کا امام ہے اور نمازیوں کا امام نماز پڑھانیوالا ہے اور اسیطرح انسان کا دلی مقتدا جسکو نیک یا بد کام پر تحریک کرتا ہے وہ بھی اسکا امام ہے اور اسیطرح گمراہی کے امام ہیں ہر ایک نبی کے لحاظ سے امام سے علمائے مختلف مراد ہیں لیں ہیں چنانچہ ابو ہریرہ نبی مراد لیتے ہیں کہ قیامت کو ہر ایک اُمت اپنے نبی کے نام سے پکاری جاویگی اور ضحاک امام کفر سے بھی کہینگے یا امۃ محمد یا امۃ موسیٰ یا امۃ فرعون وغیرذالک۔ پس ہر ایک اپنے اپنے پیشوا کے ساتھ کھڑا کیا جاویگا اہل جنت کے ساتھ جنت میں اور دوزخی پیشوا کے ساتھ دوزخ میں جاوینگے ضحاک کہتے ہیں کہ اس سے مراد کتاب ہے حسن و ابو العالیہ اعمال مراد لیتے ہیں فقاوہ نامۂ اعمال۔ پھر نامۂ اعمال کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ جنکو دائیں طرف سے ملیگا وہی اسکو پڑھینگے گرچہ بائیں طرف والے بھی پڑھینگے مگر چونکہ وہ برے اعمال دیکھکر حسرت و رنج میں ہونگے خوشی سے نہ پڑھینگے یعنے خوش ہو کر پڑھینگے سو انہیں کا پڑھنا پڑھنا ہے پھر جو آخرت میں محروم ہینگے انکی محرومی کا سبب بیان فرماتا ہے ومن کان الخ کہ جو اس دنیا میں اندھا رہا آنکھ دل یعنے راہ حق نہ دیکھا صراط مستقیم نہ پایا وہ آخرت میں بھی اندھا الہٰی نہ دیکھیگا۔ اندھے ہونیسے مراد دل کا اندھا ہونا ہے ظاہری آنکھوں کا سودل کے اندھے وہاں بھی الطاف الہٰی سے اندھے ہینگے کبھی خوشی و حیات ابدی کا منہ نہ دیکھینگے نہ وہاں تک پہنچینگے راہ گم کردہ ہونگے۔

اسکے بعد دنیا میں دل کے اندھوں نے جو حضرت صلعم کو دو بار پھسلانا چاہا تھا سو اسکا بیان فرماتا ہے (اوّل) وان کادوا الخ اسکی شان نزول میں مفسرین نے مختلف روایتیں لکھی ہیں جنسے یہ نکلتا ہے کہ کفار نے آنحضرت صلعم کو کسی اپنی خواہش پر مجبور کرنا چاہا تھا کہ آپ ہمارے بتوں کی مذمت نہ کریں یا کچھ اور آپ نے قدری سکوت کیا جسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ آپکو بھکانا چاہتے تھے اگر آپ بہکتے تو آپ کو دنیا و آخرت میں دوچند عذاب ہم دیتے خدا نے آپکو محفوظ رکھا۔ دوم وان کادوا لیستفزونک اسکا صحیح شان نزول یہی ہے کہ مشرکین مکہ نے کچھ فریب کر کے آنحضرت صلعم کو ہجرت سے پیشتر مکہ سے نکالدینا چاہتے تھے آپ نکلے فرماتا ہے اگر وہ ایسا کرتے تو تیرے بعد انکو بھی وہاں زیادہ رہنا نصیب نہ ہوتا ابنیاء قدیم کا یہی دستور چلا آتا ہے کہ نبی کے نکالنے کے بعد ہی قوم کو بھی وہاں رہنا نصیب نہیں ہوا۔

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ

قائم کرنا آفتاب کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور فجر کا قرآن پڑھنا بیشک فجر کے پڑھنے میں حاضر ہوتا ہے۔ اور رات سے تہجد پڑھ جو زیادہ تیرے لئے بھلکر ہے۔ امید ہے کہ تیرا

رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝ وَقُلْ رَّبِّ أَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّأَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝

رب تجھے مقام محمود میں کھڑا کرے۔ اور کہہ اے رب مجھے سچی طرح سے داخل کر (مدینہ میں) اور سچی طرح سے نکال (مکہ سے) اور میرے لئے اپنے پاس سے ایک حکومت کی مدد مقرر کر۔

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ

اور کہہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بیشک باطل مٹ ہی جایا کرتا ہے۔ اور ہم قرآن کو نازل کر رہے ہیں جو شفا اور رحمت ہے ایمان داروں کو اور نہیں بڑھاتا

الظّٰلِمِيْنَ إِلَّا خَسَارًا ۝

نقصان ہی زیادہ بڑھاتا ہے

الدلوک الدلک ایک جگہ سے ملنا چونکہ ٹلنے میں ہاتھ ایک جگہ نہیں ٹھہرتا (ترکیب) اسلئے سکو دلک کہتے ہیں۔ ایک جماعت دلوک الشمس کے معنی غروب ہونے کے کہتے ہیں اور ایک جماعت زوال کے کہتے ہیں اور سکو جمہور نے اختیار کیا ہے۔ الی غسق اللیل متعلق ہے اقم کے قرآن الفجر معطوف ہے الصلوۃ پر یا سکا نصب علی الاغراء ہے اسے علیک قرآن الفجر۔ نافلۃ مصدر لمعنی تہجد اسے تنفل نفلا و فاعلہ ہنا مصدر سکا العاقبۃ۔ مقاما منصوب ہے ظرف ہو کر۔

تفسیر

اقم الصلوۃ الیہا تا معاد و نبوت کے مباحث کے بعد طاعت الٰہی کا حکم دیتا ہے اور نیز شیطان کی گمراہی اور بندہ کی ناشکری اور قیامت میں نامہ اعمال کے دیئے جانے اور کفار کا حضرت صلعم کی طرف قصد بڑھنے اور آپ کو محفوظ رکھنے کا ذکر کر کے وہ عمل تعلیم فرماتا ہے جو شیطان کی گمراہی اور خدا کی ناشکری اور قیامت کی رسوائی سے اور کفار کے فریب سے بچاوے (یعنی نماز) اور نیز اس آیۃ میں تکمیل نماز بقدر ممکن بھی ہے کہ جو انسان کی روح اور قوی ملکیہ کو روشنی دیکر بندہ کو دار آخرت کا مشتاق کرتا ہے۔

تمام مفسرین متفق ہیں کہ اس آیت میں نماز فرض مراد ہے یعنی پنجگانہ نماز۔ مگر دلوک کے معنی میں اختلاف ہے ابن مسعودؓ و نخعی و مقاتل بن حیان و ضحاک و سدی کہتے ہیں غروب آفتاب مراد ہے۔ اور ابن عباسؓ و ابن عمر و جابر اور عطا و مجاہد و حسن و اکثر تابعین بلکہ جمہور اسکے معنی دن ڈھلنے کے لیتے ہیں یہ لفظ دونو معنی کے لئے آیا ہے مگر اخیر معنی بہت قرین قیاس اور مناسب مقام ہے ہاں تقدیر پر جیسا کہ امام ازہری کہتے ہیں یہ معنی ہونگے دن ڈھلنے سے شب کی سیاہی ہونے تک نماز قائم کر پس اسمیں ظہر عصر مغرب عشا چار نمازیں آگئیں اور صبح کی نماز چونکہ ایک مہتم بالشان نماز تھی اسلئے اسکو قرآن الفجر سے بیان فرمایا اور چونکہ حضرت صلعم پر نماز تہجد بھی فرض تھی (گو ابتدار اسلام میں امت پر بھی فرض تھی جیسا کہ سورۂ مزمل میں ہے مگر امت پر نماز پنجگانہ سے فرضیت جاتی رہی استحباب رہگیا جیسا کہ اخیر سورۂ مزمل سے سمجھا جاتا ہے فاقرؤا ما تیسر من القرآن) اسلئے آپ کو فرمایا ومن اللیل الخ کہ رات میں تہجد پڑھ نافلۃ لک یعنی یہ نماز تمہارے لئے زائد ہے یا یہ معنی کہ سکا تجھکو زائد نفع ہے کیلئے کہ آپ معصوم ہیں گناہ سب بخشے گئے اب سکا نفع ترقی درجات و مزید تقربات کا آپکو ہی پر خلاف امت کے کہ وہ گناہوں سے پاک نہیں اسکے بدلہ میں انکے گناہ معاف ہونگے۔ مجاہد و قتادہ کہتے ہیں نافلۃ کا لفظ حضرت صلعم کے لئے بھی نفلی ہونے پر دلالت کرتا ہے مگر آپ ہمیشہ تہجد پڑھا کرتے تھے یہانتک رات کی عبادت و نماز میں کھڑے رہتے تھے کہ پائے مبارک ورم کر آئے تھے۔ چنانچہ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ قیام شب سے آپ کے پاؤں ورم کر آئے تھے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے گناہ معاف کئے گئے پھر آپ اسقدر مشقت کیوں اٹھاتے ہیں فرمایا افلا اکون عبدا شکورا کیا میں اسکی شکرگذاری کروں شکرگذار بندہ نہ بنوں؟ صحیح احادیث میں آنحضرت صلعم کی نماز تہجد کی پوری کیفیت مذکور ہے کہ کبھی آدھی رات کے بعد اٹھکر وضو کے نماز میں مصروف ہوتے دو دو رکعت کی نیت باندھتے کبھی چار چار کی اخیر وتر پڑھتے صبح صادق سے پہلے اور کبھی دو رکعت پڑھکر لیٹ جاتے پھر اٹھکر دو رکعت

پڑھتے اسطرح رات گزار دیتے تھے۔ پھر اس کیفیت و سوز کا کچھ بیان ہی نہیں ہو سکتا کہ جو آنحضرت صلعم کو نماز میں ہوتا تھا آنکھوں سے آنسو جاری اور دل سے عشق الٰہی کا دھواں اٹھتا تھا جسکا اثر نہ صرف بیویوں گھر کے لوگوں پر پڑتا تھا بلکہ عرب و عجم پر پڑا۔ تہجد کی نماز تمام نیاز و صالحین کا قدیم و مسنون ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شب کو نماز پڑھتے یا الٰہی کرتے تھے انکے پجاریوں کو بھی یہی ستور رہا بعد میں یہ آزادی بے قیدی پیدا ہو گئی پھر یورپ کے لوگوں نے اسکو اور بھی ترقی دیدی افسوس۔

مالک نے عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کی نماز تہجد رمضان و غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہ ہوتی تھی چار چار نفلوں کی نیت باندھتے تھے اور تین وتر پڑھتے تھے۔ اور ایک روایت میں تیرہ رکعت بھی آئی ہیں چنانچہ مالک نے اسکو زید بن خالد جہنی سے روایت کیا ہے۔

ف (۱) غسق اللیل رات کی سیاہی اور اندھیرا قال الکسائی غسق اللیل غسوقا اشتد ظلمتہ (مجمع البحرین ص ۳) اصل اسکی معنی سیلان ہے۔ کہتے ہیں غسقت العین تغسق جبکہ وہ پانی سے بھر جائے بہنے والے کو غاسق کہتے ہیں اسلئے جہنمیوں سے جو پیپ بہیگی اسکو غساق کہتے ہیں۔ ابن عباسؓ سے نافع بن ارزق نے اسکے معنی پوچھے فرمایا رات کا اندھیرا چھا جانا ازہری کہتے ہیں جب شفق غائب ہوئی غسق اللیل پایا گیا۔

(۲) قرآن الفجر سے مراد نماز صبح ہے۔ چونکہ جزو کے نام سے کل نامزد ہو جایا کرتا ہے اسلئے نماز کو کبھی رکوع کبھی سجود کبھی تسبیح کہتے ہیں اسطرح سے چونکہ نماز میں قرآن پڑھا جاتا ہے خصوصاً صبح کی نماز میں ہمکا زیادہ تر اہتمام ہے اسلئے اسکو قرآن الفجر کہتے ہیں۔

پھر قرآن الفجر کی نسبت فرماتا ہے ان قرآن الفجر کان مشہودا مشہود حاضر کی گئی۔ یعنی صبح کی نماز میں رات دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں جیسا کہ بخاری نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔ گویا اسوقت ملائکہ ناظرین اعمال عباد کا پھیرہ بدلتا ہے۔

اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ حوادث اور انقلابات سے خدا تعالیٰ کی قدرت و عظمت زیادہ معلوم ہوا کرتی ہے اور نماز صبح میں بہت کچھ انقلاب ہیں رات جاتی اور صبح ہوتی ہے اندھیرا جاتا روشنی آتی ہے انسان جو خواب میں مردہ کے مانند غافل پڑا تھا اب زندہ ہو کر جماعت عابدین میں شامل ہوا پس ایسی حالت میں عقول و ارواح شہادت دیتی ہیں کہ اس تغیر کا مالک اللہ تعالیٰ ہے پس اس خیال سے روح مسرور ہو جاتی ہے اور اسپر مکاشفات روحانیہ کا دروازہ کھلتا ہے اسلئے یہ نماز وہ ہے کہ جہاں مکاشفات و فیوضات و انوار نازل ہوتے ہیں۔

اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ رات میں اکثر لوگ اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر گھر میں آسوتے ہیں اسلئے صبح کی نماز میں سب کا مجمع ہوتا ہے مشہودا کے یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں اور اسلئے نماز صبح کا باجماعت پڑھنا زیادہ تر سنت موکدہ ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسوقت خیر و برکات ہوتے ہیں واللہ اعلم۔

(۳) تہجد شب اخیر کی نماز کو کہتے ہیں فتہجد بہ ای بالقرآن کما قال قم اللیل الا قلیلا الی قولہ ورتل القرآن ترتیلا۔ ہجود لغت میں سونے کو کہتے ہیں اور ہاجد سونے والا چونکہ یہ نماز سو کر پڑھی جاتی ہے اسلئے اسکو تہجد کہتے ہیں اور مصلی باللیل کو ہاجد و متہجد کہتے ہیں نماز تہجد کا وقت باتفاق جمہور علماء آدھی رات کے بعد سے لیکر صبح صادق تک ہے۔ چونکہ غالباً اول شب میں انسان سو جاتا ہے پھر بیدار ہو کر یہ نماز پڑھتا ہے اسمیں یہ شرط نہیں کہ ضرور اول شب میں سوئے اور جو نہ سوئے گا تو نماز تہجد نہ ہوگی۔

چونکہ آپ کو بالخصوص نماز تہجد کا حکم ہوا اب اسکی وجہ بیان فرماتا ہے عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا کہ خدا تعالیٰ عنقریب تجھکو شافع محشر بنا کر مقام محمود میں کھڑا کرنیوالا ہے۔ یہ وہ کرامت و عزت ہے جو بنی آدم میں بجز آنحضرت صلعم کے اور کسیکو نصیب نہیں اسلئے سب سے زیادہ آنحضرت صلعم پر عبادت اور شب کا سوز و گداز فرض ہوا ؎ دلا بسوز کہ سوزے نہ کار ہا بکند ۔ دعائے نیم شبی تو دفع صد بلا بکند۔

ف مقام محمود یعنے اقائم فیہ وکل من عرفہ وہو مطلق فی کل مقام تحمد فیہ کرامۃ (بیضاوی) یعنی مقام محمود وہ جگہ ہے کہ جہاں کھڑا ہونیوالا محمد کرے اور جو اسکو جانے مطلقا مقام محمود ہر عزت کی جگہ کو کہتے ہیں۔ مقام کو محمود یا تو اسلئے کہا جاتا ہے کہ اسکی حمد کیجاتی ہے گو حمد اختیاری خوبیوں پر ہوتی ہے اور مقام کی خوبیاں اختیاری نہیں لیں یا تو شرط اختیاری ہر جگہ نہ قرار دیجائے یا حمد بمعنی مع لیجائے یا مقام کو محمود اسلئے کہو کہ وہ محمودفیہ ہے یعنی اس جگہ حمد کیجاتی ہے وہاں کھڑے ہونیوالے کی یا کھڑا ہونیوالا خدا تعالیٰ کی حمد کرے گا۔

مقام محمود سے مراد اس آیت میں کھڑا کرنیکا اللہ تعالیٰ جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرماتا ہے باتفاق تمام مفسرین وہ مقام ہے کہ جہاں حضرت قیامت کے روز عاصیوں کے لئے شفاعت کرنیکو کھڑے ہونگے جس روز کہ حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہما السلام تک نبیا نفسی نفسی کہینگے اور کسیکو مجال نہوگی کہ شفاعت کی کرسی پر بیٹھے صحیح بخاری و دیگر کتب حدیث میں نہایت صحیح حدیث جو مختلف راویوں سے مروی ہے شفاعت کبریٰ کے بیان میں یوں وارد ہے کہ قیامت کے روز لوگوں پر سختی ہوگی تو آدم کے پاس آئینگے کہ وہ شفاعت کریں گے وہ عذر کرینگے یہانتک کہ یکے بعد دیگر سب انبیا اولوالعزم کے پاس آوینگے ابرہیم موسیٰ داؤد عیسیٰ علیہم السلام مگر سب عذر کرینگے اور کہینگے کہ محمد کے پاس جاؤ جسکے خدا نے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردیئے آج بجز اسکے اور کوئی اس لائق نہیں پس میرے پاس آکر مجھسے درخواست کرینگے تب میں خدا تعالیٰ کے پاس جاکر اسکے آگے سجدہ میں گر پڑونگا اور بہت عرصہ تک سجدہ میں حمد و ثنا کرتا رہونگا پس حکم ہوگا اے محمد سر اٹھا قال یسمع واشفع تشفع وسل تعطہ کہہ تیرا کہا سنا جائیگا شفاعت کر کہ تیری شفاعت قبول ہوگی اٹھ دیا جاویگا تب میں اسکی ثنا وصفت کرکے شفاعت کرونگا پس ایک تعداد معین ہوگی کہ وہ جہنم سے میری شفاعت سے نکلیں گے پھر آکر سجدہ میں گر پڑونگا پھر سجدہ کا حکم ہوگا پھر ایک جماعت کثیر بخشی جاویگی الغرض اسطرح تین بار کرونگا کہ پھر وہی تو جہنم میں جھاویگی کہ جاز روئے خبر قرآن کہ ہمیشہ جہنم میں رہینگے یعنی کافر و مشرک ۵ نماند بعصیاں کسے در گرو ٭ چو دار د چنیں سید پیش رو ٭

پہلے فرمایا تھا کہ وہ تجھے مکہ سے نکالنا چاہتے ہیں اسکے بعد فرمایا کہ اقم الصلوٰۃ تو اللہ کی عبادت کر ان جاہلوں کی باتوں کی طرف التفات نہ کر اللہ تیرا حامی و ناصر ہے اب پھر ہجرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسلئے فرماتا ہے وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق یعنی تو خود اللہ سے دعا کر کہ مجھے مکہ سے سچائی سے نکال کر پھر میرے دل میں حب وطن نہ ہو اور ان مشرکوں کی طرف پھر احتیاج نہ پڑے انکا صدمہ مجھے نہ پہنچے اور نیز سچائی کے ساتھ نکالنے سے یہ بھی مراد ہے کہ خاص تیرے لئے اور تیری راہ میں ہجرت ہو کسی دنیاوی غرض یا کسی جرم پر جلا وطنی نہو اور مدینہ میں مجھے سچائی سے داخل کر۔ اور چونکہ اس دین کا تمام دنیا پر پھیلنا تیری نزدیک ٹھہر چکا ہو اور پردیس میں قوت نہیں ہوتی اور نیز مدینہ کے متصل کسریٰ و قیصر کی حکومتیں اور دیگر قبائل شریر و سرکش ہیں اسلئے واجعلنی من لدنک سلطانا نصیرا کہ مجھے اپنے ہاتھ کی قوت و شوکت بھی عطا کر۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کو مدینہ میں حسب بشارت زبور خدا تعالیٰ نے وہ قوت و شوکت عطا کی جس سے دنیا میں آسمانی سلطنت قائم ہوئی اور کسریٰ و قیصر کو مٹا دیا گیا کوئی شخص خدا کے دین کا مقابل نہو سکا۔ ادخلنی مدخل صدق الخ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ مجھے دنیا سے سچائی کے ساتھ نکال اور دار الخلد میں سچائی کے ساتھ داخل کر اور یہ بھی کہ خواص بشریہ سے نکال خواص ملکیہ میں داخل کر وغیرذالک من الاسرار۔

آنحضرت صلعم کی دعا قبول فرما کر ارشاد کرتا ہے وقل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا کہ اب تاریکی کفر و بدکاری کا زمانہ گیا نور و صداقت کا زمانہ آگیا۔ حق سے مراد اسلام ہے اور باطل سے کفر و بت پرستی و دیگر قبائح جو دنیا میں مروج تھے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ فتح مکہ کے دن جب آنحضرت صلعم کعبہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے پاس جو تین سو ساٹھ بت رکھے تھے ان میں سے جسکی طرف لکڑی سے یہ آیت پڑھکر اشارہ کرتے تھے وہ منہ کے بل گر پڑتا تھا فرماتا ہے کہ یہ باطل کا مٹنا اور حق کا آنا قرآن سے ہے جسکو ہم نازل کرتے ہیں ونزل من القرآن الخ کہ جسمیں ایمانداروں کے لئے امراض باطنیہ و ظاہریہ سے شفا اور انکے لئے رحمت ہے اور بے انصافوں کو اس سے اور بھی نقصان ہوتا ہے جوں جوں وہ انکار کرتے جاتے ہیں خسارہ بڑھتا جاتا ہے۔

آنحضرت صلعم کی شفاعت کبریٰ

ع ۷

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ۝ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۚ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝

اور ہم جب انسان پر کرم کرتے ہیں منہ پھیر لیتا ہے اور کترانے لگتا ہے اور جب اس پر مصیبت آتی ہے تو ناامید ہو جاتا ہے۔ کہہ دو ہر ایک اپنے طریقے پر عمل کر رہا ہے پھر تیرے رب ہی کو خوب معلوم ہے کہ کون راہ راست پر ہے

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

اور تجھ سے روح سے سوال کرتے ہیں کہدو روح میرے رب کا حکم ہے۔ اور تمکو علم جو دیا گیا ہے تو تھوڑا سا۔ اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ تیری طرف وحی کیا ہے اسکو بھلا دیں

ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝

پھر تو ہمکو حاصل کرنیمیں ہم پر کوئی دلینیوالا نہ ہاوے مگر تیرے رب کی رحمت کیونکہ اسکا فضل تجھپر بہت بڑا ہے۔

ترکیب

تا بالف بعد الہمزۃ لے بعد عن الطاعۃ و یقرء بہمزۃ بعد الالف وفیہ وجہان احدہما ہو مقلوب تائے والثانی ہو بمعنی نہض الارجۃ مفعول لہ والتقدیر حفظناہ علیک للرحمۃ۔ من ربک رحمۃ کی صفت یا حال۔

تفسیر

اب فرماتا ہے کہ کیا سبب ہے جو ان بے انصافوں کو قرآن سے اور خسارہ زیادہ ہوتا ہے؟ وہ یہ کہ اذا انعمنا علی الانسان انسان کی جبلی عادت ہے کہ جب اسپر انعام الٰہی ہوتا ہے دولت و راحت ملتی ہے تو بجائے شکرگزاری فرمانبرداری کے اکڑنے لگتا ہے متکبر ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی کتاب کو نہیں مانتا خسارہ میں پڑتا ہے اور جب مصیبت آتی ہے تو بجائے صبر کے ناامید ہو جاتا ہے۔ اس سے کفار کی طرف اشارہ ہے انہیں کی ایسی طبیعتیں واقع ہوئی ہیں۔

فرماتا ہے قل کل یعمل الخ کہدو کہ ہر ایک ہم میں سے اور تم میں سے اپنے طریقہ پر عمل کرتا ہے خدا کو خوب معلوم ہے کہ کون راہ پر ہے؟ یعنی مرنے کے بعد تمکو معلوم ہو جاوے گا۔ قرآن مجید کو شفا و رحمت فرمایا تھا اور یہ بھی کہ ظالموں کو اس سے خسارہ زیادہ ہوتا ہے اسلئے وہ ظالم قرآن مجید میں طرح طرح سے نکتہ چینیاں کیا کرتے تھے از انجملہ یہ کہ آپکیا رائے مشورہ کیا کہ یہود اہل علم و اہل کتاب ہیں انسے دریافت کرے کوئی ایسی بات محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنی چاہیے کہ جسکا جواب آسکے چنانچہ یہود سے دریافت کیا انہوں نے کہا تین باتیں پوچھو اگر ان میں سے دو کا بھی جواب دیدیا تو جاننا کہ نبی ہے ورنہ نہیں چنانچہ انہوں نے تین باتیں بتلائیں اول روح سے سوال کرو دوم اصحاب کہف کا حال پوچھو کہ وہ کون تھے اور کیوں غائب ہوئے اور کب ظاہر ہوگئے سوم ذی القرنین کا حال پوچھو کہ وہ تھا کون کہاں کہاں گیا اور انہی کیا کیا؟ ویسئلونک عن الروح الخ بخاری شان نزول ابن عباس سے منقول ہے اور یہی قرین قیاس ہے۔ مگر صحیح بخاری میں اسکی بابت یہ آیا ہے کہ آنحضرت صلعم سے مدینہ میں یہود نے یہ سوال کیا تب یہ آیت نازل ہوئی۔ شاید مدینہ میں بار دیگر یہود نے سوال کیا ہو اور حضرت نے اس آیت سے جواب دیا ہو وہ روح کہ جس سے انکا سوال تھا وہ روح ہے کہ جس سے جاندار کی حیات سمجھی جاتی ہے اور سوال سے مقصود یہ تھا کہ آیا وہ بھی مخلوق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کا کوئی حصہ ہے یا قدیم ہے۔

یونانی و بکھار بھی روح کے معاملہ میں دور از کار باتیں کیا کرتے ہیں کوئی مایہ کوئی اثیر کا انش کہتا ہے جواب میں فرماتا ہے قل الروح من امر ربی کہ وہ میرے رب کے حکم سے ہے نہ خدا ہے نہ خدا کا جزو ہے نہ قدیم ہے بلکہ حادث و مخلوق بامر اللہ ہے اب رہی اسکی حقیقت کہ وہ کیا ہے سو تمکو اسکے سمجھنے کی لیاقت نہیں وما اوتیتم من العلم الا قلیلا تمہارا علم بہت کم ہے انسان باقی خاک کی بھی حقیقت سے واقف نہیں جو محسوس ہیں اور سمجھنے بسطرح تمکو ہر غامض کے علم سے بازرکھا ہے اسطرح اگر ہم چاہتے تو قرآن مجید کو جو سرچشمہ علوم ہے تمہارے دلوں سے اور کاغذوں سے محو کر دیتے مگر ہمارا فضل ہے ولئن شئنا لنذہبن الذی اوحینا الخ کے یہی معنی ہیں۔

لے بعض کہتے ہیں کہ روح جس سے سوال ہے وہ قرآن ہے قرآن پر بھی روح کا اطلاق ہوا ہے بعض کہتے ہیں روح سے مراد جبرئیل ہیں بعض کہتے ہیں روح اعظم ہے جو ملائکہ سے برتر ہے جسکا اثر سادات علویات پر بسطرح سے ہے کہ جیسے آفتاب کا زمین پر گویا انسانی پاک روحوں کا بھی مرکز ہے آپکی طرف انجذاب ہوتا ہے اسکی نسبت فرماتا ہے کہ وہ بھی ہماری مخلوق چیز ہے ۱۲ منہ

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا

کہہ اگر آدمی اور جن مل کر ایسا قرآن لانا چاہیں تو ایسا قرآن نہ لاسکیں گے اور پڑے مدد کیا کریں ایک دوسرے کی اور ہم نے قرآن میں

لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝

لوگوں کے لئے ہر ایک مثال کھول کھول کر بیان کر دی ہے سو اکثر آدمی تو بغیر انکار کئے نہیں رہتے ۔ اور کہتے ہیں کہ ہم تجھ پر ہرگز نہ مانینگے جبتک کہ تو ہمارے لئے زمین سے چشمہ نہ جاری کر دے

اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝

یا تیرے لئے ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا پھر تو اسمیں خوب نہریں بھی جاری کرے ۔ یا تو اپنے زعم کے موافق ہم پر آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دے یا اللہ اور فرشتوں کو سامنے لاوے ۔

اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا

یا تیرے لئے کوئی آراستہ گھر ہو یا تو آسمان میں چڑھے اور ہم تیرا چڑھنا بھی یقین نہ کرینگے جب تک تو ہمارے اوپر ایسی کتاب نازل نہ کرے کہ جسکو ہم پڑھ لیں ۔ کہہ سبحان اللہ میں کون ہوں مگر

بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝

آدمی بھیجا ہوا ۔

لایاتون جواب لئن کے جواب قسم محذوف دل علیہ اللام الموطئۃ { تفسیر } ولولاہی لکان جواب الشرط بلاجزم لکون الشرط ماضیا ۔ بیضاوی ۔

منجملہ ان باتوں کے کہ جن سے قرآن مجید پر اعتراض کیا کرتے تھے انکی ایک یہ بات بھی تھی کہ وہ کہتے تھے کہ اس قرآن میں کونسی خوبی ہے ؟ اگر جا ہیں تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی قل لئن اجتمعت الخ کہ تم کیا اگر تمہارے ساتھ تمہارے وہ جن بھی شریک ہوں کہ جنسے تم بھی مدد مانگا کرتے ہو اور جنکو ذریعہ سے تمہاری کاہن غیب کی باتیں بتلا کر بڑے دعوی کرتے ہیں وہ بھی شریک ہوں تو اسکا مثل نہ بنا سکیں گے ۔ بلاغت و فصاحت معجزہ کے علاوہ اسمیں روح کو زندہ کرنیوالی نہان کے دل پر چوٹ لگانیوالی اور سب علوم الہامیہ کے متعلق باتیں ہیں کوئی بشر کو نہ لاسکتا ہے ۔ مقدمہ تفسیر میں اس مسئلہ کی خوب شرح ہو چکی ہے ۔

ابن اسحاق و ابن جریر نے سعید یا عکرمہ کے طریق سے ابن عباسؓ سے اس آیت کے بارہ میں یوں بھی نقل کیا ہے کہ سلام بن مشکم وغیرہ کو ساتھ لیکر آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپنے ہمارا قبلہ ترک کر دیا اور یہ قرآن توریت کے برابر نہیں ہمارا جی چاہتا ہے کہ تیرا اتباع کیونکر کریں اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی ۔

ابن جریر نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ شیبہ و عتبہ ربیعہ کے بیٹے اور ابوسفیان اور ولید بن المغیرہ و ابوجہل وغیرہم کفار قریش نے آنحضرت صلعم سے کہا اگر تو خدا کا سچا رسول ہے تو مکہ خشک جگہ ہے یہاں کوئی پانی کا چشمہ جاری کر دے یا کوئی ایسا تر و تازہ باغ انگوروں اور کھجوروں کا نکالے کہ جسمیں نہریں جاری ہوں جیسا کہ عراق و شام میں ہیں یا تو جیسا کہتا ہے کہ قیامت کو آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو گا تو اسکا کوئی ٹکڑا ہم پر گرا دے یا ہمارے سامنے اللہ اور فرشتوں کو لا کہ ہم ان کو دیکھیں اور انسے پوچھیں کہ محمد کو تنے رسول بنا کے بھیجا ہے یا کوئی سونے چاندی کا بنا ہوا مکان موجود کر کے دکھایا تو ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ اور وہاں سے کوئی لکھی ہوئی کتاب لا کہ جسکو ہم پڑھ لیں تب تو ہم تجھے مانیں گے ورنہ ہم تجھے نہیں مانتے اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی وقالوا لن نؤمن الخ اس میں تعلیم کر دی کہ انسے کہدے سبحان اللہ یہ کیا لغو باتیں ہیں تنے کیا مجھکو قادر مطلق سمجھ لیا ہے یا مجھے اس بات کا دعوی ہے تاکہ پھر تمہارے کہنے سے یہ باتیں کر دوں میں تو آدمی ہوں خدا تعالے کے حکم بغیر کچھ نہیں کر سکتا ہاں رسول ہوں احکام پہنچانے والا ۔

ع ۹

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ

اور لوگوں کو ایمان لانے سے انکے پاس ہدایت آنے پر یہی بات نے روکا کہ انہوں نے کہا کیا اللہ نے آدمی کو رسول بناکر بھیجا ہے ؟ - کہہ اگر زمین پر فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے

نصف

مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ وَمَنْ

تو ہم انپر آسمان سے فرشتہ کو ہی رسول بناکر بھیجتے - کہہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی ہے گواہی کو - کیونکہ وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا دیکھتا ہے - اور جسکو

يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ

اللہ ہدایت کرے پس ہدایت تو وہی پاتا ہے - اور جسکو وہ گمراہ کردے پھر تو انکے لئے اللہ کے سوا کوئی چارہ گر نہ پاویگا - اور ہم انکو قیامت کے دن منہ کے بل چلائینگے اندھے گونگے بہرے کرکے - انکا ٹھکانا

نصف

جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝ ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝

جہنم ہے جب اس بجھنے لگے گی تو ہم اور بھڑکا دینگے - یہ ہے انکی سزا اس سبب سے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہا کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا ہوگئے تو پھر نئے سرے سے پیدا کرکے اٹھائے جائینگے ؟

ترکیب

الا ان قالوا جملہ فاعل منع فی الارض خبر کان ملائکۃ موصوف یمشون ذی الحال مطمئنین حال سب اسم - لنزلنا جواب لو -

تفسیر

عرب کے سرکوں کا فروں کا نبوت میں ایک یہ بھی بڑا شبہ تھا کہ انسان علائق بشریہ سے ملوث ہوتا ہے بھول چوک اسکے ساتھ ہوتی ہے اور نیز وہ فرشتہ کے ذریعہ سے احکام الہام سے سرفراز ہوتا ہے جیسا کہ مدعی نبوت کہتے ہیں پھر اس سے بہتر تو یہی تھا کہ فرشتہ ہی کو خدا رسول بناکر بھیجتا پس جب فرشتہ نہیں بھیجا تو معلوم ہوا کہ یہ مدعی نبی نہیں اس شبہ کا جواب دیتا ہے اور ساتھ ہی انکے قول کو بھی نقل کرتا ہے اور انکی ہدایت سے باز رہنے کا سبب بھی ذکر کرتا ہے کہ وہ یہی خیال سے ایمان نہیں لاتے فقال وما منع الناس الخ جواب یہ دیا کہ رسول اسی قوم کا شخص ہونا چاہئے کہ جسکی طرف وہ بھیجا جاتا ہے کیونکہ انکے تمام مفاسد اور موجود خرابیوں کو جنکی اصلاح کے لئے یہ بھیجا گیا ہے یہی خوب جان سکتا ہے اور نیز باہم مؤانست غیر جنس سے ممکن نہیں اور رسول کے لئے یہ بات ضروری ہے پھر ہدایت کا مدار ہے اور نیز فرشتے بھی آتے تو انسان کی صورت میں ہو کر آتے تاکہ انسے کلام کریں کھائی دیویں سو انپر بھی یہی شبہ ہوتا کہ جانے یہ کون ہے ؟ اسلئے فرماتا ہے لو کان فی الارض الخ کہ اگر زمین پر فرشتے بستے ہوتے تو انکے پاس البتہ فرشتہ رسول ہو کر آتا اب میری رسالت کی خدا گواہی دے رہا ہے سوجھ کافی ہے رہی ہدایت سو یہ اسکے ہاتھ میں ہے جسکو وہ چاہتا ہے وہی ہدایت پر آتا ہے اور جسکو ازل سے گمراہی نصیب ہے اسکو کون ہدایت کرسکتا ہے نہ انسان نہ فرشتہ - مگر ان گمراہوں کا حشر میں یہ حال ہوگا ونحشرہم یوم القیامۃ الخ کہ وہ منہ کے بل چلینگے اندھے گونگے بہرے ہونگے -

منہ کے بل چلنا محاورہ ہے سرنگوں اور ذلیل ہو کر چلنے سے انکو دنیا میں تکبر کرنے کے بدلہ میں - اور حقیقت پر بھی محمول ہوسکتا ہے کیونکہ اللہ اسطرح چلانے پر بھی قادر ہے جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے - وہ زخیوں کا اور آیات سے دیکھنے والا سننے والا کہنے والا ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہاں اسکے خلاف ہے پس اس بہرے اندھے گونگے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ خوشی کی چیز نہ دیکھنے میں نہ آئیگی نہ سننے میں نہ کہنے میں یا یہ حالت انکی ابتداء حشر کی وقت ہو پھر حساب کے وقت یہ قوتیں دیجاویں - فرماتا ہے یہ سزا انکے کفر اور انکار حشر کے سبب سے ہے -

---

لہ چنانچہ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت میں تین طرح سے لوگ چلینگے ایک پیادہ دوم سوار سوم منہ کے بل سو جو لوگ منہ کے بل چلینگے فرمایا جس نے پاؤں کے بل چلایا وہ منہ کے بل چلانے پر قادر نہیں ہے ۱۲ منہ

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَیْبَ فِیْهِ فَاَبَی الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ۝

کیا نہیں جانتے کہ وہ اللہ کہ جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے اُن جیسوں کے بنانے پر قادر ہے اور اُنکے لئے ایک وعدہ مقرر کیا ہے کہ جس کی نہیں بھر ظالم توبے انکار کئے نہیں رہتے ہے۔

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۝ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ

کہہ اگر میرے رب کی رحمت کے خزانے تمہارے ہاتھ میں ہوتے تو خرچ ہو جانے کے ڈر سے تم انکو بند کر کے رکھتے اور انسان کا دل تنگ ہے۔ اور البتہ موسیٰ کو نو نشانیاں کھلی ہوئی دیں

فَسْـَٔلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ۝ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ

پھر بنی اسرائیل سے پوچھ دیکھ جب کہ انکے پاس آیا تھا تو فرعون نے کہا اے موسیٰ میں تو تجھے جادو کا مارا ہوا جانتا ہوں۔ موسیٰ نے کہا تجھے معلوم ہے کہ انکو تو دکھیانے کے لئے آسمانوں

وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ۝ وَّقُلْنَا

اور زمین کے مالک نے اُتارا ہے اور میں تو اے فرعون تجھکو ہلاک ہوا جانتا ہوں۔ پس اُسنے چاہا کہ انکو ملک میں ننگ کرے تب ہم نے اُسکو اور اُسکے ساتھ والوں سب کو ڈبو دیا۔ اور اسکے

مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ

بعد بنی اسرائیل کو ملک میں بسنے کا حکم دیا۔

تفسیر

اَنتم مرفوع ہے فعل محذوف سے جسکی تفسیر تملکون کرتا ہے اذا لامسکتم جواب ہے لو کا بصائر حال ہے۔

کافر کہتے تھے کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا ہو گئے تو پھر زندہ ہونگے؟ اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو بنایا ہے پھر وہ تمکو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا اولم یروا الخ اے اولم یعلموا۔ پھر فرماتا ہے کہ انسے کہہ اب آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں کچھ ہماری کسبی فیاضی ہے کہ انکو وجود دا نکے اندر کے رہنے والوں کو شب و روز بیشمار چیزیں عطا کرتے ہیں پھر مرنے کے بعد دوبارہ وجود عطا کرنا نہایت باقیہ دینے کے لئے ہماری فیاضی سے کیا بعید ہے تم اپنے حال پر قیاس کرتے ہو ہاں تمہاری فطرت میں یہ بخل ہے کہ اگر تمہارے ہاتھ میں رحمت کے خزانے بھی جاویں تو تم اس خوف سے کہ مبادا کم نہ ہو جائے صرف کرنے سے ہاتھ روکو بند کئے رکھو اور ہمارا ہاں جس چیز کی کمی ہو ہماری فیاضی ہمارے خزانوں میں کمی نہ کسی فعل کے کرنے سے ہماری قوت کم ہوتی ہے اپنے حال پر سمجھو قیاس کرو قل لو انتم الخ میں یہی مطلب ادا کیا گیا ہے۔

اب انسان کی صلاح اور دار آخرت کی تعلیم کے بارہ میں ہماری قدیم فیاضی کو دیکھو کہ ولقد اتینا موسیٰ تسع آیات الخ موسیٰ کو نو نشانیاں یعنی معجزات ہمنے عطا کئے تھے ید بیضا وغیرہ۔ اس سبب سے پھر موسیٰ اور فرعون کے قصہ کا بار بار ذکر کرنے کا موقع آیا اور اس کو کریں یہ اشارہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نئے رسول نہیں ہیں جو تم کہتے ہو فرشتہ رسول کیوں نہوا انسے پہلے موسیٰ رسول ہو چکے ہیں اور چونکہ تم انسے معجزات ایمان لانے کے لئے نہیں مانگتے بلکہ محض عناد و سرکشی سے سو یہ ہماری عادت نہیں ورنہ جنہے پہلے موسیٰ کو کیا نو معجزے کھلے کھلے نہیں دئے تھے اور جس طرح تم محمد کے مقابلہ کرتے ہو یہ بھی کچھ نئی بات نہیں موسیٰ سے فرعون اور اُسکے سرداروں نے کیا کچھ نہیں کیا ہے پھر دیکھو کیا انجام ہوا کہ سب غرق ہوئے اور بنی اسرائیل زمین شام پر بسنے کا حکم ہوا چنانچہ وہ بسے اور حاکم ہوئے۔

حضرت موسیٰ کو انکی پیشین گوئی کے مطابق جیسا کہ کتاب استثنا میں ہے حضرت سے کمال مشابہت ہے اسلئے موسیٰ کا ذکر آیا اور نیز مکہ والے یہود سے پوچھ پوچھ کر سوال کرتے تھے اسلئے ان باتوں کی تصدیق کے لئے فرمایا فسئل بنی اسرائیل کہ انسے ہی پوچھ دیکھو۔

فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا ۝ وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۗ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ

پھر جب آخرت کا وعدہ آئیگا تو ہم تمکو سمیٹ کر لے آوینگے۔ اور ہمنے اسکو (قرآن) سچائی سے نازل کیا اور سچائی سے نازل ہوا اور تجھکو ہمنے جو بھیجا تو خوشی اور ڈر سنانیکو۔ اور قرآن کہ پڑھ پڑھ سنانے کے لئے کہ

عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا ۝ قُلْ آمِنُوا بِهِ أَوْ لَا تُؤْمِنُوا ۚ إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ

تو لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سناوے اور اسکو تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا ہے۔ کہہ تم اسپر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ جنکو اس سے پہلے سے علم دیا گیا ہے جب یہ انکے روبرو پڑھا جاتا ہے تو منہ کے بل سجدے میں

سُجَّدًا ۝ وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ۝ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۝ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا

گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں پاک ہے ہمارا رب کہ بیشک ہمارے رب کا وعدہ ہو کر رہیگا۔ اور منہ کے بل سجدہ میں گرتے ہیں روتے ہوئے اور اس سے انکو زیادہ عاجزی آتی ہے۔ کہہ اللہ کو پکارو خواہ

الرَّحْمَٰنَ ۖ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

رحمان کو جسکو پکارو سب اسکے نام ہیں اچھے اور تو اپنی نماز نہ بلکار کے پڑھ نہ اسکو چپکے سے پڑھ اور اسکے درمیان کا طریقہ اختیار کر۔ کہہ سب خوبیاں اس اللہ کو ہیں کہ

لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ۝

جو کسی کو بیٹا نہیں رکھتا نہ اسکی حکومت میں اسکا کوئی شریک ہے اور نہ ذلت میں اسکا کوئی مددگار ہے۔ اور اسکی بڑائی کر کمال بڑائی کرکے

تفسیر

لفیفا حال ہے تم ضمیر سے اِن کان مخففہ سے منقلہ سے۔ یکبون حال ہے یخرون سے فرماتا ہے قیامت کے دوبارہ زندہ ہونے میں تم کیا شک کرتے ہو فاذا جاء وعد الآخرۃ جب قیامت کا وعدہ یعنی وقت آویگا ہم تم سب کو جمع کرکے لے آوینگے۔

وبالحق انزلناہ الخ یہاں سے پھر انکے شبہات کا جواب دیتا ہے جو وہ قرآن مجید کی بابت کیا کرتے تھے کہ یہ قرآن کسی انسان کی طرف سے نہیں نہ یہ جھوٹھ اور غلط ہے اور نہ اسمیں محمد صلعم تک پہنچنے میں کوئی فرق و غلطی و آمیزش شیطانی واقع ہوئی ہے۔

اور تم جو کہتے ہو کہ لکھا لکھایا یکبارگی آسمان سے کیوں نازل نہیں ہوا بلکہ خود محمد سوچ سوچ کر آپ تصنیف کرتے ہیں سو یہ خیال غلط ہے کیونکہ وقرآنا فرقناہ خود اپنے اسکو تھوڑا تھوڑا کرکے ہی صلعم سے نازل کیا ہے کہ لتقرأہ علی الناس علی مکث الخ تو لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر انکے حاجات و ضروریات دینیہ کا لحاظ کرکے سناوے یکبارگی نازل کرنے میں یہ بات کہاں ہوتی ہے جو ۲۳- برس میں ہوئی۔

اسکے علاوہ بذریعہ الہام و وحی آنحضرت صلعم پر اُترتا تھا اور یہ دل پر مع الفاظ القا ہوتا تھا اور اس القا میں جبرئیل علیہ السلام کی مدد ہوتی تھی کیونکہ روحانیت کا اثر قلب پر ہوا کرتا ہے جسنے خود بارہا دیکھا ہے کہ جسپر جن کا اثر ہوتا ہے وہ غیر زبانوں میں کہ جنکو وہ اصلا نہیں جانتا کلام کرنے لگتا ہے چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حواریوں پر انکے بعد ایک بار ایسا معاملہ گزرا ہے جیسا کہ کتاب اعمال میں مذکور ہے اور لکھی لکھائی ایک بار کوئی کتاب کسی نبی پر شاید نازل نہیں ہوئی ہے۔ اور ایسے الہاماتِ الٰہیہ کا محرک بندوں کی ضرورتیں ہوا کرتی ہیں سو وہ سب ضرورتیں ایک وقت میں جمع ہوتیں تو یکبار تمام کا الہام بھی ہوتا۔

پھر فرماتا ہے قل امنوا بہ اولا تؤمنوا الخ ان سے کھدے ہمیں کچھ پروا نہیں تم سچا ایمان لاؤ یا نہ لاؤ تمہارے ایمان لانے سے اسکی شان نہیں بڑھ جانے کی اور ایمان نہ لانے سے اسکی خوبی میں کوئی فرق نہ آئیگا تم جاہل بے عقل ہو ہاں جو اہل علم ہیں جنکو پہلے سے علم دیا گیا (یعنی اہل کتاب جیسا کہ زید بن عمرو بن نفیل اور سلمان و ابوذر وغیرہم جو انبیاء سابقین کی خبروں کی وجہ سے منتظر تھے کہ کب اخیر نبی آتا ہے یا یہ مراد کہ جنکی روحانیت میں ازل سے علم و ادراک ودیعت رکھا گیا ہے) وہ اسکی بے انتہا خوبیاں دیکھکر ایمان لاتے ہیں اور جب اسکو سنتے ہیں تو روح کو حرکت دینے والے مضامین سنکر وکر سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور سجدہ میں اللہ کی تسبیح کرکے کہتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے رب نے قرآن میں (خصوصاً دار آخرت کی بابت) وعدے کئے ہیں وہ قطعاً ہونگے اور یہ کیفیت انکی قرآن کے سننے سے اور زیادہ ہوتی ہے ویزیدہم القرآن خشوعا وتضرعا الربہم۔ پس اعتبار ان کا ہے اور جو ازلی گمراہ ہیں انہوں نے نہ مانا تو کیا ہے ہمیشہ ازلی بدنصیب انبیا کی کتابوں سے انکار کرتے آئے ہیں کوئی نئی بات نہیں ہے اس آیت کو سنکر سجدہ کرنا چاہیے اس جگہ علماء کے نزدیک سجدہ واجب ہے۔

قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن الخ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک رات مکہ میں سجدہ میں روتے اور یہ کہہ رہے تھے یا اللہ یا رحمن کہیں ابوجہل بھی کھڑا سنتا تھا سنکر کہنے لگا کہ محمدؐ ہمکو تو ہمارے معبودوں کے پکارنے سے منع کرتا ہے اور آپ دو خداؤں کو پکار رہا ہے اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ دونو اللہ ہی کے نام ہیں۔ ہمکو معالم میں بھی ذکر کیا ہے اور جلال الدین سیوطیؒ نے بھی اپنی کتاب اسباب النزول میں کہ ابن مردویہ وغیرہ نے ہمکو ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بہت سے نام پاک ہیں باعتبار اسکی صفات کے جیسا کہ ترمذی نے روایت کی ہے اللہ الذی لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم الملک القدوس السلام المؤمن المہیمن العزیز الجبار المتکبر الخالق الباری المصور الغفار القہار الوہاب الرزاق الفتاح العلیم القابض الباسط الخافض الرافع المعز المذل السمیع البصیر الحکم العدل اللطیف الخبیر الحلیم العظیم الغفور الشکور العلی الکبیر الحفیظ المقیت الحسیب الجلیل الکریم الرقیب المجیب الواسع الحکیم الودود المجید الباعث الشہید الحق الوکیل القوی المتین الولی الحمید المحصی المبدی المعید المحی الممیت الحی القیوم الواجد الماجد الواحد الصمد القادر المقتدر المقدم المؤخر الاول الآخر الظاہر الباطن الوالی المتعالی البر التواب المنعم المتعال الرؤف مالک الملک ذوالجلال والاکرام المقسط الجامع الغنی المغنی النافع النور الہادی البدیع الباقی الوارث الرشید الصبور۔ اشارہ یہ ننانوے نام ہیں انکے علاوہ اور بھی نام قرآن و احادیث سے ثابت ہیں جیسا کہ رب العالمین المبین۔

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے سبحان اللہ عما یصفون کہ خدا تعالیٰ نے انکے اوصاف سے جو خدا کے ساتھ لگاتے ہیں پاک ہے۔

انسان کی فطرتی عادت ہے کہ وہ اسکو کہ جسنے اسکو نہ آنکھ سے دیکھا ہو نہ ہاتھ سے چھوا ہو نہ زبان سے چکھا ہو نہ ناک سے سونگھا ہو جب کبھی خیال کرتا ہے تو اسکو انہیں چیزوں پر قیاس کرتا ہے جو اسکے دیکھنے میں آئے ہیں اگر کسیکا بزرگی کے ساتھ ذکر سنتا ہے تو اسکے وہی اوصاف دل میں قائم کرتا ہے جو اسکے نزدیک عمدہ اوصاف ہیں اور خصوصاً جاہل قوم اور بت پرست تو اور بھی ایسے خیالات دوڑاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی ذاتِ مقدس سے لاکھوں کوس دور ہوتے ہیں اور پھر وہ ان اوصاف پر دلالت کرنے والے اسکے لئے نام بھی مقرر کر لیتے ہیں جو اسکے نزدیک مکروہ ہوتے ہیں۔ اسلئے اسماء کے ساتھ حسنیٰ کی قید بھی اس آیت میں بڑھادی کہ اچھے نام۔ اور ناموں کا اچھا ہونا اسکے اوصاف حمیدہ کے لحاظ سے انبیاء علیہم السلام کے زمانے پر موقوف ہے۔ اسلئے اہل اسلام کے تمام علماء متفق ہیں کہ خدا پاک کے نام توقیفی ہیں یعنی بیقدر ناموں سے اسکو موسوم کرنا چاہیئے جو شرع سے ثابت ہیں اسکے علاوہ اور ناموں سے پکارنا ممنوع ہے۔

عاجز فقیر کہتا ہے کہ اگر اسکے سوا ر مبارک عرب کے سوا اور زبانوں میں وہی نام ہیں جو اسکے ان سو اسمائے حسنیٰ کا ترجمہ ہیں تو شاید انسے پکارنیکی یا انکو اسکے اخلاق کرنے کی اسپر بوقتِ ضرورت اجازت ہو۔ جیسا کہ فارسی کا لفظ خدا جو اللہ کا ترجمہ ہے علماء اسلام اسکا استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کو ہر نیک اور اچھے نام سے پکارنے کی اجازت دیا بلکہ حکم بھی دیا تو اب ہیں پکارنے کا ضابطہ اور قاعدہ بھی بتلاتا ہے۔

فقال ولا تجہر بصلاتک ولا تخافت بہا وابتغ بین ذالک سبیلا یعنی اب اسمیں کلام ہے کہ صلوٰۃ سے کیا مراد ہے جلالین وغیرہ تفسیروں میں یوں لکھا ہے۔ بقراءتک فیہا یسمعک المشرکون فیسبوا القرآن ومن انزلہ۔ کہ مراد یہ ہے کہ نماز میں جو قرآن پڑھا جاتا ہے (جو بیشتر حصہ دعا ہے جیسا کہ سورۂ فاتحہ) اسکو پکار کر پڑھ کہ مشرکین سنکر گالیاں نہ دینے لگیں نہ آہستہ بلکہ درمیان درمیان۔ اور اس تفسیر کی بخاری کی روایت بھی تائید کرتی ہے کہ اس آیت کے نازل ہونیکا یہ سبب ہے کہ حضرت صلعم مکہ میں مخفی رہتے تھے مگر جب صحابہؓ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو قرآن کو بلند آواز سے پڑھتے تھے جسکو سنکر مشرکین آنحضرت صلعم اور قرآن اور اسکے نازل کرنے والے کو گالیاں دیتے تھے اور بخاری کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ آیت دعا کے بارہ میں نازل ہوئی۔ اور اسیطرح ابن جریر نے بھی ابن عباسؓ سے اسکو دعا کے باب میں نازل ہونا بتلایا ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں دونو روایتوں میں خلاف نہیں کیونکہ دعا سے وہی دعا مراد ہے جو نماز کے اندر ہے چنانچہ ابن مردویہ نے ابوہریرہؓ کی روایت میں اسکی تصریح کر دی ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ مراد کہ نہ سب نمازوں کو مخفی آواز سے پڑھ جیسا کہ صبح و مغرب و عشا کی نماز کیونکہ ان وقتوں میں مشرکین اپنے کاروبار میں مصروف یا سونے کھانے میں مشغول رہتے ہیں نہ سب کو ظاہر کر کے جیسا کہ ظہر و عصر کی نماز۔ پس قراءت قرآن بانماز یا دعا میں یہ حکم ہے سب میں میانی چال اچھی ہے۔ ہکذا آیت اذعوا ربکم تضرعا وخفیۃ اور اذکر ربک فی نفسک سے منسوخ کہنا غلطی ہے۔ اسکے بعد حمد کرنے کا حکم دیتا ہے اور اس آیت میں اپنا اوصاف رذیلہ سے پاک ہونا جتلاتا ہے بقولہ وقل الحمد للہ الذی الخ کہ ستائش اللہ کو زیبا ہے جو نہ اولاد رکھتا ہے جیسا کہ مشرکین و نصاریٰ کہتے ہیں نہ اسکا کوئی خدائی میں شریک ہے جیسا کہ لوگوں کا انبیاء اولیاء و ملائکہ و صالحین وغیرہم کی طرف خیال ہے نہ اسکو کسیکی مدد و اعانت کی حاجت ہے جیسا کہ مشرکین اپنے معبودوں کو اسکا کارکن سمجھتے ہیں اور اسکی بڑائی بہت بڑھکر بیان کرو سب بیجا باتوں سے پاک اور مبرا ہے۔ الحمد للہ کثیرا وللہ اکبر کبیرا۔ کس لطف کے ساتھ کلام کو تمام کیا ہے۔ سبحان اللہ۔

سورہ کہف مکیہ ہے اسکے ایکسو دس آیات بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ

سب خوبی اسیکے لئے ہے کہ جسنے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور جسمیں کچھ بھی کجی نہیں رکھی - اسکو راست کیا تاکہ اپنے ہاں کی سخت مصیبت سے ڈراوے

وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۭ

اور ایمان داروں کو جو اچھے کام کرتے ہیں اس بات کا مژدہ دے کہ انکے لئے بھلا بدلہ ہے - جسمیں وہ ہمیشہ رہا کرینگے - اور تاکہ انکو بھی خوف دلاے کہ جو کہتے ہیں اللہ بیٹا رکھتا ہے

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَاۗىِٕهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ

نہ تو انکو کچھ خبر ہے اور نہ انکے باپ دادا کو - بڑی بھاری بات ہے جو انکے منہ سے نکلتی ہے - وہ محض جھوٹ کہتے ہیں - پھر کیا تو انکے پیچھے اپنی جان مار ڈالے گا

اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَي الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝

اگر وہ اس بات کو نہ مانینگے - جو کچھ زمین پر ہے اسکو ہمنے زمین کی زینت بنا دیا ہے تاکہ انکا امتحان کریں کہ انمیں سے کون اچھے کام کرتا ہے - اور جو کچھ کہ زمین پر ہیں تو اسکو میدان سا کر دینا ہے

ترکیب

قیما صاحب الکشاف کہتے ہیں کہ یہ الکتاب سے حال نہیں ہو سکتا بلکہ یہ منصوب ہے مضمر سے والتقدیر لم یجعل لہ عوجا وجعلہ قیما صاحب حل العقد کہتے ہیں کہ یہ بدل ہے لم یجعل لہ عوجا سے کیونکہ اسکے معنی ہیں جعلہ مستقیما - لینذر انزل سے متعلق ہے اندر متعدی ہوتا ہے دو مفعولوں کی طرف کقولہ انا انذرناکم عذابا قریبا مگر یہاں صرف باسا ایک مفعول پر کفایت کی گئی ویبشر معطوف ہے ینذر پر ان لہم اے بان لہم جملہ یبشر کے متعلق یا اسکا بیان ماکثین کث بمعنی قیام سے مشتق ہے جسکے معنی ٹھہرا رہنا یہ حال ہے ضمیر لہم سے ابدا منصوب ہے ظرف ہو کر - من علم من زائد اور علم مرفوع علی الابتداء او الفاعلیۃ لاعتماد الظرف والجملۃ حالیۃ او مستانفۃ لبیان حالہم فی مقالہم کلمۃ منصوب ہے تمیز ہو کر ضمیر مبہم سے جو کبرت کی فاعل ہے کبرت جملہ مخصوص بالذم محذوف ہے - ای ہی فلعلک الخ جملہ دال برجزاء شرط ان لم یؤمنوا سے اسفا مفعول لہ ہے باخع کا - قال اللیث بخع الرجل نفسہ اذا قتل -

تفسیر

اس سورہ کو سورۂ کہف اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ان لوگوں کا عبرت انگیز حال بیان ہے جو کہف یعنی غار میں تین سو نو برس تک سو کر جاگے تھے چونکہ جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیر (معراج) کا ذکر تھا وہاں سے اسکو سبحان الذی اسری الخ تسبیح کے ساتھ شروع کیا تھا کیونکہ تسبیح کے معنی خدا تعالی کو برے اوصاف سے پاک ظاہر کرنا ہے جسمیں اشارہ اسکے کمال ذاتی کی طرف ہے سو جس طرح معراج کرانا اول درجہ کا کمال تھا اسلئے اسکے لئے لفظ سبحان آیا اور کتاب نازل کرنا انتہائی درجہ کا کمال ہے کیونکہ اول میں تو صرف آں حضرت علیہ السلام

کے لئے بالخصوص کمال ہے اور حضرت صلعم پر کتاب نازل کرنے میں لوگوں کے لئے حضرت صلعم کو مکمل بنانا ہے کہ جس سے حضرت نے بنی آدم کو بہیمیت کی پستی سے ملکیت کی بلندی تک پہنچادیا اسلئے اس انعام کے مقابلہ میں الحمدللہ ذکر فرمایا جو انتہائی درجہ کے کمال پر دلالت کرتا ہے۔

اور یہی لئے کتاب کے دو وصف ذکر فرمائے اوّل لم یجعل لہ عوجا اسمیں کمال ذاتی کتاب یعنی قرآن کی طرف اشارہ ہے دوم قیما جسمیں غیر کے لئے مکمل ہونے کی طرف اشارہ ہے یعنی سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں کہ جسنے اپنے بندے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایسی کتاب یعنی قرآن نازل فرمایا کہ جسمیں کچھ کجی اور ٹیڑھ پن نہیں ہر ایک بات اُسکی عقل سلیم تسلیم کرتی ہے اور نہ صرف اسمیں یہی وصف ہے بلکہ وہ کتاب قیم بھی ہے یعنی بنی آدم کی سعادت دارین کی سیڑھی ہے انکے تمام مصالح اُخروی و دنیوی کو پورا کرتی ہے۔ قیم اُس شخص کو کہتے ہیں جو کسی کے مصالح کا متکفل ہو۔

قیم کے لئے دو باتیں ضرور ہیں اوّل یہ کہ جسکا یہ قیم ہو اُسکو پیش آنے والی ہلاکتوں سے مطلع کرے اور خوف دلاوے دوم اسکے فوائد اور ثمرات اعمال و تدابیر سے مژدہ دے تاکہ بُری باتوں سے نفرت اور ان تدابیر حسنہ اور اعمال صالحہ کی طرف کامل رغبت ہو اس لئے پہلی بات پوری کرنے کے لئے قرآن مجید کے حق میں لینذر باسا شدیدا من لدنہ فرمایا کہ قرآن لوگوں کو خدا تعالیٰ کے ہاں کی پیش آنے والی ہلاکتوں سے مطلع کرتا ہے ڈراتا ہے۔ دنیاوی معاملات میں بھی پیش آنے والی ہلاکتوں سے مطلع کیا۔ عاد ثمود وغیرہ لوگوں کے حالات ذکر کرکے آخرت کے لئے جہنم اور اسکے عقوبات سے بھی خبردی۔ دوسری بات پوری کرنے کے لئے ویبشر المومنین فرمایا کہ انکو مژدہ دیتا ہے۔ پھر مومنین کا وصف ذکر فرماتا ہے کہ الذین یعلون الصالحات جو نیک کام کرتے ہیں۔ نہ صرف ایمان لانے پر بس کرتے ہیں کیونکہ ایمان بغیر اعمال صالحہ کے سعادت حسنہ دارین تک نہیں پہنچاتا ہے۔ اب ایک تو انکا ایمان تھا دوم اعمال صالحہ ان دونو باتوں کے لئے دو انعام کا وعدہ فرماتا ہے اوّل ان لہم اجرا حسنا کہ اُنکے لئے اچھا بدلہ ملے گا یعنی بہشت دوم ماکثین فیہ ابدا کہ وہ اس اجر حسن یعنی بہشت میں ہمیشہ رہا کرینگے۔

خوف دلانا ایک تو عام لوگوں کو عام باتوں پر تھا جیسا کہ ذکر ہوا ایک خاص امر پر خوف دلانا ہوتا ہے کہ جس مرض میں وہ شخص مبتلا ہوتا ہے چونکہ عرب کے مشرکین فرشتوں اور دیگر چیزوں کو خدا کی اولاد کہتے تھے اور اس رشتہ سے انکی پرستش کرتے تھے اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا تک کہتے ہیں اور بعض یہود عزیر علیہ السلام کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے تھے اس لئے ان تینوں فرقوں کی طرف تینوں عتاب کے ساتھ خطاب کیا وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا اوّل عتاب مالہم بہ من علم الخ۔ یہ بات کہ خدا کے اولاد ہے اسکو نہ تو وہ جانتے ہیں نہ انکے باپ دادا یعنی ایک یقینی بات نہیں صرف ڈھکوسلا ہے دوم کبرت کلمۃ کہ یہ بڑی اور سخت بات منہ سے نکال رہے ہیں۔ سوم ان یقولون الخ وہ جھوٹ بکتے ہیں۔

باوجود اس اعتقاد کفر کے انکا دنیا میں عیش و آرام پانا اور دنیا کے تجملات ہاتھی گھوڑا سونا چاندی باغ و زراعت انکے پاس ہونا بسا اوقات موحد کو حیرت میں ڈالا کرتا ہے کہ انپر تو غضب نازل ہونا تھا نہ کہ یہ نعمت خصوصاً آں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت آرزو تھی کہ کسی طرح یہ قوم ورطۂ ہلاکت سے نجات پاوے قرآن پر ایمان لاوے اور اس بات کا نہایت غم رہتا تھا اسلئے اوّل آں حضرت علیہ السلام کو تسلی دیتا ہے کہ فلعلک باخع نفسک کیا وہ نہ مانینگے تو آپ غم میں ہلاک ہوجاوینگے۔ پھر اس تجمل و عیش کی نسبت فرماتا ہے انا جعلنا کہ یہ دنیا کی زینت ہے ہمیں امتحان کرنا ہے کون شکر کرتا اور انکو اچھے کام میں لاتا ہے اور کون سرکشی کرتا ہے؟ آخر ایک روز خاک میں ملجاوینگے۔

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ۝ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا

کیا تو اصحاب کہف اور رقیم کو یعنے سمجھتا ہے کہ وہ ہماری قدرتوں سے عجیب تھے۔ جب کہ چند جوان اس غار میں آ بیٹھے پس کہنے لگے اے رب ہمکو اپنے پاس سے رحمت عطا کر اور ہمارے

مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلَىٰ آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا ۝ نَحْنُ

کارسازی کر۔ پس جنے انکو غار میں سونے دیا سالہائے معدود تک پھر جنے انکو اٹھایا تاکہ معلوم کریں کہ وہ دو فرقوں میں سے انکی مدت قیام کو کونسا خوب جانتا ہے۔ ہم

نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ۝ وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

سناتے ہیں تجھے انکی خبر صحیح صحیح۔ وہ چند جوان تھے کہ جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور بڑھا دی تھی ہم نے انکو ہدایت اور باندھ دیے تھے ہم نے انکے دل جب وہ کھڑے ہوئے تو کہنے لگے کہ ہمارا رب تو آسمانوں اور زمین کا رب ہے

لَنْ نَدْعُوَ مِنْ دُونِهِ إِلَٰهًا لَقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا ۝ هَٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ فَمَنْ

اسکے سوا تو ہم کسی معبود کو نہیں پکاریں گے تب تو ہم بیہودہ بات کہہ گزرے۔ یہ ہماری قوم ہے کہ جنے اسکے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں۔ انپر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے۔ پھر اس سے

أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۝ وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ

بڑھکر کون ظالم ہے جنہوں اللہ پر جھوٹ باندھا۔ اور جب تم ان لوگوں سے اور انکے معبودوں سے جو اللہ کے سوا ہیں کنارہ کرو تو غار میں آ بیٹھو تمہارا رب تمپر اپنی عنایت کرے گا

وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مِرْفَقًا ۝

اور تمہارے کام کو آسان کر دے گا

ترکیب

أَمْ منقطعہ متعلقہ ہے بل کے ساتھ جو ایک بات سے دوسری بات کی طرف انتقال کے لئے آتا ہے۔ جمہور کے نزدیک ہمزۂ استفہام اور رو نکے نزدیک صرف بل مقدر ہے اسے۔ بل حسبت عجبا خبر ہے کانوا کی و من آیاتنا حال ہے اس سے۔ اذ اوی متعلق ہے اذکر محذوف سے فضربنا کا مفعول جمعا محذوف۔ عددا منصوب ہے سنین کی نعت ہو کر بمعنی سنین ذات العدد ہذا قول الفراء۔ اور ممکن ہے کہ مفعول مطلق ہو بمعنی تعد عددا لئے مرفوع ہے مبتدا ہونے کے سبب سے اور احصی اسکی خبر ہے اور یہ سب جملہ متعلق ہے لنعلم سے۔

تفسیر

منجملہ تجلات و زینت دنیا کے کہ جسمیں بندے کا امتحان ہوتا ہے روم کے قیاصرہ میں سے ڈیشیس قیصر یعنی دقیانوس کے عہد کا ایک واقعہ صحاب کہف کا ہے کہ جو اس بدبخت بادشاہ کے غرور اور تجمل کی وجہ سے واقع ہوا تھا جسکو لوگ عجب اور حیرت کا واقعہ خیال کرتے تھے جسمیں صحاب کہف کے صبر و استقلال و توکل اور بادشاہ کے تمرد کا امتحان ہوا۔

محمد بن اسحاق نے اس قصہ کے نزول کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ نضر بن حارث قریش میں بڑا شیطان تھا اکثر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتا اور چونکہ حیرہ وغیرہ اطراف میں جاتا تھا وہاں سے رستم و اسفندیار و دیگر ایشیائی بادشاہوں کے قصے سن آتا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَاوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ

اور جب آفتاب نکلتا ہے تو تجھ کو دکھائی دیگا کہ انکے غار کے دائیں طرف سے کترائے ہوئے جاتا ہے اور غروب کے وقت انکے بائیں طرف سے ہو کر گزرتا ہے اور وہ اسکی ایک کھلی جگہ میں ہیں - یہ

آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ وَنُقَلِّبُهُمْ

اللہ کی نشانیوں میں سے ہے جسکو اللہ ہدایت دیتا ہے وہی ہدایت پاتا ہے اور جسکو وہ گمراہ کرے تو پھر اسکے لئے تجھ کوئی راہ بتانیوالا نہیں پائیگا - اور تو جانتا ہے کہ وہ جاگتے ہیں حالانکہ وہ سوتے ہیں اور ہم انکو دہنی اور بائیں

ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾ وَكَذَٰلِكَ

دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے اور انکا کتا ہے کہ دروازہ پر بازو پھیلائے پڑا ہے - اگر تو انہیں دیکھ لے تو الٹے بھاگتے بن پڑے اور دل میں انکی وحشت بھر جائے - اور اسی طرح

بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۖ فَابْعَثُوا

ہم نے انکو جگا دیا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھیں - انمیں سے ایک نے پوچھا کہ کس قدر ٹھہرے - انہوں نے کہا ایک دن یا کچھ کم - بولے ہمارا رب ہی خوب جانتا ہے کہ جتنا ٹھہرے - پھر اپنوں میں سے

أَحَدَكُم بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ﴿١٩﴾

کسی ایک کو یہ روپے دیکر شہر کو بھیجو پھر وہ اچھا کھانا دیکھ سوچ میں سے تمہارے پاس کچھ لائے چھپا چھپا جائے اور کسی کو تمہیں مطلع نہ کرے

ترکیب

وترى الشمس جملۂ انکے حال بیان کرنے کے لئے تزاور تقرضهم اور تنا ایک تے حذف ہوگئی من الزور بمعنی المیل ذات الیمین اے جهة الیمین ذات صفت ہے موصوف کے قائم مقام واقع ہوئی کیونکہ یہ ذو کا مؤنث ہے تقدیرہ تزاور عن کهفهم جهة ذات الیمین - فجوة مکان کا صحن اسکی جمع فجوات آتی ہے - ایقاظ جمع یقظ و یقظان رقود مصدر سمی المفعول بہ اور جنبی جمع راقد کہا غلطی کی کیونکہ فاعل کی جمع فعول نہیں آتی (ک)

تفسیر

مقابلہ میں لوگوں کو سنا کر حضرت صلعم پر اپنا تفوق ظاہر کرتا تھا اسی لئے ایکبار وہ اور عقبہ بن ابی معیط علما اہل کتاب کے پاس گئے انہوں نے کہا تم حضرت سے یہ چند باتیں پوچھو جو نہایت عجیب واقعات ہیں باوجود آتی ہونے کے اگر انہوں نے ان واقعات کو تمسے بیان کر دیا تو جانو کہ وہ نبی ہے ورنہ جھوٹا مدعی نبوت ہے اوّل یہ کہ وہ چند آدمی جو غار میں چھپے تھے کون تھے دوّم وہ بادشاہ کون تھا جو شرقاً غرباً مالک ہو گیا تھا - (ذوالقرنین) سوّم روح کی حقیقت پوچھو - چنانچہ وہ آئے اور اگر قریش کے مشورہ سے حضرت سے سوال کیا -

اوّل قصہ اصحاب کہف کا ہے - کہف غار کو کہتے ہیں اور رقیم بمعنی المرقوم اے المکتوب اس پتھر یا سیسے کی لوح یا تختے کو کہتے ہیں کہ جب وہ غار میں جا چھپے تو لوگوں نے انکے نام اور انکا مختصر سا حال اس پر کندہ کر کے اس غار کے دروازہ پر یادگاری کے لئے لگا دیا تھا (بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ کے کسی دفتر یا صندوق میں رکھدیا تھا واللہ اعلم عند اللہ) سعید بن جبیر یہی کہتے ہیں اور یہی قوی ہے بعض کہتے ہیں رقیم اس جنگل کا نام تھا بعض اس پہاڑ کا نام بتلاتے ہیں -

إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ۝ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ

کیونکہ اگر وہ تمہارا پتہ پا دینگے تو تمہیں سنگسار کر ڈالینگے یا اپنے مذہب میں اُلٹا پھیر لینگے اور جب تم کبھی فلاح نہ پاؤگے۔ اور ہمنے انکو ان لوگوں پر یوں ظاہر کر دیا تاکہ انہیں معلوم ہو جاوے کہ خدا کا وعدہ سچا ہے اور

السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ

قیامت میں کوئی شک نہیں۔ جب کہ وہ لوگ باہم انکے امر میں جھگڑنے لگے پس کہنے لگے کہ انکے غار پر ایک عمارت بناؤ۔ انکا رب انہیں خوب جانتا ہے۔ انہوں نے کہا انکے حال میں غلبہ رکھنے والے

لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ۝ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ

یہ کہا کہ ہم انکے غار پر ایک مسجد بناوینگے (رجما) لوگ کہینگے گنینگے کہ وہ تین تھے چوتھا انکا کتا تھا اور کہتے ہیں کہ پانچ ہیں چھٹا انکا کتا ہے اٹکل پچو۔ اور کہتے ہیں سات ہیں

وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا ۖ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ۝

اور آٹھواں انکا کتا ہے۔ تو کہہ انکی تعداد میرے رب کو بخوبی معلوم ہے۔ بجز چند اشخاص کے انکی کوئی نہیں جانتا پس تو انکے امر میں گفتگو نہ کر مگر سرسری اور نہ اُن کا حال ان سے دریافت کر

ترکیب

ان یظھروا شرط پر جموا اور یعیدو جواب شرط۔ ولن تفلحوا اذا ابدا لے ان رجعتم الی دینھم لن تستعدوا فی الدنیا ولا فی الآخرۃ اعثرنا لے اطلعنا غیرہم علی احوالھم بقال عثرت علی کذا لے علتہ۔ لیعلموا کا فاعل ضمیر راجع الناس کی طرف۔ آذ ظرف ہے اعثرنا کا۔

تفسیر

جہاں وہ غار واقع تھا۔ اسلئے ان لوگوں کو صحاب الکہف والرقیم کہتے ہیں۔ فرماتا ہے کہ اے پیغمبر کیا آپ انکو ہماری آیات قدرت میں سے عجیب خیال کرتے ہیں؟ کیونکہ یہ کچھ زیادہ عجیب نہیں اس سے بڑھکر ہماری نشانیاں ہر روز تمہارے سامنے موجود ہیں وہ کیا آسمان و زمین کا پیدا کرنا ان میں چاند و سورج کا حرکت کرنا ہواؤں کا بدلنا انسان و حیوان و نباتات و جمادات کی پیدائش وغیرہ وغیرہ۔ یہ قصہ کی تمہید تھی۔

اذاوی الفتیۃ سے انکا قصہ شروع ہوتا ہے۔ فتیۃ فتی کی جمع ہے جسکے معنی جوان کے ہیں اور جمع کی صورت میں چند جوان جیسا کہ صبی کی جمع صبیۃ آتی ہے یعنی وہ چند جوان اُس غار میں آ بیٹھے تو وہاں خدا سے یہ دعا کرنے لگے کہ ہم پر رحمت کر اس سختی اور تنگی کے وقت ہماری کارسازی کر فضربنا علی آذانہم خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے انکے کانوں پر پردے ڈال دئے یہ عرب میں سُلانے کے لئے محاورہ ہے کیونکہ خواب میں کانوں پر پردہ پڑا ہوتا ہے جس سے وہ کسی کی بات نہیں سُنتا۔ ثم بعثناہم پھر انکو ہمنے اُٹھایا یعنی بیدار کیا۔ لنعلم اے الحزبین تاکہ ان دو نو جماعتوں میں سے کہ جو انکی مدت خواب میں اختلاف کرتی تھی ہمکو معلوم ہو کہ کس کو ٹھیک مدت معلوم ہے۔ یا تو بیدار ہونے کے بعد خود انہیں میں اختلاف تھا کہ کوئی ان میں ایک روز اور کوئی آفتاب کو خیال کر کے ایک روز سے کم کہتا تھا۔ یا اس عہد میں لوگوں میں اختلاف تھا

کوئی دو سو برس کہتا تھا کوئی تین سو نو چنانچہ آج تک عیسائی اور اہل اسلام کے مورخوں میں اختلاف ہے جیسا کہ آپ کو آگے چلکر معلوم ہوگا - گرچہ خدا تعالیٰ کو ازل میں ہر چیز کا علم تھا اور ہے مگر امتحان کرنا اور اپنا علم حاصل ہونا بندوں کے لحاظ سے فرماتا ہے یا علم اجمالی کے بعد علم تفصیلی مراد ہے جو بعد وقوع حوادث ہوتا ہے اسکو علم تفصیلی کہتے ہیں نحن نقص الخ سے اجمالا بیان کرکے پھر اس قصہ کی تفصیل فرماتا ہے جیسا کہ فصحا و بلغا کا قاعدہ ہے انہم فتیۃ آمنوا بربہم کہ وہ لوگ اپنے رب پر ایمان رکھتے تھے بت پرستی سے جو اس عہد میں عام وبا کی طرح پھیلی ہوئی تھی بیزار تھے - زدنا ہم ہدی وہ ایمان پر نہایت ثابت قدم اور ایمانداروں میں مخصوص تھے وربطنا علی قلوبہم انکے دلوں کو صبر و استقلال بھی بخشے دیا تھا جسکی تفصیل یہ ہے کہ جب اُس بادشاہ نے انکو اپنے بتوں کے لئے سجدہ کرنے اور انکی قربانی کرنے پر مجبور کیا تو انہوں نے علی رؤس الاشہاد صاف صاف کہدیا کہ ربنا رب السموات والارض الخ کہ یہ بت ہمارے خدا نہیں ہمارا خدا تو وہ ہے کہ جو آسمان و زمین کا خدا ہے اگر ہم اسکے خلاف کہیں تو ہم نہایت غلط بات منہ سے نکالیں پھر جس سے ہمکو کبھی فلاح نہو اور تم جو ان بتوں کو خدا کہتے ہو انکی خدائی پر کوئی دلیل ظاہر کیوں نہیں لاتے یہ تو تمہارے ہاتھوں کے تراشے ہوئے بُت ہیں اگر تم انکو یاد وہ جنکی یہ صورتیں ہیں خدائی کا حصہ دار یا اسکے رشتہ دار بناتے ہو (یا ہنود کی طرح انکی تصویر قرار دیکر جہت عبادت کہتے ہو) تو یہ سب باتیں خدا تعالیٰ پر افتراء و بہتان ہیں کیونکہ نہ اسکا کوئی رشتہ دار ہے نہ شریک خدائی نہ اُس بیچون و بیچگون کی کوئی صورت ہے جب اس تقریر پر بادشاہ جابر انپر خفا ہوا اور حکم دیا کہ یا تو سجدہ کرو ورنہ قتل کئے جاؤگے روئی لیٹ کے جلائے جاؤگے جیسا کہ اس عہد میں ایمانداروں کی نسبت روم کے قیصر کرتے تھے تب انہوں نے کچھ مہلت طلب کی بادشاہ نے مُہلت دی تو اپنے مقام پر آکر آپس میں یہ مشورہ ہوا کہ اذا اعتزلتموہم وما یعبدون الا اللہ فاوٗا الی الکہف الخ کہ جب تمنے اس قوم کو اور انکے معبودوں کو جو اللہ کے سوا ہیں ترک کر دیا اور بالفعل کنارہ کشی کی تو چلو اس غار میں جا چھپیں خدا تعالیٰ وہاں تمکو مصیبت میں نہ ڈالے گا بلکہ تم پر رحمت کریگا اور تمہارے کام میں آسانی اور کارسازی کریگا (انکو اپنے ایمان کامل کی وجہ سے اس بات پر یقین ہو گیا تھا چنانچہ اسنے انکے ساتھ ایسا ہی کیا اکثر غیبی ایمانداروں پر ہمیشہ یہ سلوک ہوا کرتی ہے)

اب آئندہ قصہ کو حذف کر دیا (کہ وہ غار میں آ چھپے اور وہاں انکو ایسی نیند آئی جو کئی سو برس سوتے رہے یا کہو مر گئے ادھر بادشاہ اور اسکے ارکان دولت تلاش کرنے لگے اور جب یہ معلوم ہوا کہ اس کئی میل کے تنگ و تاریک غار میں گھس گئے ہیں جہیں جاکر تلاش کرنا مشکل ہے اور غرض انکا قتل کرنا تھا سو غار کے منہ پر ایک مستحکم دیوار چن دی کہ بن آئی آپ مر رہینگے اور ایک کتبہ غار پر لکھکر لگا دیا) کیونکہ یہ بات اگلے بیان سے سمجھی جاتی ہے اور فصحا و بلغا ہمیشہ اس طرح حذف کر دینا جزو بلاغت سمجھتے ہیں - اب انکے غار میں رہنے کی کیفیت بیان فرماتا ہے وترى الشمس الی قولہ للملئت منہم رعبا کہ غار میں وہ اس قرینہ پر ہیں کہ طلوع کے وقت آفتاب یعنی دھوپ انکے دائیں طرف سے ہو کر گزر جاتی ہے اور غروب کے وقت یعنی پچھلے پہر بائیں طرف رہتی ہے اندر دھوپ نہیں آتی اور وہ اس کھوہ میں

کروٹیں بدلتے ہیں۔ اس قسم کے مکان کی تصویر (کہ جہاں اول دن دھوپ بائیں طرف سے ہے اور اخیر دن میں بائیں طرف) علماء کرام نے کئی طور پر کی ہے اوّل یہ کہ غار کا منہ شمال کی جانب ہے طلوع کے وقت دھوپ انکے دائیں سے اور غروب کے وقت بائیں سے ہوکر گزر جاتی ہے جیسا کہ شمال رویہ مکانوں میں ہوتا ہے۔ بیضاوی نے کہف کے دروازہ کو بنات النعش ستاروں کے نیچے قرار دیا ہے اور قاعدۂ ہیئت پر تقریر کی ہے سامعین کے قصور فہم کے لئے ترک کرنا پڑا۔ بعض کہتے ہیں کہ خواہ کسی رُخ غار کا منہ ہو اور کسی برج کے مقابلہ میں ہو مگر خدا تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے انکو آفتاب کی شعاع سے بچاتا ہے اسلئے اسکے بعد ذٰلک من آیات اللہ فرمایا کہ یہ خدا کی عجائبات قدرت میں سے ہے پھر نکتہ چینوں اور کوتاہ بینوں کو دھمکا دیا کہ من یہدی اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا۔ یہ زجاج کا قول ہے۔

اور کہتے ہیں انکے استقدر باقی رہنے کو ذٰلک من آیات اللہ سے تعبیر کیا ہے اور انکی ہدایت وایمان کے لئے من یہدی اللہ الخ آیا ہے واللہ اعلم۔ پھر فرماتا ہے کہ تحسبھم ایقاظا دیکھنے والا انکو بیدار جانے انکے کروٹیں بدلنے اور آنکھیں کھلی رہنے سے حالانکہ وہ خواب میں ہیں اور اپنی قدرت سے ہم تقلبھم ذات الیمین وذات الشمال انکی دائیں بائیں کروٹیں بدلتے ہیں تاکہ ایک طور پر پڑے رہنے سے زمین انکو نہ کھا جاوے اور اسی حالت سے انکا کتا بازو پھیلائے غار کی دہلیز پر پڑا ہے۔ اور انکے اس تنگ وتاریک مکان میں بالوں اور ناخنوں کے بڑھ جانے سے ایسی مہیب شکل ہو رہی ہے کہ جو کوئی دیکھے تو ڈر کر بھاگے۔

انسان کی فطرت ہے کہ ایسی مہیب شکلوں اور تنگ وتاریک مکانوں سے وحشت اور دہشت ہوتی ہے کیونکہ اسکی روح منور گھبراتی ہے۔ ان الفاظ میں گو خطاب کے صیغے ہیں مگر مراد نہاں ہیں عموماً جیسا کہ فصحا ایک طرف خطاب کرتے ہیں اور مراد عام لیا کرتے ہیں۔ پس یہ اعتراض کرنا کہ آنحضرت سرور کائنات ڈر بوک تھے جس طرح بچے اور عورتیں ایسے مکانات اور اشکال سے ڈر کر بھاگتے ہیں آپ بھی نعوذ حماقت ہے۔

اس مقام پر بیضاوی وغیرہ مفسرین نے نقل کیا ہے کہ جب امیر معاویہؓ نے روم پر چڑھائی کی اور اس شہر اور اس غار کے پاس پہنچے تو عبداللہ بن عباسؓ نے منع کیا کہ آپ اندر آدمی بھیجکر انکی شکل وصورت دیکھنے کے درپے نہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے خاص آنحضرتؐ سے خطاب کرکے فرمایا ہے جو آپ سے بھی بہتر ہیں لو ایت منھم فرارا مگر امیر معاویہؓ نے نہ مانا اور کچھ لوگ بھیجے جو اُسے جھانک مر گئے۔

جب ان لوگوں کے خواب پر جو موت سے مشابہ ہے تین سو نو برس گزر گئے اس عہد کے لوگ مرکھپ کر اسکے بعد اور کئی قرن مرکھپ گئے اور اب ایک ایسا زمانہ آیا کہ جبکا بادشاہ بت پرستی چھوڑ کر عیسائی اور حواریین کے مذہب پر تھا مگر اس عہد میں مرکر زندہ ہونے پر باہم بحث تھی ایک فریق منکر تھا ایک فریق قائل تھا خود بادشاہ کو تردد تھا خدا تعالیٰ سے التجا کرتا تھا کہ اس امر میں انکو کوئی شافی دلیل دکھاوے۔ خدا کی قدرت کو دیکھو کہ اس غار کی دیوار کو مکان بنانے کے لئے کسی نے ڈھانا شروع کیا

یہانتک کہ بالکل ڈھاکر غار کا منہ کھولدیا - ادھر دیوار کا گرنا اور دروازہ کھلنا تھا کہ اُدھر خدا نے انکو بیدار کیا و کذٰلک بعثنا ہم کہ جس طرح اپنی قدرت کا ملہ سے جتنے انکو اسقدر عرصہ تک محفوظ رکھا اسی طرح اپنی قدرت سے اُٹھایا گویا کہ از سرِ نو زندگی عطا کی اب جو انگڑائیں لیتے آنکھیں ملتے ہوئے اُٹھے تو باہم پوچھنے لگے کم لبثتم کہ کس قدر سوئے جواب دیا کہ یوما او بعض یوم ایک روز یا کچھ کم کیونکہ سونے والے کو تخمینی مدت معلوم ہوا کرتی ہے - غار میں صبح کے وقت داخل ہوئے تھے جب بیدار ہوئے تو پچھلا پہر تھا اسلئے سمجھے کہ ایک دن یا کچھ گھر جانے سر کے بال اور ناخن بڑھے دیکھے تو سمجھے کہ ہفتوں تک سوئے ہیں اسلئے کھدیا ربکم اعلم بالبثتم کہ خدا ہی کو خوب معلوم ہے کہ کس قدر سوتے رہے مگر ابھی یہ معلوم نہیں کہ تین سو نو برس گزر گئے ہیں - بھوک پیاس معلوم ہوئی تو کہا اپنے میں سے کسی کو شہر کی طرف روپیہ دیکر بھیجو (غار سے تخمیناً تین میل یہ شہر طرسوس کہ جسکو افسوس کہتے ہیں واقع تھا کہ جہاں سے یہ بھاگ کر آئے اور یہاں چھپے تھے) چاہئے وہ پاک یا عمدہ کھانا لائے اور اس طرح چھپ کر جائے کہ کسی کو معلوم نہو ورنہ خرابی آجاویگی کیونکہ ان یظہروا علیکم الخ وہ قابو پاجاوینگے تو یا مار ڈالینگے یا اپنے مذہب میں شریک کرینگے جسمیں سراسر خرابی ہے -

یہ سمجھ رہے ہیں کہ دقیانوس موجود ہے وہی زمانہ ہے وہی لوگ ہیں - پس ایک شخص اُن میں سے چلا اور لوگوں سے بچتے ہوئے شہر کے دروازہ پر آیا تو انکی ہیئت بدلی ہوئی پائی حیرت ہوئی کہ کیا ہوگیا ؟ اسی طرح دوسرے دروازہ پر گیا تو اس کا نقشہ بھی بدلا ہوا پایا شہر میں آیا تو بازار کی صورت نئی دکاندار نئے لوگ نئے مذہب بھی نیا یعنی انہیں کے خیالات کے مطابق حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے قائل - حیران تھا کہ الٰہی اس غار کے پاس اور تو کوئی شہر نہیں مگر یہ بھی وہ نہیں نہ اسکے وہ آدمی ہیں آخر ایک دوکاندار کو روپیہ دیا کہ بھئی ہمیں اسکی فلاں فلاں چیزیں دیدو وہ روپیہ ہاتھ میں لیتے ہی حیران رہ گیا کہ یہ کس عہد کا سکہ ہے ؟ پاس والے کو دکھایا اسنے اور کو پھر کیا تھا کہ بازار میں بھیڑ لگ گئی پوچھنے لگے کہ سچ بتاؤ تم کون ہو اور یہ روپیہ تمکو کہاں سے ملا ؟ ضرور یہ گھر انہ دفینہ پایا ہے سچ بتلاؤ نہیں پولس کے حوالہ ہوتے ہو یہ کہہ رہے تھے کہ پولس تک پہنچے آخر بادشاہِ زماں کے روبرو پیش ہوئے اُسنے پوچھا سچ بتاؤ تم کون ہو کہاں کے ہو روپیہ کہاں سے لائے ہو ؟ آخر الامر ہم نے سب سرگزشت بیان کی کہ ہم دقیانوس کے ڈر کے مارے اس غار میں جا چھپے تھے ہمارے یہ نام ہیں آج سوتے ہوئے آنکھ کھلی ہے میں کھانا خریدنے آیا تھا لوگوں نے میری ہیئت اور سکہ دیکھکر مجھے پکڑ کے آپ تک پہنچایا اس بادشاہ نے تسلی دی کہ دقیانوس کے زمانہ کو کئی سو برس گزر گئے اب میں بادشاہ عیسائی مذہب رکھتا ہوں ارکانِ دولت اور بادشاہ نے انکے نام لوح کے مطابق پاکر اور دیگر قرائن سے دریافت کیا کہ یہ وہی لوگ ہیں - سب کو مرکر دوبارہ زندہ ہونے پر یقین آیا - پھر بادشاہ مع ارکانِ دولت اسکو لیکر غار میں گئے وہاں جاکر اسنے کہا پہلے مجھے جانے دو تاکہ وہ بھیڑ دیکھ کر نہ گھبرائیں وہ غار میں گیا پھر باہر نہ آیا بادشاہ نے بہت کوشش کی کہ اندر جاکر تلاش کریں مگر قضا و قدر نے رستہ بھلا دیا

اور کوئی اندر تک انہیں نہ پا سکا - بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ مع چند مصاحبوں کے اندر انکے پاس گیا اور انسے ملکر آیا اور پھر انکے کہنے سے غار کا منہ بند کرا دیا (عالس)

اس قصہ کی طرف مجملاً ان جملوں میں اشارہ فرماتا ہے کذالک اعثرنا علیہم یعنی جس طرح اپنی قدرت کاملہ سے انہیں اٹھایا اسی طرح انکو ان لوگوں پر جنہوں نے ظاہر کر دیا لیعلموا ان وعد اللہ حق وان الساعۃ لاریب فیہا انکو معلوم ہو کہ اللہ کا وعدہ حق اور قیامت کا آنا سچ ہے کیونکہ انکا اسقدر عرصہ تک سو کر جاگنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی مر کر جی اٹھے سو اس بات کا انہوں نے مشاہدہ کر لیا اور جو تین سو نو برس بعد انکی روح انکے جسم کے ساتھ متعلق کر سکتا ہے وہ تمام عالم کو ایک تمت کے بعد اسی طرح کھڑا کر سکتا ہے -

اذ یتنازعون بینہم امرہم یعنی انکو اسوقت اٹھایا جبکہ وہ باہم اپنے دین کے امر میں جھگڑتے تھے بعض کہتے تھے حشر ابدان کے ساتھ ہوگا بعض صرف روح کا مبعوث ہونا مانتے تھے تاکہ انکا خلاف دور ہو جاوے - یا یہ مراد کہ جب وہ غار میں پھر جا کر غائب ہوئے اور وہاں جا کر مر گئے تو بعض کہتے تھے مر گئے بعض کہتے تھے پہلے کی طرح پھر سو گئے - یا یہ مراد کہ بعض اس غار پر ایک ایسی عمارت بنانا چاہتے تھے جسمیں ہر کوئی آ کر رہے اور بعض وہاں عبادت گاہ بنانا چاہتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فقالوا ابنوا علیہم بنیانا ربہم اعلم الخ ربہم اعلم بہم خدا کی طرف سے جملہ معترضہ ہے انکے رد میں جو اس عہد میں یا آنحضرت صلعم کے عہد میں انکے حالات پر زیادہ بحث کرتے تھے کوئی انکا کچھ نام بتلاتا تھا کوئی کچھ جسکی تصریح خود کرتا ہے سیقولون ثلثۃ رابعہم کلبہم کہ بعض انکو تین شخص کہتے ہیں اور چوتھا کتا بتلاتے ہیں - یہ یہود کا یا نجران کے نصاریٰ کا قول تھا ویقولون خمسۃ سادسہم کلبہم یہ بھی بعض نصاریٰ عرب کا قول تھا کہ وہ پانچ شخص تھے چھٹا کتا تھا - ان دونو قولوں کو رد کرتا ہے رجماً بالغیب کہ یہ محض قیاسی اور بے تکی باتیں ہیں - ویقولون سبعۃ وثامنہم کلبہم کہ وہ سات شخص تھے آٹھواں کتا تھا - یہ اہل اسلام کا قول تھا حضرت نبی علیہ السلام کے بتلانے سے - اس قول کی تائید فرماتا ہے قل ربی اعلم بعدتہم ما یعلمہم الا قلیل کہ انکی تعداد خدا ہی جانتا ہے اور تھوڑے سے بندے اسکے بتلانے سے جانتے ہیں جنمیں اہل اسلام ہیں - اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ انکے نام بتلاتے تھے کہ یملیخا کشلینا مشلینیا بادشاہ کے دائیں طرف والوں میں سے تھے اور مرنوش دبرنوش شاذنوش بائیں طرف والوں میں سے تھے اور ساتواں ایک چرواہا تھا جو رستہ میں سے انکے ساتھ ہو لیا تھا اور انکے کتے کا نام قطمیر تھا اور شہر کا افسوس - (بیضاوی)

جبکہ خدا تعالیٰ نے حضرت کو انکے حال سے بخوبی مطلع کر دیا تو اب اور روس سے پوچھنے اور انکے امر میں جھگڑا کرنے سے منع فرمایا فلا تمار فیہم الا مراء ظاہراً کہ انکے امر میں زیادہ جھگڑا نکر صرف قرآن کے واقعہ سے خبر دی کیکی تہمیل ورد نکرو ولا تستفت فیہم منہم احداً اور نہ کسی سے انکا زیادہ حال دریافت کر جسمیں انکی لاعلمی اور جہالت ثابت ہونے لگے کیونکہ مکارم اخلاق نبوت سے یہ بعید ہے -

واضح ہو کہ شہر افسوس یا افسس جسکو طرطوس بھی کہتے ہیں ایشیا کوچک کا ایک شہر ہے اسمیں ارتمیس دیوی کا ایک ایسا مندر تھا جو دنیا کی عجائبات میں شمار ہوتا تھا جسکو ایک شخص نے اپنی شہرت کے لئے اُس رات میں جلا دیا جس رات سکندر رومی پیدا ہوا تھا۔ پھر دوبارہ یہہ مندر بہی طرح بنایا گیا۔ اس شہر سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے جس میں وہ غار ہے کہ جہاں اصحاب کہف غائب ہوئے تھے۔ یہہ غار کئی میل تک کا ہے اور اسکی کئی شاخیں ہیں ہیبتناک درے ہیں۔ یہہ شہر قیاصرۂ روم کے عہد میں بڑی رونق پر تھا اب اسکے خرابات پڑے ہیں ایک قصبہ سا ہے یہاں حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہٗ کی عملداری ہے۔

اس غار پر ایک خانقاہ ہے جسکی عیسائی اور مسلمان دونو تعظیم کرتے ہیں۔ غالباً یہہ وہی خانقاہ ہے جو اصحاب کہف کے برآمد ہونے کے بعد بنائی گئی تھی یہہ وہی عمارت نہو مگر اسکی جگہہ پر عمارت قائم ہے۔

یہہ واقعہ اصحاب کہف کا

ڈیشیش (دقیانوس) قیصر کے عہد میں ہوا ہے۔ ۲۴۹ء کے بعد جب قیصر فیلپوس کی جگہہ جو عیسائیوں پر بڑا مہربان تھا ڈیشیش بیٹھا تو یہہ پہلے قیصروں سے بھی بڑھ کر عیسائیوں کے حق میں ظالم اور سفاک تھا۔ ان قیصران روم کے عہد میں قسطنطین تک نیرو قیصر سے لیکر وہ ظلم و زیادتی ہوئی تھی کہ جسکا بیان نہیں۔ یہہ روم کے بادشاہ جبکا پایۂ تخت ملک اٹلی میں شہر روم تھا اور انکا لقب قیصر۔ بُت پرست تھے بتوں کی پرستش خصوصاً جوپیٹر کی عبادت انکے ہاں قانوناً فرض تھی جو عدول حکمی کرتا تھا اوّل اسکو فہائش ہوتی تھی پھر کوئی قتل کیا جاتا تھا کوئی درندوں کے آگے ڈالا جاتا تھا کوئی آگ میں ڈالدیا جاتا تھا کسی کو لوہے کے گرم ستون سے باندھتے تھے جیسا کہ عیسائیوں کی کتب تواریخ کلیسیا میں مصرحاً مذکور ہے۔

اس قیصر کے عہد میں یہہ واقعہ گزرا جیسا کہ ولیم میور اپنی تاریخ کلیسیا کے چھٹے باب صفحہ ۲۴۶ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں قولہ کہتے ہیں افسس کے رہنے والے سات جوان ڈیشیش کے ظلم کی سختی سے شہر چھوڑ کر پاس ہی کسی غار میں جا چھپے تھے اور وہاں دو سو برس تک برابر سوتے رہے اور پھر جب جاگے اور ان میں سے ایک شہر میں گیا تو وہ وہاں تمام حاکم و محکوم کو پورا عیسائی دیکھکر نہایت تعجب میں آیا یہہ نقل اصحاب کہف کی قرآن میں بھی بہت سی خیالی باتوں کے ساتھہ ملکر مذکور ہوئی ہے اسمیں اس خواب کے ایام بجائے دو سو برس ۳۰۹ برس لکھے ہیں پس اسکو جس طرح سمجھے مبالغہ صاف ہے گبن کی کتاب کے ۳۳ باب کا آخر دیکھو انتہی الغرض ولیم میور صاحب اور گبن صاحب کو جو نئی روشنی کے عہد کے مورخ ہیں اس قصہ کی بابت جو قرآن مجید میں مذکور ہے بجز تسلیم کے چارہ نہوا تو ایک مبالغہ کا اتہام لگایا کہ خواب کی مدت میں قرآن نے مبالغہ کیا ہے۔ ولیم میور صاحب اگر اِن کی بیداری کا زمانہ متعین بدلائل کرتے تو یہہ اتہام

پادیانہ زیبا تھا ورنہ اس بے تکی رائے کو کتابِ الٰہی کے مقابلہ میں کون سُنتا ہے خصوصاً آنحضرت صلعم کے عہد کے نصاریٰ جنسے تخمیناً بہتر برس پیشتر یہہ واقعہ گزرا تھا آنحضرتؐ پر غلط بیانی کی صورت میں کیسے الزام لگاتے اور پھر قریش مکہ کے ہاتھ تو آں حضرت صلعم کی تغلیط کے لئے ایک بڑی سند ہاتھ آجاتی اور وہ شب و روز ایسی باتوں کی تلاش میں رہا کرتے تھے۔

فوائد

(۱) سوال۔ ان آیات سے صحابِ کہف کی ایمانداری اور مدح ثابت ہوتی ہے اور ہمکا سببظاہر دینِ عیسوی قبول کرنا ہی جس سے معلوم ہوا کہ اُس عہد تک دین عیسوی غیر محرف تھا اور جہاں تک تاریخ کی کتابوں کو دیکھا گیا اُس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُس عہد کے عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ تھا جو آج کے زمانہ کے عیسائیوں کا ہے جس سے یہہ نتیجہ نکلا کہ آج کل جو مذہب عیسوی ہے وہ ویسا ہی بلا تحریف ہے جیسا کہ پہلے زمانہ بلکہ مسیح علیہ السلام اور حواریوں کے عہد میں تھا۔ پس مسلمانوں پر مذہب پر الزام تحریف لگانا یہ کہنے میں محض تعصب ہے۔

جواب

جتنے مذہب عیسوی کی تاریخیں دیکھی ہیں اُسپر ہر گز مخفی نہیں کہ حضرات حواریوں کے زمانہ ہی میں اختلاف کی بنیاد قائم ہوئی پولوس اور شمعون اور دیگر لوگوں میں جو کچھ اختلاف پڑا وہ خود حواریوں کی تاریخ یعنی کتاب اعمال حواریین سے ثابت ہے جسکو عیسائی انجیل کہتے ہیں اور پولوس کے ناموں سے بھی جو انجیل مانے جاتے ہیں اور پھر بعد میں جو کلیسیاؤں میں اختلاف ہوا اور مختلف فرقے اول اور دوسری صدی عیسوی میں پیدا ہوئے انکا بیان کرنا طوالت بیفائدہ ہے۔ اور عیسوی چوتھی صدی میں جب روم کے قیصروں میں سے سب سے اول قسطنتین عیسائی ہوا اور انہیں اختلافات دور کرنیکے لئے اور نیز الوہیت مسیح و دیگر اصول مذہب کے قائم کرنیکے لئے اسنے شہر نائس میں بڑے زور شور کی ایک انجمن منعقد کی اور پھر برسوں تک انجمنیں منعقد ہوتی رہیں مگر تاہم بہت سے فرقے جدا ہی ہے الوہیت مسیح کے منکر لوگ بھی باقی رہے اور ابتک عیسائیوں میں ان مخالف فریقوں کے پیرو باقی ہیں پس جب یہہ تھا تو اب کون کہہ سکتا ہے کہ افسوس کے عیسائیوں کا مذہب آج کل فرقۂ پراٹسٹنٹ یا فرقۂ رومن کیتھلک کا مذہب تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ملکوں میں پھیلا ہوا تھا جسمیں بیشمار تحریفات ہوں جنکی اصلاح کے لئے نبی آخرالزماں علیہ السلام بھیجے گئے؟ حق یہہ ہے کہ اصحابِ کہف حواریوں کے اصلی مذہب پر تھے تثلیث و الوہیت مسیح سے انکے کان بھی آشنا نہ تھے انپر پولوس کی تعلیم کا اثر نہ پڑا تھا۔

(۲) یہہ بات کہ اصحابِ کہف اُس غار میں ابتک سوتے ہیں اور قیامت تک وہیں سوتے رہینگے۔ یا یہہ کہ وہ بیدار ہونیکے بعد غار میں جاکر مر گئے اور نیز یہہ کہ آنحضرت علیہ السلام کے پاس ایک چادر آئی اسکے چاروں کونے خلفاء اربعہ نے پکڑے اور بیچمیں آنحضرتؐ بیٹھے اور اڑاکر فرشتے صحابِ کہف کے پاس لیگئے اسنے حضرت صلعم نے ملاقات کرکے اُنکو اسلام تلقین فرمایا۔ قرآن و احادیث سے انکا پتا نہیں لگتا مورخین کی رائیں اور انکے اقوال ہیں واللہ اعلم۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَاْیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۚ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ

اور کسی کام کے لئے یہ نہ کہو کہ کل کو میں کر دونگا۔ مگر اللہ کی مشیت کے ساتھ۔ اور جب بھول جاؤ تو یاد کرو اپنے رب کو (یعنی انشاء اللہ کہدو) اور کہدو یہ ہو سکتا ہے کہ میرا رب مجھکو اس سے بھی بہتر

هٰذَا رَشَدًا ۝ وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

رہنمائی کی بات بتلادے۔ اور وہ اپنے غار میں تین سو نو برس رہے۔ کہہ اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کتنا رہے۔ ایکی پاس ہے آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا علم

اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ۝ وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۭ لَا مُبَدِّلَ

کیا ہی بینا اور شنوا ہے۔ اسکے سوا انکے لئے کوئی کارساز نہیں۔ اور نہ وہ اپنے حکم میں کسیکو شریک کرتا ہے اور پڑھ جو کچھ تیری طرف وحی کیا گیا ہے اپنے رب کی کتاب سے۔ کسی بات کو کسی

لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝

بدل نہیں سکتا۔ اور ہرگز تجھکو کوئی پناہ نہ ملیگی اسکے سوا

ترکیب

الا استثناء ہے نہی سے لا تقولن لاجل شئے تعزم علیہ انی فاعلہ فیما یستقبل الا بان یشاء اللہ لے الا متلبسا بمشیۃ اللہ تعالیٰ قائلا ان شاء اللہ۔

ابصر بہ و اسمع صیغۂ تعجب ہیں۔ بہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے اور محل اسکا رفع ہے فاعلیت سے اور ب زائد ہے سیبویہ کے نزدیک۔

تفسیر

ولا تقولن الخ مفسرین کہتے ہیں اس آیت کے نازل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ جب قریش نے نبی علیہ السلام سے اصحاب کہف و ذوالقرنین و روح کا حال دریافت کیا تو آپنے فرمایا کل بیان کرونگا اور اسکے ساتھ انشاء اللہ نہ کہا پھر پندرہ دن تک بقول بعض چالیس روز تک وحی بند رہی تب یہ آیت نازل ہوئی کہ کسی کام کرنیکا وعدہ بغیر انشاء اللہ کہے نہ کیا کرو کیونکہ بندے کا ایسا کہنا گویا کارخانۂ قضا و قدر میں اپنا استقلال ظاہر کرنا ہے جو عبدیت کے خلاف ہے اور ہدایت فرمائی کہ جب انشاء اللہ کہنا بھول جاؤ یا توجہ تو یاد آوے کہدے۔ پھر امام شافعی رح نے یہ بات نکالی کہ اگر کسی کام کی بابت قسم کھائی اور عرصہ کے بعد انشاء اللہ کہہ لیا تو حانث نہ ہوگا مگر عام فقہا کہتے ہیں طلاق کہیگا تو معتبر ہوگا اور اذکر ربک سے انشاء اللہ کہنا مراد نہیں بلکہ عموماً یاد الٰہی مراد ہے۔

اور جب قریش کو اصحاب کہف کا حال سنکر تعجب ہوا تو فرمایا کھدے عسی ان یہدین کہ اس سے زیادہ اور خبروں کی میں اللہ سے امید رکھتا ہوں۔

ولبثوا فی کہفہم الی احدا اس قصہ کا تتمہ ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس جملہ میں ولبثوا فی کہفہم لوگوں کے قول کو نقل کرتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ غار میں تین سو نو برس تک سوتے رہے اسلئے بعد میں فرماتا ہے قل اللہ اعلم بالبثوا الخ کہ اللہ ہی کو خوب معلوم ہے کہ وہ کتنا ٹھہرے (لو بادری صاحب اب تجھ کچھ بھی خلاف باقی نہیں رہا) مگر دیگر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ اپنی طرف سے خبر دیتا ہے اور قل اللہ اعلم بالبثوا سے اسکی تائید کرتا ہے کہ وہی خوب جانتا ہے کہ وہ کتنا رہے کیونکہ وہ آسمانوں اور زمین کی سب چھپی ہوئی باتیں جانتا ہے وہ بڑا سمیع و بصیر ہے نہ کہ تم جو قیاس سے کہتے ہو مالہم من دون اللہ من ولی الخ وہی الخ یعنی اصحاب کہف کا کارساز ہے جسنے انکو اسقدر مدت تک سالم رکھا اور اپنے حکم میں کسیکو شریک نہ کیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس آیت میں اپنا جلال و جبروت ظاہر کرتا ہے تاکہ مخالفین اسکے خلاف کرنے سے ڈریں کہ الخا کوئی حمایتی نہ پیدا ہوگا الٰہی اسکے بعد حضرت کو برابر قرآن سنانے کا حکم دیتا ہے واتل ما اوحی الخ کہ کسی کا کچھ خوف خطر نہ کر کوئی اسکی بات بدل نہیں سکتا جو وہ کہتا ہے وہی حق ہے وہی ہوگا وہی ہوا ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اور اپنے تئیں ان لوگوں کے ساتھ روک رکھ جو اپنے رب کو صبح و شام یاد کرتے ہیں اسکی ذات کے طالب ہیں اور اٹھنے آنکھیں نہ پھیر زندگانی دنیا کی آرائش کی خواہش میں

وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ أَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ

اور اسکا کہا نہ ان کہ جسکے دل کو ہمنے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے تابع ہو گیا اور اسکا حال حد سے گزر گیا۔ اور کہدو حق تو تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ پھر جو چاہے اسے مانے اور جو چاہے

فَلْيَكْفُرْ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ

انکار کرے ہمنے بھی ستمگاروں کے لئے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے کہ جسکی قناتیں انہیں گھیر لینگی۔ اور اگر فریاد کرینگے تو انکی فریاد رسی ایسے پانی سے کیجائیگی جو تیل جیسا ہوگا منہ کو جھلس ڈالیگا بُرا پانی ہے۔

وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۝ أُولٰئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ

اور بُری آرام کی جگہ ہے۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ہم بھی نیکوکاروں کے بدلہ نہیں کھوتے جنہوں نے بھلا کام کیا۔ یہی ہیں کہ انکے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جنکے نیچے نہریں

الْأَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ

بہتی ہونگی بھانت بھانت کے گہنے پہنائے جاوینگے انکو وہاں سونے کے کنگن اور پہنیں گے سبز کپڑے دیبا اور بیرکے اور وہاں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہونگے کیا اچھا

الثَّوَابُ ۚ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝

بدلہ ہے اور کیا خوب آرام گاہ ہے

ترکیب

یریدون حال ہے ضمیر یدعون سے۔ تریدکا فاعل ضمیر ہے جو عینین کی طرف راجع ہے جملہ حال ہے کہ سے یا فاعل لاتعد سے۔ اما لا جملہ خبر ہے ان کی۔

تفسیر

پہلی آیتوں میں فرمایا تھا کہ جو مجھ سے باب تجمل دنیا پر ہیں وہ صرف دنیا کی نیت سے نہ آخرت کی اور وہ فانی اور سریع الزوال ہیں غرور اور دل بستگی انسے نچاہئے کیونکہ وہ سہاب دار آخرت کے لئے حجاب ہیں پھر اسکے متعلق صحاب کہف کا دل چسپ قصہ بیان فرمایا تھا جو دنیا کی بے ثباتی پر دلالت کرتا تھا کفار قریش ایسے کہاں کے تھے جو اس سے عبرتناک نتیجہ حاصل کرتے بلکہ اسکو بھی ایک دلچسپ داستان سمجھکر آنحضرت علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے ہونگے کہ اپنے سہاب دنیا کے غرور میں انکو فقرا مسلمین کے ساتھ آنحضرت کے پاس بیٹھنا ناگوار معلوم ہوا ہوگا جسپر انہوں نے حضرت سے درخواست کی کہ یہ لوگ ہمارے وقت میں آپ پاس آیا کریں ہر پنجوقتہ نمازیں نازل ہوئیں کہ آپ انہیں غریب بالوگوں کے ساتھ رہا کریں جو صبح و شام اپنے اللہ کو خاص اپنی رضا کے لئے پکارتے ہیں (صبح و شام سے یا تو ہمہ وقت مراد ہے جو صبح و شام آنکی طرف سے تعبیر کئے گئے یا صبح و شام سے نماز صبح و نماز مغرب مراد ہے یا بیدار ہونے اور سونے کا وقت کیونکہ سوکر بیدار ہونا گویا مرکر جینا اور رات کو سونا گویا مرنے کا سامان ہے سو ایسے وقتوں میں باخدا لوگ ضرور متنبہ ہوتے اور تہکی شکر گزاری اور یاد کرتے ہیں) اور اپنی آنکھیں نہ پھیر کہ امرا کفار کی آرائش تجمل تیری آنکھوں میں کھبے اور ان کفار کا کہنا نہ مان کہ جنکے دل ہماری یاد سے غافل ہو گئے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشوں کے پیرو ہیں اور حد سے گزر گئے ہیں اور کہدے امر حق اللہ کی طرف سے آچکا خواہ تم مانو یا نہ مانو پھر گے نہ ماننے والوں کی سزا جہنم اور آگ کی قنات اور پینے کو کھولتا پانی بیان فرمایا اور ماننے والوں کی جزا جنات عدن اور وہاں کی تجملات جنکا سونے کے کنگن اور لباس حریر پہننے اور تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھنے سے تعبیر کیا ہے بیان کر دے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا

اور اُنکو اُن دو شخصوں کی مثل سُنا کہ جنمیں سے ایکیلئے انگور کے دو باغ بنائے اور اُنکو گرداگرد کھجوریں لگائیں اور اُنکی درمیان کھیتی رکھی دونو باغ ہیں کہ اپنے پھل لاتے ہیں

وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۝ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ

اور پھل لانے میں کچھ کمی نہیں کرتے اور اُن باغوں کے بیچمیں ایک نہر بھی جاری کی اور اُسکو بہت ہی پھل تھے۔ پھر اُسنے اپنی ساتھی سے باتیں کرتے ہوئے یہ کہا کہ میں تجھسے مال اور اولاد میں

نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۝ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ

زیادہ ہوں۔ اور اسنے اپنے باغ میں داخل ہوکر جبکہ اپنو آپ پر ستم کر رہا تھا۔ یہ کہا مجھ گمان نہیں کہ یہ باغ کبھی خراب ہوگا اور نہ مجھو قیامت قائم ہونیکا خیال آتا ہو اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچایا بھی گیا تو

خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ

اس سے بھی بہتر پھل پھنکا نہ پائیگا۔ اسکو رفیق نے اس سی اثنا کلام میں کہا کہ کیا تو منکر ہوگیا اسکا کہ جسنے تجھو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تجھو پورا آدمی بنا دیا۔ لیکن میرا تو اللہ ہی

رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ فَعَسٰى رَبِّيْٓ

رب ہے اور میں اسکو ساتھ کسیکو شریک نہیں کرتا۔ اور تو نے کیلئے اپنے باغ میں داخل ہوتے وقت یہ کیوں نہ کہا ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اگر تجھو اپنے سے مال اور اولاد میں کم دیکھتا ہے تو اُمید ہے کہ میرا رب مجھو

اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۝ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ۝

تیرے باغ سے بہتر دیگا اور اس باغ پر ایک آسمانی آفت بھیجدیگا پھر وہ چٹیل میدان ہو رہیگا۔ یا اسکا پانی خشک ہوجاویگا کہ جسکو تو ہرگز نہ پا سکیگا۔

وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ

اور اسکے پھلوں پر آفت آپڑی پھر تو ہاتھ ہی ملتا رہگیا اُسپر جو اسنے اس باغ میں صرف کیا تھا اور یہ باغ کہ سراسر اُجاڑ پڑا ہو اور یہ کہہ رہا ہو اے کاش میں اپنے رب کے ساتھ کسیکو شریک نہ کیا ہوتا۔ اور کوئی جماعت

يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝

اسکی نہ ہوئی کہ جو اللہ سے بچالیتی اور نہ وہ بدلہ لینے والا ہو سکا۔ یہاں معلوم ہوا کہ سب اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اسیکا انعام بہتر ہے اور وہی بہتر جزا دیتا ہے

تفسیر

پھر دنیا کی بے ثباتی اور اسکے اسباب و تجمل پر غور کرکے خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور بگاڑ کا بدنتیجہ کبھی دنیا ہی میں ظاہر ہونے کے لئے دو شخصوں کا حال بیان فرماتا ہے بعض کہتے ہیں یہ صرف ایک تمثیل کے طور پر ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ دو شخص ایسے تھے بھی کہ جنکا یہ واقعہ ہے پھر بعض کہتے ہیں کہ یہ دو شخص بنی اسرائیل میں سے دو بھائی تھے کہ ایک نے اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کیا تھا دوسرا دنیادار اور مشرک اور دار آخرت کا منکر تھا اسنے متصل دو باغ اپنے تمام مال سے ایسے تیار کرائے تھے کہ ان میں نہر بھی جاری تھی اور بیچ میں کھیتی بھی ہوتی تھی اور بیچ میں انگور اور آس پاس کھجور کے درخت تھے اور وقت پر پھل عمدہ آتے تھے اور اسپر اسکی اولاد اور خدمتگار نوکر چاکر بھی زیادہ تھے ایک روز وہ اپنے غریب مومن بھائی کے ساتھ باغ میں گیا اور وہاں بجائے شکرگزاری کے تجبر کیا اور دنیا کی ترقی پر قیاس کرکے آخرت میں بھی تجمل و آرائش پانے کا استحقاق ظاہر کیا اور آخرت کا انکار بھی اس کے کلام سے ثابت ہوا اسکے بھائی نے سمجھایا ملقین کی نہ مانا آخر اسپر آسمانی بلا نازل ہوئی کہ تمام باغ اُجاڑ ہو گیا جس پر وہ ندامت و حسرت کرنے لگا تب معلوم ہوا کہ اللہ ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝

اور انسے زندگی دنیا کی مثال بیان کر کہ وہ ایسی ہے کہ جیسا بارش کا پانی پھر اُس سے زمین کا سبزہ اگا پھر وہ چورا ہو کر رہگیا کہ اسکو ہوائیں اُڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۝

مال اور اولاد زندگی دنیا کی آرائش ہے۔ اور باقی رہجانے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب اور توقع میں بہتر ہیں۔ اور جسدن کہ ہم پہاڑوں کو اڑائینگے اور زمین کو تو کھلی ہوئی دیکھیگا

وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝ وَعُرِضُوْا عَلٰي رَبِّكَ صَفًّا ۭ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ۝

اور انکو جمع کرینگے پھر ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑینگے۔ اور تیرے رب کے سامنے صف باندھکر پیش کئے جاوینگے۔ تم ہمارے پاس اسطرح آحاضر ہوگئے جسطرح ہم نے تمکو اول پیدا کیا تھا بلکہ تمنے یہ سمجھا تھا کہ ہم تمہارے لئے کوئی وقت مقرر نکرینگے۔

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا

اور نامۂ اعمال رکھے جاوینگے پھر تو گنہگاروں کو دیکھیگا کہ ڈر رہے ہیں اس سے جو نامۂ اعمال میں اور دیکھ رہے ہیں کہ لے وائے خرابی یہ کیسی کتاب ہے کہ جو نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی کو مگر سب کو گھیر رکھا ہے اور جو کچھ

مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝

کر چکے ہیں اسکو موجود پاوینگے۔ اور تیرا رب تو کسی پر بھی ظلم نہیں کرتا

ترکیب

مثل الحیات مفعول ہے اضرب کا کماء موصوف انزلناہ اس جملہ صفت مجموعہ خبر ہے مبتدا محذوف کی اے ھی بل للخروج من کلام الی آخر۔

تفسیر

یعنے دوسری تمثیل ہے دنیا کی بے ثباتی کے لئے۔ صرف بارش سے دنیا کی زندگی کو تشبیہ نہیں دی بلکہ اسکی تمام کیفیت سے۔ کہ جس طرح بارش سے زمین کے نباتات ہرے بھرے لہلہاتے ہوئے نکلتے ہیں جنکو دیکھکر انسان خوش ہوتے ہیں انکی تھوڑی سی عمر طبعی ہے چند روز کے بعد خشک ہوجاتے ہیں پھر انکا چورا چورا ہوکر ہوائیں اُڑاتا پھرتا ہے اسیطرح انسان و دیگر حیوانات کا حال ہے کہ لڑکے ہیں پھر جوان ہوئے ہیں ٹھوکریں کھاتے چلتے ہیں پھر بڈھے ہوئے مرگئے چند روز کے بعد وہ سرپُرغرور اور سکا وہ جسم پرنور ذرہ ذرہ ہوکر خاک کے ساتھ اُڑتا پھرتا ہے۔ اللہ ہر شے پر قادر ہے بناتا ہی مٹاتا ہے پھر حشر کو اٹھائیگا۔

اب اسکے مال و اولاد کی کیفیت بیان فرماتا ہے جو اسکی غرور کا سرمایہ ہے کہ یہ چیزیں صرف حیاتِ دنیا کی آرائش ہیں انکا قیام اسقدر ہے کہ جس قدر باغ میں پھول کی بہار برخلاف اسکے جو فقرا باخدا کا سرمایہ ہے وہ کیا الباقیات الصالحات سو وہ اللہ کے نزدیک ثواب اور توقع کے لئے بہتر ہے یہی چیزیں اسکے ساتھ جاتی ہیں جو اس عالم باقی میں اسکی فرحتِ دائمی کا سامان ہوتی ہیں۔ باقیاتِ صالحات۔ سے مراد نیکیاں ہیں خواہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کا ذکر ہو یا معرفت و استغراق ہو یا کوئی اور نیکی ہو صدقہ و خیراتِ دین کی خدمت وغیرہ۔

اسکے بعد حشر کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ اس روز پہاڑ و درخت سب چیزیں جنکا قیام تمہارے نزدیک تحکم ہے فنا ہوجاوینگی صور کی آواز سے پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اُڑتے پھرینگے یہ عالم ہی خراب ہوجاویگا اور ایک نئی زمین کھل جاویگی جسکی طرف وترى الارض بارزة میں اشارہ ہے جیسا کہ ایک جگہ آیا ہے یوم تبدل الارض الخ پھر اس روز کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ سب جمع کی جاوینگی صف بستہ خدا کے سامنے کھڑے ہونگے نامۂ اعمال دئے جاوینگے اسمیں جو کچھ دنیا میں کیا تھا چھوٹا بڑا کام سب لکھا ہوا پاوینگی گنہگار اسکو دیکھکر ڈرینگے پچھتاوینگے یہ سب انہیں کا بویا ہوا ہوگا خدا کسی پر ظلم نہیں کریگا۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ

اور جب کہے ہم نے فرشتوں سے کہ آدم کو سجدہ کرو پس سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہیں۔ وہ قوم جن سے تھا سو نافرمان ہو گیا۔ پھر کیا تم اسکو اور اسکی ذریت کو مجھ چھوڑ کر رفیق بناتے ہو؟

وَھُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝

حالانکہ وہ تمہارا دشمن ہے۔ ستمگاروں کے لئے کیا بُرا بدل ہے۔ میں آسمانوں اور زمین کے بنانے میں کچھ انکو حاضر نہیں کیا تھا اور نہ خود انکو بنانے میں۔ اور نہ میں گمراہ کرنیوالوں کو مددگار بنانیوالا تھا۔

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ۝ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ

اور جسدن (الله) کہے گا فرمائیگا کہ میرے ان شریکوں کو پکارو کہ مجھکو تمہیں گمان تھا وہ پکاریگے پھر وہ انہیں جواب نہ دینگے اور ہم انہوں ایک ہلاک کر دینگے۔ اور گنہگار آگ کو دیکھینگے اور سمجھینگے کہ ہم آپس

مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝

گرنے والے ہیں اور اس سے بچنے کی راہ نہ پاوینگے

تفسیر

یہ بھی کلام سابق کا تتمہ ہے۔ انسان کو عالم آخرت سے غافل کرنے والی دو چیزیں ہیں **اوّل** مال و اسباب و اولاد کہ جسکے نشہ میں یہ ایسا سرشار ہوتا ہے کہ نہ اسکو اس عالم سے جانے کی فکر ہوتی ہے نہ وہاں کے لئے زاد راہ حاصل کرنیکی مہلت۔ اسکا بے ثبات اور سریع الزوال ہونا بیان فرما چکا **دوم** شیطان اور اسکی ذُرّیت اولاد یا اُسکے متبع لوگ جو مجازاً ذُرّیت کہلاتے ہیں۔ انسان کے دل پر انکے خطرات و وساوسات ایسا بُرا اثر کرتے ہیں کہ جو اسکے دل میں نہایت راسخ ہو کر اسکو بُری باتوں پر ہمیشہ تحریک کرتے ہیں۔ پھر یہ وسواس رسوم اور پشت در پشت متوارث ہو جانیکی وجہ سے دین و مذہب اور نہایت خوشنما اور باعث فلاح دارین خیال کئے جاتے ہیں جسکے ترک کرنے کو نہایت شاق و دعار جانکر خدا تعالیٰ کے فرستادوں سے لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ شیطان رجیم کی ذُرّیت انسان کے توہمات باطلہ بھی ہیں جو اسکے قائم مقام ہو کر کام دیتے ہیں اسلئے ان آیات میں پھر کچھ شیطان کا حال بیان فرمانا پڑا کہ اسکا علاقہ بنی آدم کیساتھ کس واقعہ کی وجہ سے جو انسان کے جدِ اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے سے پیدا ہوا ہے دشمنی اور عداوت کا علاقہ ہے جسکو حضرت آدمؑ کی اولاد ناخلف اپنا دوست سمجھکر دل سے اسکی پیروی کرتے ہیں۔

پس واذ قلنا للملائکہ سے یہ بیان شروع ہوتا ہے کہ ہمارے حکم سے فرشتوں نے تو باوجود نورانی ہونے کے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا انکی تعظیم بجا لائی مگر ابلیس نے انکار کیا کیونکہ وہ قوم جن سے تھا جسکی اصالت میں سرکشی اور تکبر ہے جیسا کہ بنی آدم میں سے اسکے پیروؤں کا شیوہ مال وجاہ حسب و نسب کا غرور ہے اسلئے اسنے نافرمانی کی۔ پھر اے بنی آدم تمہیں شرم نہیں آتی جو ہمارے خلاف میں جو تمہارے قدیم محسن و خالق ہیں تم شیطان اور اُسکی ذُرّیت کو رفیق بناتے ہو؟ ان ظالموں نے کیا بُرا بدل حاصل کیا ہے خدا تعالیٰ کے بدلہ میں شیطان کو مالک و کارساز بنایا ہے اطاعت کے بدل میں خلاف اختیار کیا ہے۔

پھر جو تم شیطان اور انکی ذُرّیت کو رانتوا در انکے بہکانے سے باتوں کو پوجتے ہو اور تم خدا تعالیٰ پر نئے نئے حکم صادر کرتے ہو کہ مجلس آنحضرت صلعم میں غربا نہ آویں غیر فلاں یہ تو کہو انکو میری خدائی میں کیا استحقاق ہے بنی آسمانوں اور زمین پیدا کرنے کے وقت انکو ہمراہ کر حاضر کرکے شامل نہ کیا تھا اور میں اتنے کیوں مدد لینے لگا تھا اور نہ تمہاری پیدائش میں شامل کیا تھا پھر کس استحقاق پر ایسی باتیں کرتے ہو؟ ما اشھدتھم الی عضدا میں یہی مراد ہے۔

ویوم یقول نہ حشر کے دن ان قبولِ شیاطین کا کام نہ آنا بیان فرما کر جس میدان میں کروڑوں جاہل انہیں انتخاب کیں یہ وہاں انسے فریاد کرینگے وہ نہ سنینگے انجام کار جہنم میں ڈالے جاوینگے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَاۗءَهُمُ الْهُدٰى

اور البتہ پھیر پھیر کر قرآن میں لوگوں کے لئے ہر قسم کی مثل بار بار بیان کی ہے اور انسان سب سے زیادہ جھگڑنے والا ہے۔ اور لوگوں کو اس کے سوا کچھ نہیں ہدایت آنے کے بعد بھی ایمان لانے

وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ

اور اپنے رب سے معافی مانگنے سے نہیں روکا مگر اس بات نے کہ ان کے پاس اگلوں کا دستور آوے یا ان کے پاس عذاب سامنے سے آوے۔ اور ہم رسولوں کو صرف خوشخبری دینے والا اور ڈرانے کے لئے بھیجا کرتے ہیں۔

وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا

اور کافر بیہودہ شبہات سے جھگڑا کیا کرتے ہیں تاکہ اس سے حق کو گرا دیں اور میری آیتوں کو اور جس سے کہ انکو ڈرایا گیا ہنسی بنا لیا ہے۔ اور اس سے بڑھکر کون ظالم ہے کہ جو اللہ کی آیتوں سے سمجھایا جاوے پھر ان سے منہ پھیرے

وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا

اور اپنے کئے کو بھول جاوے۔ ہم نے انکے دلوں پر پردے ڈالدیئے ہیں قرآن کے سمجھنے میں اور انکے کانوں میں ثقل کر دیا ہے (یعنی بھرے ہوئے ہیں) اور اگر تو انکو ہدایت کیطرف بلاوے تو تب بھی وہ ہرگز کبھی

اِذًا اَبَدًا ۝ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِلًا ۝ وَتِلْكَ

راہ پر نہ آویں گے۔ اور تیرا رب بڑا بخشنے والا رحمت والا ہے۔ اگر انکے کئے پر انہیں پکڑے تو ان پر جلد عذاب بھیجے۔ لیکن انکے لئے ایک میعاد مقرر ہے کہ اسکی سوا پھر کر انکو پناہ نہ ملیگی۔ اور یہ بستیوں

الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝ ع

بستیاں کہ جنکو ہم نے ہلاک کیا جبکہ انہوں نے ظلم کیا اور ہم نے ہلاک کرنے کا ایک وقت مقرر کر رکھا تھا

تفسیر

جہنم میں گرنے کا سامان آدمی اپنے لئے آپ کرتا ہے جو اپنی کجروی سے دینی باتوں میں جنمیں نکالتا ہے ورنہ قرآن مجید میں سب باتیں واضح کر دیں۔ من کل مثل یعنی سعادت و شقاوت کے رستہ کی توضیح کے لئے ہر ایک طرح کی مثل بیان کر دی طرح طرح اور نئے نئے اسلوب سے سمجھا دیا ہے۔ وما منع الناس باوجود اس وضاحت کے جو پھر بھی لوگ کتاب الٰہی و دین مستقیم کو نہیں مانتے فرمودۂ انبیاء پر ایمان نہیں لاتے اسکے دو سبب ہیں ایک سنۃ الاولین یعنی قدیم دستور کفار کا انکار چلا آتا ہے یہ بھی کرتے ہیں دوم او یاتیہم کہ انکو ایمان لانیکی مہلت ہی نہ ملی اگر مکر کرتے رہے یہانتک کہ عیاناً عذاب الٰہی آگیا پھر اب کا ایمان کس کام کا۔ انبیا کا یہ کام نہیں کہ وہ تمام منکروں کے انکار کو دل سے نکالدیا کریں یہ خدا کا کام ہے وہ تو خدا کی طرف سے بشیر و نذیر ہو کر آتے ہیں اور منکرین حق کو مٹانے کے لئے انہیں کج بحثیاں کیا کرتے ہیں اور خدا کی آیات کو اور اپنے ہلاک ہونے کی خبر کو ٹھٹھول میں اڑاتے ہیں۔ فی الحقیقت ایسے شخص سے کون بدنصیب زیادہ ہے جو اللہ کی آیتوں سے منہ موڑے اور اپنے کئے کو بھول جائے یہی بات ہے کہ انکے دلوں پر پردے پڑے ہیں جس سے سمجھ نہیں سکتے اور کانوں میں ثقل ہے حق سن نہیں سکتے انکو کوئی ہزار ہدایت کرے یہ راہ پر نہ آئینگے۔ دنیا میں اللہ کی رحمت و مغفرت جلد گیری نہیں کرنے دیتی ورنہ فوراً سزا ملتی سو اب انکے لئے ایک وقت معین ہے کہ جو ٹل نہیں سکتا چنانچہ پہلے لوگوں کی اجاڑ بستیاں دیکھ لو جو اجڑی پڑی ہیں اور انکی ہلاکت کا وقت مقرر ہو چکا تھا۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ

اور جبکہ موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ میں نہ ہٹوں گا جبتک کہ دو دریا کے ملنے کی جگہ تک نہ پہنچ جاؤں یا برسوں چلتا رہوں۔ پھر جبکہ وہ دونوں دریا کے ملنے کی جگہ پر پہنچے تو اپنی مچھلی بھول گئے پھر مچھلی نے دریا میں اپنا رستہ کر لیا

سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ

سرنگ بنا کر۔ پھر جب وہ دونوں آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ ہمارا کھانا لاؤ البتہ ہم تو اپنے اس سفر میں تھک گئے۔ اس نے کہا لے لو جبکہ ہم پتھر کے پاس ٹھہرے تو میں مچھلی کو

الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ۝ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝

بھول گیا اور مجھے تو شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اسکو یاد دلاؤں اور وہ تو دریا میں گھس گئی تھی عجیب طرح سے۔ موسیٰ نے کہا اسی کو تو ہم چاہتے تھے۔ پھر دونوں اپنے پاؤں نشان کرتے ہوئے واپس پھرے

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا

پھر موسیٰ کو ہمارے بندوں میں سے ایک ایسا بندہ ملا کہ جسکو ہم نے اپنی خاص رحمت دی تھی اور اسکو اپنے ہاں کا علم سکھایا تھا۔ اس سے موسیٰ نے کہا کہ اگر تو آپکے تابعدار رہا کروں اس شرط پر کہ آپ مجھے بھی کچھ

عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝

تعلیم فرمائیں جس سے کہ راہ پا جائیں کہا تو مگر نہیں سکتا تو میرے ساتھ ٹھہر نہ سکے گا۔ اور تو کیونکر صبر کر سکیگا اس پر کہ جو تیرے سمجھ میں نہیں آتا

ترکیب

اذ قال ظرف ہے اذکر محذوف کا۔ لا ابرح اسکی خبر اسیر محذوف ہے لدلالۃ حالہ وہو السفر۔ اور ممکن ہے کہ اصل کلام یوں ہو لا ابرح مسیری حتی ابلغ تب حتی ابلغ خبر ہوگا پس سیر مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ ہی متکلم کو اسی جگہ قائم کر دیا لا ابرح تامہ بھی ہو سکتا ہے پھر خبر کی ضرورت نہیں مجمع بینہما بینہما ظرف کی طرف مجمع کو علی الاتساع مضاف کر دیا گیا۔ ان اذکرہ بدل ہے ضمیر منصوب سے جو انسانیہ میں ہے اے ما انسانی ذکرہ الا الشیطان خبرا بالضم اعلم بالشیء یہ تمیز ہے یا مصدر ہے لم تحط کا کس لئے کہ لم تحط بمعنی لم تخبرہ ہے۔

تفسیر

یہ تیسرا قصہ ہے پہلا اصحاب کہف کا دوسرا دو بھائیوں کا تھا جنمیں سے ایک کے باغ پر بلا نازل ہوئی تھی۔ اور ان قصوں کی ترتیب میں بھی ایک عجیب لطف ہے مثلاً اصحاب کہف کے بعد اور باغ والے کے بعد اس قصہ کا آنا یہود کے گمان فاسد پر تنبیہ کرنا ہے جو یہ حضرت علم کے بیان کو کبھی اپنی شنیدہ قصوں کے خلاف ہونے سے اعتراض کرتے کہ یہ کیا مسمع وہ سنتے تھے اور نیز تمام علوم کا سرچشمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خیال کرتے تھے اور انکو سب پر تفوق دیتے تھے ہر چند حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے اولوالعزم رسول تھے مگر فوق کل ذی علم علیم اللہ نے اتنی بھی زیادہ لوگ پیدا کئے تھے جیسا کہ اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے۔

اس قصہ کا مجملاً بیان صحیح بخاری کی اُس روایت کے بموجب جو اُبی بن کعب سے مروی ہے یوں ہے کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل میں وعظ فرما رہے تھے کہ کسیںنے پوچھا سب میں زیادہ عالم کون ہے آپ نے فرمایا میں یہ بات خدا کو ناگوار معلوم ہوئی کیونکہ سب میں زیادہ عالم ہونا اللہ کے لئے کیوں نہ کہا؟ تب خدا تعالیٰ نے انکو حکم دیا کہ مجمع البحرین کے موقع پر تمکو ہمارا ایک بندہ ملیگا جو تمسے بھی زیادہ عالم ہے موسیٰ نے عرض کیا کہاں تک پہنچنے کی کیا صورت ہے؟

ع ۹ ۱۱ ۲۱

قَالَ سَتَجِدُنِيٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ صَابِرًا وَلَآ أَعۡصِي لَكَ أَمۡرٗا ۝ قَالَ فَإِنِ ٱتَّبَعۡتَنِي فَلَا تَسۡـَٔلۡنِي عَن شَيۡءٍ حَتَّىٰٓ أُحۡدِثَ لَكَ مِنۡهُ ذِكۡرٗا ۝

موسیٰ نے کہا آپ انشاء اللہ مجھے قائم رہنے والا پائینگے اور میں کسی بات میں آپکے خلاف نہ کرونگا۔ اسنے کہا اچھا اگر تو میرے ساتھ ہی متابع ہے تو مجھسے کوئی بات نہ پوچھنا جبتک کہ میں خود ہی تجھ سے اسکا ذکر نہ کروں۔

فَٱنطَلَقَا حَتَّىٰٓ إِذَا رَكِبَا فِي ٱلسَّفِينَةِ خَرَقَهَا قَالَ أَخَرَقۡتَهَا لِتُغۡرِقَ أَهۡلَهَا لَقَدۡ جِئۡتَ شَيۡـًٔا إِمۡرٗا ۝ قَالَ أَلَمۡ أَقُلۡ إِنَّكَ لَن تَسۡتَطِيعَ

پھر وہ چلے یہانتک کہ دریا میں کشتی پر سوار ہوئے تو اسنے اسمیں شگاف کردیا۔ موسیٰ نے کہا کیا کشتی کے لوگوں کو ڈبانیکے لئے اسکو پھاڑ ڈالا البتہ تونے ایک عجیب کام کیا۔ اسنے کہا کیا میں نہیں کہہ چکا ہوں تو ہرگز میرے ساتھ

مَعِيَ صَبۡرٗا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذۡنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرۡهِقۡنِي مِنۡ أَمۡرِي عُسۡرٗا ۝ فَٱنطَلَقَا حَتَّىٰٓ إِذَا لَقِيَا غُلَٰمٗا فَقَتَلَهُۥ قَالَ أَقَتَلۡتَ

ٹھہر سکیگا۔ موسیٰ نے کہا آپ بھول چوک پر مجھسے مواخذہ نہ کیجئے اور میرے معاملہ میں مجھپر سختی نہ کیجئے۔ پھر وہ چلے یہانتک کہ وہ نوکر ایک لڑکا ملا تو اسکو مار ڈالا موسیٰ نے کہا آپنے

نَفۡسَۢا زَكِيَّةَۢ بِغَيۡرِ نَفۡسٖ لَّقَدۡ جِئۡتَ شَيۡـًٔا نُّكۡرٗا ۝

بیگناہ کو ناحق مار ڈالا؟ البتہ آپ نے بری بات کی

فرمایا اپنے تھیلے میں ایک مچھلی رکھ لو پھر جہاں وہ مچھلی گم ہوجاوے وہ شخص وہیں ملیگا پس موسیٰ مچھلی تھیلے میں ڈال کر یوشع بن نون کو ہمراہ لیکر چلے چلتے چلتے ایک موقع پر (سمندر کے کنارہ) پہنچے ایک پتھر پر سر رکھکر سوگئے مچھلی اس تھیلے میں سے نڑپ کر دریا میں جاگری اور جہاں تک وہ جاتی تھی پانی میں ایک سوراخ سا ہوتا جاتا تھا حکم الٰہی سے پانی ادھر اُدھر سے ملتا نہیں پاتا تھا پھر بیدار ہوئے تو یوشع کو یاد دلانا یاد نہ آیا کہ اس مقام پر مچھلی گم ہوگئی ہے۔ اس دن رات تک چلا کئے یہانتک کہ جب اگلے روز صبح کا وقت آیا تو موسیٰ نے اپنے جوان یعنی مرید یوشع سے کھانا مانگا۔ اس سے پہلے منزلوں میں موسیٰ نہ تھکے تھے لیکن اس منزل میں تھک گئے جو مقام مطلوب کو چھوڑ کر چلے تھے۔ مچھلی کو دیکھا تو ندارد تھی یوشع نے عذر کیا کہ کمبخت شیطان نے مجھے یاد دلانا بھلا دیا جسنے اُس پتھر کے پاس گم ہوئی تھی تب دونوں لوٹے پھرے اور اُس پتھر کے پاس آئے تو موسیٰ کو وہ شخص ملا کہ جسکو علم لدنی دیا گیا تھا موسیٰ نے السلام علیکم کہا اُنہوں نے جواب دیکر پوچھا کون ہو؟ کہا موسیٰ بنی اسرائیل۔ اسلئے آیا ہوں کہ آپ سے کچھ علم لدنی سیکھوں خضر نے فرمایا اے موسیٰ تجھکو خدا نے جو علم دیا ہے اسکو میں نہیں جانتا اور جو علم مجھے عطا ہوا ہے اسکو تو نہیں جانتا تم میرے ساتھ نہیں رہ سکو گے موسیٰ نے کہا انشاء اللہ میں بروشت کرونگا اور کسی بات میں آپ سے خلاف نہ کروں گا۔ پھر تمام قصہ مروی ہے کہ دریا میں انکو ایک کشتی ملی اُسپر سوار ہوئے تو خضر نے ایک تختہ نکال دیا موسیٰ نے کہا واہ بغیر کرایہ سوار کیا اسپر آپ نے یہ کیا؟ خضر نے کہا چلے چلئے۔ موسیٰ نے عذر کیا کہ بھول کر سوال کیا آئندہ ایسا نہو گا پس کشتی سے نکلکر چلے تو ایک لڑکا ملا جو لڑکوں میں کھیل رہا تھا خضر نے اسکو مار ڈالا موسیٰ نے کہا اس معصوم بچے کو تونے ناحق قتل کیا یہ بُری بات کی۔ خضر نے ایکبار۔ نہایت برہم ہوکر کہا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تم ہرگز میرے ساتھ نہ رہ سکو گے اسلئے الم اقل کے بعد تاکید کے لئے لک لام کاف زیادہ کیا پھر موسیٰ نے عذر کیا اور شرط کرلی کہ اگر اب کے پوچھوں تو اپنے ساتھ نہ رکھنا۔ آگے چلے تو ایک گاؤں میں پہنچے ہر چند انہوں نے دستور کے موافق گاؤں والوں سے کھانا مانگا ضیافت چاہی مگر انہوں نے صاف جواب دیا۔ اسی گاؤں میں ایک دیوار تھی جو گرا ہی چاہتی تھی خضر علیہ السلام نے اُسکو سیدھا کر دیا اب تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تاب نہ رہی۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ۝

اسنے کہا کیا تجھسے میں نہیں کہہ چکا ہوں کہ تو ہرگز میرے ساتھ نہ رسکیگا ؟ - موسیٰ نے کہا اگر اسکے بعد میں تجھسے کوئی بات پوچھوں تو مجھے ساتھ نہ رکھنا آپ میری طرف سے الزام اُتار چکے -

فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ

پھر وہ چلے یہانتک کہ ایک گاؤں کے رہنوالوں کے پاس آکر انسے کھانا مانگا پس انہوں نے انکی ضیافت سے انکار کیا پھر انکو وہاں ایک بھی دیوار ملی جو گرا ہی چاہتی تھی تب اسکو سیدھا کر دیا موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہتے

لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ

اس کام کی مزدوری لے لیتے - اسنے کہا اب میرے اور تیرے بیچ جدائی ہے - اب میں تجھے ان باتوں کا راز بتلاتا ہوں کہ جسپر تو صبر نہ کر سکا - وہ کشتی تھی سو وہ محنتی لوگوں کی تھی

يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ۝ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ

جو دریا میں مزدوری کرتے تھے پھر میں نہیں عیب کر دینا چاہا اور ان مقاموں کے پیچھے ایک بادشاہ تھا کہ جو ہر ایک کشتی زبردستی پکڑ لیتا تھا اور رہا لڑکا سو اسکے ماں باپ ایماندار تھے سو ہمکو ڈر ہوا کہ

اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ

انپر غالب نہ آجاے سرکشی اور کفر کرکے پھر چاہنے ہوا کہ انکا رب انکو اس سے بہتر بدلا دیوے پاکیزگی اور شفقت میں - اور دیوار جو تھی سو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی

فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۚ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا

جو شہر میں تھے اور اسکے نیچے - انکا خزانہ تھا اور انکا باپ نیک مرد تھا - پس تیرے رب نے یہ چاہا کہ وہ جوان ہو کر اپنا خزانہ نکالیں تیرے رب کی عنایت سے اور یہ بنے

فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝

از خود نہیں کیا تھا یہ ہے بر اسکا کہ جس پر تو صبر نہ کر سکا

اور خود جانکر سوال کیا کیونکہ انکے پاس رضا تو مقصود ہی نہ تھا - خضر نے کہا لو اب مجھمیں اور تم میں جدائی ہے مگر میں تمکو ان تینوں باتوں کا سر بتلا دیتا ہوں کہ جسپر تمسے صبر نہو سکا - کشتی کی سننے وہ بیچارے غریبوں کی کشتی تھی جو اسکے ذریعہ سے محنت مزدوری کرکے بسر اوقات کرتے تھے اور آگے ایک بادشاہ بیگار میں زبردستی کشتیاں پکڑ رہا تھا میں نے اسکا ایک تختہ نکال کر عیب دار کر دیا تاکہ بادشاہ اسکو نہ پکڑے چنانچہ اسنے نہ پکڑا اور تختہ لگا کر کشتی کو انہوں نے درست کر لیا - اب بتلائے یہہ کام اچھا تھا یا بُرا ؟

اور وہ جو لڑکا تھا وہ نہایت شریر اور سرکش تھا اسکے ماں باپ نیک تھے خوف تھا کہ اسکی محبت میں آکر وہ بھی کہیں کفر و سرکشی میں مبتلا نہو جاویں - اسلئے خدا کو منظور ہوا کہ یہہ مر جاے اور اسکے بدلے ان کو اور اولاد ملے جو خیراً منہ زکوٰۃ تقویٰ و صلاح میں اس سے بہتر ہو اور اقرب رحما جو صلہ رحمی اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے میں بھی اس سے بہتر ہو چنانچہ اسکے بعد انکے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جو نہایت نیک تھی جس کے پیٹ سے ایک نبی پیدا ہوا - (حسن بصری کہتے ہیں کہ وہ جوان تھا لیکن نوعمر ہونیکی وجہ سے اسکو لڑکا کہا اور چونکہ خوبصورت تھا اسلئے اسکو ستھرا کہا - کلبی کہتے ہیں وہ جوان تھا راہزنی کرکے مال اپنے ماں باپ کے ہاں لاتا تھا - ضحاک کہتے ہیں لڑکا تھا مگر فساد کیا کرتا تھا جس سے اسکے والدین کو ایذا ہوتی تھی (معالم التنزیل) کہو اس ارادۂ الٰہی کے موجب کیا بُرائی ہے ؟

اب رہی دیوار سو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی جسکے نیچے اُنکا خزانہ مدفون تھا اور انکا باپ نیک مرد تھا جسکی برکت سے خدا کو انکی اولاد کے ساتھ احسان کرنا منظور تھا کہ جوان ہوکر وہ اپنا خزانہ نکالیں اگر اس دیوار کو درست نہ کیا جاتا اور یہ گرپڑتی تو اور لوگ خزانہ لے لیتے اسلئے اسکو درست کردیا کہ انکی جوانی تک نہ گرے ۔ کہئے اسپر کیا اُجرت لینی مناسب تھی ؟

اسکے بعد حضرت موسیٰ خضر علیہ السلام سے جدا ہوکر پھر بنی اسرائیل میں آگئے ۔ لیکن معلوم ہوگیا کہ دنیا میں خدا کے بندے مجھسے بھی زیادہ عالم ہیں ۔

ابحاث

(اول) یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کب گزرا ہے ؟ حال کے اہل کتاب کہتے ہیں کہ توریت میں اسکا کہیں ذکر نہیں وہ اسکے منکر ہیں علمار اسلام میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہ اُسوقت کا واقعہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں تھے اسی لئے مجمع البحرین یعنی دو سمندروں کے ملنے کے موقع میں اختلاف کیا ہے قتادہ بحرِ فارس و بحرِ روم مشرقی جانب کا کہتے ہیں محمد بن کعب طنجہ بتلاتے ہیں اُبی بن کعب افریقہ کہتے ہیں (معالم) مگر صحیح یہی ہے کہ یہ واقعہ اسوقت کا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر قلزم کو عبور کرکے ملک عرب کے شمالی و مغربی کنارہ نہیں آرہے تھے اور بحرین سے مراد بحرِ قلزم کی وہ دو شاخیں ہیں جو شمالی جانب میں دور تک جاکر دو شاخ ہوگئی ہیں جہاں سے وہ دو شاخ جُدا ہوتی ہیں گویا وہ اِن دونو شاخوں کا مجمع یعنی جمع ہونیکی جگہ ہے انہیں دونو شاخوں کے بیچ میں کوہ سینا اور حورب اور وہ مقامات ہیں کہ جہاں بنی اسرائیل برسوں رہے ہیں چنانچہ جغرافیہ فرہاد صفحہ ۳۵۴ کے حاشیہ میں یہ ہے وباعتقاد من مجمع البحرین کہ در قرآن مجید است کما قال اللہ عزوجل حتی ابلغ مجمع البحرین الخ ملتقائے خلیج عقبہ و خلیج سویس است واکثر مفسرین باشتباہ افتادہ مجمع البحرین را ملتقائے بحر عمان و ہند گرفتہ اند و حضرت موسیٰ با ایں صفحات عبور نفرمودہ و سہم قدیم عقبہ ایلہ است واکثرے نیز ایلہ را نداشتہ اند و آنرا بصرہ خواندہ اند بہیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا انتہیٰ ۔

توریتِ موجودہ میں اس قصہ کا درج نہونا اس بات کی دلیل نہیں ہوسکتا کہ یہ قصہ واقع نہیں ہوا ۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہت سی کتابیں تھیں کہ جنکو سب اہل کتاب کہتے ہیں مفقود ہوگئیں ان میں بھی اگر اسکو نہ پاتے تو پھر کچھ مجال گفتگو انکو تھی ۔

(دوم) اکثر اہل اسلام اسکے قائل ہیں کہ موسیٰ سے مراد ان آیات میں حضرت موسیٰ بن عمران ہارون علیہما السلام کے بھائی ہیں ۔ مگر کعب احبار کی بیوی کا بیٹا نوفل بکالی یہ کہتا تھا کہ یہ اور موسیٰ تھے جو منسی بن یوسف بن یعقوب علیہم السلام کے بیٹے تھے لیکن خود حضرت ابن عباس رضؓ نے اسکی تکذیب کردی کہ وہ غلط کہتا ہے ۔

وہ شخص کہ جسکے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام علم لدنی تعلیم پانے گئے تھے کون ہے ؟ علمار اسلام کہتے ہیں کہ وہ حضرت خضر تھے کہ جنکو بعض نے ولی اور بعض نے نبی کہا ہے ۔ مجاہد کہتے ہیں جس جگہ وہ نماز پڑھتے تھے وہ جگہ سبز اور ہریالی ہوجاتی تھی اسلئے انکو خضر کہتے ہیں جسکے معنی سبز کے ہیں ۔ یہ بات کسی صحیح حدیث سے دریافت نہیں ہوتی کہ خضر کس ملک میں پیدا ہوئے اور کس قوم کے تھے اور کس زمانہ میں پیدا ہوئے تھے ؟ توریت سفر پیدائش کے چودھویں باب کے اخیر میں **ملکِ صدق** کا ذکر آیا ہے کہ آنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو برکت دی اور وہ خدا کا کاہن تھا ۔ پھر اسی ملکِ صدق کی نسبت عیسائیوں کی انجیل میں یعنی نامۂ عبرانیوں کے ساتویں باب میں یہ لکھا ہے

کیونکہ یہ ملک صدق سالیم کا بادشاہ تھا خدا کا کاہن تھا جسنے ابرہام کا جبکہ وہ بادشاہوں کو مار کے پھر آتا تھا استقبال کیا اور اسکے لئے برکت چاہی جسکو ابرہام نے سب چیزوں کی دہ یکے دی وہ پہلے اپنے نام کے معنوں کے موافق راستی کا بادشاہ اور پھر شاہ سالیم یعنی سلامتی کا بادشاہ یہ بے باپ بے ماں بے نسبنامہ جسکے نہ دنوں کا شروع نہ زندگی کا آخر مگر خدا کے بیٹے سے (عیسیٰ) مشابہ ٹھہر کے ہمیشہ کاہن رہتا ہے۔

گرچہ ملک صدق کی بابت جو حضرت ابرہام علیہ السلام کے عہد میں تھا اور جسکی نسبت ہمیشہ زندہ رہنا لکھا ہے اہل کتاب کے مختلف قول ہیں لیکن صحیح تر یہی ہے کہ ملک صدق وہی شخص ہے کہ جسکو اہل اسلام خضر سے تعبیر کرتے ہیں۔ اب انکی عظمت اسی سے ظاہر ہے کہ انہوں نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے جد امجد اور اب لا نبیا حضرت ابرہیم علیہ السلام کو برکت دی تھی۔ شاید پولوس کا یہ کہنا کہ انکے نہ ماں تھی نہ باپ نہ انکی عمر کی ابتدا ہے۔ مبالغہ پر محمول ہو جو اسنے حضرت مسیح علیہ السلام کی تشبیہ کے لئے یہ بات کہی ہو۔ واللہ اعلم عند اللہ۔

خضر علیہ السلام

کے بارہ میں علماء اسلام کے دو قول ہیں ایک جماعت صرف اس حدیث سے استدلال کرکے (جسکو بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار عشا کی نماز پڑھ کر یہ فرمایا تھا کہ آج کی رات جو زمین پر زندہ ہے سو برس کے اخیر تک مر چکے گا یہ کہتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت خضر بھی بموجب حدیث مذکور مر گئے ہونگے بلکہ مر گئے مگر اکثر علماء فرماتے ہیں وہ زندہ ہیں جس طرح کہ حضرت الیاس زندہ ہیں اور سال بھر میں ایکبار ملاقات کرتے ہیں اور حدیث مذکور میں اکثر لوگوں کی عمر طبعی کا لحاظ کرکے مرنا فرمایا ہے عموم مراد نہیں کہ جسکی زندگی مخصر انکی قدرت کاملہ کے طور پر ہے وہ بھی اسمیں شامل ہو جاویں۔

خضر کی زندگی کی بابت یہ جو عوام میں مشہور ہے (کہ وہ سکندر ذوالقرنین کے ساتھ ظلمات میں گئے اور ذوالقرنین آب حیات کے چشمہ کا راستہ بھول گئے اور خضر نے وہاں پہنچکر وہ پانی پی لیا جسلئے انکی زندگانی ہمیشہ تک ہیگی اور نیز یہ کہ خضر دریاؤں پر رہتے ہیں وہاں کے کاربار انہیں سے متعلق ہیں یہانتک کہ عوام کنوؤں تالابوں نہروں پر بھی خضر کے نام کا چراغ جلاتے اور دیگ پکا کر فاتحہ دلاتے ہیں اور انکی نام کی دہائی دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ) نہ قرآن سے اسکا ثبوت ہے نہ پیغمبر علیہ السلام کے کسی قول سے۔ اور انکی پرستش کرنا یا دہائی دینا تو صریحاً ممنوع ہے۔

(سوم) باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے اولوالعزم رسول تھے توریت دی گئی تھی خدا تعالیٰ سے کلام کرتے تھے پھر وہ کونسا علم ہے جو انہیں حاصل نہ تھا جسکی خضر علیہ السلام کے پاس تعلیم پانے گئے تھے ؟

اسکا یہ جواب ہے کہ انسانوں میں سے بعض نفوس ایسے ہوتے ہیں کہ انکے قوئی خیالیہ وحسیہ انوار و لمعان روحانی کی وجہ سے ضعیف ہو جاتے ہیں اور انکی قوت ملکیہ اس پر یہانتک غالب ہوتی ہے کہ اگر انکو طبقہ ملائکہ میں شمار کیا جائے تو کچھ بعید نہو اور انکی روح علوم و معارف الٰہیہ کے لئے ایک آئینہ پر جلا ہوتا ہے تب اسپر بلا توسط عالم غیب کے اسرار فائض ہوتے ہیں جنکو علم لدنی کہتے ہیں گرچہ سب انبیا علیہم السلام ایسے ہوتے ہیں گر + ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است + مراتب متفاوت ہوتے ہیں چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خلق کی طرف تعلیم کی وجہ سے زیادہ توجہ تھی اسپر اسی قسم کے علوم فائض ہوتے تھے ملائکہ کے سلسلہ میں داخل ہونا انکے حق میں انکے مقاصد کے منافی تھا برخلاف حضرت

خضر علیہ السلام کے وہ ملکیت غالب آجانیکی وجہ سے رجال الغیب اور ملائکہ میں ملگئے تھے اسلیئے نظر سے غائب ہوجانا اور ہزاروں کوس دم مارتے میں چلا جانا سمندروں پر سے پار اُتر جانا انکے نزدیک کچھ مشکل نہ تھا خدا تعالیٰ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہہ دکھانا تھا کہ ہمارے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو ملائکہ کی طرح جو کچھ کرتے ہیں اسی کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں گو بظاہر انکے افعال کسی بشر کی وجہ سے کسی کی سمجھ میں نہ آویں۔ اسی لئے حضرت موسیٰؑ سے خضرؑ نے کہا تھا کہ تکلوا اور علوم اور مجھے اور علوم دئے گئے ہیں تم میرے ساتھ نہ رہ سکوگے آخر موسیٰ علیہ السلام نے بھی دیکھا کہ ان علوم سے مجھے کچھ فائدہ نہیں وہاں سے چلے آئے۔

(چہارم) اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بھی خضر صفت آدمی ہر زمانہ میں موجود ہوتے ہیں جنکو ابدال واوتاد واقطاب کہتے ہیں مگر عام جاہل صوفیوں کا اس قصہ سے یہہ سمجھ لینا کہ باوا شریعت اور ہے طریقت اور ہے نماز روزہ حرام وحلال کے ہم پابند نہیں ہم عالم غیب کے مختار ہیں جسکو جو چاہتے ہیں دیتے ہیں پھر اس اعتقاد سے جہلاء کا اُنسے حاجات طلب کرنا اور ان لوگوں کا شراب پینا بنگ نوشی کرنا اور معترض کا یہہ کہنا کہ باوا موسیٰؑ نے بھی خضرؑ پر ایسے ہی اعتراض کئے تھے یہہ علم لدنّی کی باتیں ہیں جو مرشدوں (یعنی تکیہ میں بنگ گھوٹنے والوں) سے حاصل ہوتی ہیں وغیر ذالک من الخرافات محض وسوسۂ شیطانی اور دامِ تزویر ہے معاذ اللہ اقطاب ابدال ایسے منہیات کے کب مرتکب ہوتے ہیں دیکھو خضر علیہ السلام کی تینوں باتوں کو غور کرو کہ ان میں سرِ مو قباحت نہیں۔ دیوار کا بنانا تو ظاہر ہے رہا کشتی کا تختہ نکالنا کہ جس سے وہ غرق نہوے اور انکی کشتی بچ گئی یہی ہی بات ہے کہ جسطرح سر کے بال مونڈ دینے سے کیسکا مرض دفع کردیا جاوے رہا اُس بدبخت لڑکے کا قتل کرنا سو وہ بھی ٹھیک بات تھی خصوصاً جبکہ وہ جوان اور نزاق تھا یوں تو ملک الموت پر بھی سیکڑوں قتل کے ہر کوئی الزام لگا سکتا ہے۔

ف

ہندوؤں کی کتابوں سے جبکہ انپر یہہ الزام لگایا گیا کہ کرشن نے گوپیوں سے ایسا کیا مہادیو جی نے اور فلاں فلاں بزرگوں نے ذرا سی بات پر اتنے لوگوں کو بیرحمی سے قتل کیا جسکی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں تو ہنود کے رئیس المناظرین لالہ **اندرمن** نے حضرت موسیٰؑ کا قبطی کو مکا مارنا اور خضر علیہ السلام کا کشتی کا تختہ اکھیڑ نا لڑکے کو قتل کرنا حضرت آدمؑ کا بھول کر گندم کے درخت کو کھانا گنوا دیا اور سیکڑوں وہ بے اصل قصے جو ہمارے خوش اعتقاد راویوں نے اہل کتاب سے لئے تھے بیان کردئے کہ لو دیکھو تمہارے مسلم بزرگوں نے کیا کم کیا ہے؟ ہم جواب سے ناواقف ہنود تو شاید خوش ہوگئے ہونگے مگر منصف مزاجوں کے نزدیک یہہ جواب سننے کے بھی قابل نہیں کیونکہ کہاں حضرت خضرؑ و موسیٰؑ و آدمؑ کا یہہ فعل کہاں انکے بزرگوں کے وہ حیرت انگیز اجرے جو انکی کتابوں میں بھرے پڑے ہیں جسکی تشریح سوط الدیہار وغیرہ کتابوں میں علماء اسلام نے خوب کی ہے۔

ف

قرآن مجید میں جو خضر علیہ السلام کے تین فعل بیان ہوئے ہر ایک میں اُمت کے لئے عجب موز ہیں۔ اوّل۔ کشتی کا تختہ توڑ کر بادشاہ ظالم کے ہاتھ سے بچ جانا اس بات کی تعلیم ہے کہ تھوڑے سے نقصان پر ناصبر نہونا چاہئے اسمیں جانے کیا فوائد رکھے ہوتے ہیں اور نیز یہہ بھی کہ کسی غریب بے کشتی میں سوار کرنا یا اسکے ساتھ اور کوئی سلوک کرنا اسکی ہلاکت سے بچنے کا سبب ہے۔ (۲) نیک آدمی پر صدمہ آنا کسی مصلحتِ الٰہیہ کی دلیل ہے جیسا کہ اس بدبخت لڑکے کا مرنا جو دنیا و آخرت میں اسکے ننگ کا باعث تھا جسکے بدلہ میں نیک اولاد ملی (۳) نیک آدمی کے بعد پشتوں تک خدا تعالیٰ اسکی اولاد کو نیک صلہ دیا کرتا ہے جس طرح کہ دیوار کے قصہ سے ظاہر ہے۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ۝

اور تجھسے ذوالقرنین کو پوچھتے ہیں ۔ کہہ اب میں تمھیں اسکا کچھ ذکر سناتا ہوں ۔ ہمنے اسکو زمین پر قادر کیا تھا اور اسکو ہر ایک قسم کے سامان دیا تھا پس وہ درپے ہوا سامان کے

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا أَنْ تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ

یہانتک کہ جب آفتاب غروب ہونیکی جگہ پہنچا تو اسکو ایک گرم (یا سیاہ) چشمے میں ڈوبتا پایا اور اسکے پاس ایک قوم کو پایا ۔ ہمنے کہا اے ذوالقرنین تجھے اختیار ہے یا انکو سزا دے یا ۔ نیک

فِيهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكْرًا ۝ وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءً

سلوک کر ۔ اسنے کہا کہ جو کوئی ظالم ہوگا پس اسکو ہم جلد سزا دینگے پھر وہ اپنے رب کے پاس لایا جائیگا پھر اسکو سخت عذاب کریگا ۔ اور جو کوئی ایمان لایا ہوگا اور اسنے نیکی کی ہوگی تو اسکو

الْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ۝

نیک بدلہ دیگا ۔ اور اس سے اپنے معاملہ میں بھی ہم آسان بات کہینگے

ترکیب

عَنْ یسئلونک سے متعلق ذکرا اتلو کا مفعول ۔ مکنا کا مفعول امرہ محذوف وجدا جواب ہے اذا بلغ کا تغرب جملہ حال ہے ضمیر وجدا سے یا مفعول وجد ۔ حمئۃ ذات حمأۃ ۔ الحمأ الطین الاسود ۔ وقرأ ابن عامر وحمزۃ حامیۃ لے حارۃ اما تاخیر کے لئے جزاء کو حمزہ کسائی حفص النصب والتنوین پڑھتے ہیں اور باقی بالرفع والاضافۃ ۔ اول تقدیر پر فلہ الحسنی جزاء جیسا کہ کہتے ہیں لک ہذا الثوب ہبۃ ۔ دوسری صورت میں الحسنی کا موصوف الفعلۃ مقدر مانا جاویگا یا المثوبۃ پس جزا موصوف ہوگی المثوبۃ الحسنی کی طرف واضافۃ الموصوف الی الصفۃ کثیر ۔

تفسیر

یہ چوتھا قصہ ذوالقرنین کا ہے جو اہل کتاب کے کہنے سے قریش نے حضرت سے پوچھا تھا انا کما سی تمہید کے بعد قصہ شروع ہوتا ہے کہ ہمنے ذوالقرنین کو دنیا بہر تا بودیا تھا اور ہر ایک قسم کا ساز و سامان اسکو ملا تھا جس سے وہ مشرق و مغرب تک فتوحات حاصل کرتا ہوا چلا گیا اگرچہ جب سے علم تاریخ مدون ہوا ہی تب سے ایسے ساز و سامان جو ہیں ریل و خانی جہاز پائے نہیں جاتے مگر تواریخ سے پہلے غیر معلوم زمانہ میں جانے کیا کیا صنعتیں تھیں اور مٹ گئیں جنکے بعض آثار قدیم خرابات کے کھود نے سے برآمد ہوتے ہیں) فرماتا ہے فاتبع سببا کہ ذوالقرنین نے سفر کا ساز و سامان تیار کیا اور پہلے مغرب کی سمت کو روانہ ہوا یہاں تک کہ وہاں سے آفتاب سمندر کے گرم اور سیاہ پانی میں ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا تھا اگرچہ آفتاب آسمان پر ہے مگر غروب کے وقت پانی کے کنارہ پر کھڑے ہونے والے کو پانی میں اور پہاڑ کے سامنے والے کو پہاڑ میں غروب ہوتا معلوم ہوا کرتا ہے ۔ اور جسنے حمئۃ پڑھا ہے اسکے نزدیک ذوالقرنین کے سامنے سیاہ دلدل ہوگا جسمیں آفتاب کو غروب ہوتے دیکھا ہوگا ۔ القصہ وہاں ایک بت پرست قوم ملی جسکی نسبت خدا نے ذوالقرنین کو بالہام یا بواسطہ نبی یہ حکم دیا کہ خواہ انکو سزا دے خواہ انمیں کوئی نیک سلوک کر ذوالقرنین نے کہا وہ جو ان میں ظالم و سرکش ہیں میں انہیں سزا دونگا یعنی مار ڈالونگا جو اسکے بعد وہ اپنے رب کے ہاں جاکر اور بھی سخت عذاب پاوینگے یا یہ مراد کہ سزا دونگا کوئی سزا ہو پھر مرنیکے بعد وہ وہاں سزا پاوینگے ۔ اور جو انمیں ایماندار اور نیک ہو جاوینگے اسکو اچھا بدلہ انعام و اکرام کر دونگا اور اپنی حکومت و ریاست کے ملک میں بھی انہی میں سے برتونگا چنانچہ ذوالقرنین ایسا ہی کیا ہوگا

ف ذوالقرنین کے حال

ذوالقرنین مغرب کی سیاحت کرتے ہیں

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝ كَذٰلِكَ ۚ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝

پھر سامان کے پیچھے ہوا۔ یہانتک کہ جب آفتاب نکلنے کی جگہ (یعنی مشرق میں) پہنچا تو اسکو ایک ایسی قوم پر طلوع کرتے پایا کہ جنکے لیے ہم نے آفتاب کی اوٹ نہ بنائی تھی ہوں ہی ہے۔ اور انکا حال کی پوری پوری خبر ہمارے

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ

پاس ہے۔ پھر سامان (لشکر) (سفر کی تیاری کی) یہانتک کہ جب دو پہاڑوں کے بیچ پہنچا تو انکے اس طرف ایک ایسی قوم ملی جو بات نہ سمجھ سکتی تھی۔ انہوں نے (ترجمہ کی صورت کہا ہو) ذوالقرنین

يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ

یاجوج و ماجوج نے تو ملک میں فساد ڈال رکھا ہے پھر اگر تو کہے تو تیرے لئے ایک محصول قائم کریں اس بات پر کہ تو ہمارے اور انکے بیچ کوئی دیوار بنا دیوے۔ کہا جو کچھ میرے رب نے مجھے مقدور دیا ہے وہ بس ہے

فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا

پھر تم طاقت سے میری مدد کرو کہ میں تمہارے اور انکے درمیان ایک آڑ بنا دوں۔ مجھ کو لوہے کے تختے دو۔ یہانتک کہ جب پہاڑ کے دونو کناروں تک (جگہ) برابر کر دیا تو کہا دھونکو۔ یہانتک کہ جب اسکو آگ کر دیا تو

قَالَ اٰتُوْنِىْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّىْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّىْ

کہا میرے پاس لاؤ کہ میں اوپر گھلا تا ڈالوں۔ پھر نہ چڑھ سکتے تھے اور نہ نقب لگا سکتے تھے۔ کہا یہ میری رب کی عنایت ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ

جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّىْ حَقًّا ۝

آویگا تو اسکو ڈھکر برابر کر دیگا اور میرے رب کا وعدہ حق ہے

السدین ای الجبلین لانہما سدا۔ وہا جبلان متقابلان فی اواخر الشمال فی منقطع ارض الترک من وراءہما یاجوج و ماجوج۔ وبین ہہنا مفعول بہ وہو من الظروف المتصرفۃ۔ خرجا جعلا تخرجہ من اموالنا۔ ردما حاجزا حصینا وہو اکبر من السد من قولہم ثوب مُرَدَّمٌ اذا کان رقاعا فوق رقاع۔ الصدفین الصدف محرکۃ کل شئی مرتفع من حائط ونحوہ۔ لے جانبی الجبلین۔ فما اسطاعوا بحذف التاء حذفا من تلاقی متقاربین لے التاء والطاء۔

پھر وہاں سے بلاد مشرقیہ کی طرف توجہ کی اور مشرق میں ایسی قوم تک پہنچے کہ جنکے پاس آفتاب کی تپش سے بچنے کے لئے کوئی خیمہ یا مکان نہ تھا زمین اور پہاڑوں کی کھوہ میں رہتے تھے۔ فرماتا ہے کذلک الخ یعنی ہم علام الغیوب ہیں ذوالقرنین کا پورا حال کہ کس قدر سپاہ تھی اور اسکے ساتھ کون کون تھے جو ہمکو معلوم ہے اور کوئی کیا جان سکتا ہے اور احق یوں ہی ہے۔

ثم اتبع سببا یہ تیسرا سفر ہے اسکی کوئی سمت بیان نہیں کی غالباً شمالی رخ کا دعوا ہے کیونکہ آبادی زمین کی اسی حصہ میں بیشتر ہے۔ شمال میں فتح مند ہوتے کرتے دو پہاڑوں کی گھاٹی میں پہنچے اور اسکے متصل ایک ایسی قوم ملی جو بات نہ سمجھ سکتی تھی ترجمان کے ذریعہ سے انہوں نے ذوالقرنین سے قوم یاجوج و ماجوج کی سرکشی اور فساد کا حال بیان کر کے ہُن گھاٹی کے بند کرنے کی درخواست کی کہ جس سے گزر کر یہ دونو قومیں انکی ملک میں قتل و غارت کرتے تھے اور اسپر انہوں نے کچھ روپیہ یا پیداوار دینے کا بھی وعدہ کیا ذوالقرنین نے کہا خدا نے مجھے بہت کچھ دے رکھا ہے تم صرف جسمانی مدد دو کہ لوہے کے تختے میرے پاس لاؤ چنانچہ وہ لوگ لائے۔ پس جب پہاڑوں کی چوٹیوں تک وہ لوہے اور تپہ روں سے چن دیا تو گرم کر کے یعنی پگھلا کر اسپر کسی حکمت سے تانبا ڈالدیا جس سے وہ دیوار ایک ذات ہو گئی جسپر مستحکم ہو گئی کہ نہ تو اسکی بلندی کی وجہ سے یاجوج ماجوج چڑھ سکتے تھے نہ اس سوراخ کر سکتے تھے۔ ذوالقرنین نے کہا یہ تدبیر رحمت الٰہی ہے اسکے گرنے کا ایک وقت مقرر خدا نے کر رکھا ہے جب وہ وقت آویگا تو گر جاویگی یہ اسلئے کہا کہ لشکر گزاری کرتے رہیں ڈرتے رہیں۔

سفر سوم کا ذکر

قال کا سفر

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا ۝ وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا ۝ الَّذِينَ

اور اس روز ہم انکو ایسا کر چھوڑینگے کہ ایک دوسری پر چڑھا جاتا ہوگا اور صور پھونکا جائیگا پھر ہم ان سب کو جمع کرلینگے اور اس روز کافروں کے آگے جہنم کو لا دینگے وہ کہ

كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ۝ ع ۱۱

جنکی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ کچھ سننے ہی نہ تھے

ترکیب

بعضھم مفعول اول ترکنا بمعنی جعلنا کا یموج جملہ مفعول ثانی و ترکنا جملہ مستانفہ ہے یوئذ یموج سے متعلق ہے۔ وکانوا معطوف ہے کانت اعینھم پر جو صلہ میں داخل ہے معطوف اور معطوف علیہ کا مجموعہ صلہ ہے الذین کا یہ موصول اپنے صلہ سے ملکر الکافرین کی صفت یا نعت ہے۔

تفسیر

یہ تتمہ ہے ذوالقرنین کے قصہ کا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس روز یعنی قیامت کے قریب جبکہ دیوار ٹوٹے گی اور قوم یاجوج ماجوج ادھر سے ادھر کے ملکوں میں آویگی تو یہ حال اثر دحام ہوگا کہ جو ہجوم ایک دوسرے پر گرتے پڑتے ٹڈی دل کی طرح اُمڈے چلے آوینگے آکر زمین میں فساد کرینگے قتل کرینگے کھیتیں اُجاڑینگے یہ بات اسوقت ہوگی جبکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر آچکیں گے جیسا کہ احادیث میں آیا ہے پھر خدا تعالیٰ اس قوم کو غارت کریگا اور چند عرصہ کے بعد صور پھونکا جائیگا ونفخ فی الصور اور دنیا نیست ہوجاویگی پھر دوسرے بار صور پھونکیگا کہ ہر شخص زندہ ہوگا وعرضنا جہنم الخ اس روز کافروں کے سامنے جہنم کو لاوینگے تاکہ وہ اسمیں ڈالے جاویں وہ کافر کون لوگ ہیں؟ وہ جنکی آنکھوں پر دنیا میں پردے پڑے ہوئے تھے کہ خدا کی نشانیوں اور آیات قدرت کو دیکھکر اسکو یاد نہیں کرتے تھے اور جب خود یہ بات حاصل نہ تھی تو انکے وعظ و نصیحت کو بھی نہیں سنتے تھے۔ وترکنا الخ کے جو معنی ہمنے بیان کئے ہیں انہیں معنی کی تائید سورۂ انبیاء کی اس آیت سے ہوتی ہے حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وہم من کل حدب ینسلون۔ یہانتک کہ جب یاجوج وماجوج کو کھولدینگے تو وہ ہر بلندی سے دوڑتے چلے آوینگے۔ پھر واقترب الوعد الحق سے حشر کا برپا ہونا بیان فرماتا ہے جیسا کہ یہاں عرضنا سے۔

مگر بعض مفسرین یوئذ سے مراد وہ دن لیتے ہیں کہ جس روز دیوار قائم ہوئی تھی اور ترکنا ماضی کے صیغہ کو اپنے اصلی معنوں پر رکھتے ہیں انکے نزدیک اسکے یہ معنی ہوئے کہ جس روز دیوار قائم ہوگئی تو یاجوج ماجوج وہیں ایک دوسرے پر باہر آنیکے لئے گرتے پڑتے اور اژدحام کرتے رہگئے کہ ایک دوسرے پر دیوار کی طرف آنیکے لئے مگر اپڑتا تھا جیسا کہ اثر دحام میں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

قرآن مجید میں آیا ہے ویسئلونک عن ذی القرنین الخ جمہور مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ قریش[1] نے جو یہود کے کہنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند قصے بطور امتحان کے پوچھے تھے منجملہ انکے ایک یہ قصہ ہے۔ اس بات کو محدثین نے صحیح سند سے ثابت کر دیا ہے۔ اور قرآن مجید کے الفاظ بھی اسکی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

اسمیں کچھ بھی شبہ نہ کرنا چاہئے کہ ذی القرنین کا قصہ یہود میں متعارف تھا اب خواہ وہ انکے خیالات میں ہو خواہ کتابوں میں جو انکی کتاب مقدس کی شرح یا تفسیر ہے یا انکی اُن روایات میں جو زبانی یکے بعد دیگرے انکے ہاں منقول چلی آتی تھیں ہر چہ باشد مگر وہ ذی القرنین کے قصہ سے واقفیت رکھتے تھے اور یہ بھی سمجھتے تھے کہ اس قصہ کو ہر ایک نہیں بتلا سکتا اور یہی غرض سے بطور امتحان کے آنحضرت صلعم سے پوچھا تھا۔ قرآن مجید نے صرف یہی بتلایا کہ وہ ایک ایسا بادشاہ تھا کہ جسکو دینے زمین پر زور اور کیا تھا اور اسکو ہر ایک طرح کے اسباب عطا کئے تھے پھر اسنے مغرب کی رخ سفر کیا اور وہاں تک پہنچا کہ جہاں اسکو آفتاب ایک سیاہ اور گدلے چشمہ میں ڈوبتا ہوا معلوم ہوا۔ پھر وہاں سے لوٹ کر مشرق کی طرف رجوع کیا اور آخر ایک ایسی قوم پر پہنچا کہ جنپر آفتاب بغیر کسی حجاب کے طلوع کرتا تھا۔ پھر وہاں سے بھی ایک اور سفر کیا (جو غالباً سمت شمالی میں تھا اور قرائن سے بھی یہی سمجھا جاتا ہے) اور ایک ایسی قوم تک پہنچے کہ جو انکی زبان نہ سمجھ سکتے تھے (بغیر ترجمان کے) ان لوگوں نے ذی القرنین سے کسی خاص خراج و ینے پر بھیجدینے کی درخواست کی کہ یاجوج ماجوج مفسد لوگ ہیں ہمارے ملک پر شورش برپا کیا کرتے ہیں آپ انکا راستہ بند کر دیجئے ذی القرنین نے خراج لینے سے انکار کیا اور اسے کے تمنی اُنسے مانگو کہ جسے دو پہاڑوں کے درمیان کوئی درہ تھا اسکو بند کر دیا اور دیوار چنکر اسکو گرم کیا اور پگلا ہوا تانبا یا سیسہ اُسپر ڈال کر اسکو ایسا مستحکم کر دیا کہ جسپر نہ وہ چڑھ سکتے تھے نہ اسمیں نقب لگا سکتے تھے۔

نہ قرآن مجید میں اس بات کا ذکر ہے کہ ذی القرنین کس ملک کا بادشاہ تھا اور کس عہد میں تھا؟ اور نہ یہ بات بتلائی کہ اسکو ذی القرنین کیوں کہتے تھے۔ نہ اس بات کا ذکر ہے کہ ذی القرنین مشرق و مغرب میں انتہا تک پہنچ گئے تھے نہ یہ بات بتلائی گئی ہے کہ وہ قوم کہ جسنے سد یعنی دیوار بنانے کی درخواست کی تھی کون قوم تھی اور کہاں تھی؟ نہ یہ بتلایا کہ یاجوج ماجوج کون قوم تھی اور کہاں تھی اور اب بھی ہو کہ نہیں اور ہے تو کہاں ہے اور وہ کیسی قوم ہے انکا قد کیسے ہیں اور وہ مردم خور ہیں یا نہیں؟ اور نہ دیوار کا موقع بتلایا کہ وہ کس جگہ بنی تھی اور اب بھی ہے کہ نہیں؟

یہ سب باتیں سوال سے زائد تھیں اسلئے انسے اعراض کر کے اصل قصہ بتلا دیا جو انکی غرض سے تعلق رکھتا تھا اور انبیاء علیہم السلام اور وحی کا مقصد اصلی بھی یہی تھا تفصیل وار قصے کہانی بیان کرنا مورخوں کا کام ہے۔

اب ان باتوں میں علماء اسلام نے غور کرنا شروع کیا اور جہانتک ہو سکا انکا پتا لگا لا۔ اور ان باتوں کے دریافت کرنے میں انہوں نے کہیں قرآن مجید کے اشاروں سے کہیں روایات سلف سے کہیں مضامین اہل کتاب اہل اسلام و دیگر تواریخ سے اور ہر زمانہ کے اہل تحقیق و اہل جغرافیہ سے مدد لی۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان باتوں کی ٹھیک ٹھیک دریافت کرنے میں انمیں باہم اختلافات بھی ظہور میں آئے اور کچھ عجب نہیں کہ اسکے کسی موقع میں اصلی بات رہ گئی ہو اور بعض نے اسکو ٹھیک سمجھا ہو۔ اور ایسی باتوں میں کہ جہاں نہ کوئی نص قطعی رہنمائی کرتی ہو نہ کوئی اُس وقت کی صحیح تاریخ ملتی ہو اس امر کا ہونا ایک معمولی بات ہے۔ نہ ان امور مجہولہ کا انکی تحقیق کے موافق ہر ہر بات میں صحیح مان لینا فرض و واجب ہے نہ کوئی اسپر وجہ انکار ہے۔

---

[1] چنانچہ ابن جریر نے بسند ابن اسحاق عکرمہ سے روایت کی ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں قریش نے نضر بن حارث و عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ میں احبار یہود کے پاس بھیجا کہ انسے جو کچھ بطور امتحان کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کریں چنانچہ انہوں نے پہنچکر تین سوال تعلیم کئے اور یہ بھی کہدیا کہ اگر ان میں سے وہ کا بھی جواب بیگانہ تو جانیو کہ نبی برحق ہے اول اصحاب کہف کا حال پوچھو دوسرے اُس بادشاہ کا جو مشرق و مغرب تک فتح کرتا ہوا چلا گیا تھا یعنی ذوالقرنین کا تیسرے روح سے سوال کرو ۱۲ منہ

سب سے پہلی بات کہ ذوالقرنین کون تھا اور کہاں کا تھا اور کب تھا؟

اسکا ثبوت اس سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ یہ دیوار کسنے بنائی ہے؟ پس جو اسکا بانی ہوا ہے وہی شخص ذی القرنین ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے۔ اب ہمکو اس سد کی تلاش کرنی پڑی کہ کہاں ہے۔ ہمارے سامنے حال کے بھی متعدد جغرافیہ اور کرۂ زمین کے صحیح نقشے دھرے ہیں جو سرکاری مدارس میں پڑھائے جاتے ہیں ان میں کسی جگہ یاجوج ماجوج قوم کا ذکر تک نہیں اور یہ ممکن ہے کیونکہ حال کے جغرافیوں میں قوموں اور ملکوں کے وہی نام ذکر کئے گئے ہیں جو آج کل متعارف ہیں اور یہ بہت واقع ہوا ہے کہ زمانہ کے گزرنے سے ملکوں اور شہروں کے اور قوموں کے اور ہی نام ہوگئے پہلے نام بدل گئے ہوسکتا ہے کہ یاجوج ماجوج کو آج کل کسی اور نام سے تعبیر کرتے ہوں اسلئے یاجوج ماجوج کا نام نہونا کوئی تعجب کی بات نہیں اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کوئی قوم نہیں یا پہلے تھی اب بالکل نیست و نابود ہوگئی اسیطرح اُس سد کا بھی ذکر نہیں اور یہ بھی قرین قیاس ہے کسلئے کہ جغرافیوں اور نقشوں میں شہروں اور پہاڑوں اور بڑے بڑے نشانوں کو ذکر کیا کرتے ہیں اور یہ دیوار جیسا کہ اہل اسلام کے مورخ کہتے ہیں صرف تخمیناً ڈیڑھ سو گز کی ایک مرتفع اور مستحکم دیوار دو پہاڑوں کے درمیان ہے اس سے بھی بڑی بڑی صدہا چیزیں مذکور نہیں ہوتیں۔

اب ہمکو مسلمانوں کے قدیم جغرافیہ دیکھنے چاہئیں کہ جنہوں نے بطلیموس کے جغرافیہ کو لیکر اسکے ساتھ اپنی سفرنامہ اور اپنے دیکھے ہوئے مقامات کو بھی نہایت تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے اور گویا حال کے جغرافیوں کی انہیں پر تقسیم اقالیم و جزائر و ممالک وغیرہ امور میں بنیاد ہے اور یہ بھی درست ہے کہ آج کل سامان سفر جیسے مہیا ہیں اور جس آسان طریقہ سے ہر ایک ملک کی خبر دریافت ہوسکتی ہے پہلے یہ بات نہ تھی اور اسلیئے حال میں اس فن میں بہت کچھ جھان بین کی گئی مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ دوسری تیسری صدی میں جبکہ مسلمانوں کے فتوحات مشرق و مغرب تک پھیل گئے تھے اور وہ باوجود صعوبت سفر سے اندلس اور جبل الطارق سے لیکر چین کے کناروں تک ایسے مہم کی تحقیقات کے لئے سفر کیا کرتے تھے اور پھر ہر ایک سیاح نہایت صحت و احتیاط کے ساتھ ان مقامات اور بلاد و ممالک کے احوال کو قلمبند کیا کرتا تھا چنانچہ اس قسم کے بہت سے جغرافیہ ابتک موجود ہیں جنمیں سے اکثر کو اہل فرنگستان نے طبع بھی کیا ہے ان میں سے میرے پاس اسوقت یہ کتابیں موجود ہیں جنسے ایشیا اور افریقہ کے ملکوں کا اور انکے شہروں اور مشہور مقاموں کو بڑی تشریح کے ساتھ حال معلوم ہوتا ہے

(۱) کتاب المسالک والممالک تالیف ابی القاسم بن حوقل مطبوعہ لیڈن مطبع بریل ۱۸۷۳ء (۲) الآثار الباقیۃ عن القرون الخالیۃ تالیف ابوریحان محمد بن احمد بیرونی خوارزمی مطبوعہ جرمن ۱۸۷۸ء بیرون سندھ میں کوئی قریہ یا شہر تھا شاید اب بھی ہو یہ شخص بڑا حکیم و منجم سلطان محمود غزنوی کے عہد میں تھا (۳) نزہۃ المشتاق فی ذکر الامصار والاقطار والبلدان والجزر والمدائن والآفاق اسکا مصنف علوی ادریسی چھٹی صدی میں تھا یہ جغرافیہ یونانی اور اس وقت کے جغرافیوں سے ملخص کرکے جزیرۂ صقالیہ کے عیسائی بادشاہ کے لئے تصنیف کیا تھا (۴) مراصد الاطلاع علے اسماء الامکنۃ والبقاع تالیف یاقوت حموی مطبوعہ فرانس (۵) کتاب البلدان تالیف ابی بکر احمد بن محمد الہمدانی المعروف بابن الفقیہ مطبوعہ لیڈن مطبع بریل ۱۳۰۲ ہجری (۶) احسن التقسیم فی معرفۃ الاقالیم تالیف شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر البناء الشامی المقدسی المعروف بالبشاری مطبوعہ لیڈن مطبع بریل ۱۸۷۷ء اسکا مصنف شہاب الدین غوری سے بھی پہلے تھا (۷) مسالک الممالک تالیف ابی اسحاق ابراہیم بن محمد الفارسی الاصطخری المعروف بالکرخی مطبوعہ مطبع بریل واقع شہر لیڈن ۱۸۷۰ء (۸) تقویم البلدان تالیف السلطان عماد الدین اسماعیل بن الملک الافضل یعنی ابو الفداء مطبوعہ پیرس ۱۸۴۰ء (۹) مقدمۂ ابن خلدون یہ شخص جو آٹھویں صدی میں تھا بڑا حکیم تھا اسنے اپنے

جغرافیہ میں حکیم بطلیموس کے جغرافیہ سے لیا ہے جو حضرت مسیح سے تھوڑی دنوں بعد گزرا ہے اور نیز زجاج و ابن سعودی و قطرنی و ابن اسحاق نجم و نزہۃ المشتاق سے بھی لیا ہے۔ اور اقالیم کا اس صحت و خوبی کے ساتھ حال بیان کیا ہے جو آج کل کے جغرافیوں سے سر مو تفاوت نہیں صرف ناموں کا فرق ہے۔ اخ اپنے مقدمہ میں تین جگہ اس دیوار کا ذکر کیا ہے صفحہ ۱۷۔ میں کہتا ہے وفی الربع التاسع من ہذا الاقلیم (الخامس) فی الجانب منہ بلاد خشناخ وہم قبچق یجوز اجیل قوقیا حین ینعطف من شمالہ عند البحر المحیط ویذہب فی وسطہ الی الجنوب بانحراف الی المشرق فیفرج فی الربع التاسع من الاقلیم السادس ویمر مغترضا فیہ۔ وفی وسطہ ہناک **سد یاجوج و ماجوج** وقد ذکرناہ وفی الناحیۃ الشرقیۃ من ہذا الربع ارض یاجوج وراجیل قوقیا علی البحر قلیلۃ العرض مستطیلۃ احاطت بہ من شرقہ وشمالہ انتہی۔

کہ اس اقلیم کے نویں حصہ میں ایک گوشہ میں خشناخ کے بلاد ہیں کہ جنکو خفچاق کہتے ہیں کہ بنیر سے قوقیا پہاڑ گزرتا ہے جبکہ وہ بحر محیط کے پاس سے ہو کر شمال کی طرف کو مڑتا ہے تو دسرے شرق کو مائل ہو کر تیسرے پہاڑ اقلیم سادس کے نویں حصہ تک نکل جاتا ہے اور یہیں سے وہ موڑ کھا کر نکلتا ہے اور یہی جگہ اسکے وسط میں یاجوج اجوج والی دیوار ہے کہ جسکو ہم ذکر کر چکے ہیں اور اس حصہ کے شرقی کنارہ میں یاجوج کا ملک ہے جبل قوقیا کے پرے سمندر کے رخ مستطیل نکلا ہے۔

قوقیا کو یورال کو کہتے ہیں اور یورال کے موڑ میں ایک جگہ وہ دیوار ہے اور کوہ یورال کے پہلی طرف پہنچ لیا اور سنگ لیا ترکوں کی قومیں ہیں جنکو یاجوج سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ لوگ سخت خونخوار درندے اور وحشی اور سفاک کافر ہیں جنکا پیشہ ڈکیتی ہے۔ پہلے زمانوں میں یہ لوگ ادھر تو چین کے ملک پر تاخت و تاراج کیا کرتے تھے جنکے رد کرنے کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام سے تخمیناً ۲۲۵ برس پیشتر فغفور چین نے دیوار بنائی تھی جسکی لمبائی کا اندازہ بارہ سو میل سے لیکر پندرہ سو میل تک کیا گیا ہے یہ مستحکم دیوار کہ جسکی پوری کیفیت تاریخ چین ہی معلوم ہوتی ہے اب تک موجود ہے جو عجائب روزگار میں شمار کیجاتی ہے۔ ادھر یہ سفاک قوم ترکستان کی ان پہاڑ کے درہ میں سے گزر کر تاخت و تاراج کرنے آیا کرتی تھی۔

اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ دنیا میں اس قسم کی دیواریں کن کن جگہ ہیں؟ (۱) ملک چین کے شمالی حصہ میں یہ دیوار ہے جسکو دیوار چین کہتے ہیں جسکو بقول مورخین چین **چی وانگٹی** فغفور چین نے بنایا (۲) یہ دیوار جو کوہ یورال کے درہ کو بند کئے ہوئے ہے جسکا ابن خلدون نے بھی ذکر کیا اور جسکو اکثر اہل اسلام کے مورخین سد یاجوج کہتے ہیں اور جسکی تحقیق خلفاء عباسیہ کے عہد میں کی گئی چنانچہ **البوریحان** ہیرونی اپنی کتاب آثار باقیہ مطبوعہ جرمن ۱۸۷۸ء کے صفحہ ۱۴۱ میں لکھتے ہیں فاما الروم البنی بین اسہدین فان ظاہر القصۃ فی القرآن لائیس علی موضعہ من الارض وقد نقلت الکتب المشتملۃ علی ذکر البلاد والمدن المحررۃ فیا وکتب المسالک والممالک علی ان ہذہ الامۃ اعنی یاجوج وماجوج ہم صنف من الاتراک الشرقیۃ الساکنۃ فی مبادی الاقالیم الخامس والسادس ومع ہذا حکی محمد بن جریر الطبری فی کتاب التاریخ ان صاحب آذربیجان ایام فتحہا وجد انہا تاتیہ من ناحیۃ البحر فنقشاہ ووصفہ بناء باسق سام اسود وراخندق وثیق منیع۔

وحکی عبداللہ بن خرداذبہ عن الرجان بباب الخلیفۃ ان المعتصم رای فی المنام ان ہذا الردم قد فتح فوجہ بعسین فنفزالیہ لیعاینوہ منکلوا من طریق باب الابواب اللان وبحر جتی لجوا الیہ وشاہدوہ معمولا من لبن جدید ومشدودا بالنحاس المذاب وعلیہ باب مقفل وحفظۃ من اہل البلدان القریبۃ منہا وانہم رجعوا فاخبرہم الدلیل الی البقاع المجاورۃ لسمرقند انتہی۔

کہ ان دیوار کا قرآن نے کوئی موقع و محل نہیں بتلایا کہ کس جگہ ہے؟ ہاں کتب تاریخ و جغرافیہ میں تصریح کہ یاجوج ماجوج ترکوں میں سے ایک قوم کا نام ہے

اول صفحہ پر: ۱۳۳

دیوار چین کے بعد دیوار کہاں ہے؟

جو اقلیم خامس و سادس کے مشرق میں تھے ہیں - اور محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں یہ بھی لکھا ہے کہ صاحب آذربیجان نے جب اس ملک کو فتح کیا تو کسی کو اس دیوار کے دیکھنے کو بھیجا جو بحیرۂ خزر کی راہ سے دیکھنے گیا اور دیکھکر آیا - اور ابن خرداذبہ نے نقل کیا ہے کہ خلیفہ متصم نے خواب میں اس دیوار کو ٹوٹا ہوا دیکھا تب اسکی تعین کیلئے پچاس آدمیوں کو روانہ کیا جنہوں نے ارمان اور خزر کی راہ سے گئے اور اسکو دیکھکر آئے اور بیان کیا کہ ایک دیوار محکم ہے جو لوہے کے تختوں کو ہانوں سے بنائی گئی ہے نہایت بلند و محکم اور اسمیں دروازہ بھی ہے جسکا قفل لگا ہوا ہے پھر جو جماعت کہ اسپر رہنے والی ہے وہ ہاتھ سے نکالا تو سمرقند کے محاذی آنکلے -

اور کتاب احسن التقسیم فی معرفۃ الاقالیم میں اسی بات کو بڑی تفصیل سے نقل کیا ہے مگر معتصم کی جگہ واثق باللہ عباسی خلیفہ کا معاملہ بتلایا ہے اور یہی صحیح ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ واثق نے اس جماعت کا سرغنہ محمد بن موسیٰ خوارزمی متجم کو بنایا تھا اور سامان سفر بہت کچھ دیا تھا اور بادشاہوں کے نام نامے لکھدیے تھے پھر یہ جماعت طرخان کے ملک میں ہوکر سمرقند پہنچی جہاں یہ دیوار ہے اگرانہوں نے تفصیل بیان کی کہ وہ پہاڑوں میں ایک گھاٹا ہے جسکو دو پہاڑ بیچکر کے جسکا عرض پندرہ پندرہ گز ہے جو لوہے کی اینٹوں سے بنے ہیں اور پھر پگھلی ہوئے تانبے سے انکی درزیں ملائی گئی ہیں) ایک مستحکم دروازہ بنا کر پتے محکم آہنی کواڑوں سے بند کر دیا ہے - اور اسی کتاب کے صفحہ ۳۴ میں شہر صغانیان کی مسافت یوں بیان کرتا ہے کہ یہاں سے شوبان تک دو دن کا رستہ ہے پھر اندیان تک ایک روز مکا پھر واشجرد تک ایک روز کا اور وہاں سے ایلاق ایک دن کا اور وہاں سے ورسند ایک روز اور یہاں سے چاؤگاں ایک روز کا انتہیٰ -

اور یہ حال ترکستان کا بیان کر رہا ہے اب ہی دیوار کو ورسند بتلاتا ہے - ان جغرافیہ دانوں نے ہر ایک ملک کے شہر اور انکے رستے بھی اپنی سیاحت سے بیان کر دیے ہیں - حالانکہ انگریزی جغرافیوں میں اس تفصیل کے ساتھ ترکستان اور سنکولیا کا اور وہانکے شہروں اور مقربات کا عشر عشیر بھی بیان نہیں - کیونکہ ان ملکوں میں مسلمان متعصب اور رستے بھی دشوار گذار ہیں پورپین کیلئے ابتک بھی ان طریق نہیں گلگت کے برلی طرف کشمیر بنکر بھی نہیں جاسکتے بہت کچھ گورنمنٹ کوشش کرتی ہے پھر انکے جغرافیہ میں اس ورسند کا مذکور نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ یہ ورسند کہ جسکو باب الحدید بھی کہتے ہیں ان پہاڑوں میں موجود نہیں ہے -

کتاب المسالک والممالک تالیف ابی القاسم بن حوقل کے صفحہ ۲۹۹ میں ترمذ اور بخارا کی مسافت بیان کی ہے کہ ترمذ سے فراجون ایک مرحلہ اور وہانسے بالکال ایک مرحلہ وہانسے بائمرغ ایک مرحلہ وہانسے سفانیکان ایک مرحلہ وہانسے سنج ایک مرحلہ وہانسے دیمکی ایک مرحلہ اور وہانسے کندک ایک مرحلہ وہانسے باب الحدید ایک مرحلہ اسکے علاوہ تاریخ تیموری میں تیمور بادشاہ کا اس باب الحدید تک ایک جنگ میں پہنچنا مذکور ہے -

اور اسکے بعد اور سیاحوں نے بھی اس پہاڑ میں اس ورسند کا معاینہ کیا ہے اور یہ بات نقشہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ کوہ یورال سنکولیا اور منچوریا میں حائل ہوا اور رکا انہیں حدود میں ایک موڑ معلوم ہوتا ہے اور اسی پہاڑ کے بیچ میں ایک کشادہ تھا جسکو ذی القرنین نے بند کر دیا جو ابتک موجود ہے اور ٹھیک ٹھیک یہی وہ سد ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے - ہاں یہ بات اور ہے کہ کوئی مسلمان سیاحوں اور جغرافیہ دانوں کی باتوں کو قصے و کہانی سمجھے اور اگر کوئی یورپین بیان کرے تو اسکو وحی اور الہام مان لیا جائے -

---

پھر اسی کتاب کا مصنف صفحہ ۳۶۰ - میں شہر سمرقند کی بابت لکھتا ہے ویزعم الناس ان تبعا بنی مدینتہا وان ذی القرنین تم بعض بنائہا ولیست علی بابہا الکبیر صحیفۃ من حدید وعلیہا کتابۃ زعم اہلہا انہا الحمیریۃ وانہم یتوارثون علم ذلک انتہیٰ کہ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ تبع نے شہر سمرقند کو آباد کیا اور اسکی بعض عمارات کو ذی القرنین نے تمام کیا اور میں نے اسکی بڑے دروازہ پر لوہے کی تختی دیکھی کہ جسپر کچھ لکھا ہوا ہے اور وہانکے لوگ کہتے ہیں کہ یہ حمیری خط میں ہے (جو شاہان حمیریہ والیان یمن کا خط تھا) اور یہ بات وہ اپنے باپ دادا سے سنتے چلے آتے ہیں -

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ذی القرنین حمیری بادشاہ تھا اور اسی اس نوع میں علماء حمیر بھی کی ہوا و رائے ملک کی حفاظت کیلئے کوہ یوراں کا یہ دیوار بھی بنا دیا تھا کہ جسکو سد ذی القرنین کہتے ہیں۔ اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ شاہان یمن میں یہ بھی علماء کی عادت رہی ہے جن کا ملوک حمیر کے نام سے شہرہ ہے انکے آثار قدیمہ جیسا کہ قصر غمدان وغیرہ یمن میں یادگار تھے اور اب بھی ہیں جنکی عظمت کی گواہی دے رہے ہیں پھر کیا تعجب ہے کہ مشرق و شمال میں بھی انکو فتوحات ہوئے ہوں۔

(۳) دیوار یا ایک نہایت محکم بنا جو خیر قوموں کے روکنے کیلئے بنائی گئی ہے ملک آذربیجان کے سرحد پر ہے بحیرہ طبرستان کے کنارہ پر جبل قبق تک کوہ کے بند کر کے بنا دی گئی تھی۔

مراصد الاطلاع کے صفحہ ۱۱۱ میں ہے۔ وباب الابواب فہو دربند۔ دربند شیروان وباب الابواب مدینۃ علی البحر بجر طبرستان من بحر الخزر الخ وسمیت باب الابواب لانہا فاہ شاب فی جبل القبق فیہا حصون کثیرۃ ولہا حائط بناہ انوشیروان بالصخور والرصاص علی ما تاثاتہ ذراع وجعل علیہ ابوابا من حدید لان الخزر کانت تغیر فی سلطان فارس حتی تبلغ ہمدان والموصل فبناہ لیمنعہم الخروج منہ انتہی باب الابواب دربند بر خزر پر ایک شہر ہے اور اسکو باب الابواب اسلئے کہتے ہیں کہ جبل قبق کی گھاٹیوں کے دروازے ہیں جہاں بہت سے قلعے ہیں اور وہاں ایک دیوار سے جو پتھر اور سیسے سے بنائی گئی ہے جسکی بلندی تین سو گز ہے اور جسمیں لوہے کے دروازے ہیں اسکو انوشیروان نے اسلئے بنایا تھا کہ قوم خزر اسکی ملک میں آکر ہمدان اور موصل تک غارت گری کرتی تھی اسلئے اسکو بنایا۔

کتاب البلدان کا مصنف ابن الفقیہ اس دیوار کا کئی جگہ ذکر کرتا ہے ایک جگہ کہتا ہے وبنی الحائط بینہ وبین الخزر بالصخور والرصاص وعرضہ ثلثمائۃ ذراع حتی یتصل بالجبال ثم قادہ فی البحر وجعل علیہ ابواب حدید۔ پھر صفحہ ۲۹۸ میں کہتا ہے الباب والابواب حائط بناہ انوشیروان ان طرفا منہ فی البحر الخ ومسیرۃ فراسخ الی موضع یشب جبل مرتفع یشب سلکہ وہو مبنی بالحجارۃ المنقورۃ المربعۃ الی قول البحر الواحد منہا خمسون ذراعا وقد ثقبت ثقبا بالحجارۃ واتقد بعضہا الی بعض بالمسامیر وجعل فی رؤسہا ثقب فراسخ سبعۃ مسالک الخ وفی کل مسلک باب عرض الدرفۃ اعلاہ مایسیر علیہ عشرون فارسا لا یزاحمون انتہی کہ خزر کے روکنے کیلئے پتھر اور سیسے کی ایک دیوار بنائی گئی کہ جسکا عرض تین سو گز ہے جسکو پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچا دیا اور سمندر کا ایک سرا دریا میں ملا دیا۔ اور اسکی لمبائی سات فرسخ ہے ہر ایک فرسخ پر ایک آہنی دروازہ لگا دیا ہے اور یہ دیوار گھڑے ہوئے مربع پتھروں سے بنی ہوئی ہے کہ سوراخ کر کے ایک پتھر کو دوسرے سے سیسے کے ساتھ ملحق کر دیا ہے انمیں سے ایک ایک پتھر اسپاڑ ہے کہ پچاس آدمی بھی اکھیڑ نہیں سکتے اور اوپر جا کر اسکی اتنی چوڑان ہے کہ جسپر بلا مزاحمت بیس سوار چلے جاویں۔ اور ایک جگہ یہ بھی کہ قباد اکبر کی تعمیر بتایا ہے۔

یہ دیوار بھی ابتک قائم ہے اور بیضاوی وغیرہ بعض علماء اسلام نے اسکو وہ دیوار بتلایا ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے۔

(۴) دیوار رتبت کے شمالی پہاڑوں میں بمقام راست بنائی گئی ہے اسکی نسبت نزہۃ المشتاق میں یہ لکھا ہے والراست اقصی خراسان من ذلک الوجہ وہی مدینۃ بین جبلین کان بناہ ذو القرنین لما دخل الترک الی الغارۃ فاغلق الفضل بن یحیی بن خالد بن برمک بابا۔ کہ یہ شہر راست جو دو پہاڑوں کے درمیان میں ہے اس سمت سے خراسان کا خیر کنارہ ہے یہاں ایک سنتہ ہے جہاں سے ترک حملہ آور کیا کرتے تھے اسکو فضل بن یحیی برمکی نے دروازہ لگا کر بند کر دیا۔ یہ دیوار بالاتفاق وہ دیوار نہیں کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے کیونکہ یہ نزول قرآن کے بعد بنائی گئی ہے۔

(۵) بحر شامی یا بحیرہ روم کا مشرقی کنارہ جو شام سے ملا ہوا ہے اسمیں چند جزائر ہیں شہاکوچک سے ملتے ہوئے جنمیں سے ایک جزیرہ روڈوس ہے ایک جزیرہ بلونس ہے کہ جسکو نہر اسیل کے دوری سے دریائے مجرے ہوئے اسکا خشکی کی طرف ایک سنتہ ہے چھ میل کے فاصلہ کا سو اسکو کسی قیصر روم نے دیوار بنا کر بند کر دیا ہے چنانچہ نزہۃ المشتاق میں لکھتا ہے الجزء الرابع من الاقلیم الرابع تضمن قطعۃ من البحر الشامی فیہا اوقات جزائر منہا الارانیۃ وجزیرۃ بلونس جزیرۃ یحیط بہا البحر

انف میل ولیس لہا منفذ الی البر الا فم ضیق مقدارہ ستۃ امیال فقد کان احد القیاصرۃ من الروم بنی علیہ سورا طولہ زہاء ستۃ امیال انتہی۔ یہ معلوم نہیں کہ یہ دیوار اب قائم ہے کہ نہیں مگر یہ بھی بالاتفاق مذکور ہے کہ جسکا ذکر قرآن مجید میں ہے اگر وہ دیوار ہو سکتی ہے کہ جسکو بعض علماء نے کاکیشس کے پہاڑوں میں بتلایا ہے۔

اب رہے قال دوم و سوم دیوار میں کلام ہے۔ اخبار علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مطبوعہ ۱۰ جون ۱۹۰۹ء میں ہمارے کسی معاصر نے ایک مضمون طبع کیا ہے جسکی سرخی یا عنوان **ازالۃ الغین عن قصۃ ذی القرنین** ہے۔ اسمیں امام فخر رازیؒ پر بہت کچھ لے دی کی ہے۔ اول ذی القرنین کی وجہ تسمیہ میں جو امام صاحب نے لوگوں کی چند اقوال نقل کئے تھے نہ انکی صحت کا ذمہ کر لیا تھا نہ انکو اپنا قول بتلایا تھا مگر معزز معاصر نے امام صاحب جیسے جلیل القدر شخص پر اعتراض کر کے شہرت حاصل کرنیکی غرض سے سب کو امام صاحب کی طرف منسوب کر کے قصہ گھڑا ہے۔ اسکے بعد امام صاحب نے ذی القرنین کے بارہ میں جو لوگوں کے قول نقل کئے ہیں کہ کسنے سکندر بن فیلقوس کو لیا ہے اور کسنے کوئی حمیری بادشاہ بتلایا ہے۔ وہاں بھی آپ نے سکندر رومی کا ذی القرنین قرار دینا امام صاحب ہی کا عقیدہ سمجھ لیا اور ابو ریحان بیرونی کا جو امام صاحب نے قول نقل کیا تھا کہ وہ حمیری بادشاہ مراد لیتے ہیں وہاں اسکی بھی تغلیط کر دی نہ جسپر کوئی دلیل لائے نہ برہان پھر عموماً مفسرین پر عتاب فرمایا ہے اور انکو غلطی میں ڈالنیکا الزام دیکر از خود سدّ کے پتہ سے ذی القرنین کی تعیین کی شروع کی ہے۔ پھر جب آپنے ادھر اُدھر دیکھا اور آپ کو بجز دیوار چین کے اور کسی دیوار کا پتہ نہ لگا تو ایسکو وہ دیوار قرار دیا کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے اور جب تاریخ چین کو دیکھا تو اس دیوار کا بانی چی وانگٹی فغفور کو پایا اسلئے ایسکو ذی القرنین قرار دیا اور قرنین سے اسکے دو زبردست مراد لئے ایک سہاب سامان جمع کر لینیکا دوسرا فتوحات کا اور اسکا مغربی سمندر پر جا اور طلایا تک پہنچنا اور غربی سمت میں خلیج بنگالہ میں آفتاب کے چشمۂ سیاہ میں ڈوبتے پانا قرار دیا اور ایمان لانا جو قرآن میں مذکور ہے (کہ ذی القرنین نے کہا تھا جو ایمان لاویگا اور اچھے کام کریگا اسکو اچھا بدلہ ملیگا) اسکے معنی فرمانبرداری کرنا بتلایا اور مشرقی سفر گاہ چین کا مشرقی کنارہ مانا۔ یہ تو سب کچھ کیا مگر بین السدّین کی کچھ توجیہ نہ بن سکی گو ساوی کی توجیہ کر دی کہ سید ھا بین مراد ہے نہ کہ دونو پہاڑوں کی چوٹیوں تک بلند ہونا کیلئے کہ قرآن مجید کی عبارت سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوار دو پہاڑوں کے درمیان تھی جو بیشتر پہاڑ کی گھاٹیوں کی طرف اشارہ کرتی ہو اور یہ دیوار چین تو تخمیناً پندرہ سو میل تک ہے اور پہاڑوں میں اور پہاڑ کی چوٹیوں پر اور میدانوں میں اور دریاؤں پر برابر بنتی چلی گئی ہے اور وہ دیوار تو صرف دو پہاڑوں کے درمیان بنی تھی جیسا کہ معلوم ہوا۔ کاش ہمارا معاصر یوں کہتا کہ ذی القرنین نے سب سے اول دو پہاڑ کی درمیان اس دیوار کو چنکر ایک درہ بند کر دیا تھا پھر فغفور چین نے ادھر اُدھر سے اس دیوار کو اور بڑھا دیا پندرہ سو میل تک لمبا کر دیا تب تو ایک وجہ معقول ہو سکتی تھی۔ اور یہ بھی سہی مگر پھر ایک تاریخی خدشہ باقی رہتا ہے وہ یہ کہ اگلے زمانہ میں سب و شمار گزاری ستوں کو اس پار کے ملکوں کا تو حال معلوم ہوتا رہتا تھا دور دراز کے ملک جیسا کہ اہل عرب کو اہل شام سے چین ہے ہمیشہ چیز خفا اور پردۂ اخفا میں رہتا تھا پھر یہود کو چی وانگٹی فغفور کا قصہ کس سبب سے معلوم ہوا اور جبکہ وہ باخدا اور موحد نہ تھا تو ذی القرنین یا اسکی ہم معنی لفظوں سے اسکا تذکرہ انکی زبانوں پر جاری ہونیکی کیا وجہ؟ اسکے علاوہ قرآن مجید کے متعدد لفظوں سے ذی القرنین کا باخدا ہونا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اسکا یہ کہنا کہ جو ایمان لائیگا اور نیک کام کریگا اسکو اچھا بدلہ ملیگا۔ اب عام ہے کہ یہ شخص نبی ہو یا اسکا پیرو مرد باخدا جسکی شہرت کا قرنوں تک باعث ہوا۔

دوسری دیوار کی نسبت جمہور اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ یہی وہ دیوار ہے جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے چنانچہ تفسیر کبیر اور دیگر تفاسیر میں جو دیوار اور اسکا بانی کوئی فغفور چین نہیں ہے اہل تاریخ سب متفق ہیں کہ یہ دیوار کسی حمیری بادشاہ نے بنائی تھی پس ثابت ہوا کہ ذی القرنین حمیری بادشاہ تھا

نہ سکندر رومی جیسا کہ بعض اہل علم کا خیال ہے اسکے سوا ایک اور بھی وجہ ہے کہ جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین عرب کا رہنے والا تھا وہ یہہ کہ ذوالقرنین عربی لفظ ہے اور ذو کے ساتھہ زمانۂ قدیم میں اکثر ممین کے بادشاہ ملقب ہوا کرتے تھے جیسا کہ ذی نواس ذوالنون ذورعین ذویزن ذوجدن اسیطرح ذوالقرنین بھی ہے ابوریحان بیرونی اسکا نام ابوکرب بن عمیر بن افریقس حمیری بتلاتے ہیں اور اپنی سند میں اسعد یمانی کے یہہ اشعار لاتے ہیں ؎ قد کان ذوالقرنین جدی مسلما ملکا علا فی الارض غیر مفند بلغ المشارق والمغارب یبتغی اسباب امر من حکیم مرشد ابوالفدا اپنی تاریخ کی چوتھی فصل میں ابن سعید مغربی سے نقل کرتے ہیں کہ اول قحطان بن عابر ملک یمن میں آکر بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا یشجب کہ جسکو سبا کہتے ہیں اسنے شہر سبا بنایا اور عرب کی زمین میں ملک کو شاداب کرنے کے لئے پختہ بند بندھوایا اسکے بعد اسکا بیٹا حمیر بادشاہ ہوا اسنے نشوہ کو یمن سے نکال دیا اسکے بعد اسکا بیٹا وائل بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا اسکسک پھر اسکا بیٹا نضر پھر حمیر کے خاندان میں سے ذوالراس عامر بادشاہ ہوگیا مگر نضر کے بیٹے نعمان نے پھر غلبہ پایا اور اسکے بعد اسکا بیٹا اشوح بادشاہ ہوا اور اس خاندان کی سلطنت یہی پر تمام ہوگئی اور شداد بن عاد بن الماطاط بن سبا بادشاہ ہوا جو بڑا جبار بادشاہ تھا اسکے بعد اسکا بھائی لقمان بن عاد اور اسکے بعد دوسرا بھائی ذوسدد بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا حارث الریش بادشاہ ہوا یہی تبع اول ہے اسکے بعد اسکا بیٹا صعب بادشاہ ہوا یہی وہ ذوالقرنین ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے اسکے بعد اسکا بیٹا ذوالمنار ابرہہ بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا آفریقس اسکے بعد اسکا بھائی ذوالاعناق اسکے بعد اسکا بھائی شمیرل اسکے بعد اسکا بیٹا الہداد بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکی بیٹی بلقیس بادشاہ ہوئی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی تھی انتہی ملخصا۔

قرن عربی زبان میں سینگ کو بھی کہتے ہیں اور زمانہ کو بھی جسکا تثنیہ قرنین ہے ذوالقرنین کے معنی دو سینگ یا دو زمانہ والا۔ قرآن مجید اور احادیث میں اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہنے کی کوئی وجہ بیان نہیں ہوئی لہذا علماء نے لفظوں کے معنی پر خیال کر کے متعدد وجہ بیان فرمائی ہیں اب یہہ کچھہ ضرور نہیں کہ وہ صحیح ہوں یا سب غلط ہوں لہذا انکے ایک یہہ کہ اسکے تاج پر دو ظرف دو کلغیاں لگی رہتی تھیں۔ عام بادشاہوں کے تاج پر ایک ہوتی ہے انکے دو تھیں اسلئے ہی لقب سے شہرت پاگیا دوسرا انکی شہنشاہی اور فتوحات کثیرہ پر دلالت کرتا ہے یا یہہ کہ اسکو دو زمانے پیش آئے تھے ایک فتوحات کا دوسرا اپنے قابض و مسلط ہو کر حکمرانی کرنیکا یہہ بات بھی ہر بادشاہ کو نصیب نہیں ہوتی سکندر فیلقوس نے فتوحات کے بعد کچھہ بھی زمانہ نہیں پایا ہندوستان سے مراجعت کرتے وقت ۳۲ برس کی عمر میں بابل میں مر گیا۔

قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ قریش مکہ خواہ از خود خواہ یہود کے کہنے سے آنحضرت صلعم سے ذوالقرنین کا حال بطور امتحان کے دریافت کیا تھا جیسا کہ فرماتا ہے ویسئلونک عن ذی القرنین اسکے جواب میں فرماتا ہے قل سأتلوا علیکم منہ ذکرا کہ ہم اسکا تجھہ سے کچھہ حال بیان کرتے ہیں پھر اسکا حال بیان کرتا ہے انا مکنا لہ فی الارض واتینا من کل شئی سببا کہ اسکو ہر ایک قسم کے اسباب و قوت دی تھی فاتبع سببا حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدہا تغرب فی عین حمئۃ ووجد عندہا قوما کہ انہی سامان مسافر درست کر کے سفر کیا اور فتح کرتا ہوا وہانتک پہنچا کہ جہاں آفتاب غروب کرتا ہے سو اسکو ایک سیاہ یا گرم چشمہ میں ڈوبتے ہوئے پایا اور وہاں ایک قوم بھی اسکو ملی۔

مغرب الشمس کے یہہ معنی نہیں کہ زمین پر کوئی آفتاب غروب ہونے کی جگہ ہے اور وہاں کوئی سیاہ و دلدل یا گرم چشمہ ہے کہ جہاں آفتاب غروب ہوا کرتا ہے کیونکہ آفتاب چوتھے آسمان پر ہے اور زمین گول ہے ہر وقت آفاق بعیدہ کے لحاظ سے اسکا طلوع و غروب ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جہاں اب ہے انکے مقابلہ میں رات ہے کہیں اب نصف النہار ہے تو دوسری جگہ غروب کا وقت معلوم ہوتا ہے علی ہذا القیاس اور جو کسینے یہہ معنی سمجھے ہوں تو یہہ اسکی غلطی ہے نہ کلام اللہ کی بلکہ یہہ کلام محاورہ اور عرف عام کے طور پر صادر ہوا آپ دیکھو ہماری محاورہ میں نہایت دور دراز کے مشرقی اور مغربی ملکوں کے لحاظ سے کہدیا کرتے ہیں کہ فلاں بادشاہ کی وہانتک سلطنت ہے کہ جہاں سے آفتاب طلوع کرتا ہے اور جہاں غروب ہوتا ہے یعنی مشرق میں دور دراز تک کہ جہاں انکی آنکھہ کا دائرہ سطح ارض کو مس کرتا ہے اور اسیطرح مغرب میں بہت دور دراز تک۔ یہہ معنی ہیں مغرب الشمس اور

مطلع الشمس کے اور امام رازی وغیرہ محققین نے یہی مراد لیا ہے اپنی تفاسیر میں پھر ذوالقرنین جب سفر کے رخ بہت دور تک پہنچا کہ جہاں کچھ سمندر کے اور کوئی آبادی تھی تو آفتاب ان کو ہمیں ڈوبتا ہوا معلوم ہوا اور سب کو یوں ہی معلوم ہوا کرتا ہے جنہوں نے جہاز پر سفر کیا ہے یا جنکے مغرب میں سمندر ہے وہ ہر روز ہمیں بات کا معاینہ کرتے ہیں۔

قرآن مجید نے یہ بیان نہیں فرمایا کہ وہ مغرب میں کہاں تک پہنچے تھے اور وہاں انکو کون قوم ملی تھی؟ اب اسکی تعیین و تحقیق جو کچھ ہوگی تاریخ سے ہوگی۔ عرب کے تمام غربی کنارہ کو بلکہ تمام جنوب اور قدری شمال کو بحر عرب اور قلزم احاطہ کئے ہوئے ہے اگر یہ مراد لیا جائے کیونکہ یہ اتنے بہت کچھ دور نہیں ہے تو قلزم کو عبور کرکے ملک مصر اور بربر کو طے کرتے ہوئے بحر اعظم تک پہنچنا مراد لیا جاویگا اور وہیں وہ قوم ملی تھی جسکی بابت خدا تعالیٰ نے بذریعہ الہام یا کسی نبی کی معرفت ذوالقرنین سے یہ فرمایا قلنا یا ذا القرنین اما ان تعذب واما ان تتخذ فیہم حسنا کہ تجھکو انکی بارہ میں اختیار ہے خواہ سلوک کر خواہ انکو سزا دی جسکے جواب میں ذوالقرنین نے عرض کیا قال اما من ظلم فسوف نعذبہ ثم یرد الی ربہ فیعذبہ عذابا نکرا۔ واما من اٰمن وعمل صالحا فلہ جزاء الحسنیٰ وسنقول لہ من امرنا یسرا کہ ظالموں کو ہم سزا دینگے اور وہ اپنے رب کے ہاں جاکر یہی سزا پاوینگے اور ایمانداروں نیکبختوں کو خدا کے ہاں بھی اچھا بدلہ ملیگا اور ہم بھی انکو آسان بات کہینگے یعنی انپر رعایت و مروت کرینگے۔

ثم اتبع سببا پھر سازوسامان مہیا کیا یہ انکا دوسرا سفر مشرقی ہی ہر سفر پر خدا تعالیٰ ثم اتبع سببا کا اطلاق کرتا ہے حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدہا تطلع علی قوم لم نجعل لہم من دونہا ستراً کہ مشرق میں وہ انتک پہنچے کہ جہاں سے آفتاب طلوع کرتا ہے اور وہاں انکو ایک ایسی قوم ملی کہ جنپر آفتاب کیلئے کوئی آڑ نہ تھی۔ مطلع الشمس کے وہی معنی ہیں جو مغرب الشمس کے تحت میں ہم بیان کر آئے ہیں۔ یہاں بھی قرآن مجید میں کچھ بیان نہیں کہ مشرق میں کس ملک تک ذوالقرنین پہنچا تھا؟ غالباً چین کا اخیر ہوگا کہ جہاں سمندر کے سوا اور کوئی چیز آفتاب کے لئے حائل نہیں یا ہندوستان کا اخیر مراد ہوگا یا جو چین تک کہ آفتاب سمندر سے طلوع کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور کوئی پہاڑ یا ملک درمیان میں حائل نہیں۔ انکے بعد اس بیان کی صداقت قائم کرنیکے لئے فرماتا ہے کذلک۔ وقد احطنا بما لدیہ خبرا کہ انکا حال ہمکو خوب معلوم ہے اور صحیح بیان یوں ہی ہے۔ ثم اتبع سببا پھر سازوسامان فراہم کیا یہ تیسرا سفر ہے انکی کوئی سمت بیان نہیں کی غالباً یہ شمالی ملک کا سفر ہے کسلئے کہ آبادی کا اکثر حصہ اسی طرف ہے جنوب میں بحر یا بعض جزائر ہیں۔ حتی اذا بلغ بین السدین وجد من دونہما قوما لا یکادون یفقہون قولا کہ فتح کرتے ہوئے دو پہاڑوں کے درہ تک پہنچا اور انکی پرلی طرف ایک ایسی قوم ملی کہ جو بات نہ سمجھ سکتے تھے انکی زبان بالکل غیر تھی۔ یہ تاتار اور چینی تاتار کا پہاڑ ہے انکو قدماء جیل قوقیا کہتے تھے اور حال میں یورال کہتے ہیں۔ یہ پہاڑ تاتار اور چینی تاتار کے درمیان سے گزرا ہے اور منگولیا اور منچوریا کے درمیان حد فاصل ہے پھر اسکی ایک شاخ مغرب کے رخ سیکڑوں کوس تک تاتار کو جنوبی و شمالی حصہ میں تقسیم کرتی چلی گئی ہے اور ایک شاخ مشرق و شمال کو ہوتی ہوئی سائبریا کو گھیرتی ہوئی بحر اعظم تک جا ملی ہے چینی تاتار کے لوگ اس پہاڑ کے اس درہ میں سے گزر کر کہ جو ذوالقرنین نے بند کیا تھا تاتاریوں کے ملک پر تاخت و تاراج کیا کرتے تھے انہوں نے ذوالقرنین سے کہا ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض فہل نجعل لک خرجا علی ان تجعل بیننا وبینہم سدا۔ کہ یاجوج وماجوج چینی تاتار کے لوگ زمین میں آکر فساد کیا کرتے ہیں آپ اگر ہمارے اور انکے درمیان دیوار بنا دیں تو ہم آپکو اسپر کچھ خراج مقرر کردیں قال ما مکنی فیہ ربی خیر فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم وبینہم ردما۔ اتونی زبر الحدید ذوالقرنین نے کہا خدا کا دیا میرے پاس سب کچھ ہے تم صرف مجھے مرد و دو اور لوہے کے ٹکڑے لاؤ کہ تمہارے اور انکے درمیان دیوار بنا دوں۔ اب اس سے عام ہے کہ لوہے کے ٹکڑوں سے وہ دیوار چنی تھی یا تھر در سے لوہے کی اینیں مغیں لگائی تھیں بہرطور دیوار چنکر دو پہاڑوں کے سرے تک لیگئے تو پھر اسکو آگ سے گرم کرکے اسپر پگھلا ہوا تانبا ڈالدیا یا یوں کہو ان سرزوں میں بھرا کر سب کچھ ایک ذات کردیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حتی اذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا حتی اذا جعلہ نارا قال اتونی افرغ علیہ قطرا۔ یہ درہ اس مضبوطی سے بندہوا فما اسطاعوا ان یظہروہ وما استطاعوا لہ نقبا کہ نہ بلندی کی وجہ سے اسپر چڑھ سکتے تھے نہ اینیں لوہے اور تانبے کے لگانیسے نقب لگا سکتے تھے۔ جب یہ دیوار تیار ہوئی تو ذوالقرنین نے

ان لوگوں کو مخاطب کر کے یہ کہا قال ہذا رحمۃ من ربی کہ یہ پیر ایک انعام الٰہی ہے اس نعمت پر تم کو خدا تعالیٰ کا شکریہ کرنا چاہئے۔ یہ نعمت عرصہ دراز تک باقی رہیگی مگر فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکا وکان وعد ربی حقا جب میرے رب کا وعدہ یعنی اسکے گرنیکا وقت آئیگا تو یہ دیوار ٹوٹ جائیگی میرے رب کا وعدہ برحق ہے۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین نبی یا کوئی باخدا آدمی تھے جنکو بطور الہام کے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ایک وقت معین پر یہ دیوار ٹوٹیگی اسکا ذوالقرنین سے وعدہ خدا نے کر دیا تھا۔

اس وعدہ کا کوئی وقت خاص یہاں بیان نہیں ہوا کہ کب یہ دیوار ٹوٹیگی؟ علماء اسلام احادیث سے استدلال کر کے کہتے ہیں کہ یہ دیوار قریب قیامت کے ٹوٹ جاویگی اور یہ تاتار اور چینی تاتاری قومیں جنکو یاجوج ماجوج کہا ہے شام وغیرہ ملکوں پر حملہ آور ہونگی اور آکر ملکوں میں سخت فساد برپا کرینگی پھر خدا تعالیٰ کی ایک بلا آسمانی سے سب ہلاک ہو جاوینگی۔ احادیث صحیحہ میں یہ مضمون موجود ہے۔ اور نیز کتاب خزقیل علیہ السلام کی ۳۸-۳۹ فصل میں لکھا ہے کہ یاجوج ماجوج شمال کی طرف سے بیشمار تعداد کی ساتھ حملہ آور ہونگی (شام کے ملک پر) اور لوگوں کو مغلوب و مقتول کر کے یہ کہینگے کہ زمین والونکو تو ہمنے ہلاک کر دیا اب آسمان والوں کو بھی زیر کرنا چاہیئے اسلئے آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے اور وہ تیر انکی کمان کو صحیح کر نیکے لئے خون آلود ہو کر گرینگے آخر خدا کی بھیجی ہوئی بلا سے یہ سب ہلاک ہونگی کہ انکی لاشوں سے زمین بھر جاویگی اور لوگ سات برس تک انکے تیر و کمان کا ایندھن جلاوینگے۔ یہ پیشین گوئی ابتک ظاہر نہیں ہوئی بلاشک قرب قیامت میں ظاہر ہوگی۔ گو خلیفہ واثق باللہ کے خواب کے موافق جو انہوں نے دیکھا تھا کہ دیوار ٹوٹ گئی ان تاتاریوں نے بسر کردگی چنگیز خاں وہلاکو خاں شام اور ایران وغیرہ ملکوں پر حملہ کیا اور لاکھوں آدمیوں کو تہ تیغ کیا اور ملک میں فتنہ و فساد ڈالدیا کسیکو انکے مقابلہ کی طاقت نہ ہی اور اسیوجہ سے بعض علماء نے اس واقعہ کو خروج یاجوج ماجوج کا واقعہ کہا مگر دراصل یہ اور واقعہ تھا جو آنحضرت صلعم کی پیشین گوئی کے مطابق ہوا اور خروج یاجوج ماجوج کا ایک اور واقعہ ہوگا۔ کیونکہ بموجب احادیث صحیحہ یاجوج ماجوج ذوالقرنین کی دیوار سے بند کر دیئے گئے قیامت کے قریب کھولے جاوینگے جیسا کہ خدا تعالیٰ سورۂ انبیاء میں فرماتا ہے حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وہم من کل حدب ینسلون یہانتک کہ یاجوج ماجوج کھلے جاوینگے اور ہر مردہ ہر بلندی سے دوڑتے چلے آوینگے۔ اور سورۂ کہف کی ان آیات سے بھی کہ جنپر اس قصہ کو تمام کیا یہی بات سمجھی جاتی ہے جیسا کہ فرماتا ہے وترکنا بعضہم یومئذ یموج فی بعض کہ اسروز یعنی قرب قیامت میں ہم انکو یعنی یاجوج ماجوج کو جو اس دیوار میں بند ہیں چھوڑ دینگے کہ ایک دوسرے پر اژدحام کرتا ہوا موج دریا کی طرح چلا آویگا اور اسکے بعد ونفخ فی الصور فجمعناہم جمعا صور پھونکا جائیگا قیامت برپا ہوگی ہم سب کو جمع کر لینگے وعرضنا جہنم یومئذ للکافرین عرضا اور کافروں کے اسروز جہنم کو پیش کرینگے۔ کمن کے الذین کانت اعینہم فی غطاء عن ذکری وکانوا لا یستطیعون سمعا وہ کہ جنکی آنکھوں پر میرے آیات قدرت دیکھنے میں پردہ پڑا ہوا تھا کچھ حق و باطل میں غور نہ کرتے تھے اور نہ کسی دوسرے کی بات سنکر حق کو قبول کرتے تھے۔ گرچہ ترکنا بعضہم یومئذ یموج فی بعض کے بعض مفسرین نے یہ معنی بھی بیان کئے ہیں کہ یومئذ سے وہ دن مراد ہے کہ جس روز وہ دیوار چنی گئی کہ اس روز ہم انکو اس حال میں چھوڑ آئے کہ ایک دوسرے پر باہر آنیکے لئے چڑھا چلا آتا تھا دریا کی طرح انمیں متنفس تھا مگر باہر نہ آسکے وہیں رک گئے۔ یہانتک ذوالقرنین کا قصہ تمام ہو گیا۔

اب ہم یاجوج ماجوج پر بحث کرتے ہیں کہ وہ کون قوم ہے اور کیسی ہے؟ باتفاق محققین یہ دونو عجمی نام ہیں دو قوموں کے کہ جو یافث بن نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ تفسیر کبیر میں ہے قیل انہما من الترک وقیل یاجوج من الترک وماجوج من الہیاطلۃ والدیلم کہ بعض کہتے ہیں یاجوج ماجوج دونو ترکوں کی قبیلہ ہیں بعض کہتے ہیں یاجوج ترکوں میں سے ہیں اور ماجوج جیل اور دیلم سے۔ بیضاوی اور ابوالسعود و دیگر مفسرین انکو یافث کی نسل سے کہتے ہیں مطلب ایک ہے۔

یاجوج ماجوج پر بحث

ف ترمذی نے حضرت صلعم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا لا تقوم الساعۃ حتی تقاتلوا قوما نعالہم الشعر وحتی تقاتلوا قوما کان وجوہہم المجان المطرقۃ۔ اور پھر ترمذی کہتے ہیں ہذا حدیث حسن صحیح۔ یعنی قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم لڑے مسلمانوں ایک ایسی قوم سے نہ لڑو گے کہ جنکی جوتیاں ہونگی اور ایسی قوم سے نہ لڑینگے کہ جنکے چہرے ڈھالوں کے سے چوڑے چکلے ہونگے یعنی قیامت سے پیشتر تم کو ایسی قوموں سے لڑنے کا اتفاق ضرور ہوگا۔ اور اس قوم سے ماوراء النہر کے اوزبک تاتاری لوگ ہیں ۱۲ منہ

کتاب المسالک والممالک میں چین کا حال بیان کرکے لکھتا ہے کیون یاجوج وماجوج اور ارہم الی البحر المحیط کہ چین سے متصل بحر عظم کے کنارہ کنارہ یاجوج ماجوج قوم ہے۔ کوہ یورال کے پہلی طرف منچوریا اور منگولیا چین سے ملے ہوئے ہیں دریا کی طرف تک سب کو یاجوج ماجوج بتلاتا ہے۔ انہیں کے روکنے کے لئے فغفور چین نے اپنے ملک کی حفاظت کے لئے دیوار چین بنائی تھی اور ہن طرف ذوالقرنین نے اس درہ کو بند کردیا۔ اور ایک جگہ لکھتا ہے وا اما یاجوج فہم فی ناحیۃ الشمال افاقلعت ما بین الکیماکیۃ الخ اور یہی کے مطابق اور قدیم جغرافیہ والوں نے بیان کیا ہے جس سے منچوریا اور منگولیا کے لوگ معلوم ہوتے ہیں۔ یہ لوگ دیو بھوت نہیں ہمارے جیسے آدمی ہیں ہاں وحشی درندے سفاک جاہل کافر ضرور ہیں اور انکے چپٹے چہرے چھوٹی آنکھیں چپٹی ناک ہوتی ہیں ان میں بعض پستہ قد اور موٹے ہوتے ہیں بعض بلند قامت۔ انہیں اوصاف کو شاید بعض اہل الروایات نے مبالغہ کے طور پر بالشت اور تاڑ کے برابر قد سے تعبیر کیا ہے چنانچہ جغرافیہ جام جہانگیریہ کی کتابوں کا ترجمہ ہے مرزا فراد نے ایسا ہی لکھا ہے۔ غالباً منگول دمن چیوا چینی تاتار کے باشندے ہیں یاجوج ماجوج وہی ہیں اور یاجوج ماجوج کے لفظ کو منگول دمن چیوا کر لیا یا اسکے برعکس ہوا۔ اور صدیوں کے بعد الفاظ میں اس قسم کے تغیرات ہو جاتے ہیں کہ جسکا اصل پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔ انگریزی میں دیکھئے یعقوب کا جیکب اور اسکندر کا الکزاور یوسف کا جوزف بن گیا اور اسیطرح یونانی الفاظ کا عربی میں آکر ایسا ہی حال ہوا اور اسی پر اور زبانوں کے الفاظ کو قیاس کر لینا چاہئے۔

جب یہ مان لیا گیا کہ یہ یاجوج ماجوج عربی نہیں بلکہ عجمی لفظ ہیں اب نہیں کہہ سکتے کہ کس ملک کے یہ لفظ تھے اور عربی میں آکر ان میں کیا تغیر ہوا اور پہلے یہ اپنی اصلی زبان میں کیا تھے اور اب وہاں یہ کس طرح پر ہیں؟

توریت کتاب پیدائش کے دسویں باب میں یوں آیا ہے (۲) یافث کے بیٹے یہ ہیں جُمر اور تاجوج اور مادی اور یونان اور توبل اور مسک اور تیراس۔ اس یاجوج کی بابت ہمارا معزز معاصر لکھتا ہے کہ یہ ماکوگ سے معرب ہوا جسکو عبرانی میں ماغوغ کہتے تھے اور آگے چلکر یہ ثابت کیا ہے کہ گاگ میگاگ جسکا یاجوج ماجوج بنایا ہے ایک ہی قوم پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ایسا ہو مگر اسکی کوئی دلیل بیان نہیں کی سو کوئی شک نہیں کہ یاجوج ماجوج ابتدا میں کسی شخص کے نام تھے پھر انکی اولاد قبیلہ ہونے لگی کتاب حزقیل کی ۳۸۔ باب میں یوں آیا ہے اور خداوند کا کلام مجھکو پہنچا اور اسنے کہا اے آدم زاد توجوج کے مقابل جو یاجوج کی سرزمین کا ہے اور روش اور مسک اور توبال کا سردار ہے اپنا منہ کر اور اسکے برخلاف نبوت کر۔ یہاں جوج کو یاجوج کی سرزمین کا رہنے والا اور روش اور مسک اور توبال قوموں کا سردار کہا۔ بظاہر یاجوج اس ملک اور اُس قوم کو کہا جو یاجوج بن یافث کی اولاد سے ہیں اور جو انہیں بلاد شمالیہ میں تھے جنکو آج کل تاتار اور چینی تاتار ترکستان کہتے ہیں۔ اور انہیں کی نسل کے لوگوں سے یہ ملک آباد ہیں اور جوج یعنی یاجوج نہیں ہے کسی خاص فرقے کا نام ہے جو روس و توبال اور مسک قوموں کا ان دنوں میں حاکم ہوگا۔

یہ اسنے بعض صاحبوں کا یہ خیال کر لینا کہ جوج سے انگریز اور یاجوج سے روسی لوگ مراد ہیں محض غلط ہے نہ اسکی کوئی سند ہے نہ کسی کوئی عاقل قائل ہے اول تو یوں کہ روس اور انگریز ایک اور قوم ہے نہ یاجوج ماجوج کما مر دوم یاجوج ماجوج سد ذوالقرنین سے بند کئے گئے اور یہ قومیں کبھی بند نہیں کی گئیں سوم یاجوج ماجوج قرب قیامت میں تیر و کمان سے لڑائی کرینگے اور خدا کے بھی دشمن ہونگے اور یہ دونو قومیں عیسائی ہیں خدا کو اور حضرت مسیح کو مانتی ہیں بیت المقدس کی عزت کرتی ہیں اور نیزا انکی ہاں صدہا آلات حرب و ضرب ہیں تیر و کمان سے انکو کیا کام؟ ان قوموں میں علم و دانش ہے انکو طبریہ جھیل کے پانی پینے سے جو کھاری ہے کیا علاقہ؟ شاید ان دونو قوموں کی ترقی دیکھکر دنیا کو ابھی تمام کرنے کے ارادہ سے انکو یاجوج ماجوج کہدیا۔

سوال بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج ہر روز اس دیوار کو توڑا اور ڈھایا کرتے ہیں جب شام ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں کل ڈھائینگے ذرا سی رہگئی مگر انکے

انشاء اللہ نہ کہنے سے پھر صبح کو خدا تعالیٰ اس دیوار کو ویسا ہی کر دیتا ہے پھر جب اسکا وقت آئیگا تو انشاء اللہ کہینگے پھر اسکو توڑ کر باہر نکل آئینگے اور لوگ انسے بھاگ جاوینگے الخ اس حدیث کو ترمذی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یاجوج ماجوج وقت مہود سے پہلے نہیں ان ملکوں میں آسکتے اور جس قوم کو تتے یاجوج ماجوج بتلایا ہے وہ ان ملکوں میں بارہا حملہ کرکے آئے ہیں اور اب بھی وہ انکی لوگ آتے ہیں اور انکی قریب چین کی عملداری ہے اور روس کی مملکت بھی ہے۔

جواب قرآن مجید سے صرف اسی گھاٹے کا بند کرنا ثابت ہوتا ہے جسکو ذوالقرنین نے بند کیا تھا نہ یہ کہ انکی چاروں طرف کی رستے بند کر دئے تھے۔ پھر یہ ممکن ہے کہ اور دور دراز کے رستوں سے وہ قوم کے لوگ ان ملکوں میں آویں جاویں اور اس عہد میں بجز اس رستہ کے اور کوئی آسان رستہ انکے ہاتھ میں نہ تھا خصوصاً ان لوگوں پر حملہ آوری کے لئے کہ بند کے کہنے سے ذوالقرنین نے دیوار چنی تھی ہاں قرب قیامت میں اس دیوار کے ٹوٹنے کے بعد پھر یہ لوگ حملہ آور ہونگے اس رستہ سے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ یاجوج ماجوج جو دیوار سے بند کر دئے گئے ہیں وہ ابتک ان ملکوں کی طرف نہیں آئے اور وہ خاص چینی دیوار کے پاس کے لوگ ہیں جو اس پہاڑ کے پرلی طرف رہتے ہیں اور دریا کے کنارہ دور تک آباد ہیں اور تاتاری لوگ نہ تو یاجوج ماجوج کہتے ہیں کہ وہ سب ایک ہی قبیلے کے ہیں مگر ان کا حملہ آور ہونا اور ادھر آنا ہمارے قول کے منافی نہیں۔

رہی یہ حدیث سو یہ بھی ہماری بیان کے منافی نہیں بشرطیکہ اسکی صحت بتعاضدہ محدثین تسلیم کر لی جاوے اور اس سے بھی قطع نظر کیجائے کہ یہ بظاہر قرآن مجید کی اس آیت کے برخلاف ہے ماسبقنا عوالہ فقط کہ وہ ہمیں نقب نہیں لگا سکتے اور یہ بھی یاد رہے کہ وہ آنحضرت صلعم کا قول نہیں صرف حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے جسمیں احتمال ہے کہ وہب وغیرہ سے سنکر بیان کیا ہو۔ اسیطرح وہ جو معالم التنزیل میں وہب و کعب وغیرہما کے چند اقوال یاجوج ماجوج کی نسبت منقول ہیں کہ وہ ایک کان بچھا کر ایک اوڑھ کر سوتے ہیں اور انمیں سے ایک قوم کا قد سو گز سے زیادہ ہے اور انکے درندوں کی طرح چنگل اور کچلیاں ہیں وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں تو قرآن مجید میں کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ ہے اگر ان روایات کو بسند متصل صحیح بھی تسلیم کر لیا جاوے تو یہ ان مفسروں کے اقوال ہیں جو اہل کتاب کی روایات سے نقل کرتے ہیں۔ اور یہ مجاز اور استعارات ہیں کوئی مخالف ان اقوال سے اسلام اور قرآن مجید پر کچھ بھی طعن نہیں کر سکتا۔ ہذا ما علمہ عند اللہ العلام وانا آمنت باللہ وبرسولہ علیہ السلام۔

تیسری دیوار جو باب الابواب کے پاس سمجھا گیا ہم بیان کر آئے ہیں بعض مفسرین نے اسکو وہ دیوار ذی القرنین قرار دیا ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے جیسا کہ صاحب تفسیر بیضاوی نے لکھا ہے وقیل آذربیجان لانہ کہ بضم الہمزۃ اسکو آذربیجان اور آرمینیہ کے پہاڑوں میں بتلایا ہے۔ اور یہ بالاتفاق ہے کہ اس دیوار کا بنانے والا ایران کا کوئی بڑا جلیل القدر بادشاہ ہے پھر کوئی اسکا نام انوشیروان بتلاتا ہے کوئی قباد کہتا ہے اگر انوشیروان ہے تو یہ خیر انوشیروان نہیں ملکہ پہلے بادشاہوں میں سے کوئی بادشاہ کیخسرو یا کیقباد کہ جسکی سلطنت بھی شرق و مغرب میں بہت دور تک پہنچی تھی اور اسنے بڑی بڑی محکم عمارتیں بھی بنائی تھیں جیسا کہ تاریخ شاہان ایران سے ظاہر ہے۔ اس قول کے مطابق تو یہی بادشاہ **ذوالقرنین** قرار پاتا ہے اور اسکی سند بھی کتاب دانیال علیہ السلام کے آٹھویں باب سے ملتی ہے۔

اس کتاب کے ۸۔ باب میں لکھا ہے دوبیلشفر بادشاہ (بخت نصر کے بیٹے) کی سلطنت کے تیسرے سال میں مجھے ہاں مجھ دانی ایل کو ایک رویا نظر آئی بعد اسکے جو شروع میں بھی نظر آئی تھی اور میں نے عالم رویا میں دیکھا اور جب میں نے دیکھا ایسا معلوم ہوا کہ میں سوسن[۵۱] کے قصر میں تھا جو صوبہ عیلام میں ہے پھر میں نے رویت کے عالم میں دیکھا کہ میں اولائی کے ندی کے کنارے پر ہوں تب میں نے اپنی آنکھیں اٹھا کے نظر کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ ندی کے آگے ایک مینڈھا کھڑا ہے جسکے دو سینگ تھے اور وے دو سینگ

---

[۵۱] یہ شہر خوزستان کا قدیم نام ہے یہ شہر گلگمش زمانوں میں شاہان کیانیہ کا پائے تخت بھی رہ چکا ہے جو دارا کہ حضرت دانیال کے عہد میں تھا اور جسکے ہاں حضرت مامور ہو گئے تھے اور جسنے بابل شہر سے بخت نصر بادشاہ کلدانی کی سلطنت کا خاتمہ کیا تھا اسی شہر میں تھا۔ حضرت دانیال بخت نصر کے قید میں بابل پہنچے تھے پھر بخت نصر اور اسکے بیٹے کے دربار میں انکو بڑی عزت دی گئی تھی انہیں کے روبرو شاہ بابل کی سلطنت کا خاتمہ ہو کر شاہان ایران کا غلبہ ہوا انہیں کو وہ سینگ کا مینڈھا آپ خواب میں دیکھتے ہیں ۱۲ منہ

انچو تھے لیکن ایک دوسرے سے بڑا تھا میں نے اس مینڈھے کو دیکھا کہ پچھم اتر دکھن طرف سینگ مارتا تھا یہانتک کہ کوئی جانور اسکے سامنے ٹھہرا نہ ہو سکا وہ جو چاہتا تھا سو کرتا تھا یہانتک کہ وہ بہت بڑا ہو گیا اور میں اس سوچ میں تھا کہ دیکھ ایک بکرا پچھم کی طرف سے کے تمام روئے زمین پر ایسا پھرا کہ زمین کو بھی نہ چھوا اور اس بکرے کی دونو آنکھوں کے بیچ بیچ ایک عجیب طرح کا سینگ تھا اور وہ اس دو سینگ والے مینڈھے پر بڑے زور سے دوڑ پڑا اور اسکو مارا اور اسکے دونو سینگ توڑ ڈالے اور اسکو زمین پر دے مارا اور لتھاڑ دیا اور کوئی اسکو نہ چھڑا سکا پھر وہ بکرا نہایت بڑا ہوا اور جب پر زور ہوا تو اسکا سینگ ٹوٹ گیا اور اسکی جگہ اور چار سینگ نکلے جب میں دانی ایل یہ خواب دیکھ چکا تو اسکی تعبیر کی فکر میں تھا پھر میں نے اپنے سامنے کوئی شخص کھڑا دیکھا اور ایک آواز آئی کہ اے جبرئیل اسکو اس رویا کے معنی سمجھا دے اسنے میرے پاس آکے کہا اے آدم زاد سمجھ کیونکہ یہ رویا آخری زمانہ میں انجام ہوگی وہ مینڈھا کہ جسکے دو سینگ تھے وہ مادہ اور فارس کے بادشاہ ہیں اور وہ بکرا یونان کا بادشاہ اور اسکے چار سینگ سو یہ چار سلاطین ہیں جو اس قوم کے درمیان برپا ہونگے انتہیٰ ملخصاً۔

اس بنا پر **ذوالقرنین** فارس کے بادشاہوں میں سے کوئی بادشاہ ہے قبل وغیرہ جو دو سینگ والے سو یہود میں مشہور ہوا جسکا ترجمہ عربی میں ذوالقرنین ہوا اور وہ بکرا ایک سینگ والا **اسکندر** فیلقوس یونانی بادشاہ ہے جسنے اس دو سینگ والے مینڈھے یعنی ایران کے اس بادشاہ کو جو اسکے عہد میں تھا **دارا** جسکو انہیں بادشاہوں کے ذیل میں باعتبار حشمت و وسعت و غلبہ کے دو سینگ والا مینڈھا گنا جاتا تھا تاراج اور اسکی سلطنت چھین لی اور پھر سکندر کے بعد اسکے چار سرداروں میں اسکا ملک تقسیم ہوا اور یہ چاروں ایک ایک حصہ ملک کے بادشاہ ہو گئے۔ دانیال علیہ السلام کے کئی سو برس بعد یہ واقعہ ہوا۔

حضرت دانیال علیہ السلام کا یہ خواب کتاب دانیال میں یہود کے ہاں ایک مسلّما چلا آتا تھا جسکے معنی یا تعبیر وہی جانتے تھے اسلئے انہوں نے قریش کو بطور امتحان کے آنحضرت صلعم سے ذوالقرنین کے حال سے سوال کرنے کو کہا کہ دیکھیں وہ ذوالقرنین کو کوئی بادشاہ بتلاتے ہیں یا کوئی جانور دو سینگ والا؟ کیونکہ بظاہر لفظوں میں پورا ابہام ہے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ نے بموجب وحی متلو اسکا ان آیات میں پورا حال بیان کر دیا اور اسکی دیوار بنانے اور قوم خزر کے روکنے کا تذکرہ بھی کیا جو یاجوج ماجوج کی قوم میں سے تھے اور شاہ فارس کے ملک میں آکر فتور برپا کیا کرتے تھے۔

اس خواب دانیال کے مطابق بھی سکندر رومی ذوالقرنین نہیں ہو سکتا۔ عوام میں جو سکندر ذوالقرنین مشہور ہو گیا ہے اس غلطی کا باعث بعض مورخوں کی لاعلمی اور پھر سکندر نامہ میں مولانا نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی غلط بیانی ہے۔

بعض لوگوں نے ایرانی بادشاہوں میں سے ذوالقرنین **فریدون** کو قرار دیا ہے جیسا کہ تفسیر ابوالسعود و تاریخ ابوالفداء میں مذکور ہے مگر جمہور محققین کا اسی پر اتفاق ہے کہ ذوالقرنین تبع حمیری ہے اور وہ دیوار جو اسنے بنائی وہی ہے جو کوہ یورال میں واقع ہے اور یاجوج ماجوج وہی تاتاری اوجینی تاتار کے لوگ ہیں کہ جنکے بزرگوں کے روکنے کے لئے ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی اور یہی قومیں اخیر زمانہ میں ملکوں پر یورش کرینگی۔ واللہ اعلم۔

یہ ہے ذوالقرنین کے قصہ کی تحقیق کہ جسمیں توہمات باطلہ اور دستان گوئی کو کچھ بھی دخل نہیں اور جسپر حال کے جغرافیہ اور تاریخوں کے بموجب کوئی خدشہ نہیں پڑتا نہ کوئی شبہ باقی رہتا ہے اور جو محققین کے اقوال سے لی گئی ہے محض اپنی رائے سے تاریخی واقعات میں نہ آسمان کے قلابے نہیں ملائے گئے ہیں جیسا کہ ہمارے بعض معاصرین کی عادت ہے با ایں ہمہ اگر میری اس تحقیق میں کوئی غلطی ہو تو مجھے اسپر کچھ بھی اصرار نہیں۔

اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِیْنَ نُزُلًا ۝ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ۝

کیا کافر یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو کارساز بنا یا کریں - ہمنے کافروں کی جگہ جہنم مقرر کر رکھی ہے - کہہ ہم تمہیں خبر کردیں کہ اعمال کے سب

اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

وہ کہ جنکی کوشش دنیا میں اُلٹی ہوئی اور وہ سمجھے ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں - وہی ہیں کہ جنہوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا اور اسکے ملنے کا انکار کیا پس انکے عمل اکارت ہوگئے

فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ هُزُوًا ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

سو ہم قیامت میں انکے لئے کچھ بھی وزن قائم نہ کرینگے یہ سزا انکی جہنم ہے اسلئے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور رسولوں کو ٹھٹھے میں لیا - البتہ جو ایمان لائے اور انہوں نے بھی کام کئے

كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ

انکے لئے جنت فردوس کی جگہ ہے - ہمیشہ رہا کرینگے وہاں سے ٹلنا نہ چاہینگے - کہہ اگر دریا سیاہی ہوجاوے میرے رب کی باتیں لکھنے کے لئے تو دریا تمام ہوجاوے گا پر میرے رب کی باتیں تمام

كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰٓى اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ

ہونے سے پیشتر اور گو اسکی مدد کو ہم ویسا اور بھی دریا لاویں - کہہ میں بھی تمہارے مانند ایک آدمی ہوں میری طرف یہ وحی کیا جاتا ہے کہ تمہارا معبود ایک معبود ہے پھر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی توقع رکھے

فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝

ع ۱۲ ۹ ۲

تو اسکو اچھے کام کرنے چاہئیں اور اپنے رب کی عبادت میں کسیکو شریک نہ کرے

افحسب یہاں سے جہنم میں پڑنیکا سبب بیان فرماتا ہے کہ کوگوں نے اپنے زعم میں میرے بندوں کی عبادت کو اپنے مقاصد دنیاوی دینی میں نافع سمجھ لیا ہے اسلئے انکو کارساز و معبود بنالئے ہیں کوئی عیسٰی کو کوئی رام چندر کو کوئی اولیا انبیا کو کوئی ملائکہ کو کارساز جانکر پوجتا ہے انکو پکارتا ہے انکی نذر نیاز انکی مقامات کا طواف سجدہ کرتا ہے - سو یہ جہل مرکب ایک لاادوا مرض ہے کہ انسان کے حق میں ایک چیز زہر قاتل ہو اور وہ اسکو تریاق جانکر استعمال کرے یہ بدی اور جہنم میں لیجانیوالی بات تو کونسی نجات اور فلاح کا کام سمجھکر کوشش و سعی کیجائے اور وہاں ٹکا منہ برخلاف ظاہر ہو پھر اس سے بڑھکر کون زیادہ زیاں کار خسارہ میں پڑنے والا ہوسکتا ہے ؟ ہاں بات کو اس آیت میں ادا کرتا ہے قل ہل ننبئکم بالاخسرین اولئک الذین میں الاخسرین اعمالا کی شرح فرماتا ہے اور اسکے نتیجہ سے مطلع کرتا ہے ہنوز تک پھر اسکے برعکس جنکی کوشش دنیا میں کارگر اور راست ہوئی انکا حال بھی بیان فرماتا ہے بقولہ ان الذین اٰمنوا الخ -

قل لوکان البحر یہاں سے یہہ بات بیان فرماتا ہے کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے اسمیں جو انسان کی سعادت و نحوست کی بابت اسقدر مشرح بیان ہے یہہ کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ کلمات الٰہی غیر متناہی ہیں - قل لوکان البحر بحر سے جنس مراد ہے یعنی سمندر کی اگر سیاہی ہوجائے اور اس سے وہ کلمات جو اسکی حکمت اور عجائب قدرت پر دلالت کریں لکھے جاویں - (اور ان کلمات کو کلمات ربی کہا گیا) اور اس سمندر کے ساتھ مدد کو اور ویسا ہی شریک کیا جاوے تو کلمات نہ تمام ہونگے اور دریا خشک ہوجاویگا کسلئے کہ دریا متناہی اور کلمات مذکورہ غیر متناہی ہیں اسلئے دریا کافی نہوگا -

ابحاث

(۱) عبادی سے مراد بعض کہتے ہیں حضرت عیسٰی بعض کہتے ہیں ملائکہ بعض کہتے ہیں شیاطین بعض کہتے ہیں صنام انکو بھی باعتبار ان اشخاص کے کہ جنکی یہہ فرضی صورتیں بنائی گئی ہیں عباد کہا ہے جیسا کہ ایک جگہ قرآن میں آیا ہے عباد امثالکم - فقیر کہتا ہے عموم مراد ہے اسمیں سب آگئے -

(۲) نزل زجاج کہتے ہیں اوی اور منزل کو نزل کہتے ہیں - اور جو کچھ مہمان کے لئے کہ جسکو عربی میں ضیف و نزیل کہتے ہیں تیار کیا جاتا ہے یعنی مہمانی اسکو بھی نزل کہتے ہیں -

(۳) بالاخسرین اعمالاً سے بعض کہتے ہیں رہبان کی طرف اشارہ ہے - مجاہد کہتے ہیں اہل کتاب کی طرف مگر یہاں بھی عموم مراد لینا چاہئے - یعنی ہر ایک قوم اور ہر ایک شخص جو پیغمبر علیہ السلام کے برخلاف اور طریقہ کو نجات کا سبب جانکر اسمیں کوشش کرے جیسا کہ ہندو گنگا کا اشنان اور گائے بیل کی پرستش اور بتوں کے آگے خودکشی و دیگر بے فائدہ مجاہدات کرتے ہیں اور یہی طرح دیگر مذاہب کو سمجھنا چاہئے - بلکہ اہل اسلام میں بھی جو لوگ کتاب و سنت کے برخلاف خانہ ساز باتوں کو دین اور نجات کا باعث سمجھکر ان میں سعی کرتے ہیں مال و جان صرف کرتے ہیں بدعات میں ہزار ہا روپیہ اُٹھاتے ہیں جیسا کہ محرم کی تعزیہ داری اور بیجا تعیرات اور دیگر دستورات انکو بھی الذین ضل سعیھم میں علیٰ قدر مراتب شمار کرنا چاہئے نفع کی اُمید میں کام کیا وہاں اُلٹا نقصان عائد ہوا - ؎ ترسم نرسی بہ کعبہ اے اعرابی ۔ کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان ست ۔ الٰہی ہماری چشم باطن بینا کر تاکہ ہمکو ہر چیز انکی اصلی حالت پر نظر آوے بُرے کو اچھا اور اچھے کو بُرا نہ سمجھیں اس جہل مرکب کے مرض سے بچاویں آمین -

(۴) ولقائہ سے مراد خدا تعالیٰ کے سامنے ہونا اُس سے ملنا جو مرنے کے بعد یا قیامت میں ضرور ہوگا خواہ مجرمانہ حالت میں جیسا کہ قیدی اور مجرم بادشاہ کے سامنے حاضر کئے جاتے ہیں یا اکرام و اعزاز کی صورت میں بہرطور ہر ایک کو ملنا ضرور ہے جو اسکا منکر ہے خسارہ میں پڑا ہے -

(۵) فلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ حقارت و ذلت میں اُنکے اعمال ہونگے بولتے ہیں اسکا کچھ بھی وزن نہیں یعنی عزت نہیں یا یوں کہو کہ قیامت میں ترازوئے اعمال قائم ہونا جو دوسری آیت میں آیا ہے تو اس سے یہ مراد کہ ترازو اہل ایمان کے لئے قائم ہوگی انکو انکے اعمال حسنہ و سیئہ کی مقدار معلوم کرانے کے لئے نہ کفار کے لئے پس دونو آیتوں میں تعارض نہیں - جسطرح کافروں کے لئے جہنم مہانی میں ملنا بیان ہوا تھا اسی طرح انکے مقابلہ میں جو کوئی ایمان لاوے اور اچھے کام کرے اسکی مہمانی میں جنات الفردوس کا ملنا بیان فرمایا ہے - قتادہ کہتے ہیں فردوس سط جنت اور انہیں سے اعلیٰ کو کہتے ہیں فیردوس کے معنی رومی زبان میں باغ کے ہیں - عکرمہ کہتے ہیں حبشی زبان میں - ضحاک کہتے ہیں گھنے کے درختوں کو فردوس کہتے ہیں - اصل اس لفظ کی خواہ رومی ہو خواہ حبشی مگر بوقت نزول عرب العربا کے ہاں مستعمل تھا جنت الفردوس کی تشریح احادیث میں بہت کچھ آئی ہے کہ یہ تمام جنتوں میں اعلیٰ ہے وغیرہ - اور کفار کو انکے اعمال بد سے دائما جہنم میں محبوس رکھنا اور ایمانداروں کو ہمیشہ جنت الفردوس میں رکھنا یہ اسکی ایک شان اور صفت ہے منجملہ ان صفات کے کہ جنکو سمندر کی سیاہی بنا کر جو کوئی لکھنا چاہے تو سمندر تمام ہوجائے اور وہ سب لکھی جائیں -

(۶) چونکہ اس سورہ میں اصحاب کہف و ذی القرنین اور موسیٰ اور خضر کا حال بھی بیان ہے جو انکی عظمت پر دال ہوا اُنسے خارق عادات باتیں سرزد ہوئی بھی مذکور ہیں اور دنیا میں بزرگوں اور عباد اللہ کو خدائی میں جو لوگوں نے شریک کیا ہے تو بنیاد انکے خارق عادت کاموں کی وجہ سے - اور چونکہ آنحضرت صلعم کا کمال اور سرد فتر انبیا ہونا نزول قرآن سے ظاہر ہے اور آپ مصدر خارق عادات و معجزات بھی تھے تو اسلئے آپکی اُمت کو تنبیہ کرنے کے لئے سورہ کا خاتمہ پھر کیا قل انما انا بشر مثلکم یہ حصر اور مماثلت محض بشریت میں ہے یعنی صفت الوہیت آپ میں کوئی نہیں ہے کمالات نبوت جو آپ میں اور دوسرے لوگوں میں امتیاز کا باعث ہیں سو اس سے ان مماثلت کی نفی نہیں ہوتی - پھر فرماتا ہے یوحیٰ الیّ کہ مجھے توحید کی وحی ہوتی ہے اب مدار نجات ہی پر ہے کہ کسیکو عبادت میں شریک نہ کرے اور اچھے کام کئے چلا جاوے - حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے کہ ایک صحابی جو جہاد میں گرمی کیا کرتا تھا اسکو اپنے مرتبۂ اولیٰ انجام ظاہر ہونے کی آرزو تھی پھر یہ آیت نازل ہوئی یعنی اس سے اسکا جواب بھی نکلتا ہے - فضائل اس سورہ کے احادیث میں بہت کچھ آئے ہیں واللہ اعلم

سُوْرَۃُ مَرْیَمَ مَکِّیَّۃٌ ھِیَ سَبْعٌ اٰیَاتٍ وَّاَرْبَعُ رُکُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کٓھٰیٰعٓصٓ ۝ ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا ۝ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَھَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ

یہ ذکر ہے تیری رب کی رحمت کا جو اس نے بندہ زکریا پر کی۔ جبکہ اسنے اپنے رب کو خفیہ طور سے پکارا کہا اے رب میرے بدن کی ہڈیاں سست ہوگئیں اور سر میں بڑھاپا

شَیْبًا وَّلَمْ اَکُنْ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا ۝ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا ۝

چمکنے لگا۔ اور تجھے اے رب میں محروم نہیں رہا ہوں۔ اور میں اپنے بعد اقارب سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے پس تو اپنے سے مجھے ایک وارث عطا کر۔

یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْہُ رَبِّ رَضِیًّا ۝ یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ اسْمُہٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ۝ قَالَ رَبِّ

جو میرا وارث ہو اور یعقوب کے خاندان کا اور تجھکو اے رب پسندیدہ کر۔ ہے کہا۔ اے زکریا ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری سناتے ہیں جسکا نام یحییٰ ہوگا اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کسی کو نہیں کیا۔ کہا اے رب

اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا ۝ قَالَ کَذٰلِکَ قَالَ رَبُّکَ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُکَ مِنْ قَبْلُ

مجھے کہاں لڑکا ہوگا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے میں اکڑا بیٹھا گیا۔ فرشتے نے کہا یوں ہی فرمایا تیرے رب نے کہ یہ میرے نزدیک آسان ہے اور تجھکو پیدا کیا

وَلَمْ تَکُ شَیْئًا ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ اٰیَۃً قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ۝ فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِہٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓی اِلَیْھِمْ اَنْ

اور تجھ کچھ بھی نہ تھا۔ کہا اے رب میرے لیئے کوئی نشانی مقرر کردے۔ کہا تیری نشانی یہ ہے کہ تو لوگوں سے تین رات دن باکل نہ بولیگا بھلا چنگا ہوکر۔ پس وہ حجرے سے اپنی قوم کے سامنے نکلا سو انکو اشارہ سے کہا کہ

سَبِّحُوْا بُکْرَۃً وَّعَشِیًّا ۝

صبح و شام خدا کی تسبیح کیا کرو۔ زبان سے بول نہ سکا۔ علامت آگئی۔

تفسیر

اس سورہ میں چند بزرگوں کے تذکرے ہیں جنسے خدا تعالیٰ کی رحمت و قدرت کا کامل اظہار ہوتا ہے۔ اور مقصود ان تذکروں سے یہ ہے کہ خدا پرستوں پر ہمیشہ دنیا و آخرت میں الٰہی مہربانی اور عنایت ہوا کرتی ہے وہ اپنے مخلصین کی ہر موقع میں دستگیری کیا کرتا ہے۔ اسی پر توکل چاہیئے۔

پہلا تذکرہ حضرت زکریا پیغمبر علیہ السلام کا ہے۔ یہ حضرت شہر یروسلم کے باشندہ بنی اسرائیل میں ہیکل یعنی بیت المقدس کے ایک کاہن یعنی امام تھے منجملہ اور کاہنوں کے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ یہود کی سلطنت قائم نہ رہی تھی شاہان روم انپر حکومت کرتے تھے اور انکا ایک نائب یا گورنر یہاں رہا کرتا تھا جنکو ہیرودلس کہا کرتے تھے یہ نام انکا خاندانی نام تھا اور ہیرودلس یہود میں سے نہیں بلکہ غیر تھا۔ بیت المقدس کئی برباد یوں کے بعد حال میں ازسرنو بطرز سابق تعمیر ہوا تھا اسمیں متعدد کمرے اور کئی درجے تھے اور دو منزلہ مکانات بھی تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام بوڑھے ہوگئے تھے اور انکی بیوی الیشبات جو حضرت مریم کی خالہ تھیں بانجھ تھیں زکریا کو اولاد نہ ہونے سے بعد میں اقارب کا کھٹکا تھا انکی سرکشی کی وجہ سے

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۝ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝

جب بچے پیدا ہوئے تو حکم کیا اے یحییٰ کتاب مضبوطی سے پکڑ اور ہم نے ان کو بچپن ہی میں حکم عطا کیا۔ اور اپنے ہاں سے دل کی نرمی اور پاکیزگی عطا کی۔ اور وہ پرہیزگار تھا۔ اور اپنے ماں باپ کے ساتھ بہت نیکی کرنیوالا اور وہ سرکش نافرمان نہ تھا

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ

اور سلام ہے جسدن کہ وہ پیدا ہوا اور جسدن کہ وہ مریگا اور جسدن کہ وہ مردہ سے اٹھکر کھڑا ہوگا۔ اور کتاب میں مریم کا ذکر کر۔ جبکہ وہ اپنے لوگوں سے کنارہ کرکے ایک شرقی مکان میں جا بیٹھی۔ پس انکے درمیان

دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۠ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ

ایک پردہ ڈالدیا پھر انکے پاس اپنے فرشتے کو بھیجا تب وہ انکے روبرو پورا آدمی بنکر آیا۔ مریم نے کہا میں تجھسے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے۔ سو کہا میں تیرے رب کا

رَبِّكِ ۡ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ

بھیجا ہوا ہوں کہ تجھکو پاکیزہ لڑکا دوں۔ مریم نے کہا میرے کہاسے لڑکا ہوگا حالانکہ مجھے کسی آدمی نے ہاتھ نہیں لگایا اور میں بدکار نہیں ہوں۔ کہا یوں ہی فرمایا تیرے رب نے کہ یہ مجھپر آسان ہے

وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝

اور تاکہ ہم اس لڑکے کو لوگوں کے لئے نشانی اور اپنی مہربانی بنائیں اور یہ بات ٹھہر چکی تھی۔ پس حمل ٹھہرا مریم کو تب وہ لڑکے کو لئے ہوئے دور جگہ میں جا بیٹھی

ع ۱۵ وقف لازم

ع

آخر ایک روز عین نماز میں دل بھر آیا اللہ سے مناجات و دعا کی (نداء خفیا) کہ اے رب میں کہ بھی تجھسے سوال کرکے محروم نہیں رہا ہوں میں تجھسے التجا کرتا ہوں کہ مجھے ایک پسندیدہ فرزند عطا کر کہ خاص میرا امامت اور مال و اسباب میں وارث ہو اور بہ اسرائیل کی نسل کا بھی وارث ہو نبوت اور بزرگی اور برکت میں جو بہ اسرائیل سے وعدہ کی گئی تھی کہ تیری نسل میں برکت دونگا فرشتہ نے خدا کی طرف سے ذکریا کو مژدہ دیا کہ تیری دعا قبول ہوئی تجھکو ایک فرزند نیک لیگا جسکا نام یحییٰ (یوحنا) ہوگا اور اس سے پہلے اس نام کا کوئی نہیں ہوا ہے ذکریا کو مژدہ سنکر اپنی پیرانہ سالی اور بیوی کے بانجھ ہونیکا خیال کرکے تعجب ہوا فرشتہ نے کہا کیا تعجب ہے خدا نے انسان کو معدوم سے موجود کر دیا وہ بغیر اسباب کے کر سکتا ہے اور اسباب بھی پیدا کر سکتا۔ پھر جب ذکریا کا اطمینان ہو گیا تو فرشتہ سے اسکی علامت پوچھی فرشتہ نے کہا جب وقت آئیگا تو خود بخود تین رات دن تک تیری زبان بند ہو جاویگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ذکریا کچھ بات نہ کر سکتے تھے امامت کے روز لوگ حسب دستور منتظر تھے کہ ذکریا محراب یعنی اپنی خاص عبادت گاہ سے باہر آکر نماز پڑھاویں انکے دستور کے موافق پس باہر نکلکر لوگوں سے اشارہ کرکے کہا کہ تم بطور خود صبح و شام خدا کی حمد و ثنا کرو اس علامت کے چند عرصہ بعد ذکریا علیہ السلام پیدا ہوئے۔ بچہ لڑکپن ہی میں وعظ و تلقین کیا کرتے تھے اور بچوں کی طرح کھیل کود میں کبھی مصروف نہیں ہوئے تورات پر عمل کرنیکا انکو حکم ہوا تھا جسکو خذ الکتاب بقوۃ سے تعبیر کیا یعنی مضبوطی سے کتاب یعنی توریت کو پکڑ کر عمل کر۔

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ

پھر وہ جنے کے درد سے کھجور کے درخت پاس آئی کہنے لگی کاش اس سے پہلے میں مرگئی ہوتی اور بھولی بسری ہوجاتی۔ پھر اسکے پائین سے فرشتے نے آواز دی کہ تم نہ غم کرو تیری رب نے

تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ

تیرے پائین ایک چشمہ پیدا کردیا۔ اور اپنی طرف کھجور کے پیڑ کو ہلا تجھ پر تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی۔ پس تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی کر پھر جو تو کسی آدمی کو دیکھے تو

فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۝ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـــًٔا فَرِيًّا ۝ يٰٓاُخْتَ

کہدیجیو کہ میں نے رحمٰن کے لئے روزہ مانا ہے اب میں آجکے دن کسی شخص سے بات نہ کرونگی۔ پھر وہ بچے کو گود میں اٹھائے ہوئے اپنی قوم پاس لائی۔ کہنے لگے او مریم تو بڑی چیز لائی۔ اے

هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۝

ہارون والی بہن باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی

وآتیناہ الحکم صبیا سے تعبیر کیا اسکے بعد حضرت یحییٰ کے چند اوصاف حمیدہ بیان فرماتا ہے کہ ہم نے اسکو پاکیزگی اور رحمدلی دی تھی۔ اور وہ پرہیزگار تھے اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنیوالے تھے اور سرکش نافرمان نہ تھے۔ انکی ان خوبیوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ حضرت یحییٰ کی نسبت فرماتا ہے وسلام علیہ کہ ہمارا سلام یا سلامتی اور رحمت ہو انپر پیدا ہونے اور مرنے اور مر کے جینے کے دن یعنی سخت اوقات میں۔ یہ ایک محاورہ ہے جیسا ہماری زبان میں کہتے ہیں مرحبا ہے انکی پیدا ہونے پر بابرکت ہے اسکا پیدا ہونا۔ ان حضرت یحییٰ کو اسوقت کے ہیرودس نے ایک عورت کے کہنے سے ناحق قتل کیا انکا سر قلم ہوکر طشت میں لگا کر بادشاہ مذکور کے سامنے لایا گیا یہ وہ زمانہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی وعظ ونصیحت کرتے پھرتے تھے۔

دوسرا تذکرہ حضرت مریم کا ہے۔ اس قصہ کی ابتدا یہاں نہیں بیانی بلکہ ان آیات میں ہے اذ قالت امرۃ عمران رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا بنی اسرائیل میں سے ایک شخص عمران نامی تھا (یہ عمران موسیٰ علیہ السلام کے والد نہیں) انکی بیوی حنہ بڑی نیک بیوی تھی جو حضرت زکریا علیہ السلام کی سالی تھی اسنے خدا تعالیٰ سے نذر مانی کہ الٰہی یہ جو مجھے حمل رہا ہے اس سے لڑکا پیدا ہوا تو میں تیری نذر کرونگی۔ یہود میں ایسی نذروں کا قدیم دستور تھا چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد سے ذرا پیشتر عموئیل علیہ السلام کو بھی انکی ماں نے خدا کے لئے نذر مانا تھا اور اسی لئے عبادت خانہ میں چڑھا گئیں تھیں۔ لیکن عمران کی بیوی نے لڑکی جنی یعنی مریم اور افسوس کیا کہ لڑکا ہوتا تو بیت المقدس کی خدمت کرتا کیونکہ بیٹوں کو خدا کے لئے نذر مانا کرتے تھے انکو بیت المقدس میں لاکر چھوڑ جاتے تھے وہیں انکی پرورش ہوتی تھی اور وہ عمر بھر وہیں خدمت کیا کرتے تھے اسی طرح حضرت مریم کو بھی انکی ماں بیت المقدس میں چھوڑ گئیں انکے خالو زکریا علیہ السلام جو بیت المقدس کے امام تھے انکی پرورش کے لئے مقرر ہوئے زکریا علیہ السلام نے مریم کے لئے بیت المقدس کے مکانات میں سے ایک مکان غالباً کوئی بالاخانہ تجویز کردیا یا کوئی اور مکان تجویز کیا ہوگا اور یہ انکے پاس کھانا پانی پہنچایا کرتے تھے چنانچہ ایکبار جو یہ انکے پاس گئے تو بے موسم کے پھل دھرے دیکھے تعجب سے پوچھا کہ کہاں سے لائے مریم نے کہا اللہ نے بھیجے۔ اس سے زکریا کو اور بھی امید ہوئی اور خدا تعالیٰ سے التجا کی۔

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ؕ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۫ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۝ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ

تب یہ نے ڈرکے کہ کیونکر بات کریں جو گود میں لڑکا ہو۔ کہنے لگے ہم اس سے کیونکر بات کریں جو گود میں لڑکا ہو۔ عیسیٰ نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں مجھکو کتاب دی اور نبی بنایا۔ اور مجھکو برکت والا کیا جہاں کہیں

مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ ۫ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ

میں ہوں اور مجھکو نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی جبتک میں زندہ ہوں اور ماں کی ساتھ نیکی کرنیوالا بنایا۔ اور مجھے سرکش بدبخت نہیں کیا۔ اور سلام ہو مجھپر جسدن میں پیدا ہوا جسدن میں

اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ۝ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۚ اِذَا قَضٰٓى

مرونگا اور زندہ ہو کر اٹھونگا جسدن۔ یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا سچی بات کہ جسمیں جھگڑتے ہیں اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ کسیکو بیٹا بنادے پاک ہے وہ۔ جب کوئی کام کرنا

اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ

ٹھہراتا ہے تو صرف اسکو کن کہتا ہے سو وہ ہو جاتا ہے۔ اور بیشک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے پس اسکی عبادت کرو۔ یہ ہی سیدھا رستہ۔ پھر قومیں آپسمیں مختلف ہوگئیں پس خرابی ہے

كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

منکروں کو بڑے دن کے سامنے ہونے سے

جب مریم جوان ہوگئیں ایکبار انکو خوبصورت آدمی کی شکل میں خدا کا فرشتہ (جبرئیل علیہ السلام) نظر آیا مریم گھبرائیں اور کہا میں تجھسے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو خدا ترس ہے فرشتہ نے کہا میں انسان نہیں خدا کا فرستادہ ہوں اسلئے آیا ہوں کہ تجھکو پاک فرزند دوں مریم نے کہا یہ کیونکر ہوگا میرا ابتک کسی سے نکاح نہیں ہوا اور نہ میں حرام کار ہوں فرشتہ نے کہا خدا یوں ہی اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کرسکتا ہے تب فرشتہ نے انکے کرتے کے گریبان میں دم کردیا یعنی پھونک دیا اسکے بعد سے انکو حمل معلوم ہونے لگا مریم لوگوں سے گوشہ اور کنارہ کے مکان میں جارہیں (غالباً یوسف کے ساتھ وہانسے بیت اللحم میں آرہیں ہونگی جو وہانسے کئی میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں تھا جو آج کل شہر ہے یا اپنی خالہ کے گھر آرہی ہونگی اور انکی خالہ کو بھی حمل تھا چھ مہینے کا جس سے یحییٰ پیدا ہوئے) پس جب خاص جننے کا وقت آیا اور درد لگے تو ایک اُفتادہ مکان میں آئیں جہاں ایک کھجور کا خشک درخت تھا اور پانی نہ تھا اور ولادت کے وقت ان چیزوں کی سخت ضرورت ہوتی ہے ادھر تنہائی اُدھر درد ادھر ہر قسم کی بے سروسامانی نہ کھانا نہ پانی ایسی حالت میں انسان کا مقتضی طبعی ہے کہ گھبراجاتا ہی گھبراکر اور کہنے لگیں کہ کاش میں اس سے پیشتر مرچکتی اور نیست و نابود ہوگئی ہوتی کہ لوگ نام ونشان بھی بھول جاتے۔ ایسے سخت وقتوں میں خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی دستگیری کرتا ہے پس انکی پائین[1] سے فرشتہ نے آواز دی کہ کچھ غم نکر دیکھ تیرے پاؤں کی طرف خدا نے چشمہ جاری کردیا جسقدر پانی درکار ہوا اور اس کھجور کے درخت کو ہلا تر و تازہ کھجوریں اسمیں سے جھڑینگی اور جو کوئی شخص تجھے کچھ کہو تو اشارہ سے کہدیجو کہ میں کلام نہیں کرسکتی روزۂ نذر مانا ہے پس پاک ہونے کے بعد خفتہ کے لئے شریعت موسوی کے موافق مریم عیسیٰ کو بیت المقدس میں لائیں فاتت بہ قومہا تحملہ یہاں انپر لوگوں کا ہنگامہ ہوا

[1] من تحتہا کے معنی بعض نے یہ بیان کئے ہیں کہ مسیح نے انکے نیچے سے آواز دی تھی مگر صحیح مطلب آیت کا یہ ہے کہ یہ مریم جو بوقت ولادت لیٹی ہوئی تھیں انکی پاؤں کی طرف سے کچھ بلندی تحت یا نیچے کی جانب کہتو ہوں جسطرح سر جھکائے کو بالمین یا اوپر کی جانب کہتے ہیں فرشتہ نے آواز دی ۱۲ منہ [2] اگر روزہ میں یہ قدر ماہو کہ کسی سے کلام نکرونگا اس عہد میں اس نذر کا پورا کرنا ضرور تھا اسلئے مریم نے یہ عہد کرلیا اور فرشتہ بھی یہ بتلاتی کہ لوگوں کو آپ جواب نہ دیجئے خود اللہ کا ہی جواب دیوے تاکہ اسکا اعجاز و کرامت معلوم ہو ۱۲ منہ

اور طعن و تشنیع شروع ہوئی کہ تیرے ماں باپ ایسے نہ تھے تو حرام کار کہاں سے پیدا ہوئی؟ سچ بتا یہ بچہ کس کا ہے؟ مریم نے حضرت مسیح کی طرف اشارہ کیا کہ خود اسی سے دریافت کر لو لوگوں نے کہا کہ ہم بچہ سے کیونکر بات چیت کر سکتے ہیں انہیں حضرت مسیح علیہ السلام گود میں سے آپ بول اُٹھے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں (سب سے پہلے یہ جملہ یوں کہا کہ انکے بغیر باپ کے پیدا ہونے اور عجائب معجزات دکھانے سے لوگ انکو کہیں خدا یا خدا کا بیٹا نہ سمجھ لیں جیسا کہ نصاریٰ سمجھ بیٹھے) مجھکو کتاب دی (یعنی انجیل گو ہو وقت تک نہ ملی تھی بلکہ تیس برس کی عمر میں جبکہ نبی ہوئے اور اسیطرح نبوت بھی جب ہی ملی اور صلوٰۃ و زکوٰۃ کی وصیت بھی اسی وقت میں ہو سکتی ہے لیکن یہ سب باتیں ہونی تھیں اور عالم غیب میں قرار پا چکیں بلکہ مل چکیں تھیں گو ظہور ہونے تک نہ ہوا تھا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ معلوم کرایا گیا تھا اسلئے ان سب باتوں کو بلفظ ماضی اس* طفولیت کے وقت بیان فرمایا۔ شیر خواری کی حالت میں اپنی ماں کی برأت کے لئے مسیح نے ایک ہی بار کلام کیا تھا پھر نہیں جب لوگوں نے یہ کلام سنا تو حیرت میں رہ گئے اور اسلیئے مریم پر زنا کی سزا جو قتل تھی قائم نہ کی ورنہ سزا سے بری رکھنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ مگر اس بات کو یہود نے مخفی کر دیا تاکہ لوگ انکی معتقد نہوں اور حضرت زکریا علیہ السلام پاکدامن پر بہتان دھر دیا۔ اور انکو قتل کیا۔

تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریم کا چچازاد بھائی ایک شخص یوسف نامی تھا جو حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کو یہود اور ہیرودس کے خوف سے مصر لیگیا اور اسکی مرنے تک وہیں رہے پھر ہیرودس کے مرنیکے بعد آکر ناصرہ گاؤں میں رہے اسلیئے انکے متبعین کو نصاریٰ کہتے ہیں اور پھر وعظ و پند میں مصروف ہوئے اور معجزات دکھانے شروع کئے جو حق انکی طرف متوجہ ہونے لگے آخر یہود کو حسد ہوا اس عہد کے حاکم کو بدگمان کر کے انکو گرفتار کرایا کہ یہ قیصر سے باغی ہے قید کر کے سولی دینے لے چلے مگر خدا نے انکو زندہ و سالم اوپر اُٹھا لیا اور انکی شکل میں ایک کو انہیں میں سے کر دیا جسکو سولی دیا انکے بعد حضرت مریم کا انتقال ہوا حضرت یحییٰ علیہ السلام انکی روبرو ہی ہیرودس کے ہاتھ سے شہید ہو چکے تھے۔

حضرت عیسےٰ اور مریم کے قصہ کو تمام کر کے فرماتا ہے ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ الخ کہ اصل حقیقت عیسیٰ بن مریم کی یہ ہے سچا واقعہ یہ ہے جسمیں وہ جھگڑتے ہیں یہود کہتے ہیں معاذ اللہ وہ زنا سے پیدا ہوئے تھے اور مکار و فریبی تھے عیسائی کہتے ہیں کہ وہ خدا کے بیٹے تھے خدا انکی شکل میں ظاہر ہوا تھا یہود کا قول تو از حد بیہودہ البطلان تھا انکی طرف توجہ نہیں کی گئی عیسائیوں کے قول کو باطل کرتا ہے مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ الخ کہ خدا کی شان یہ نہیں کہ وہ کسیکو بیٹا بنائے وہ اس سے پاک ہے اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ بیٹا بنانے کے لئے ہوتا ہے جسکو احتیاج ہے اور اسکے حکم میں تو ہر چیز ہے کن کہتے ہی ہو جاتی ہے اسیطرح بغیر سبب ظاہری یعنی باپ کے بغیر اسنے عیسیٰ کو پیدا کر دیا خود عیسےٰ نے کہدیا تھا اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ الخ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ کہ اللہ میرا اور تمہارا دونوں کا پالنے والا ہے اسکی عبادت کرو سیدھا رستہ یہی ہے نہ یہ کہ مجھے خدا یا اسکا بیٹا سمجھو۔

ابحاث

(۱) زکریا علیہ السلام کا فرزند کے لئے دعا کرنا آخر تک قصۂ انجیل لوقا میں موجود ہے ہاں قرآن مجید میں تین روز تک اور انجیل مذکور میں اکیس روز تک گونگا رہنا مذکور ہے۔ اور مریم کے قصہ میں اسقدر تفاوت ہے کہ مریم کا انکی والدہ کی طرف سے خدا کی نذر میں چڑھایا جانا اور زکریا کی نگرانی میں پرورش پانا اور اسیطرح تولد مسیح علیہ السلام کے وقت خرمے کے درخت کا تر و تازہ ہونا اور چشمہ جاری ہونا اور پھر شیر خوارگی میں مسیح کا کلام کرنا انکی اناجیل اربعہ میں موجود نہیں قرآن میں ہے البتہ انکی اور اناجیل میں ہے جیسا کہ انجیل طفولیت وغیرہ اور اسیطرح رضاعت کے زمانہ میں یحییٰ علیہ السلام کا کلام کرنا انجیل میں مسیح قرآن مجید میں نہیں یہ کچھ اختلاف سا نہیں کہ جس سے ایک کو غلط ایک کو صحیح کہنے کی نوبت پہنچی خود چاروں انجیلوں میں اس قسم کی کئی باتیں ہیں ایک میں ہے کہ مجوسی ستارہ کے

* یہ حضرت عیسیٰ کی طرف سے ہے صحیح مسلم آخر ۱۲

اشارہ سے مسیح پاس آئے۔ دوسری میں نہیں علی ہذا القیاس۔ اگر اختلاف ہے تو اسمیں قرآن مجید کا ہی عقلاً و نقلاً اعتبار رہنا چاہئے نہ انکی کتب محرفہ کا۔

(۲) تمام اہل اسلام اور تمام عیسائی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے محض قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے تھے برخلاف یہود کے کہ وہ انکو نہ مان کے نطفہ سے بطور عادت پیدا ہونا کہتے ہیں معاذ اللہ ناجائز تولد قرار دیتے ہیں۔ مگر آج کل برائے نام مسلمان ایک گروہ جو اس زمانہ میں علوم حسیہ کی ترقی اور علوم روحانیہ کے مفقود ہو جانے اور حس باطن اور نور قلبی کے مٹ جانے سے پیدا ہوا ہے اور وہ فریق قدم بہ قدم حکماء یورپ کے چلتا اور قرآن و احادیث کو انکی خیالات کے مطابق کرتا ہی غلط تاویلات کے ذریعہ سے وہ بھی یہود کی طرح بطور عادت انسان کے نطفہ سے پیدا ہونا کہتا ہے کیونکہ خوارق عادات ہو انکی نزدیک محال ہیں۔

اس بات کے اسکان پر دلائل لانیکی یہاں گنجائش نہیں مقدمۂ تفسیر میں بیان ہو چکیں اب میں قرآن مجید کے وہ الفاظ بتاتا ہوں جو اسی بات پر دلالت کرتے ہیں۔

اوّل۔ ان آیات میں فتمثل لہا بشرا سویا سے لیکر قال کذلک قال ربک ہو علی ہین تک صاف صاف کھ رہا ہے کہ مریم کو فرشتہ کے کہنے سے کہ تجھکو فرزند دینے آیا ہوں تعجب آیا اسلئے کہ نہ وہ حرام کاری تھیں نہ کسی سے نکاح ہوا تھا اسپر فرشتہ کا یہ کہنا کہ تیرا رب یوں ہی کر سکتا ہے اور یہ اسپر کچھ مشکل بات نہیں تصریح ہے حضرت عیسےٰ کا تولد بغیر باپ کے ہوا ہے۔ دوم۔ ولنجعلہ آیۃ للناس بھی اسکی تصریح کرتا ہے کیونکہ تولد مسیح اگر معمولی طور سے ہوتا پھر خواہ انہیں لوگوں کے لئے کتنے ہی برکات کیوں نہ ہوتے جیسا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے تولد میں اسپر آیۃ کا اطلاق نہیں ہو تا کیونکہ قرآن مجید میں جہاں کہیں بجز آیات قرآنیہ کے اور چیزوں پر لفظ آیۃ کا اطلاق ہوا ہے تو انہیں پر ہوا ہے کہ جہاں کوئی بات انکی قدرت کی بابت عادت و اسباب ظاہری بغیر پائی گئی ہو جیسا کہ کہف براور صالح علیہ السلام کے ناقہ پر وغیرہا۔ سوم۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم الآیہ میں اس امر کی صاف تصریح ہے کیونکہ آدم کے ساتھ مسیح علیہ السلام کو تشبیہ دینا اگر اس بات میں نہیں کہ جسطرح وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اسیطرح یہ بھی تو پھر اور کونسی خصوصیت آدم کے ساتھ مسیح کو ہے؟ اور نیز اس آیت کا نزول انہیں کے دفع خیال کے لئے ہے جو مسیح کو بغیر باپ کے پیدا ہونے سے خدا کا بیٹا سمجھتے تھے۔

اسکے علاوہ ہی قصے میں اور کتنی ایک باتیں خارق عادت مذکور ہیں جیسا کہ کھجور خشک سے تر خرموں کا پیدا ہونا پانی کا چشمہ نمودار ہونا مسیح کا گود میں کلام کرنا جسکی بابت یہودیوں نے کہا تھا کہ ہم گود کے بچہ سے کیونکر بات کر سکتے ہیں؟ اور فرشتہ کا مجسم ہو کر مریم کو نظر آنا پھر یہاں بھی شاید تاویل باطل کرینگے۔

اسیطرح عیسائیوں کی اناجیل اربعہ میں بھی اس امر کی صاف تصریح ہے حالانکہ ماتی صاحب اپنی کتاب تبیین الکلام میں اناجیل مذکورہ کو غیر محرف اور کلام الٰہی مان چکے ہیں انجیل متی کے اول باب میں ۱۸۔ درس سے لیکر آخر تک اسکی تصریح ہے جسکا ایک جملہ یہ ہے کہ جب اسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی تو انکے اکھٹے آنے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی۔ پھر انجیل لوقا کے اول باب میں ۲۶۔ درس سے لیکر کئی جملوں تک قرآن مجید کے موافق مریم کو فرشتہ سے حمل ہونا اور مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مذکور ہے۔ پھر نہیں معلوم کہ ماتی صاحب کس سند سے انکار کرتے ہیں اور آسمان و زمین کے ملانے ملاتے ہیں؟۔

(۳) یا اخت ہارون اخت کے حقیقی معنی بہن کے یہاں مراد نہیں بلکہ کلام عرب میں اخ اور اخت اور ابن بہت سے موقع میں محض نسبت کے لئے آتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں یا اخا العرب یا اخا ہمدان اے واحد منہم یعنی اے عرب والے اے قبیلۂ ہمدان والے نہ یہ کہ اے عرب اور ہمدان کے بھائی اسیطرح مسافر کے لئے ابن السبیل اور چاند کے لئے ابن اللیل آتا ہے وغیرہ چونکہ حضرت مریم ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں اسلئے انکو شرمندہ کرنے کے لئے انکے جدۂ اعلیٰ ہارون کیطرف منسوب کر کے کلام کیا کہ اے ایسے بزرگ کی اولاد تجھے ایسا کرنا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ مریم کے حقیقی بھائی کا نام بھی ہارون تھا جو بڑی نیک مرد تھے۔ ایک پادری نے اخت کے حقیقی معنی سمجھکر پھر ہارون اور مریم میں فاصلہ دراز خیال کر کے اعتراض جڑ دیا کہ قرآن میں غلطی ہے۔ فہم سلیم ایسکو کہتے ہیں۔

اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وقف لازم

کیا ہی سنتے اور دیکھتے ہونگے جسروز کہ وہ ہمارے پاس آئینگے لیکن ظالم تو آج صریح گمراہی میں ہیں۔ اور انکو حسرت کے دن سے ڈرا جبکہ کام تمام ہوجاوے اور وہ غفلت ہی میں ہوں

وَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝ ع

اور ایمان نہ لاویں۔ ہم ہی وارث ہونگے زمین کے اور جو اوپر ہے اور ہماری طرف رجوع کرینگے۔

ترکیب

اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ معناً دو تعجب کے صیغہ لفظاً امر کے صیغہ ہیں یعنی ما اسمعہم وما ابصرہم ہم موضع رفع میں ہے تقولک احسن بزید ای حسن زید لفظوں میں امر اور معنی خبر ہے لے حسن زید۔ ویکون ان یقال انہ امر لکل احد بان یحسن بزید والباء زائدۃ۔ یوم ظرف والعامل فیہ اسمع وابصر۔ اذ اقضے یا یوم الحسرۃ سے بدل یا حسرۃ کا ظرف۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا فاختلف الاحزاب کہ عیسیٰؑ کے بارہ میں قومیں مختلف ہیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہوا کہ یہود کچھ کہتے ہیں نصاریٰ کچھ اور پھر باہم نصاریٰ کے فرقوں میں بہت کچھ اختلاف ہے اور تھا جنکی نسبت فرماتا ہے فویل الذین کفروا من مشہد یوم عظیم کہ منکروں کو بڑے دن کی حضوری اور اسکی شدت سے خرابی ہے بڑا دن قیامت کا دن ہے۔ یعنی اس دن کا سامنا ہونا ہے اور اس دن میں بڑی مصیبت ہے اُنکے اختلاف کا ثمرہ بُرا ظاہر ہوجاویگا۔ اَسْمِعْ الخ میں یوم عظیم کی کچھ کیفیت بیان ہو کہ جس روز یہ کافر ہمارے پاس آئینگے اس روز انکی بینائی اور شنوائی عجب ہوگی یعنی جسطرح آج اندھے اور بہرے ہیں نہ باطن کی آنکھوں سے حق دیکھتے ہیں نہ کسی سے سنتے ہیں ہر روز یہ حال نہ ہوگا بلکہ خوب آنکھیں کھل جاوینگی کان بھی کھل جاوینگے یہی مضمون سورۂ قٓ میں بھی آیا ہے لقد کنت فی غفلۃ من ہذا فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید۔

اسکے بعد آنحضرت صلعم کو خطاب کرکے فرماتا ہو کہ ان غافلوں کو حسرت کے دن سے مطلع کرتا کہ خوف کریں۔ پھر یوم الحسرت کی کچھ تشریح فرماتا ہے۔ اذ قضے الامر وہم فی غفلۃ وہم لا یؤمنون کہ جب انکے لئے عذاب کا حکم دیا جاویگا اور وہ دنیا میں غفلت میں پڑے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ بظاہر یوم الحسرت قیامت کا دن ہے کیونکہ جنہوں نے دنیا میں نیکی نہ کی ہوگی وہاں انکی حسرت کا کیا ٹھکانا ہے مگر آیت کو عام رکھا جاوے تو اور بھی تخویف پیدا ہوتی ہو یعنی حسرت کا دن عام ہے قیامت کے دن کو بھی شامل ہے اور موت کے دن کو بھی کہ انسان غفلت میں پڑا ہوا ایمان وحسنات سے بیخبر ہے ادھر یکایک اسکی موت کا حکم ہوجاوے اسکا کام تمام ہوچکے اب اسکو ساتھ لیجانے کے لئے توشۂ آخرت حاصل کرنیکی مہلت کہاں پس اس دن سے زیادہ بھی اسکی حسرت کا دن اور کوئی کیا ہوگا؟ یہ مضمون بھی قرآن مجید کی متعدد آیات میں آیا ہے لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین اور احادیث میں بھی وارد ہے کہ انسان اپنی آرزوؤں کے پورا کرنے میں لگا ہوا ہوتا ہے کہ یکایک اجل آجاتی ہے۔ حسرت وارمان دنیا کی جگہ دل میں آخرت کے لئے کوتاہی کرنے کی حسرتیں ساتھ جاتی ہیں۔

دنیا میں جو کچھ مال وزر زمین وباغات اسنے بڑی محنت سے حاصل کئے تھے وہ سب یہیں پڑے رہگئے ان سب کا اللہ ہی وارث اور اخیر مالک رہیگا اور سب ایکدن خدا تعالیٰ کے پاس حاضر ہوجاوینگے انا نحن نرث الارض ومن علیہا والینا یرجعون کا یہی مطلب ہے۔ واللہ اعلم۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۘ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ۝ يٰٓاَبَتِ

اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر کر۔ بیشک وہ ایک نبی صادق تھا۔ جبکہ اس نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ آپ کیوں ایسی چیز کی عبادت کرتے ہیں جو نہ سن سکتی ہے اور نہ دیکھ سکتی ہے اور نہ تیرے کسی کام آسکتی ہے۔ اے میرے باپ

اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ

بیشک میرے پاس علم ہے جو تجھے حاصل نہیں پس تو میرے کہنے پر چل کہ میں تجھے سیدھا رستہ دکھاؤں۔ اے میرے باپ شیطان کی عبادت نہ کر کیونکہ شیطان خدا کا نافرمان ہے۔ اے میرے باپ

اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ

مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تجھ پر خدا تعالیٰ کا عذاب آپڑے پھر تو شیطان کا ساتھی ہو جاوے۔ انہوں نے کہا کیا تو میرے معبودوں سے اے ابراہیم نفرت رکھتا ہے اگر تو باز نہ آئیگا تو میں تجھ پر سنگسار کرونگا

وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۝ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ

اور جا دور مجھ سے ایک مدت تک۔ ابراہیم نے کہا سلام علیک میں تیرے لئے اپنے رب سے ابھی معافی مانگونگا کیونکہ وہ مجھ پر مہربان ہے۔ اور میں تم اور تمہارے معبودوں سے کنارہ کرتا ہوں تم جنہیں پوجتے ہو سو اے انہیں پکار کر دیکھونگا

عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَاۗءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝

امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں۔ پھر جب ابراہیم انہیں اور ان جنوں سے الگ ہو گیا جنکو وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے تو ہم نے اسکو اسحاق و یعقوب عطا کیا۔ اور ہر ایک کو نبی کیا۔

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝

اور ہم نے انکو اپنی رحمت سے بہت کچھ عطا کیا اور انکے لئے ہم نے ذکر جمیل یا عزت قائم کیا۔ دائر تک لوگ انکو عزت سے یاد کرینگے

یہ تیسرا تذکرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ یہاں انکی ہوقت کی ثابت قدمی اور خدا پرستی مذکور ہے کہ جب ابتدا شباب میں انہوں نے بت پرستی کو حقیر جانکر اپنے باپ کو اس سے منع کیا اور آخر کار محض اللہ کے لئے اپنے پیارے باپ کو چھوڑا کہ جسکی محبت نے ابراہیم کو اسکے لئے خدا سے معافی مانگنے پر آمادہ کیا اور اسکے لئے ابراہیم نے وعدہ بھی کر لیا پھر مہاجرت کے بعد خدا تعالیٰ نے اسکو اسحاق اور اسحاق کو یعقوب برگزیدہ پیغمبر فرزند عطا کیا۔ یہ نتیجہ ہے خدا کی فرمانبرداری کا۔

یعقوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے ہیں لیکن ایسا اولوالعزم پوتا بھی دادا کا نام روشن کرنیوالا گویا دادا کو فرزند ارجمند عطا کرنا ہے اسلئے وہبنا لہ یعقوب فرمایا اسحاق کے بعد انکے علاوہ اور صدہا چیزیں خدا نے یعقوب اسحاق و ابراہیم کو عطا کیں تھیں۔ اور سب سے بڑھکر لسان صدق علیا عطا کی یعنی انکی ثناء صفت لوگ انکے پیچھے کرتے ہیں۔ لسان صدق ثنا حسن۔ ذکر جمیل۔ چونکہ یہ زبان سے پایا جاتا ہے اسلئے اسکو زبان سے تعبیر کیا گیا جیسا کہ جو جہان ہاتھ سے کئے جاتے ہیں انکو بھی ہاتھ سے تعبیر کرتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی واجعل لی لسان صدق فی الآخرین خدا تعالیٰ نے انکی دعا قبول کی جسکا اثر یہ ہے کہ آجتک حضرت ابراہیم تقریباً دو ثلث سے زائد بنی آدم کے پیشوا مانے جاتے ہیں یہود عیسائی و غیرہم انکو بڑائی سے یاد کرتے ہیں اہل اسلام نماز میں درود بھیجتے ہیں اپنے نبی خاتم المرسلین علیہ السلام کے ساتھ اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ آل ابراہیم میں اسحاق و اسمٰعیل و یعقوب علیہم السلام کی طرف اشارہ ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ میں خدا تعالیٰ عرب کے مشرکوں کو یہ سمجھاتا ہے کہ تم جو باپ دادا کی تقلید کر کے بت پرستی کرتے ہو اپنا باپ چاہے کیونکہ ابراہیم کو جسکو تم بھی بزرگ مانتے ہو انہوں نے باپ کا کہنا نہ مانا انکی تقلید نہ کی اور نیز یہ بھی ہے کہ اگر باپ دادا کی تقلید کرنی ہے تو ابراہیم کی اور انکی اولاد کی کیوں نہیں کرتے؟

لیا مدۃ طویلۃ وقیل سالما۔ ابراہیم نے باپ کے لئے استغفار کا وعدہ کیا تھا اسکے موجب استغفار کیا مگر جب معلوم ہوا کہ اللہ کی مرضی نہیں پھر اس سے بری ہو گئے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗ

اور کتاب میں موسیٰ کا ذکر کر بیشک وہ برگزیدہ اور رسول نبی تھا۔ اور ہم نے اسکو طور کے دائیں طرف سے ندا دی اور راز کہنے کو اسکو قریب کیا۔ اور ہبہ کی ہم نے

مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ

رحمت سے اسکا بھائی ہارون نبی دیا۔ اور کتاب میں اسمٰعیل کا ذکر کر کیونکہ وہ وعدہ کا سچا اور رسول نبی تھا۔ اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز

وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ

اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتا تھا اور اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھا۔ اور کتاب میں ادریس کا ذکر کر بیشک وہ نبی صادق تھا۔ اور ہم نے اسکو اونچے مکان پر اٹھا لیا۔ یہ ہیں کہ جنپر

اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۗ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ۗ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۗ اِذَا

اللہ نے کرم کیا ہے انبیاء لوگ آدم کی نسل سے اور انکی کہ بیٹھے نوح کے ساتھ سوار کیا اور ابراہیم اور اسرائیل کی نسل سے۔ اور انہیں کہ بیٹھے ہم نے ہدایت کی اور برگزیدہ کیا جب

تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۝ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ السجدة

انکے سامنے اللہ کی آیتیں بیان کی جاتی تھیں تو سجدہ میں گر پڑتے روتے ہوئے۔ پھر انکے بعد خلف پیدا ہوئے جنہوں نے نمازیں ضائع کیں اور شہوتوں کے پیچھے پڑے۔ پس وہ بھی گمراہی کی سزا پاویں گے۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۝ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

مگر جسنے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے پھر یہی لوگ کہ جنت میں داخل ہونگے اور کچھ حق تلفی نہ ہوگا۔ جنات عدن میں کہ جنکا اللہ نے بن دیکھے اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے بیشک اسکا

وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ۭ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝

وعدہ آکر رہیگا۔ انمیں کوئی لغو بات نہ سنینگے مگر سلام کی آواز اور وہاں انکے لئے روزی ہے صبح و شام۔ یہ وہ جنت ہے کہ جسکا ہم اپنے بندوں میں سے وارث کرتے ہیں جو پرہیزگار رہتا ہے

یہ **چوتھا** قصہ موسیٰؑ کا ہے کہ خدا نے انکو کوہ طور کی دائیں جانب سے پکارا یعنی پھر انی انا اللہ الخ کے ساتھ موسیٰ کو خطاب کرکے اس سے کلام کیا اور اس شرف کے بعد دوسرا شرف یہ حاصل ہوا کہ انکے بھائی ہارون کو بھی انکی مدد کے لئے نبی بنایا۔

واذکر فی الکتاب اسمٰعیل یہ **پانچواں** تذکرہ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کا ہے جو حضرت ابراہیمؑ کے بڑے بیٹے تھے۔ چونکہ یہ ایک مستقل رتبہ کے شخص تھے اسلئے انکو انکے باپ کے ذیل میں ذکر نہ کیا بلکہ جدا گانہ۔ انکا پہلا وصف یہ ہے کہ کان صادق الوعد وعدے کے سچے تھے۔ مروی ہے کہ ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہارا فلاں جگہ انتظار کروں گا وہ اتفاقاً ایک برس تک نہ آیا آپ وہیں کھڑے رہے۔ یہ ایک انکے صادق الوعد ہونے کی ایک ادنیٰ بات ہے۔ دوم کان رسولاً نبیاً یعنی صرف نبوت ہی حاصل نہ تھی بلکہ صاحب شریعت بھی تھے اور اسی لئے کان یامر الخ اپنے اہل و عیال کو جسمیں بعض علماء کے نزدیک انکی امت بھی شامل ہے نماز و روزہ کی تاکید کیا کرتے تھے کامل مکمل تھے اور اسی لئے کان عند ربہ الخ اپنے خدا کے نزدیک پسندیدہ تھے۔ پس اے قوم عرب تمکو اسمٰعیل کا اقتداء لازم ہے جو تمہارا جد امجد تھا۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(الا کے کہا) اور ہم اُتر کر نہیں آتے مگر بحکم رب تیرے رب کے حکم سے۔ اسیکا ہے جو کچھ کہ ہمارے سامنے اور ہمارے پیچھے اور اسکے درمیان کا ہے۔ اور تیرا رب بھولنے والا نہیں۔ رب آسمانوں اور زمین

وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۚ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝

اور انکے درمیان کی پس اسکی بندگی کر اور برداشت کر اسکی عبادت کی تجھ کو کوئی اسکا ہم نام معلوم ہے ؟

تفسیر

واذکر فی الکتاب ادریس یہ چھٹا قصہ حضرت ادریس کا ہے جو نوح علیہ السلام کے پڑدادا تھے (نوح بن ملک بن متوسلح بن خنوک) اور خنوک یا اخنوخ انکا نام اور ادریس لقب تھا بوجہ کثرت درس صحف آسمانی کے۔ وہ صدیق نبی تھے یعنی بہت برگزیدہ اسلئے رفعناہ مکانا علیا اسکے معنی بعض مفسرین کے نزدیک یہ ہیں کہ اسکو بلند مرتبہ کیا وہ رفعت منزلت مراد لیتے ہیں جیسا کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت آیا ہے ورفعنا لک ذکرک اور ایک گروہ کہتا ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ اسکو بلند مکان میں اُٹھالیا۔ اوّل تقدیر میں یوں کہا جاویگا کہ خدا نے ادریس کا بلند مرتبہ کیا تیس صحیفے اپنے نازل کئے بہت سے علوم اور صنعتیں انکے ہاتھ سے ایجاد ہوئیں دوسری صورت پر بعض کہتے ہیں کہ خدا نے انکو زندہ آسمان پر بلالیا اور جنت میں داخل کردیا بعض کہتے ہیں کہ صرف آسمانوں پر بلا یا جنت میں اور ادریس زندہ آسمانوں پر ہیں واللہ اعلم عند اللہ۔ توریت سفر پیدائش کے ۵۔ باب ۲۳۔ ورس میں یہ ہے اور خنوک کی ساری عمر تین سو پینسٹھ برس کی ہوئی ۲۴ اور خنوک خدا کے ساتھ چلتا تھا اور غائب ہوگیا اسلیے کہ خدا نے اسے لے لیا۔

ان ورسوں کی شرح میں علماء اہل کتاب کے بھی ایسے ہی اقوال ہیں کہ جیسا اوپر بیان ہوا۔ ان سب بزرگواروں کا ذکر خیر کرکے فرماتا ہے اولئک الذین انعم اللہ علیہم کہ یہ انبیاء وہ لوگ ہیں کہ جنپر خدا نے کرم وفضل کیا آدم اور ابراہیم اور نوح کے ساتھ والوں اور اسرائیل کی نسل اور دیگر لوگوں کی کہ جنکو خدا نے ہدایت دی اور برگزیدہ کیا انکا یہ حال تھا کہ اللہ کی آیتیں سنکر سجدہ میں روتے ہوئے گر پڑا کرتے تھے اور خدا کے نہایت فرمانبردار نیک کردار تھے۔ یہیں طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ انکو خدا جانتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں اور جو لوگ انکی نسبت فسق وفحش کی باتیں منسوب کرتے ہیں جیسا کہ کتب یہود ونصاریٰ میں ہے وہ بھی غلطی پر ہیں۔ انکا یہ مرتبہ خدا کی طاعت سے ہوا پھر انکے بعد ناخلف پیدا ہوئی جو نماز وعبادت چھوڑ کر خواہش نفسانی کے درپے ہوگئے بجز کھانے پینے جماع کرنے کے اور کوئی بات انہیں نہ رہی انہوں نے طریق بگاڑ دیا سو وہ اپنے کئے کا برا نتیجہ دیکھیں گے اور جو توبہ کرگئے اور نیک ہوگئے وہ جنت میں رہینگے جسکے یہ اوصاف ہیں اور جنت آدم کے رہنے کا مکان ہے سو اسکا وہی وارث ہوتا ہے جو پرہیزگار ہے۔

وما نتنزل الا بامر ربک اس آیت کا بظاہر پہلے کلام سے ربط معلوم نہیں ہوتا جداگانہ کلام شروع ہوتا ہے جسکے شان نزول میں بخاری نے ابن عباس سے یوں روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے جبرئیل سے فرمایا کہ آپ میرے پاس جلدی جلدی کیوں نہیں آیا کرتے اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی گویا خدا تعالیٰ نے جبرئیل کی طرف سے اسکی زبان سے یہ جواب دیا کہ ہم تیرے رب کے حکم سے آیا کرتے ہیں وہ مصلحت وقت سے خوب واقف ہے اسکو آگے اور پیچھے کا سب حال معلوم ہے یعنی ابتداء اور انتہاء اور حال جانتا ہے وہ جب مصلحت جانتا ہے اسکو بھیجتا ہے وہ بر آر انہیں یہ خیال کوئی نہ کرے کہ خدا تعالیٰ مجھکو بھول گیا کیونکہ وہ بھولنے والا نہیں کیونکہ وہ رب ہے آسمانوں اور زمین اور انکے درمیان کی چیزوں کا اور رب وقتاً فوقتاً پرورش کرتا ہے جسکو علم ہر وقت لازم ہے پس تو اے نبی اسکی عبادت کر اور سہارا دیر آر نہیں ملول نہو بلکہ اسکے لئے عبادت میں برداشت کر کیونکہ وہ یکتا ہے اسکا کوئی ہمنام بھی نہیں جو اس بیقراری کو دفع کرسکے جنت عالم قدس کے بعد یہ جملہ جبرئیل کی طرف سے بیان ہوا جو عالم قدس میں تھا اور وہاں کی خبریں لاکر تا ہے ایک عمدہ مناسبت کہتا ہے۔

وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ۝ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَ

اور آدمی کہتا ہو جب میں مرگیا تو کیا زندہ ہوکر نکلوں گا کیا آدمی یاد نہیں رکھتا کہ میں نے اسکو پہلے سے پیدا کیا اور وہ کچھ بھی نہ تھا۔ پس قسم ہو تیرے رب کی کہ ہم انکو اور

الشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِن كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا

شیطانوں کو جمع کرینگے پھر انکو جہنم کے کنارہ حاضر کرینگے گھٹنوں کے بل گھٹتے ہوئے۔ پھر ہر گروہ میں سے کھینچ لینگے اسکو جو خدا سے زیادہ اکڑتا تھا۔ پھر ہم کو خوب معلوم ہیں وہ جو اس کے زیادہ

صِلِيًّا ۝ وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

مستحق ہیں۔ اور تم میں سے ایسا کوئی نہیں جو اس سے ہوکر نہ گزرے تیرے رب پر یہ وعدہ لازمی مقرر ہو چکا۔ پھر پرہیزگار رکھ بچا لینگے اور ظالموں کو اسمیں اوندھا پڑا رہنے دینگے۔ اور جب انکو ہماری

آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ

کھلی کھلی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کافر ایمان داروں سے کہتے ہیں کہ کونسا فریق ہم میں سے رتبہ میں بہتر اور مجلس میں عمدہ ہے۔ اور انہی پہلے ہم بہت سی ایسی جماعتیں ہلاک کر چکے ہیں کہ جو

أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئْيًا ۝ قُلْ مَن كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ ۚ

سہاب اور نمود میں بہتر تھے۔ کہہ جو کوئی گمراہی میں پڑا ہے سو خدا بھی اسکو ڈھیل دیتا جاتا ہے۔ یہانتک کہ جسکا انہیں وعدہ دیا گیا ہے اسکو دیکھیں یا تو عذاب کو یا قیامت کو

فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا ۝ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝

تب معلوم ہو جاویگا کہ کون برے درجہ میں ہے اور کس کی فوج کمزور ہے۔ اور خدا انکو جو ہدایت پر ہیں راہ یاب زیادہ کرتا ہے۔ اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب اور ٹھکانے کے لحاظ سے بہتر ہیں۔

تفسیر

ویقول الانسان یہانسے اُن ناخلفوں کے عقائد بیان فرماتا ہے کہ جنکا اوپر ذکر ہوا تھا۔ انسان سے کسی شخص خاص کی طرف اشارہ نہیں بلکہ عموماً حشر کے منکر لوگ مراد ہیں وہ تعجب سے کہتے تھے کہ کیا جب ہم مرجائینگے تو پھر زندہ ہونگے؟ اس بات کو محال اور خدا کی قدرت سے باہر جانتے ہونگے اسلیئے رسول کی تکذیب کیا کرتے تھے اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ ابن آدم کو یہ یاد نہیں کہ وہ کچھ بھی نہ تھا ہمنے اسکو موجود کر دیا پس جو نیست محض کو موجود کر دیتا ہے اسکے نزدیک دوبارہ زندہ کر دینا کیا مشکل ہے؟ اس دلیل کے بعد قسم کھا کر وعدۂ تحکم کرتا ہے کہ ہم انکو بعد مرنیکے ضرور جمع کرینگے اور شیاطین کو بھی جو انہیں گمراہ کر رہے ہیں اسکے بعد ان سبکو جہنم کے کنارہ پر حاضر کرینگے وہ یہ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہونگے جسطرح غم و فکر میں بیٹھتے ہیں پھر کفار کے ہر فریق میں سے متکبر و گمراہ کنندوں کو چھانٹ کر بہت خواری کے ساتھ جہنم میں داخل کرینگے (شیعۃ فعلۃ کفرقۃ وفئۃ الطائفۃ التی شاعت)

وان منکم الاواردہا الی قولہ جثیا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ منکم سے مراد کفار ہیں انکو واؤ لانے کے صیغوں سے یاد کیا تھا پھر حاضر کے صیغوں سے خطاب کیا کیونکہ اہل ایمان دوزخ میں وارد یعنی داخل نہ ہونگے بقولہ تعالی اولئک عنہا مبعدون وقولہ لایسمعون حسیسہا لیکن کفار کہتے ہیں کہ مومن کفار کے لئے خطاب عام ہے مگر اہل ایمان کا ورود ہیں داخل ہونا نہیں بلکہ انکا ملاحظہ اور معاینہ کرنا اور اسکی باس سے ہوکر گزرنا جیسا کہ جملہ ثم ننجی الذین اتقوا اسکی دلالت کرتا ہی جیسا کہ بہت سی روایات صحیحہ سے ثابت ہتا ہے اور یہ اسلیئے کہ اہل ایمان جنت میں اس تکلیف کے مکان کو یاد کرکے زیادہ شکریہ ادا کریں اور تاکہ جنت کی لذت بھی انکو خوب معلوم ہو کیونکہ راحت کا مزہ تکلیف کے مقابلہ میں معلوم ہوا کرتا ہے۔

واذا تتلی الخ حشر کے ان دلائل کے بعد مشرکین بے شرم کہا کرتے تھے کہ اگر یہاں بھی ہوا تو وہاں بھی ہم ہی پھر ہینگے جسطرح کہ یہاں مسلمانوں سے زیادہ ہمکو راحت و ثروت ہے وہاں بھی ہوگی اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ دنیا میں اور بھی زیادہ دولتمند قومیں تھیں جنکو ہمنے ہلاک کیا جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ دولت یا کچھ عند اللہ عزت کی بات نہیں پھر فرماتا ہے کہ دنیا میں ہمارا طریق مخالفت یہ ہو کہ مجرموں کو جلدی نہیں پکڑتے بلکہ فلیمدد لہ الرحمن (یہ صیغہ امر وجوب تحقیق کے لئے بمعنی مضارع ہے) انکو اور ترقی دیتے ہیں یہانتک کہ یا تو دنیا میں یا قبر میں یا بعث میں یا قیامت میں

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ

کیا تو نے سنکو دیکھا کہ جو ہماری آیتوں کا منکر ہوا اور کہتا ہا کہ مجھے مال و اولاد دیگا۔ کیا وہ غیب پر مطلع ہو گیا یا اسنے اللہ سے اقرار لے رکھا ہے۔ کبھی نہیں ہم لکھتے جاتے ہیں جو کچھ وہ کہتا ہے اور اسکے لئے

مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ۝ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ

عذاب بڑھاتے جاتے ہیں۔ اور اسکو مرنیکے بعد وہ کچھ وہ کہتا ہی تھا کہ ہم اسکے وارث ہونگے اور وہ ہمارے پاس اکیلا آویگا۔ اور شرکوں نے اللہ کے سوا معبود بنا رکھے ہیں تاکہ وہ انکے لئے باعث عزت ہوں۔ وہ جلد انکی عبادت سے انکار کر بیٹھیں

وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ۝ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۝ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ ع ۱۴

اور انکے مخالف ہو جاوینگے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ ہم شیاطین کو کافروں پر چھوڑتے ہیں وہ انکو خوب بھڑکاتے رہتے ہیں۔ پس ان پر جلدی نکر۔ ہم انکی گنتی گن رہے ہیں۔ جس دن کہ ہم پرہیزگاروں کو

إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ۝ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝ لَّا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وقف لازم

رحمان کے پاس مہمان کرکے جمع کرینگے۔ اور گنہگاروں کو جہنم کی طرف پیاسا ہانکیں گے۔ وہ سفارش کی قدرت نہ رکھیں گے مگر وہ شخص کہ جسنے رحمان سے اس عہد لے لیا۔ اور کہتے ہیں کہ رحمان نے

وَلَدًا ۝ لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ۝

بیٹا بنایا۔ البتہ تم بھاری بات بنا لائے۔ کہ جس سے ابھی آسمان پھٹ پڑیں اور زمین پھٹ جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں اس بات پہ کہ انہوں نے رحمان کیلئے بیٹا ثابت کیا۔ نصف

وَمَا يَنبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِن كُلُّ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا ۝ لَّقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝

اور رحمان کی شان نہیں کہ بیٹا بنا وے۔ جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے انمیں سے ایسا کوئی نہیں کہ رحمان کا بندہ بنکر نہ آوے۔ اللہ نے انکو شمار کر رکھا اور انکی گنتی گن رکھی ہے۔

وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ۝ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ

اور ہر ایک انمیں سے قیامت کے دن اکیلا اسکے پاس آویگا۔ جو ایمان لائے اور انہوں نے کام اچھے کئے عنقریب انکے لئے رحمان محبت پیدا کر دیگا۔ پس ہم نے قرآن کو تیری زبان میں اسلئے آسان کیا کہ تو اس سے پرہیزگاروں کو مژدہ دے

وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لُّدًّا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُم مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝ نصف ع ۱۴ ۹

اور جھگڑالو قوم کو خوف دلائے۔ اور انسے پہلے ہم کتنے ایک قرنوں کو ہلاک کر چکے ہیں جنمیں سے کوئی بھی تجھ کو دکھائی نہیں دیتا یا کسی کی کچھ آواز بھی سنائی نہیں دیتی۔

پہلے فرمایا تھا کہ ان بزرگوار دنکے بعد ناخلف پیدا ہوئے اب یہاں ایک ناخلف کی کیفیت بیان فرماتا ہے اقرایت سے شروع کرتا ہے جسکی بابت بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت کیا ہے کہ خباب بن ارت کہتے ہیں کہ میں عاص بن وائل سہمی کے پاس تقاضے کے لئے گیا اسنے کہا تو محمد کا منکر ہو جاوے تو تیرا قرضہ دوں میں نے کہا ہرگز نہ ہوگا یہانتک کہ تو مر کر بھی جی اٹھے اسنے کہا میں مر کر جب زندہ ہونگا تو وہاں بھی میرے پاس مال و اولاد سب کچھ ہوگا وہاں تجھکو دیدونگا اسکے جواب میں یہہ آیت نازل ہوئی کہ وہ جو یہہ کہتا ہے کیا اسکو علم غیب ہے یا خدا سے اسنے عہد لے لیا ہے سو یہہ ہرگز نہیں اسکے گناہ لکھتے جاتے ہیں اور دنیا کا مال و اسباب چھوڑ کر تنہا ہمارے پاس حاضر ہوگا اور جس طرح یہاں اسکو مال پر مال دیا جاتا ہے اسکی ناشکری میں عذاب پر عذاب دیا جاویگا۔

واتخذوا سے اور دیگر ناخلفوں کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ وہ بت پرستی کر رہے ہیں شیاطین انکو گمراہ کر رہے ہیں انکا قیامت میں برا حال ہوگا۔ اور سیطلح

وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سے بھی اور دیگر ناخلفوں کا حال بیان فرماتا ہے جو خدا تعالیٰ کے لئے بیٹا بنانا ثابت کرتے ہیں جیسا کہ نصاریٰ۔

سورہ طٰہٰ مکیہ ہی اسمین ایکسو بینتیس آیتین اور آٹھ رکوع ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طٰہٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ

ہے قرآن تجھپر اسلئے نہیں نازل کیا کہ تو رحمت اُٹھاوے۔ مگر نصیحت کرنیکی جو ڈرتا ہے۔ اسنے نازل کیا ہے جسنے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا۔ رحمن جو عرش پر

اسْتَوٰى ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفَى ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ

قائم ہوا۔ اسیکا ہے جو آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ انکو درمیان ہے اور جو کچھ تحت الثریٰ میں ہے۔ اور اگر تو پکار کر بات کہے تو وہ تو چھپے پوشیدہ بات کی اور اس سے بھی پوشیدہ بات کی جانتا ہے۔ اللہ جسکے سوا

اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۝

اور کوئی معبود نہیں۔ اسکے سب نام اچھے ہیں۔

ترکیب

الا تذکرۃ استثناء منقطع ہے ای لکن انزلناہ للتذکرۃ وقیل ہو مصدر لہ لکن ذکرنا بہ تذکرۃ۔ تنزیلا بدل من اللفظ بفعلہ المناصب لہ۔ العلیٰ جمع علیا تانیث اعلیٰ۔ الرحمن بالجر بھی پڑھا ہے صفۃ لمن خلق فیکون علی العرش استوی خبر محذوف ای ہو۔ وکذا ان رفع علی المدح دون الابتداء۔

تفسیر

ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ مکہ میں ابتداء نزول قرآن کے وقت جناب رسول اللہ صلعم تہجد کی نماز میں کبھی اس پاؤں پر کبھی اس پاؤں پر کھڑے ہو کر اسقدر طول طویل قیام کرتے تھے کہ قدم مبارک ورم کر آئے تھے جسکو دیکھکر کفار قریش کہتے تھے کہ اسپر قرآن کیا نازل ہوا رحمت میں پڑگیا اسپر یہ سورۃ نازل ہوئی۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ قرآن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو بقدر وعظ و پند فرماتے تھے کہ نفس کے سب آرام جاتے رہے تھے اسپر کفار کے جھگڑے مزید برآں تھے تب کفار کہنے لگے کہ قرآن کیا اترا یہ شخص شقت و مصیبت میں پڑگیا۔

فرماتا ہے کہ قرآن اسلئے نہیں نازل کیا بلکہ خدا ترس لوگوں کو نصیحت کرنے کے لئے۔ اور یہ کسی ایسے ویسے کا نازل کیا ہوا نہیں بلکہ اُسکا کہ جسنے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اسنے تخت حکومت پر بیٹھکر تمام عالم کی تدبیر کی سب کا بندوبست وافی کر دیا الرحمن علی العرش استوی چونکہ وہ رحمن ہے اسکی رحمت کا مقتضیٰ یہ بھی ہوا کہ وہی اپنے بندوں کی اصلاح خیر و تزکیۂ ارواح و نفوس کے لئے قرآن نازل کیا وہ اسکی تدبیر سے کیوں ساکت تھا کیونکہ لہ ما فی السموٰت الخ زمین آسمانوں میں جو کچھ ہے سب اسکی مخلوق اسکی ملک ہے سب پر اسکی نظر رحمت ہے ہر چیز کی حاجت و اگر تا ہی انسان کی حاجت معلم روحانی و صحیفہ آسمانی کی طرف اشد تھی۔ الثریٰ زمین کے نیچے کے طبقہ کو کہتے ہیں۔

ان آیات میں جسطرح اسکی قدرت و ارادہ کا ثبوت ہے اسیطرح اسکی رحمت کا بھی کہ جسکی وجہ سے قرآن نازل ہوا اگر قدرت و ارادہ علم بغیر ممکن نہیں اسلئے صفت علم کے ثبوت کے لئے فرماتا ہے وان تجہر بالقول الخ فاعلم انہ مغنی عن جہرک فانہ یعلم السر واخفی (بیضاوی) کہ اگر تو دعا و ذکر پکار کر کرے تو تجھکو اسکی حاجت نہیں کیونکہ اسکو پوشیدہ بات جو بہت آہستہ کہی جاتی ہے اور وہ جو اس سے بھی مخفی ہو یعنی دل کی بات معلوم ہے۔

اور جبکہ یہ ثابت کیا کہ وہ تمام صفات الوہیت کو جامع ہے تو یہ بھی ثابت کیا کہ یہ خاص اسیکا حصہ ہے اسلئے فرمایا اللہ لا الہ الا ہو اور چونکہ رحمن کے نام سے وہ چونکتے تھے تو فرمایا کہ لہ الاسماء الحسنیٰ کہ اسکے سب نام نیک اور عمدہ ہیں رحمن کسی اور کا نام ہے یہ بھی اسیکا ہے جو مقام رحمت پر استعمال کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

وقف لازم

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّا

اور کیا تجھے موسیٰ کی بات پہنچی ؟ (معلوم ہوئی) جبکہ اُنہوں نے آگ دیکھی تو اپنی گھر والی سے کہا ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے امید ہے کہ میں اس سے تمہارے پاس سلگا کر لاؤں یا اس کی راہ کا کسی پاکر پاؤں ۔ پھر جب

اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا

اسکے پاس آیا تو ندا آئی اے موسیٰ میں ہوں تیرا رب پس اپنی جوتیاں اُتار دے کیونکہ تو پاک وادی میں ہے جو طوی ہے ۔ اور میں نے تجھکو برگزیدہ کیا پس جو کچھ وحی کیا جاتا ہے ۔ کہ میں ہی خدا ہوں میرے سوا اور کوئی معبود نہیں

فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ۝ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا

میری عبادت کر اور نماز قائم کر میری یاد کیلئے ۔ بیشک قیامت آنیوالی ہے میں اسکو مخفی رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر ایک کی اسکی کوشش کا بدلہ دیا جاوے ۔ پھر جو کوئی اُسے نہ مانے جو اپنی ہوا پر چلتا ہے تجھکو اُس سے غافل بازنہ رکھے جو اُسپر ایمان نہ لایا

وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۝ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ۝ قَالَ

اور اپنی ہوس کے تابع ہوا پھر تو ہلاک ہو جاوے ۔ اور کیا ہے جو تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ ۔ کہا یہ میرا عصا ہے اسپر ٹیک لگا کرتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے واسطے پتے جھاڑا کرتا ہوں اور میرے لیئے اسمیں اور بھی فائدے ہیں ۔ فرمایا

اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ۝ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۖ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ۝ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ

ڈال دے اے موسیٰ ۔ پھر اسکو موسیٰ نے ڈال دیا تو جبھی وہ سانپ بنکر دوڑنے لگا ۔ فرمایا اسکو پکڑ لے اور مت ڈر ۔ ہم اسکو ابھی اسکی پہلی حالت پر کر دینگے ۔ اور اپنا ہاتھ اپنی بغل میں لگا تو وہ سفید چمکتا نکلے بغیر

سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ۝ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرَى ۝ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝

عیب کے اور دوسری نشانی ہو کر ۔ تاکہ ہم تجھکو اپنی بڑی نشانیوں میں سے کچھ دکھائیں ۔ فرعون کے پاس جا وہ سرکش ہو گیا ہے ۔

ترکیب

اذ ظرف ہے حدیث کا یا مفعول اذکر ۔ ہدیً لے ہادیا یدلنی علی الطریق ۔ نودی کا مفعول الم التسم فاعلہ محذوف ای نودی موسیٰ یا موسیٰ الخ بیان ندا ۔ طوی اسم علم للوادی وہو بدل منہ او ذکری متعلق ہے اقم سے لتجزی متعلق ہے آتیۃ سے سیرتہا منصوب بنزع الخافض لے الی حالتہا بیضاء حال ہے من غیر سوء متعلق ہے تخرج سے ۔

تفسیر

قرآن کے نازل ہونیسے کفار سخت متعجب تھے اسلیئے اسکا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا سبب قرار دیتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام اور انکی توریت اور انپر کلام الٰہی نازل ہونے کے یہود و نصاریٰ اور انکی اتباع سے کفار عرب بھی قائل تھے اسلیئے یہانسے موسیٰ کا قصہ بیان فرماتا ہے کہ دیکھو انکو کس طرح سے الہام ہوا آگ لینے گئے تھے نبوت ملگئی یہ اسکو فضل کی بات ہے پس اگر محمد صلعم پر خدا نے تمام عالم کو نابینا کی کے پردوں سے نکالنے کیلئے قرآن نازل کیا تو کیا تعجب ہے ؟ جیسے موسیٰ کے قصہ آنیکا باعث ۔

اذ رای نارا یہ موقوف کا ذکر ہے کہ جب موسیٰ مدین سے اپنی بیوی کو لیکر مصر کو جارہے تھے بیوی کو دردِ زہ معلوم ہوئی موسیٰ کو دور سے ایک آگ کا شعلہ سا نظر آیا یہ آگ سمجھکر وہاں گئے اور یہ بھی سمجھے کہ ضرور یہاں کوئی آدمی ہوگا اس سے رستہ بھی لینگا گر جب وہاں پہنچے تو ایک سبز درخت سے شعلہ نظر آیا جسکو دیکھکر تعجب ہوا اور دل میں

وہ آگ نہ تھی نور الٰہی کی تجلی تھی تب موسیٰ کو آواز دیگئی فرشتہ نے آواز دی یا خدا تعالیٰ کی طرف سے ندا ہو جیسی ندا کہ اسکی ذات کے لائق ہو نہ حروف و اصوات سے تب خدا کا کلام اور الہام شروع ہوا پھر آیات میں اخیر تک اسی کا ذکر ہے جو موسیٰ اور خدا تعالیٰ سے باہم کلام ہوا ۔ جوتیاں نکالنے کو فرمایا ادب کے لحاظ سے کیونکہ وہ مقام وادی مقدس میں طوی تھا جو کوہ طور کے پاس ہے ۔ ثابت ہوا کہ مقامات مقدسہ میں جوتیاں اُتار لینا گو پاک ہوں ادب کی بات ہے ۔ بعض کہتے ہیں جوتیوں میں ناپاکی تھی یا گدھے کے چمڑے کی تھیں اسلیئے اُتارنے کو فرمایا ۔ توحید و عبادت کی تعلیم کر کے پھر پوچھا ماتلک الخ کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے مقصود اس سے موسیٰ کو دو معجزے عطا کرنا تھا فرعون کے پاس بھیجنے کے لئے جنکو آیت سے تعبیر کیا اوّل لاٹھی یعنی لاٹھی کا سانپ بنا کر دکھایا کہ وقت پر نہ ڈریں دوم بغل میں کر کے ہاتھ نکالنے سے سفید نورانی ہو نکلنا

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ۝ هَارُونَ
موسیٰ کہا اے میرے رب میرا سینہ کشادہ کر دے اور میرے کام کو آسان کر۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے (لکنت دور کر دے) کہ وہ میری بات سمجھیں۔ اور میرے کنبے میں سے میرا وزیر کر دے۔ میرے بھائی
أَخِي ۝ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۝ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۝ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝ إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ۝ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ
ہارون کو۔ اس سے میری کمر بندھوا۔ اور اسکو میرے کام میں شریک کر۔ تاکہ ہم تیری تسبیح خوب بیان کریں۔ اور تجھکو بہت یاد کیا کریں۔ تو ہی ہے جو ہمکو خوب دیکھ رہا ہے۔ فرمایا اے موسیٰ تیری درخواست
سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ۝ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ۝ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ۝ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ
تجھکو دیگئی (منظور ہوئی) اور البتہ ہم تجھپر بارہ دیگر احسان کیا۔ جبکہ تیری ماں کی طرف الہام کیا جسکے جو الہام کرانا تھا کہ موسیٰ کو صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈالدے۔ پھر دریا اسکو
الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ۝ إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ
کنارہ پر ڈالدیگا کہ اسکو میرا اور اسکا دشمن اٹھا لیوے (فرعون) اور تجھپر میں اپنی محبوبیت ڈالدی۔ اور تاکہ تو میری نگاہ میں پرورش پاوے۔ جبکہ چلتی تھی تیری بہن پھر کہتی تھی کہ تو کہو تو میں ایسے شخص تمہارا
مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي
جو اسکو پرورش کرے۔ پھر تجھکو پھیر دیا تیری ماں کی طرف تاکہ اسکی آنکھ ٹھنڈی ہو اور وہ غم نہ کرے۔ اور تو نے ایک شخص کو مار ڈالا تھا پھر ہم نے تجھکو غم سے نجات دی اور تجھکو پسند آنے آزمائش میں ڈالا۔ پھر تو کئی برس
أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ۝ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ۝ اذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ۝ اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۝
مدین کے لوگوں میں رہا۔ پھر وقت مقرر پر آیا تو اے موسیٰ۔ اور تجھکو اپنے لئے پسند کیا۔ تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لیکر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرو۔ دونو فرعون کی طرف جاؤ کیونکہ وہ سرکش ہو گیا ہے

تفسیر

جب موسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہو کر شرف نبوت پا چکے تو یہ چار چیزیں طلب کیں۔ (۱) رب اشرح لی صدری اسمیں نبی کو عالم کی اصلاح کرنی پڑتی ہے طرح طرح کی سختیاں اٹھانی پڑتی ہیں وحانی حکام کی تعلیم اور اخلاق حمیدہ کی ترغیب دینا اور دنیا اور اسکو تجمل کی آنکھوں میں حقارت پیدا ہونا یہ سب باتیں جب ہوتی ہیں جبکہ دل کو کھول دیا جاوے سو حجابات ظلمانیہ جو اسکی تنگی کا باعث ہیں اٹھ جاویں اسکو شرح صدر کہتے ہیں دوسری ایکی تشریح ہے (۲) واحلل عقدۃ ظاہری اصلاح کی دعا تھی جسکا اول باطن سے متعلق تھی حضرت موسیٰ کی زبان پر لکنت تھی بعض کہتے ہیں پیدائشی بعض کہتے ہیں لڑکپن میں جبکہ کھیلتے ہوئے فرعون کو لکڑی ماری بیٹھے یا اسکی ڈاڑھی نوچ لی تھی تو اسنے مارنیکا قصد کیا تھا اسکی بیوی آسیہ نے سفارش کی کہ نادان بچہ ہے اس امتحان کے لئے آگ اور ایک طرف یاقوت رکھدے موسیٰ نے آگ منہ میں ڈال لی جس سے زبان پر لکنت پیدا ہو گئی۔ اور ممکن ہے کہ ہر اوشاہان جبار کے سامنے انسان کی زبان پر ہیبت میں اکثر گرہ لگ جایا کرتی ہے صاف صاف نہیں کہہ سکتا اس گرہ کھولنے کی دعا کی ہو۔ (۳) واجعل لی وزیرا من اھلی ہارون کو میرا وزیر یعنی کائن کرے اشدد بہ ازری اسکی تشریح ہے۔ (۴) واشرکہ فی امری اسکو بھی نبی کرے۔ ان باتوں کو خدا تعالیٰ نے منظور کر لیا۔ اور فرمایا کہ چنانچہ تجھپر اے موسیٰ دوبار احسان کیا ایک بیھا ور ایک بار اذ اوحینا الخ سے لیکر واصطنعتک لنفسی تک اسیکا بیان ہے جو موسیٰ کی ولادت اور فرعون کے گھر میں پرورش پانے اور قبطی کو مار کر مدین جاکر برسوں رہنے کے حالات سے تعلق رکھتا ہے جسکی شرح ہم تفسیر سورہ بقرہ میں کر آئے ہیں والقیت علیک محبۃ منی اے محبۃ کائنۃ منی قادۃ دعتہا فی القلوب بحیث لا یکاد یبصر عنک من راک (بیضاوی) یعنی تجھکو محبوب کر دیا فرعون بھی تجھپر شیفتہ ہو گیا حتی القیت سے متعلق ہو گا تو یہ معنی ہونگے کہ میں نے تجھسے محبت کی ولتصنع علی عینی تربی بتحین ایک واو اور اراعیک واو اتیک اے تربی بحفظی والطف علی علۃ مقدرۃ مثل یتعطف علیک۔ ثم جئت علی قدر قدر کے دو معنی ایک قدرت کے کہ ہماری قدرت سے تو اس جگہ آیا اے موسیٰ یعنی ہم تجھکو یہاں کلام کرنے کے موقع میں لائے۔ دوم مقدار معین کے یعنی مدت معین کے بعد تو آیا۔

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ۝ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ

پھر اس سے نرم بات کہو کہ وہ سمجھ جائے اور خدا سے ڈرے۔ وہ بولے اے رب ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی یا سرکشی کرے۔ فرمایا نہ ڈرو میں تو تمہارے ساتھ سنتا

وَاَرٰى ۝ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ

اور دیکھتا ہوں گا۔ پس تم وہ اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں پس بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے اور انکو تکلیف نہ دے۔ البتہ ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشانی لیکر آئے ہیں۔ اور سلامتی اسکے لئے ہے جو

اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ

ہدایت پر چلے۔ بیشک ہمکو حکم سنایا گیا ہے کہ عذاب اسپر مقرر ہے جو اللہ کے حکم کو جھٹلاوے اور منہ پھیرے۔ فرعون نے کہا پھر تمہارا رب کونسا ہے اے موسیٰ۔ موسیٰ نے کہا ہمارا رب وہ ہے جسنے ہر چیز کو اسکی صورت خاص عطا کی

ثُمَّ هَدٰى ۝ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ۝ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ

پھر سیدھی کی۔ فرعون نے کہا پھر پہلے قرن والوں کا کیا حال ہے۔ موسیٰ نے کہا انکی خبر تو میرے رب کے پاس کتاب میں نہ میرا رب بھولتا ہے اور نہ بھٹکتا ہے۔ وہ کہ جسنے تمہارے لئے زمین کو فرش کر دیا اور تمہیں

لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۝

ع ۲

تمہارے لئے اس میں راستے بنائے اور آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس سے ہر قسم کے مختلف نباتات پیدا کئے۔ (اور اجازت دی) کہ کھاؤ اور اپنے چارپایوں کو بھی چراؤ۔ بیشک عقلمند لوگوں کیلئے یہ بڑی نشانیاں ہیں۔

تفسیر

کلام تمام کرکے فرماتا ہے اذہب الخ اور انکو کہدے موسیٰ تو اپنے بھائی ہارون کو ساتھ لیکر فرعون کے پاس جا اور قولا لہ قولا لینا اس سے نرمی سے بات کرنا کیونکہ عموماً نرمی نصیحت کیلئے ایسی ہے کہ جیسا جسم کے لئے روح سختی سے دل پر اثر نہیں ہوتا خصوصاً جبار لوگ اور بھی بگڑتے ہیں اسلئے فرمایا لعلہ یتذکر او یخشی موسیٰ نے از خود اور اپنے بھائی کی طرف سے بھی (کیونکہ اسوقت انکے بھائی ہارون مصر میں تھے) عذر کیا کہ ہمیں انکی ظلم و سرکشی کا خوف ہے قال لا تخافا الخ خدا تعالیٰ نے انکی تسلی کی لاتخافا الخ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں فاتیٰہ پس اسکے پاس جاکر فقولا لہ کہو انا رسولا ربک الخ یہاں سے لیکر من کذب وتولی تک یہی پیغام کی تقریر ہے۔ پھر قال فمن ربکما سے فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گفتگو کا بیان ہے جو انہوں نے فرعون کے دربار میں کی۔ اوّل فرعون نے پوچھا کہ تمہارا رب کون ہے؟ فرعون فرقہ صابیہ میں سے تھا جو ستارہ کی پرستش کیا کرتے تھے اور اہل مصر کا غالباً یہی مذہب معلوم ہوتا ہے سو وہ خدا تعالیٰ کے فاعل تھی پھر جو وہ انا ربکم الاعلیٰ کہتا تھا اور موسیٰ سے ایسے سوال کرتا تھا غالباً یہ وجہ بھی کہ وہ اپنی شوکت و دولت اور ان جلسات کے زور پر چاہتا ہے عہد میں تھا رعیت پر رعب جمانے کے لئے اپنے آپکو رب کہتا تھا جیسا کہ قدیم زمانہ میں بعض بادشاہوں کا دستور تھا موسیٰ نے رب کے وجود پر دلائل قائم کرنے کے لئے یہ جواب دیا کہ ہمارا رب وہ ہے جسنے ہر ایک چیز کو اسکی مناسب صورت پر پیدا کیا انسان اور اسکے ہر عضو کو خیال کیجئے جس موقع پر آنکھوں کا لگانا مناسب تھا وہاں آنکھیں لگائیں کان کی جگہ کان ہر چیز میں یہی کاریگری ہے اعطی کل شیٔ خلقہ کے یہی معنی ہیں اور اسی لئے یہ جملہ فرمایا خلق کل شیٔ نہ کہا اور جسم کے اندر تو یہ صنعت کی ہی تھی انکو کے مصالح دنیا و آخرت کے لئے قویٰ اور ادراک بھی دیا ثم ہدیٰ یہانتک کہ کھٹی اور مجھ بھی اپنی تدابیر سے غافل نہیں پھر یہ تدبیر بجز تدبیر عالم کے اور کون کر سکتا ہے؟ فرعون کو بکا تو کچھ جواب نہ آیا مگر جاہلانہ طور پر یہ سوال کیا فما بال القرون الخ کہ پہلے لوگ صدہا برس سے اسی مذہب کے تھے کہ محض بت پرستی کیا کرتے تھے پھر انکا کیا حال ہوا چھوٹا اور تو آج نیا مذہب لایا ہے موسیٰ علیہ السلام نے اسکا مجملاً جواب دیا کہ انکا حال خدا کو معلوم ہے پھر آگے اور چند اوصاف اللہ تعالیٰ کے ایسے بیان کئے کہ جنسے فرعون کو یہ معلوم ہو جاوے کہ دراصل رب اور ہی کوئی ہے جسنے زمین بنائی رستے نکالے پانی برساتا ہے

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ۝ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا

بنے تمکو زمین سے پیدا کیا اور پھر تمکو اسی میں بھیجا دیگا اور اسی سے تمکو بار بار نکالیں گے۔ اور بیشک فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھائیں مگر اُس نے جھٹلایا اور نہ مانا۔ کہا کیا تو اسی واسطے آیا ہے کہ ہم کو اپنے ملک سے

بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ

نکالدے اپنے جادو سے۔ پھر ہم بھی تیرے پاس ویسا ہی جادو لائینگے پس ہم میں اور اپنے میں ایک وقت مقرر کر کہ جس سے نہ ہم خلاف کریں اور نہ تو ایک صاف میدان میں۔ موسیٰ نے کہا تمہارا وقت

يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ

جشن کا دن ہے اور لوگ دن چڑھے جمع کر لینا چاہیے۔ پھر فرعون اپنے گھر میں لوٹ گیا سو اُس نے اپنے سب مکر جمع کئے پھر آیا۔ موسیٰ نے اُنہوں کہا حیف ہے تم پر خدا پر جھوٹ نہ بناؤ ورنہ وہ تمہیں

بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ۝ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ۝ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ

عذاب سے غارت کریگا اور جو جھوٹ بناوے وہ خراب ہوا۔ پھر جادوگروں نے آپس میں شور کیا اور راز چھپایا۔ کہنے لگے یہ دونو جادوگر ہیں تمکو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے

بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ۝ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ

نکالا چاہتے ہیں اور تمہارے عمدہ طریق دین کو مٹا چاہتے ہیں۔ پھر تم اپنی سب تدبیریں جمع کر کے میدان میں صف باندھ کر آؤ اور جو آج اوپر رہا وہی بازی لے گیا۔ وہ بولے اے موسیٰ یا تو اول تو ہی ڈال اور یا

اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً

یہ کہ اول ہم ڈالیں۔ کہا بلکہ تم ڈالو۔ پھر تو انکی رسیاں اور لکڑیاں انکے جادو سے موسیٰ کو سانپ دوڑتے معلوم ہونے لگے۔ جس سے موسیٰ کو دل میں ڈر معلوم

مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۝

ہونے لگا۔ ہمنے کہا نہ ڈر تو ہی تو زور ہے۔ اور ڈال دے جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے (عصا) کہ وہ نگل جاوے جو کچھ انہوں نے بنایا ہے۔ انہوں نے تو جادو کا فریب بنایا ہے۔ اور جادوگر کیسا ہی جہاں جاوے کبھی آ ہی

باہمی گفتگو کے بعد فرعون نے جبکہ دربار میں موسیٰ کے معجزے دیکھے بھے کھدیا کہ جادوگر ہے جادو کے زور سے لوگوں کو یہاں سے باہر لیجانا چاہتا ہے سو ہم بھی اُسکا مقابلہ میں ایسا ہی اعلا درجے کا موسیٰ سے مقابلہ کی ٹھہری اور وقت مقرر کرایا موسیٰ نے کہا یوم الزینۃ جشن کا دن ہے ہمارے ہاں سال بھر کے بعد ایک بڑا جشن ہوتا تھا جسطرح ہندوؤں کے میلے ہوتے ہیں ہتوں کی پرستش کے لئے بھے اسلئے کہ سب لوگوں کو حق معلوم ہو جاویگا فرعون نے جا بجا بڑے بڑے جادوگروں کے پاس آدمی بھیجے اور انکو انعام کا وعدہ دیا۔ اس عہد میں طلسم و تسخیر جات کا از حد چرچہ تھا جیسا کہ مصر کی تاریخ اور فراعنہ کے تعمیر کردہ مکانات سے معلوم ہوتا ہے بڑے بڑے جادوگر جمع ہوئے اور پہلے مشورہ کیے موسیٰ نے مقابلہ کے وقت انہیں سمجھایا کہ ایسی باتیں نہ کرو اس بت پرستی کو خدا کی طرف منسوب نہ کرو کہ اُسنے حکم دیا ہے آخر جھوٹی باتیں بنانے والا فلاح نہیں پاتا آخر کار مجمع عام میں جادوگر اپنے آلات سباب سمیت کے سکھیل لیکر آموجود ہوئے اور موسیٰ سے کہا یا تو اول آپ اپنے عصے کا جھکر شعبدہ دکھائے کیونکہ معلوم ہو چکا تھا کہ فرعون کے دربار میں موسیٰ نے ہاتھ سے جب عصیٰ ڈالا تو اژدہا بنگیا تھا) یا ہم ڈالیں موسیٰ نے کہا تمہیں ڈالو انکی رسیاں اور لکڑیاں طلسم یا کسی شعبدہ کی وجہ سے موسیٰ کو سانپ بنکر دوڑتے ہوئے دکھائی دینے لگے اور موسیٰ دل میں ڈرے خدا تعالیٰ نے فرمایا نہ ڈر تو ہی غالب رہیگا اور اپنا عصا تو بھی ہاتھ سے ڈال چنانچہ ڈالتے ہی اژدہا بنگیا اور انکے سب سانپوں کو لقمہ کر گیا۔ فرمایا ہے کہ ساحر کو کہیں کامیابی اور فلاح نہیں ہوتی حق کے مقابلہ میں

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ۝ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ

پھر جادوگر سجدہ میں گر پڑے کہنے لگے ہم رب ہارون و موسیٰ پر ایمان لائے۔ فرعون نے کہا کیا تم میری اجازت سے پہلے ایمان لائے بیشک یہ تمہارا بزرگ ہے کہ جسنے تمکو جادو سکھایا ہے

فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ۝ قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ

سو میں اب تمہارے ہاتھ اور پاؤں کٹواتا ہوں ایک دایاں اور ایک بایاں اور تمکو لٹکا دوں گا کھجور کے پیڑوں پر اور تمکو معلوم ہوگا کہ ہم میں کس کا عذاب سخت اور دیر تک ہے۔ وہ بولے ہم تجکو ہرگز اختیار نہ کرینگے

عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا ۖ فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ ۖ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا

ان کھلی دلیلوں کے مقابلہ میں جو ہمارے پاس آئی اور اسکے مقابلہ میں جسنے ہمیں پیدا کیا پس تو کرلے جو کچھ تجکو کرنا ہے۔ تو اس زندگی دنیا ہی پر حکم کریگا۔ ہم تو اپنے رب پر ایمان لائے تاکہ وہ ہمیں معاف کرے

وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۝ وَمَن يَأْتِهِ مُؤْمِنًا

اور جسکو تو نے ہمسے جادو کروایا ہے زبردستی سے۔ اور اللہ بہتر اور زیادہ باقی۔ جو کوئی اپنے رب کے پاس مجرم ہوکر آویگا سو اسکے لئے جہنم ہے۔ جسمیں نہ وہ مریگا اور نہ زندہ رہیگا۔ اور جو اسکے پاس مومن ہوکر آویگا

ثلث ع ۱۲

قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكَّىٰ ۝ وَلَقَدْ

کہ اسنے اچھے کام بھی کئے ہیں سو اسکے لئے بلند مرتبے ہیں۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں اسمیں ہمیشہ رہا کرینگے۔ یہ بدلہ ہے اسکا جو پاک ہوا اور البتہ

أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ ۝ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُم

ہمنے موسیٰ کو وحی کی کہ شب شب میرے بندوں کو لے کل پھر اکو دریا کے رستہ میں خشک کہ نہ تجھکو پکڑے جانیکا خطرہ ہے نہ خوف۔ پھر اپنے لشکر کے ساتھ فرعون انکے پیچھے ہوا سو انکو

مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ ۝

دریا سے ڈھانک لیا جسکے ڈھانکا لیا اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور راہ پر نہ لایا۔

جادوگروں نے جب یہ دیکھا کہ موسیٰ کا یہ کام جادو اور طلسم کی قوت سے بڑھکر ہے (اور ہنروں کو کہا اہل ہی خوب جانتا ہے اور اسلئے اس نامہ کے موافق حضرت موسیٰ کو وہ قسم کے معجزات دیگئے تھے) توجہ میں گر پڑے اور کہنے لگے کہ موسیٰ ہارون کے رب پر ہم ایمان لائے۔ رب ہارون و موسیٰ الٰہی کہا کہ وہ معبود حقیقی کو جھوٹے معبودوں سے متاز کردیں کسلئے کہ انکے عقائد میں بہت سی بے ربطیں ہو رہی تھیں فرعون بھی حیران کہ یہ کیا ماجرا ہے اور جادوگروں کا یہ کھلا ہوا تھا۔ اس بات پر فرعون سخت ناخوش ہوا کہ میری اجازت بغیر تم کیوں ایمان لائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری اور موسیٰ کی ہم سازش ہے وہ بڑا جادوگر تمہارا استاد معلوم ہوتا ہے میں تو اول تمہارے ہاتھ پاؤں کٹواؤنگا مخالف طرف کے یعنی دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں یا برعکس تاکہ دو نوطرف تمکو سزا ملے اور میں مجبور کی ٹہنی کا ہاتھ پاؤں اسطریق سے کاٹے جانے تھے چنانچہ چور کی سزا میں شریعت محمدیہ میں بھی کہ رہزنی کرنے پر یہی سزا دی جاتی ہے۔ اور اسکے بعد میں تمہیں کھجور کے بلند درختوں سے لٹکا دونگا کہ ترتیب شکنجہ میں جان نکلے ساحروں نے کہا تجکو دلیس حلاوت ایمان اثر کرگئی تھی اسکو کچھ پروا نہیں یہ دنیا کی سزا ہی جو تھوڑی دیر میں تمام ہوچکیگی اسکے ڈر سے ہم ایمان کو نہ چھوڑینگے یعنی معجزات موسیٰ اور تجکو دیکھ کر چھوڑینگے ہم اللہ پر ایمان لاچکے ہیں امید ہے کہ وہ ہمارے گناہ معاف کرے اور تجکو بھی کہ جو تونے زبردستی سے ہمسے جادو کرایا ہے اللہ بہتر ہے وہ بندہ پر بشارتیں نازل کرتا ہے اور ابقیٰ بھی ہے وہ ابدی ہے بخلاف تیرے اور تیرے خدا کے کہ جسکو تو ابقیٰ اور اشد کہتا ہے یہ چند روزہ قصہ ہے۔

فائدہ من یاتہ سے لیکر ذلک جزاء من تزکیٰ تک انہیں ایمانداروں کا قول ہے۔ اور یہ بات کچھ تعجب کی نہیں کہ ایمان قوی ان جادوگروں پر دار آخرت کا یہ سلسلہ حل ہوگیا کہ جو خدا کے پاس مجرم ہوکر آویگا اسکی سزا جہنم ہے کہ جہاں نہ موت ہے نہ لطف حیات ہے اور جو ایمان و عمل صالح کے ساتھ خدا کے پاس جاویگا انکے لئے بڑے درجے ہونگے جنات عدن کہ جنکی درمیان نہریں بہتی ہونگی۔ کسلئے کہ انپر عالم غیب کا نور اور سکا ازلی فیض پرتو افگن ہوا تھا اور ایسی حالت میں یہ بات معلوم ہوچکی تھی کچھ مشکل بات نہیں ماسبق حضرت موسیٰ علیہ السلام سنا ہوگا یعنی کہتے ہیں کہ یہ جملہ جو ان کلام پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا ہے۔ القصہ جب یہ ہوچکا اور جادوگروں کو فرعون نے اذیت سے قتل کیا تو اسکے بعد اور بھی موسیٰ نے معجزات دکھائے آخر کار اس موذی نے بنی اسرائیل کو عید کرنیکی اجازت دی اس بہانہ سے بنی اسرائیل مرد و زن مع مال و مواشی بلکہ فرعونیوں کے زیور بھی مانگ کر وہ کے میدان میں نکلے وہاں موسیٰ کو حکم پہنچا کہ اب انکو شب شب ملک شام کی طرف لے چل چنانچہ وہ سب چلا دھر فرعون کو خبر ملی تو وہ بڑا لشکر لیکر پیچھے سے تعاقب کرتا ہوا آیا دریا ظلم پر آیا بنی اسرائیل گھبرائے خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ دریا پر عصا مار پس مارا تو

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۝ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

اے بنی اسرائیل ابتہ ہے تمہارے دشمن سے نجات دی اور تم کو طور کی دائیں جانب وعدہ دیا (توریت کا) اور تم پر من و سلویٰ نازل کیا۔ کھاؤ ہماری دی ہوئی پاک چیز میں سے

وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝ وَمَآ

اور اس میں سرکشی نہ کرو کہ تم پر میرا غصہ اترے اور جس پر کہ میرا غصہ اترا وہ گیا گزرا۔ اور میں غفار ہوں اسکے لئے جو توبہ کرے اور ایمان لاوے اور نیک کام کرے پھر ہدایت پر رہے۔ اور تو کیسے

اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَ

اپنی قوم سے جلدی کر آیا اے موسیٰ۔ کہا وہ میرے پیچھے یہ آ ہی ہیں اور میں جلدی تیری پاس اے رب میرے کہ تو خوش ہو جاوے۔ فرمایا کہ تیری پیچھے تیری قوم کو آزمائش میں ڈالا ہے اور

اَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ

اکہ سامری نے گمراہ کیا ہے۔ پھر موسیٰ اپنی قوم کی طرف پھرا غصہ میں بھرا ہوا افسوس کرتا ہوا (آکر) کہا اے قوم کیا تمہارے رب نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا۔ پھر کیا تم پر بہت زمانہ گزر گیا تھا یا تم نے

اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ

یہ چاہا کہ تم پر تمہارے رب کا غصہ اترے پھر تو میرا وعدہ خلاف کیا؟ وہ بولے ہم نے تیرا وعدہ اپنے اختیار سے خلاف نہیں کیا ولیکن ہم نے قوم قبط کے زیور میں سے

الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ۝ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ۚ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۙ فَنَسِيَ ۝ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا

کچھ پونجیاں اٹھائیں تھیں پھر انکو آگ میں ڈالدیا تھا پس ایسا ہی سامری نے بھی ڈالا تھا۔ سو انہوں نے بھی ڈالا تھا ایک جسم آواز دار تب انہوں نے کہا یہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود ہے سو موسیٰ بھول گیا۔ پھر کیا وہ نہیں دیکھتے تھے کہ

يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝

انکی بات کا وہ پھر اجواب نہیں دیتا تھا اور نہ انکے لئے نقصان کا اختیار رکھتا تھا نہ نفع کا۔

یہ خشک نکل گیا انکے پیچھے سو فرعون اور اسکا لشکر جو اسی رستہ سے آیا اوپر دریا مل گیا لاکھوں من اوسیکڑوں گز بلند پانی نے ڈھانک لیا وہ سب غرق ہو گئے اور موسیٰ اور بنی اسرائیل کی بھی تعداد لاکھوں کی تھی قلزم کے اس پار صحیح وسلامت آئے اور بیابان میں پڑاؤ ہوا جو کہ سے مغرب و شمال و شام کے جنوب میں واقع ہے جسکو تیہ کہتے ہیں اور یہیں کوہ طور بھی ہے۔

اب خدا تعالیٰ اس تیہ کے وقائع سے بنی اسرائیل کو شنبہ کرتا اور اپنے احسان یاد دلاتا ہے۔ (۱) وواعدتکم جانب الطور الایمن بنی اسرائیل کا ڈیرا جب کوہ طور کے پاس پڑا تو وہاں خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ تو اس پہاڑ کی دائیں چوٹی پر جو سب میں بلند مقام ہے آ کر مل اور یہیں احکام عشرہ اور الواح لینے کا وعدہ ہوا تھا جسکے لئے اول تیس رات پھر چالیس رات پہاڑ پر ٹھہرنے کا حکم ہوا۔ یہ بھی بنی اسرائیل پر خدا کا احسان تھا کہ انکے لئے توریت الواح و دیگر منشور دینیہ عطا ہوئیں (۲) ونزلنا علیکم المن والسلوی جب ان لق ودق بیابانوں میں کھانے کو کچھ نہ ملا تو خدا نے بنی اسرائیل پر من جو ایک قسم کی شیرینی دار خوش مزہ چیز ترنجبین کی مانند تھی جسکی تودوں پر روٹیاں پکا پکا کر کھاتے تھے اور سلویٰ یعنی بٹیریں جو ازخود رات کو انکے خیموں میں آ گرتی تھیں نازل کیا۔ یہی منزل میں خدا تعالیٰ نے موسیٰ کو پہاڑ پر بلایا اور انکی قوم کو بھی حکم دیا کہ نہا دھو کر خدا کا جلال دیکھنے کے لئے پہاڑ کے قریب جاویں جیسا کہ سفر خروج کے ۱۹ باب میں ہے اور موسیٰ سب سے آگے تنہا خدا کے پاس آیا جسپر خدا نے پوچھا وما اعجلک عن قومک یا موسیٰ اور خدا تعالیٰ کے پاس کوہ طور پر چالیس دن رات رہے (سفر خروج ۲۴ - باب) اتنی دیر لگنے سے بنی اسرائیل نے غل مچایا کہ موسیٰ کہاں گیا کسی نے کہا مر گیا کسی نے کچھ سہیں ایک شخص نے کہ جسکا نام سامری تھا لوگوں سے کہا کہ آؤ میں

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ

اور ہارون نے پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ اے قوم اس سے محض تمہاری آزمائش کی گئی ہے اور رب تو تمہارا رحمن ہے سو میری پیروی کرو اور میرے حکم کی اطاعت کرو۔ وہ بولے ہم اس بچھڑے پر

عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ

جمے رہینگے جبتک کہ ہمارے پاس موسیٰ لوٹ کر آوے۔ موسیٰ نے آکر کہا اے ہارون جب تو نے انکو گمراہ ہوتے دیکھا تھا تو کس شے نے تجھے میری پیروی سے باز رکھا تو نے میری نافرمانی کی کہنے لگا اے میرے ماں کے فرزند میری

بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ

داڑھی نہ پکڑ اور نہ میرے سر کے بال۔ میں اس بات سے ڈرگیا کہ تو یہ کہو کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کا انتظار نہ کیا۔ موسیٰ نے کہا پھر تجھے کیا ہوا اے سامری۔ کہا میں نے وہ دیکھا جو انکو

يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۚ

نظر نہ آیا پھر میں رسول کے اثر قدم میں سے کچھ لے لیا تھا پھر اسکو پھینکدیا اور میرے دل کو یہی بات اچھی لگی۔ موسیٰ نے کہا جا زندگی میں تیرے لئے یہی سزا ہے کہ تو کہا کرے کوئی نہ چھوئے

وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ

اور تیرے لئے ایک اور وعدہ بھی ہے کہ جو ہرگز خلاف نہ ہوگا۔ اور اپنے اس خدا کو بھی دیکھ کہ جسپر تو جھکا رہتا تھا۔ کہ ہم اسکو جلا ڈالینگے ہیں پھر ہم اسکو دریا میں بکھیر دینگے۔ تمہارا معبود تو اللہ ہی ہے کہ جسکے سوا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

کوئی معبود نہیں جسنے اسکے علم میں ہے

تمہیں تمہارا معبود دکھاؤں کہ جو تمہیں مصر سے نکال لایا ہے۔ تم میرے پاس سونے کا زیور لاؤ چنانچہ وہ اسکی پاس لائے انہوں نے اسکا ڈھال کر ایک بچھڑا بنایا اور سامری ایک پیارا سا رستہ ہوا کے آنے جانیکا رکھا کہ جس سے گائے بیل کی آواز جیسی آواز پیدا ہوتی تھی یہ دیکھکر بنی اسرائیل جو مصر میں مصریوں کی گائے بیل پوجتے دیکھا کرتے تھے سر بسر گرویدہ ہوگئے فرمانبانی چھوڑ کر اسکی عبادت کرنے لگے حضرت ہارون علیہ السلام نے جو سمجھایا تو وہ کب باز آتے تھے۔ ان باتوں سے خدا تعالیٰ نے کوہ طور پر موسیٰ کو خبر دار کیا کہ دیکھ تیری پیچھے تیری قوم گمراہ ہوگئی سامری نے انکو گمراہ کر دیا۔ یہ سنکر موسیٰ غصہ سے بھرے ہوئے آکی پاس آکر انکو ملامت کرنے لگے قال یا قوم الم یعدکم الی قولہ فاخلفتم موعدی تو گو انہوں نے عذر کیا کہ ہمکو سامری نے گمراہ کیا ہے ہم قوم قبط سے زیور مانگ لائے تھے جسطرح ہم انکو آگ میں ڈالا کرتے ہیں اور چیزیں ڈھال کر بنانے کے لئے اسی طرح سامری نے بھی ڈھال کر بچھڑا بنا دیا جسکی آواز تھی اور دیکھدیا یہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود ہے موسیٰ انکو معبول گیا جو کوہ طور پر خدا سے ملنے گیا ہے اظلا یرون یہ جملہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ وہ عجب احمق تھے صرف آواز سے ایمان لائے اور یہ نہ دیکھا کہ وہ نہ کچھ نفع دیسکتا ہے نہ ضرر پھر معبود کیونکر ہو سکتا ہے یا موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے یہ جملہ تھا۔ ولقد قال لہم ہارون خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ موسیٰ کے آنیسے پیشتر ہارون نے انکو سمجھا دیا تھا مگر نہ مانا پھر موسیٰ ہارون پر خفا ہوئے تو نے جب انکو گمراہ ہوتے دیکھا تھا تو تو نے میرا اتباع کیوں نہ کیا یعنی جسطرح میں ایسے موقعہ میں غصہ ظاہر کرتا لڑتا ہوں تو کیوں نہ اٹھے لڑا یا میرے پیچھے کیوں نہ چلا آیا ہارون نے عذر کیا کہ میں اس بات سے ڈر گیا کہ تو آکر یہ کہتا کہ بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا میرے آنیکا انتظار کیوں نہ کیا۔ پھر موسیٰ سامری کی طرف متوجہ ہوئے اسے کہا تو رسول کے پاؤں کی مٹی لیکر اسپر ڈالدی تھی جس سے وہ بولنے لگا موسیٰ نے فرمایا میں تیری یہ سزا ہے کہ تو سب سے دور رانده ہوا رہیگا جو تیرے پاس آویگا اسکو بھی اور تجھے بھی بخار چڑھ آویگا تو کہا کریگا کہ چھو نا مت کوئی میرے پاس آو ہو اور آخرت کی سزا تیرے لئے اور مقرر ہے جو ہرگز ٹلیگی اور اپنے معبود کو تو اگر آگ میں جلا کر اسکے ذرہ ذرہ کو دریا میں بہائے دیتا ہوں اسکے بعد فرماتا ہے تمہارا معبود اللہ ہے جسکے علم میں ہر ایک چیز ہے۔ یہ کلام الٰہی کے لفظوں کی شرح تھی اب ہم چند فوائد بیان کرتے ہیں۔

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝ مَّنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝

ہم اس طرح سے تجھے گزشتہ لوگوں کی خبریں سناتے ہیں ۔ اور تحقیق ہم نے اپنے پاس سے ایک سمجھانے والی چیز دی (قرآن) جسنے اس سے منہ پھیرا سو وہ قیامت کے دن بوجھ اُٹھاویگا ۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَاۗءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۭ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ۝ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا

ہمیں ہمیشہ رہینگے اور قیامت کے دن اٹھانا بڑا بوجھ ہے ۔ جس دن کہ صور پھونکا جاویگا اور اکٹھا کرینگے ہم گنہگاروں کو کبری آنکھوں سے ۔ آہستہ سے باہم کہینگے کہ تم دنیا میں نہیں ٹھہرے مگر

عَشْرًا ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۝ وَيَسْـَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝

دس دن ۔ ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہونگے جبکہ انکے طریقہ میں بہتر والا کہیگا تم نہیں ٹھہرے مگر ایک دن ۔ اور تجھسے پہاڑوں کو پوچھتے ہیں کہہ انکو تیرا رب اُڑا دیگا ۔

فَيَذَرُهَا قَاۗعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۝ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ

پھر زمین کو چٹیل میدان کر دیگا ۔ کہ جس میں تجھے نہ کبھی نظر آویگی نہ کوئی ٹیلا ۔ ہوں نہ پکارنیوالے کے پیچھے ہو لینگے اسمیں کجھ فرق نہ ہوگا ۔ اور پست ہو جائینگی آوازیں رحمٰن کے آگے آوازیں پس تجھکو بجز آواز کے

اِلَّا هَمْسًا ۝ يَوْمَىِٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ

اور کچھ سنائی نہ دیگا ۔ اسدن کسیکی سفارش فائدہ نہ بخشیگی مگر اسکی کہ جسکو رحمٰن نے اجازت دی اور اسکے بات کہنیکو پسند کیا ۔ وہ جانتا ہے جو کچھ انکے روبرو ہے اور جو انکے پیچھے ہے اور اسکے علم کو

عِلْمًا ۝ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ۝

احاطہ نہیں کرسکتے ۔ اور جی وقیوم کے آگے سب منہ جھکائینگے ۔ اور خسارہ میں پڑا جسنے ظلم کیا ۔ اور جسنے اچھے کام کئے اور وہ مومن بھی ہو پس اسکو ظلم کا خوف ہوگا نہ کمی کا ۔

(۱) تعقبت فقتہ من اثر الرسول عام مفسرین کے نزدیک اسکے یہ معنی ہیں کہ جبرئیل خاص مجھی کو دکھائی دئے تھے اور دنکو نہیں پس مٹی لے گھوڑی کے پاؤں تلے کی مٹی میں سے ایک مٹھی بھر لی تھی پھر سکو ڈھلی ہوئے بچھڑے میں ڈالدیا تھا جسکی تاثیر سے وہ آواز دینے لگا ۔ اس تقدیر پر کئی باتیں ماننی پڑتی ہیں ۔ اوّل یہ کہ رسول سے مراد جبرئیل لئے جاویں ۔ دوم اسپر بھی حذف ماننا پڑتا ہے اے من تراب اثر فرس الرسول ۔ سوم اس بدمعاش سامری کی بات کو بھی سچ تسلیم کیا جاوے حالانکہ یہ تینوں باتیں قرآن مجید کی کسی آیت سے ثابت ہوتی ہیں کسی صحیح حدیث سے یا ہاں مفسرین کے اقوال ہیں ۔ ابو مسلم ان معنی کو جو عام مفسرین نے کئے ہیں نہیں مانتے اور ایک جدید توجیہ کرتے ہیں کہ رسول سے مراد موسےٰ اور اثر سے انکا طریقہ و دستور کہتے ہیں فلان یقفو اثر فلان یعنی اثر اذا کان بمثل رسمہ یعنی جو کسیکے طریقہ کا متبع ہوتا ہے اسکو کہتے ہیں جیسا اسکے اثر پر قافیہ ہے ۔ سامری کہتا ہے کہ اول میں رسول یعنی موسیٰ کا پیرو تھا پھر اسکو چھوڑ دیا اور بت پرستی کا یہ سامان ہم نے پیدا کیا ۔ اس توجیہ کی امام فخر الدین رازی نے بھی تائید کی ہے ۔ اور اسی میں عتراضات سے امن ہے ۔

(۲) سفر خروج کے ۳۲ ۔ باب میں ہے کہ ہارون نے بچھڑا بنا کر بچوایا تھا اور سامری کا نام تک بھی وہاں نہیں قطع نظر اسکے کہ یہ توریت والی توریت نہیں یہ نسخہ بھی صدہا تحریفات سے خالی نہیں جسکا علماء اہل کتاب کو اقرار ہے ۔ یہاں غالباً نام میں سہو ہوگیا یا سامری کا نام ہارون بھی ہو اور اس سے مراد ہارون علیہ السلام نہوں کیونکہ اخیر میں اسی بات کے ہے کہ اس فعل کے مرتکب سب بتلا بلا ہوئے تو اسی کے واسطے خدا تعالیٰ اور موسیٰ کا غصہ ہارون پر اترا ۔ پھر کیا ایک کو حکم دیا کہ ایک ایک گنہگار کو جو قرابتی کو ہیں جرم پر قتل کرے پھر تعجب ہے کہ ہارون پر کہ جسنے یہ فساد کھڑا کیا کوئی بھی سزا قائم نہ ہوئی بلکہ انکی کہانت نسل در نسل قائم رہی اور نیز ہارون نبی تھے انکو کیا ہوا تھا جو وہ ایسا کام کرتے ؟

اس قصہ کو تمام کر کے فرماتا ہے کہ اے محمد گزشتہ لوگوں کی خبریں ہم یوں سناتے ہیں ہم نے تجھے ذکر یعنی قرآن دیا ہے پھر جو قرآن سے منہ پھیریگا قیامت میں اسکا یہ حال ہوگا کہ قیامت میں اپنے گناہوں کی گٹھڑی آپ اٹھائیگا اور جبرئیل صور پھونکینگا دوبارہ زندہ ہونیکے لئے تو یہ لوگ ایسی دہشت میں ہونگے کہ آنکھوں کی رنگت پلٹ جائیگی نور سیاہی جاکر کبری ہو جاویگی غم سے روتے ۔ اور دنیا میں جو سالہا سال عیش کئے ہیں انکے مصائب کے آگے اسکو دس روز سمجھینگے اور جو انہیں یہ دانا ہو وہ تو ایک دن سمجھیگا ۔

قیامت کو ذکر میں کسی تحضرت صلعم سے پہاڑوں سے سوال کیا کہ یہ کیا ہونگے ویسئلونک عن الجبال فقل ینسفہا ربی کہ خدا انکو ریزہ ریزہ کر کے زمین کو صاف میدان کر دیگا پھر گھاٹ اور قیامت کے حالات بیان کئے ہیں

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ

اور اسیطرح سے ہمنے اسکو عربی قرآن نازل کیا اور اسمیں ہمنے خوفناک باتیں طرح طرح سے بیان کیں تاکہ وہ ڈریں یا انکے سمجھ پیدا کرے۔ پس اللہ بادشاہ برحق بلند مرتبہ ہے اور تو قرآن پڑھنے میں

مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۚ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

اسکی وحی تمام ہونے سے پیشتر جلدی نکر اور کہدے رب مجھکو علم زیادہ دے۔ اور ہمنے آدم کی طرف عہد کیا تھا پہلے پھر وہ بھول گیا اور ہمنے اسکا ارادہ نہ پایا۔ اور جبکہ ہمنے فرشتوں سے کہا کہ

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ۝ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ

آدم کو سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس۔ انکار کیا۔ پھر ہمنے کہا اے آدم یہ (شیطان) تیرا دشمن ہے اور تیری بیوی کا پھر یہ نہ ہو کہ وہ تم کو جنت سے نکالدے سو تو بدنصیب ہو جائیگا۔ ہمنے کہا ہے آدم تجھکو اور تیری بیوی کو جنت میں ہر طرح آرام ہے تم کو بھوکا

وَلَا تَعْرٰى ۝ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝

اور برہنہ ہونا ہوگا۔ اور تو یہاں پیاسا نہ رہیگا اور نہ دھوپ کھاویگا۔ پھر شیطان نے اسکے دل میں وسوسہ ڈالا کہا اے آدم تو کہے تو میں تجھے ہمیشگی کا درخت اور نہ پرانی ہونیوالی سلطنت بتلاؤں؟

فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۚ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ۝

پھر آدم و حوا نے اس درخت میں سے کچھ کھالیا تو انکی برہنگی ظاہر ہو گئی اور انہوں نے باغ کے پتے ڈھانکنے لگے اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی سو بہکگیا پھر اسکو برگزیدہ کیا اور اسپر رحمت کی اور اسکو ہدایت دی

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ۝ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ

فرمایا یہاں تم سب کے سب نیچے اترجاؤ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے۔ پھر جو تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آوے پھر جو میری ہدایت پر چلیگا تو نہ گمراہ ہوگا اور نہ خراب ہوگا۔ اور جو میرے ذکر سے

ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝

منہ پھیریگا تو اسکی زندگی بھی تنگ ہوگی اور ہم قیامت میں اندھا کرکے اٹھاویں گے۔ کہیگا تونے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا اور میں تو بینا تھا۔

وَكَذٰلِكَ عطف ہے اَنْزَلْنٰهُ نص پر یعنی جسطرح ہمنے تجھے پہلے نکی راستی آمیز ہدایت خیز قصے بیان کئے اسی طرز پر تمام قرآن اے محمد صلی اللہ علیک وسلم نازل کیا ہے جسکے دو وصف اعلیٰ و عربی ہیں جسکا سمجھنا قوم عرب کیلئے آسان ہے دوم صرفنا اسمیں طرح طرح سے خوفناک باتیں بیان کی ہیں تاکہ لوگ پرہیزگاری اختیار کریں یا انکو سمجھ بوجھ پیدا ہو۔ کلام او منافات کے لئے نہیں ہے اور یہ قرآن اس خوبی کیساتھ اسنے اسلئے نازل کیا ہے کہ وہ بخل جہل غیر اور اسی صاف سے بری ہے جو غافل اور بد حوصلہ حاکموں کی اپنی رعایا کے ساتھ ہوتے ہیں جو انکی ترقی صلاح و فلاح سے بخبر رہتے ہیں بلکہ وہ اپنے بندوں کے حال سے واقف اور ہر دم مہربان ہے اور حق ہے کہ وہ مالک ہر کی ذات دائم و قائم ہے اسلئے اسنے اپنی بیتوی کے لئے یہ قرآن نازل کیا اور اس تعالی اقدس میں یہ بھی شامل ہے کہ اس سے کچھ کسکو نفع نہیں پہنچا اور کوئی کام اس بغیر بندہ تھا کیونکہ ہم ان تمام باتوں سے پاک و مستغنی ہیں بلکہ صرف تمہارے نفع دارین کے لئے چونکہ قرآن حسب تمہاری ہی اور تدریجاً نازل ہوا تھا اور حضرت صلعم کے دل میں اسکی تبلیغ اور اسکو یاد کرنے اور اسکے مطالب واضح کرنیکا بیحد شوق اور حد درجہ ولولہ تھا اسلئے فرمایا وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ الخ کہ وحی کے تمام ہونیسے پہلے قرآن کے پڑھنے میں جلدی نہ کر جب ایک مضمون کی وحی جو فرشتہ لاتا ہے تمام ہو چکے تب آپ پڑھیں اسطرح کا مضمون اور جگہ بھی آیا لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ شاید یہ آیت جلدی یا جبرئیل کے ساتھ ساتھ پڑھنے کی ممانعت میں ہو۔ اور رب سے دعا کرتا رہ کہ میرا علم زیادہ کر کیونکہ وقتاً فوقتاً وحی آتی ہے اسلئے علم زیادہ ہوتا رہے۔ اسمیں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ علم کا خزانہ ہماری پاس ہے اسمیں سے جسقدر ہم جسکو چاہتے ہیں بندہ علام الغیوب نہیں ہو سکتا۔

اسکے بعد بیحد چھٹی بار حضرت آدم کا قصہ بیان فرماتا ہے اور نئی غرض کے لئے تاکہ علم حضرت کا زیادہ ہو اور وہ یہ ہے کہ قرآن میں اس جگہ طرح طرح سے وعید بیان ہونے کا ذکر آگیا تھا

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ

فرمایا ایسا ہی ہوچکا تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تو تو نے انکو بھلا دیا اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا۔ اور ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں اسکو جو بیہودہ ہوا اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لایا۔ اور البتہ آخرت کا

الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي

سخت تر اور دیرپا ہے۔ پھر کیا انکو اس بات نے رہنمائی نہ کی کہ ہم نے انسے پہلے کتنی ایک قرنوں کو غارت کر دیا کہ جنکے مکانوں پر سے یہ گزرتے ہیں۔ اس میں عقلمندوں کے لئے بڑی

النُّهٰى ۝ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ۝ فَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

نشانیاں ہیں۔ اور اگر تیرے رب کی طرف کی ایک بات نہ ہو چکی ہوتی اور وہ عذاب مقرر نہ ہوتا تو عذاب لازم ہو چکتا۔ پھر وہ جو کہتے ہیں اسپر صبر کر اور اپنے رب کی تسبیح کر حمد کے ساتھ آفتاب نکلنے سے پہلے

وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَاۗئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝

اور غروب ہونے سے پہلے۔ اور رات کی گھڑیوں میں بھی تسبیح کر۔ اور دن کے اول آخر میں بھی کہ تو راضی ہو جاوے۔

جسکی نظیر میں حضرت آدم کا قصہ پیش ہوتا ہے کہ ایسے اولوالعزم شخص نے نافرمانی کی گو وہ عمداً نہ ہو مگر ترک تحفظ کیا اور عہد الٰہی کے خلاف کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جنت سے نکالے گئے انکے تن پر جو لباس تھے دور کئے گئے برہنگی کے مارے درختوں کے پتے بدن سے چپکاتے تھے آخر نیچے پھینکے گئے باہمی عداوت اور دنیاوی تکالیف میں مبتلا ہوئے آخر انکے پشیمان ہونے اور توبہ کرنے اور رونے پر پھر خدا نے انکو برگزیدہ کیا اور راہ راست کی رہنمائی کی۔

اور دوسرا وعید ہی قصہ میں یہ ہے جسکی ربط دینے کے لئے از سر نو یہ قصہ بیان کرنا پڑا اور وہ یہ ہو فاما یاتینکم منی ہدی الخ کہ جب تم دنیا میں بھیجے گئے اور شیطان ابلیس آدم کی عداوت اور ضلال و تضلیل کا سلسلہ بھی جاری ہوا تو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کا مقتضے یہ بھی ہوگا کہ وہ تمہاری پاس اپنی ہدایت رسول اور کتاب بھیجگا پھر جو اس ہدایت پر چلیگا تو وہ اس سیدھے رستہ سے جو جہان کو دار الخلد تک پہنچاتا ہے نہ بھٹکیگا نہ خراب ہوگا۔ ولا یشقیٰ یعنی شقاوت بدبختی سے محفوظ رہیگا۔ شقاوت کے دو قسم ایک دنیاوی دوسری اخروی ہدایت الٰہی کے طفیل ان دونوں سے محفوظ رہتا ہے اور جو اس ہدایت سے منہ پھیر یگا اسکی دو سزائیں ہونگی ایک دنیاوی فان لہ معیشۃ ضنکا۔ (فالضنک صایضیق والشدۃ وہو مصدر یوصف بہ فیقال منزل ضنک وعیش ضنک۔ کبیر) کہ اسکی زندگی تنگ ہوگی عام مفسرین کے نزدیک زندگی دنیا کی تنگی مراد ہے کیونکہ کافر مال و جاہ پر حریص ہوتا ہے گو باعتبار قید حلال و حرام ہونے کے وہ جنت میں ہے جیسا کہ آیا ہے الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر۔ مگر وہ کون ہے کہ جسکو تمام باتیں حسب دلخواہ حاصل ہوگئی ہوں اسکی پریشانی میں کمی ہے اور مومن کی نظر دار آخرت پر ہوتی ہے اسکو کسی تکلیف میں تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ اور یوں بھی ہے کہ خدا کی ہدایت سے منہ پھیرنے سے دنیا میں بلائیں نازل ہوتی ہیں سیکڑوں قومیں ایسی ہیں کہ اسی سبب سے برباد ہو گئیں جیسا کہ اسکی تائید کے لئے اگلی آیت میں فرماتا ہے

افلم یہد لہم کم اہلکنا قبلہم من القرون کہ کیا انکو اس بات سے رہنمائی نہیں ہوتی کہ ان کفار قریش سے پہلے ہم کتنی قوموں کو نافرمانی کی وجہ سے ہلاک کر چکے ہیں آج جنکی اجڑی ہوئی مکانوں سے یہ چلتے پھرتے ہیں عاد و ثمود۔ بنی اسرائیل فراعنہ و شاہان بابل شاہان مصر وغیرہ۔ خدا کی نافرمانی کر کے کوئی قوم اخیر تک سرسبز نہیں رہتی۔ بعض کہتے ہیں قبر کی تنگی بعض کہتے ہیں آخرت کی تنگی مراد ہے۔ دوسری یہ کہ اسکو قیامت میں اندھا کر کے اٹھاویں گے وہ کہیگا میں دنیا میں آنکھوں والا تھا آج رب نے اندھا کر کے کیوں اٹھایا جواب ملیگا تو بھی تو دنیا میں ہماری آیتوں سے اندھا ہو گیا تھا۔ آخرت میں اندھا ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ جسمانی تاریکی میں مبتلا ہونگے نور روحانی نصیب نہ ہوگا پل صراط سے انکے لئے ظاہری آنکھیں ہونی اور بینائی سے اوپر دیکھنے میں کچھ منافات نہیں۔ پہلی قوموں کی ہلاکت بیان فرما کر یہ بات فرماتا ہے کہ گم نوشتہ ازلی کہ چند روز ہم انکو دنیا میں رکھینگے)

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ وَأْمُرْ أَهْلَكَ

اور تو اپنی آنکھیں نہ پھاڑ ان چیزوں کی طرف جو بھتے انکو دنیا کی آرائش ہر قسم کی دی ہے۔ انکی آزمائش کیلئے۔ اور تیرے رب کا رزق بہتر اور دیرپا ہے اور اپنے کنبے کو

بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ۝ وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم

نماز کا حکم دے اور اسکی برداشت کر ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے۔ روزی ہم دیتے ہیں۔ اور عاقبت پرہیزگار کیلئے ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہمکو اسکا کوئی نشانی اپنے رب کے پاس سے نہیں لاتا کیا انکے پاس

بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝ وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن

پہلی کتابوں میں کی نشانی نہیں آچکی ہے۔ اور اگر ہم ان سے پہلے انکو عذاب سے ہلاک کرتے تو کہتے کہ اے رب تو نے کیلئے ہمارے پاس اپنا رسول نہیں بھیجا کہ ہم رسوا اور ذلیل ہونے سے پہلے

نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ ۝ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ ۝

ع ۱۴

تیری آیتوں کو مانتے۔ کہہ ہر ایک انتظار کر رہا ہے سو انتظار کر پھر تمکو معلوم ہو جاتا ہے کہ سیدھے رستہ والا کون اور ہدایت پانے والا کون ہے۔

واقع نہ آتا تو ان لوگوں پر بھی عذاب دنیا ہی میں آچکتا۔ اسپر بھی اے نبی جو ہدایت پر نہیں آتے اور تجھے ستاتے ہیں تو صبر کر اور اپنے لئے دار آخرت کی تیاری کر تاکہ تو ہائے خوش وقت رہے فقال فاصبر علی مایقولون۔ وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس الخ تسبیح سے مراد اکثر علما کے نزدیک نماز پنجگانہ ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں قبل طلوع الشمس سے مراد نماز فجر ہے اور قبل غروبہا سے ظہر و عصر و من آنائ الیل سے مغرب و عشا۔ اور قولہ واطراف النہار دو نمازوں کے لئے جو دن کے اول و آخر ہوتی ہیں یعنی فجر و مغرب تاکید کا جملہ ہے جیسا کہ الصلوۃ الوسطی عصر کے لئے۔ گرچہ دن کی دو طرف ہوتی ہیں مگر ہر دن کے لحاظ سے اطراف جمع کا صیغہ آیا بعض کہتے ہیں اوقات مذکورہ میں جو تقرب کے اوقات ہیں اور ان اوقات میں انسان کو مشاغل دنیا و یہ سے غفلت ہو جاتی ہے عموماً انکی تسبیح و تقدیس کو نام لیا ہے جو نماز کو بھی شامل ہے۔

ف (۱) نسی و لم نجد لہ عزماً سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آدمؑ کا گناہ سہواً تھا وقت پر مانعت یاد نہ رہی لیکن احتیاط نبی اسلئے عتاب ہوا (۲) آدمی کی جبلی عادت ہے کہ وہ اپنے باپ دادا کے کمالات پر نازاں ہوا کرتا ہے اور بسا اوقات اسی پر تکیہ کر لیتا ہے کہ ہم فلاں بزرگ کی اولاد میں ہیں یہی غم ہوا اسلئے آدم کے قصہ میں متنبہ کر دیا کہ ایسے نازاں نہو نا خود تمہارے بزرگ سے نافرمانی ہو کر کیا سلوک ہوا کہ سجود ملائکہ تھے اور پھر خوار ہی ہوئے لے بجز توبہ کے انکو چارہ نہوا۔ یہ ہے وعید شدید۔

ولا تمدن الخ المد در از کردن کشیدن۔ اور مراد رغبت اور حسرت کے ساتھ نگاہ کرنا۔ دار آخرت کے توشہ کی تعلیم کر کے جو نماز بھی ہے دنیا کی وہ ہیاہو آرائش و تجمل جو کفار اور دولتمندوں کو دی گئے ہیں مکان اور عمدہ لباس عمدہ عورتیں اور سواریاں اور دیگر چیزیں۔ انکی طرف رغبت کی نگاہ سے منع کرتا ہے کیونکہ یہ چیزیں انکے لئے فتنہ ہیں نہیں انکی خدا تعالیٰ آزمائش کرتا ہے سو وہ نہیں ایسی مصروف ہوتے ہیں کہ دار آخرت اور اسکے توشہ کا انکو یمین خیال بھی پیدا نہیں ہوتا جب اس جہان سے جاتے ہیں تو خالی ہاتھ جاتے ہیں اور ادھر ہیں تجمل کے چھوڑتے وقت انکی روح پر صدمہ عظیم ہوتا ہے۔ چشم نگران ست کہ لکنش بادگران ست۔ ان چند روزہ عیش کے مقابلہ میں عذاب دائمی بڑا فتنہ ہے اور نیز اس دولت کی وجہ سے ظلم و ستم طرح طرح کے گناہوں میں بھی مبتلا ہوتے ہیں حضرت صلعم کی آنکھوں یہ سب سامنے تھا مگر حضرت سے خطاب کر کے اور دنکو سنایا جاتا ہے۔ پھر فرماتا ہے تیرے رب کی روزی جو تجھکو دی رکھی ہے بقدر ضرورت یا بنوت اور دار آخرت بہتر اور ہمیشہ رہنے والی چیز ہے۔ ایسے عارف تارک الدنیا کے متعلق لوگ غالباً مال و نفقہ اور دنیا ہی سامان سے خالی رہا کرتے ہیں اور کچھ عجب نہیں کہ انکو دل پر دوسروں کے ساز و سامان کو دیکھکر کچھ حسرت پیدا ہوتو اسلئے حضرت صلعم سے فرمایا وامر اہلک بالصلوۃ کہ انکو توشہ آخرت نماز کا حکم دے اور خود بھی اسپر چارہ تجھے ہم رزق دینے کا حکم نہیں دیتے کیونکہ روزی ہم دیتے ہیں اور عاقبت کی بہتری پرہیزگاری سے ہے پرہیزگاری میں کوشش کر۔ وقالوا لولا الخ یہی باتوں کو سنکر کفار کہتے تھے کہ کوئی معجزہ دکھاتا ہے جو کچھ معجزے یا حضرت کی بشارت اور پہلوں کا انجام پہلی کتابوں میں ہے کچھ کم ہے؟ پھر فرماتا ہے ہم چاہتے تو بغیر رسول بھیجے انکے گناہوں پر انہیں ہلاک کر دیتے گردہ عذر کرتے کہ رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم اسکو مانتے۔ پھر فرماتا ہے انسے کہو ذرا انتظار کرو میرے بعد تمکو آپ معلوم ہو جاویگا کہ سیدھے رستہ پر کون ہے؟

سورۂ انبیا مکیہ ہے اسمیں ایکسو گیارہ آیات اور سات رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝

آدمیوں کا حساب قریب آگیا اور وہ غفلت ہی میں پڑے ہوئے منہ پھیر رہے ہیں۔ انکے رب کے ہاں سے سمجھانے کی کوئی نئی بات انکے پاس ایسی نہیں آتی کہ وہ ہنسی تمسخر میں نہ ڈالتے ہوں

لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۡ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ

انکے دل اسکی سمجھ سے غافل ہوتے ہیں۔ اور ظالموں نے چپکے چپکے مصلحت کی۔ کہ کیا ہے یہ رسول مگر تمہارے جیسا آدمی۔ کیا تم دیدہ و دانستہ جادو کی پیروی کرا جاتے ہو۔ رسول نے کہا کہ میرا رب

فِي السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝

آسمان اور زمین میں کی بات جانتا ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ پر کافروں نے کہا کہ یہ قرآن پریشاں خیالات ہیں بلکہ اسکو اخذ و بنا لیا ہے بلکہ وہ شاعر ہے۔ پھر تو ہمارے پاس کوئی ایسی نشانی لاوے کہ جیسی پہلے رسول بھیجے گئے تھے

مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔـلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ

انسے پہلے جس بستی کو ہنے ہلاک کیا وہ ایمان نہ لائی پھر کیا یہ ایمان لے آوینگے۔ اور تجھسے پہلے ہنے نہیں بھیجے مگر آدمی کہ انکی طرف ہنے وحی کی تھی۔ پھر تم ذکر والوں سے پوچھ دیکھو اگر

لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَاۗءُ وَاَهْلَكْنَا

نہیں جانتے۔ اور ہنے انکو ایسا جسم نہیں بنایا تھا کہ وہ کھانا نہ کھاتے اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔ پھر ہنے اپنے وعدہ کو سچا کیا تب انکو اور جسکو چاہا نجات دیدی گئی اور حد سے بڑھ گئے تھے

الْمُسْرِفِيْنَ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

انکو ہلاک کر دیا۔ ہنے تمہاری ہی اس ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جسمیں تمہاری نصیحت ہے پھر کیا تمکو عقل نہیں۔

ترکیب

وہم مبتدا۔ ومعرضون خبر وفی غفلۃ ضمیر معرضون سے حال ہے اے اعرضوا غافلین اور ممکن ہے کہ خبر ثانی ہو۔ لاہیۃ قلوبہم حال ہے ضمیر یلعبون سے اور یہ دونو حال مترادف یا متداخل ہیں اور جنے لاہیۃ کو مرفوع پڑھا ہے تب ایک ہی حال ہے اسلئے کہ یہ خبر بعد خبر ہوگا اھل ہذا جملہ محل نصب میں النجوی سے بدل ہو کر اے واسروا ہذا الحدیث۔ قال بصیغۂ ماضی رسول کا قول ہو کر حمزہ و کسائی حفص کی قرات اور دیگر قرا نے قل امر پڑھا ہے۔

تفسیر

یہ سورہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے اسمیں بھی بیشتر توحید و نبوت اور عالم آخرت کا ثبوت اور انبیا علیہم السلام کے عبرت انگیز ذکر ہے اور انکی نافرمان قوموں کا انجام بد اور انسان کا بارگاہ الٰہی میں حساب دینے کے لئے حاضر ہونیکا بیان ہے پس فرماتا ہے اقترب الخ کہ انسان کے حساب کا وقت قریب آگیا اور وہ غفلت میں ہی پڑا ہوا عذاب کے فرستادوں سے منہ موڑ رہا ہے اور جو کوئی نئی بات وعظ و پند کی انکے کانوں میں پڑتی ہے تو اسکی طرف کھیل کود میں توجہ بھی نہیں کرتے۔

حساب سے مراد قیامت کے دن کا حساب ہے اور گو وہ ابھی صدہا ہزارہا سال بعد آئیگا مگر آئندہ آنیوالی چیز تو گھڑی گھڑی قریب ہی ہوتی جاتی ہے کیا خوب کہا ہے کسیئے ؎ ما اقرب ما ہو آت و ما ابعد ما ہو فات کہ آنیوالی چیز بہت ہی قریب ہے۔

فضیر کرتا ہے کہ حساب کا وقت کچھ قیامت ہی پر موقوف نہیں بلکہ بعد موت کے بھی انسان اپنے خدا کے روبرو جاتا اور اسکو قبر میں اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے سو یہ بھی ایک قسم کا حساب ہے پس آیت کے قریب معنے تو یہ ہوئے میں تو کسیکو بھی کلام نہیں یعنی انسان غفلت کی نیند میں ہوتا ہے کہ موت آلیتی ہے واسروا النجوی یہ جملہ مستانفہ ہے انکی عادات رذیلہ کے بیان میں اور انکے اعراض اور غفلت اور کھیل اور کود سمجھنے کے ثبوت میں۔ النجوی اسم ہے التناجی سے جسکے معنی سرگوشی کرنا پھر اسکے مخفی کرنے کے بھی معنی کہ ان باتو نکو جنکا ذکر اگلے جملہ میں آتا ہے نہایت مخفی طور سے باہم کہتے تھے۔ انسان جس بات کو اہم سمجھتا ہے اسکی بابت مخفی طور پر مشورہ کیا کرتا ہے۔ اور وہ باتیں یہ ہیں (۱) ہل ہذا الا بشر مثلکم کہ یہ رسول تو تمہارے جیسا آدمی ہے جسطرح ہم کھاتے پیتے سوتے جاگتے ہیں ایسا ہی یہ بھی کرتا ہے پھر یہ رسول کیسا جو خدا کی باتیں خاص اسکے پاس آتے ہیں ہمارے پاس نہیں؟ (۲) افتاتون السحر وانتم تبصرون قرآن مجید کو اسکے اعجاز کی وجہ سے مکہ کے کافر جادو کہتے تھے۔ پھر اسکی نسبت ایک دوسرے کو کہتا تھا کہ تم قرآن پر نہ چلو جان بوجھکر کیوں جادو پر چلتے ہو؟ یہ بات انکو دل میں تھی دل میں تو حق جانتے تھے مگر لوگوں کے گمراہ کرنے کو سحر اور جادو کہتے تھے قال ربی یعلم القول یہ انکی مخفی کر کے کہنے کے جواب میں ہے رسول کی زبان سے کہ اُسنے انہی کہا یا رسول کو حکم دیتا ہے کہ اُسنے کھدیا تم ہزار چھپاؤ میرا رب جو آسمان و زمین کی تمام مخفی باتیں جانتا ہے اور وہ سُننے والا جاننے والا ہے اُس سے تمہارا یہ مخفی شور کب مخفی رہ سکتا ہے؟ القول صاحب کشاف کہتے ہیں لفظ قول عام ہے شامل ہے سر و جہر کو تاکید کے لئے یعلم السر کی جگہ یعلم القول کہا۔

بل قالوا اضغاث احلام بل افتراہ بل ہو شاعر کفار مکہ کو قرآن کے جادو کہنے میں بھی استقلال نہ تھا جیسا کہ بے تک کوئی کسی میں عیب لگایا کرتا ہے تو وہ اسیطرح مختلف باتیں کہا کرتا ہے یعنی جادو پھر بھی ایک نادر چیز ہے یہ تو ایسا بھی نہیں بلکہ پریشان خیالات ہیں کہ جنکو انخود محمدؐ نے بنا کر ذرا اچھی اور دلچسپ عبارت میں جمع کر لیا ہے کیونکہ وہ شاعر ہے۔ (۳) فلیاتنا بایۃ الخ پہلے نبیوں کی طرح کوئی بڑا بھاری معجزہ کیوں نہیں دکھاتا کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا؟ یہ انکے تین شبہ تھے جنکی تقلید میں آج کل کے عیسائی اور متعصب ہنود بھی یہی کہا کرتے ہیں ما امنت من قریۃ اہلکناہا افہم یؤمنون یہ انکی تیسری بات کا جواب ہے جسکو وہ بار بار منہ پر لاتے اور رسول علیہ السلام کے سامنے پیش کیا کرتے تھے کہ اسنے پہلے جسقدر بستیوں کو ہمنے ہلاک کیا ہے انہوں نے اپنے رسول سے وعدہ کر لیا تھا کہ ہم معجزہ دیکھکر ایمان لے آئینگے مگر جب انکو معجزہ بھی دکھایا تب بھی ایمان نہ لائے پھر یہ جو معجزہ کی درخواست کرتے ہیں کیا ایمان لے آئینگے؟ اسلئے انکی خواہش کے موجب معجزہ نہیں دکھایا جاتا کیونکہ ایک وقت مقرر تک انکا ہلاک کرنا ہمکو منظور نہیں وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیہم یہ انکے پہلے شبہ کا جواب ہے کہ محمد صلعم سے پیشتر ہمنے جسقدر رسول بھیجے ہیں وہ بھی تو آدمی تھے کہ جنکی طرف وحی کی گئی تھی فرشتہ نہ تھے اگر تمکو معلوم نہو تو فاسئلوا اہل الذکر اہل کتاب سے پوچھ دیکھو کہ جنکے تم اے اہل مکہ اکثر باتوں میں معتقد ہو اور انسے پوچھ پوچھ کر اعتراضات کیا کرتے ہو وما جعلناہم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین اور ان انبیاء کو ہمنے ایسے بدن عطا نہ کئے تھے کہ جو کھانے کے محتاج نہوں اور ہمیشہ باقی رہیں بلکہ وہ کھاتے پیتے تھے آخر دنیا سے اُٹھ گئے موت سے نہ بچے ہاں وہ ہمارے رسول تھے انہوں نے اپنی نافرمان اور سرکش قوموں کی ہلاکت کے لئے جو کچھ وعدے کئے تھے ثم صدقناہم الوعد انکو ہمنے پورا کر دیا فانجیناہم ومن نشاء واہلکنا المسرفین رسولوں اور انکے پیروؤں کو بچا لیا اور بدکاروں کو حد سے گزرنے والوں کو ہلاک کیا لقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم افلا تعقلون یہ انکی دوسری بات کا جواب ہے کہ قرآن کو جو ہمنے تمہارے پاس بھیجا ہے میں غور کرو کہ تمہارے لئے اسمیں کس قدر وعظ و نصیحت ہدایت و سعادت ہے۔ پھر اسکو سحر اور کیا کیا کہتے ہو؟ افلا تعقلون کیا تم کو عقل نہیں ہے؟

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ۝ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُونَ ۝ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا

اور بہت سی بستیاں ہمنے غارت کردیں جو ظالم تھیں اور انکے بعد ہمنے اور قومیں پیدا کیں۔ پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب آتے دیکھا تو فوراً ہی بھاگنے لگے۔ مت بھاگو اور ان نعمتوں

إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا

کی طرف جاؤ جو تمہیں دی گئیں اور اپنے مکانوں کی طرف تاکہ تمسے پوچھا جاوے۔ کہنگے اے افسوس ہم تو ظالم تھے۔ پھر وہ ہمیشہ یہی پکارتے رہے یہانتک کہ ہمنے انکو بیخ بریدہ

خَامِدِينَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ۝ لَوْ أَرَدْنَا أَن نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنَاهُ مِن لَّدُنَّا إِن كُنَّا فَاعِلِينَ ۝ بَلْ

بجھا ہوا کردیا۔ اور ہمنے آسمان اور زمین اور انکے اندر کی چیزیں کھیلنے ہوئے نہیں بنائیں۔ اگر ہم کھیل بنانا چاہتے تو اپنے ہی ہاں کے لئے بناتے اگر کرنے والے ہوتے۔ بلکہ

نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ۝ وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَنْ عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ

حق کو باطل پر پھینکتے ہیں سو وہ سچکو توڑ ڈالتا ہے پھر جبھی مٹ جاتا ہے اور خرابی ہے تمہاری بیان سے۔ اور اسیکا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور جو اسکے پاس ہیں انکی عبادت سے

عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۝ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ۝ أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنشِرُونَ ۝ لَوْ كَانَ

تکبر نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں۔ رات دن تسبیح کرتے نہیں تھکتے۔ کیا انہوں نے زمین پر معبود مقرر کئے ہیں کہ وہ پیدا کرتے ہیں۔ اگر

فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ۝

آسمان زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو وہ خراب ہوجاتے۔ پس اللہ عرش کا مالک پاک ہے انکے اوصاف سے۔ وہ نہیں پوچھا جاسکتا کہ کیا کرتا ہے اور وہ پوچھے جاتے ہیں۔

ترکیب

وکم قصمنا صاحب کشاف کہتے ہیں قصم سطرح سے توڑنے کو کہتے ہیں کہ ایک ایک ٹکڑا جدا ہوجاوے بخلاف قصم اور کسر کے۔ قریہ سے مراد وہاں کے سکان بحذف مضاف۔

کم خبریہ تکثیر کے لئے محل نصب میں قصمنا کی وجہ سے من قریۃ تمیز کانت ظالمۃ محل جر میں قریۃ کی صفت ہو کر بحذف مضاف۔ اذا مفاجات کے لئے ہم مبتدا

یرکضون خبر اذا اسکا ظرف تلک دعوٰھم تلک موضع رفع میں اسم زالت و دعوٰھم خبر و بجوز العکس۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا جنہوں نے مسرفین کو ہلاک کردیا اب پھر اسکی تشریح فرماتا ہے کہ وہ مسرفین کون تھے اور انکی کیا عادات تھے اور کسطرح سے ہلاک ہوئے ہیں تاکہ ان مشرکین کو معلوم ہو کہ

وہ ہماری ہی مانند کافر اور بدکار تھے اب بھی عذاب الٰہی سے ڈرنا چاہئے پس فرماتا ہے وکم قصمنا کہ ہمنے بہت سے شہر و نکو ہلاک کر برباد یا غارت کردیا ہے جنکے رہنے والے ظالم و بدکار تھے

اور انکی جگہ اور نئی قومیں آباد کردیں اور نئے لوگ پیدا کردئے۔ پھر جب ان غارت ہونیوالے لوگونکو ہمارا عذاب آتا ہوا دکھائی دیا جیسا کہ انبیائے انکو خبر دی تھی (یعنی

ثم صدقناھم الوعد کی تفسیر ہے) تو اس عذاب سے بھاگنے لگے۔ رکض ایڑ مارنا و منہ قولہ تعالیٰ ارکض برجلک پس ممکن ہے کہ جب انکو عذاب الٰہی کے آثار نمودار ہوتے دکھائی دئے تو

اپنی سواریوں پر سوار ہو کر انکو ایڑ مار کر اپنے شہر و دیار چھوڑ چھاڑ بھاگتی ہونگے یا رکض کے ساتھ انکا جلدی بھاگنا سرعت کیوجہ سے تعبیر کیا گیا۔ لاترکضوا فرشتہ یا ہاتف غیب نے

یا انکے حال موجودہ نے انہی کہا کہ مت بھاگو اور نکو جو کچھ خدا نے نعمتیں اور عمدہ مکانات اور باغ اور مال و زر اور محبوبان و فرزند دیکر رکھے تھے لوٹ کر وہیں جاؤ شاید تمسے

سوال کیا جاوے یعنی بھاگنا سود مند نہ ہوگا۔ اور انکے مکانات اور نعما کی طرف لوٹ کر جانیکا حکم دینیوں ہے گویا انپر فرض ہے کہ آج بھید سب چیزیں تمسے جھینی جاتی ہیں تمنے

انکی شکر گزاری نہ کی تھی اب انہیں کو دیکھ دیکھ حسرت کے ساتھ جان دو اور انکو بھی اپنے پیروں برباد ہوتے دیکھو۔ اور انہی سوال ہونیسے یہ مراد کہ تمہارے اموال و مکانات کے

ساتھ ہلاک ہونے سے کل آئندہ آنیوالے لوگ سوال کرینگے کہ یہہ کون لوگ تھے اور کیونکر ہلاک ہوئے؟ یہہ بطور تعریف کے فرمایا کہ جاؤ تمہارے لوگ جو چار ناحق لوگ تھے جو پوچھ پوچھ کر کام کرینگے جیسا کہ تمہاری بھالی کے وقت میں کیا کرتے تھے یعنی کہاں بھاگ کر جاتے ہو وہیں جاؤ ناجا کر ویسی ہی حکومت چلاؤ۔ پھر فرماتا ہے فما زالت تلک دعوٰہم حتی جعلنا ہم حصیداً خامدین کہ وہ ہلاک ہوتے ہوتے تک یوں ہی پکارا کئے یا ویلنا انا کنا ظالمین کہ اے افسوس اے خرابی بیشک ہم ستمگار تھے۔ مگر ہوقت انکا کہنا کیا فائدہ دیتا تھا آخر یوں ہی پکارتے پکارتے نیست و نابود ہو گئے۔ دعوٰی مصدر بمعنی الدعوۃ پکارنا جیسا کہ اہل جنت کی شان میں آیا ہے واٰخر دعوٰہم ان الحمد للہ رب العالمین۔ حصیداً کٹی ہوئی کھیتی بمعنی المحصود۔ خٰمدون بجھنا آگ کا۔ یعنی انکو ہنے ایسا کر دیا جیسی کھیتی کٹی ہوئی پڑی ہوتی ہے اور اس طرح بجھا دیا جسطرح آگ بجھ جاتی ہے مراد یہہ کہ ہلاک و برباد کر دیا۔

ان گاؤں کی نسبت کہ جنکا ان آیات میں ذکر ہے مفسرین کا اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ حضور اور سحول یمن میں دو شہر تھے جہاں عمدہ کپڑا بنتا تھا وہ مراد ہیں کوئی کہتا ہے شام کے ملک میں سدوم وغیرہ قوم لوط کی بستیاں مراد ہیں۔ فقیر کہتا ہے کہ شام و یمن پر کیا موقوف ہے تاریخ کھول کر دیکھئے کہ تو ہر ملک میں ایکو ایسے بہت سے اجاڑ شہر ملینگے کہ جو زلزلہ یا سماوی پتھروں یا طغیانی دریا یا وبا یا قتل یا پہاڑ کے آتشی مادہ سے یا کسی اور آفت الٰہی سے جو معمولی آفتوں کے علاوہ ہے برباد ہوئے ہیں اور اب ان قوموں کا نام و نشان بھی نہیں انکی جگہہ اور قومیں آباد ہیں۔ عبرت عبرت۔

وما خلقنا السماء والارض الخ مشرکین بلکہ اور بہت سے لوگوں کا یہہ خیال تھا کہ انسان اور دیگر چیزیں آپ ہی پیدا ہوتی ہیں اور آپ ہی مٹ جاتی ہیں خدا کو انسان کے نیک و بد سے کیا غرض اور رسولوں کے بھیجنے سے کیا مطلب؟ پھر جو کوئی قوم یا شہر برباد ہوا یا ہوتا ہے اسمیں انکے گناہ و ثواب کو کیا دخل یہہ سب بہانا رضی و سماوی سے ہے۔ اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ آسمان اور زمین اور انکے اندر کی کائنات نا خود بخود پیدا ہو ہی نہیں گئی ہیں بہر طور کوئی انکی علت و سبب نکالو گے پھر اسمیں کلام ہو گا انجام کار خدا کا قائل ہونا پڑیگا پھر جب انکے ہم خالق ہیں تو باوجود اس علم و حکمت کے ہمنے ان چیزوں کو عبث اور بیکار تو پیدا کیا ہی نہیں بلکہ ہر ایک سے ایک غائۃ مطلوبہ ہے پھر جن چیزوں کو فی الجملہ اس غائۃ اور کمال حاصل کرنیمیں اختیار بھی دیا گیا ہے اور وہ اسکو حاصل نکرینگے (جیسا کہ خلقت انسان سے مقصود اسکی معرفت و عبادت دونوں مصالح ہیں) تو نکے ہونگے جیسا کہ سیب و ارو خت کی نکمی شاخ جسکا کاٹنا ضروری ہوتا ہے تاکہ اسکی جگہہ دوسری شاخ پھوٹے (وتنشا بعدہا قوماً آخرین) رہے اسباب ارضی و سماوی وہ سب بھی ہمارے ہی ہاتھمیں ہیں۔ سحاب کا پیدا کرنا بربادی اور ہلاکت کے لئے یا سعادت کے لئے ہمارا ہی کام ہے۔ اور اگر اسکو دنیا کے پیدا کرنیسے کھیل اور تماشا ہی نظر ہوتا تو لاتخذناہ من لدنا ہی من عندنا اپنے ہاں یعنی مجردات اور نورانی چیزیں جو ہمارے سوا ربوبیت کا نمونہ ہیں کیا کم تھیں؟ بلکہ انبیاء و رسل بھیجنے سے ہمارا مقصود تو ہمات باطلہ کا مٹانا اور حق کا جتلانا ہے۔ اس مضمون کو کس خوبی سے ادا کیا ہے باطل کو مٹی کے خام برتن سے تشبیہ دی اور حق کو سخت پتھر سے کہ جب اسکو اس برتن پر پھینکا تو یہ فوراً ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے لہٰذا فرماتا ہے کہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں جس سے وہ باطل مٹ جاتا ہے۔

اور اے کفار ولکم الویل مما تصفون تم جو ہمپر بے بیان کرتے ہو اس سے تمہارے لئے خرابی ہو۔ اور منجملہ انکے برے بیانوں کے ایک یہہ بھی تھا کہ وہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں اور عیسائی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اب اسکا ابطال فرماتا ہے ولہ من فی السموٰت والارض کہ زمین و آسمان میں جو کچھہ ہے اللہ ہی کی ملک ہے پھر اسکو بیٹے کی کیا حاجت ہے؟ اور جو بیٹا ہی پھر اسنے کیا پیدا کیا ہے؟ یہہ چیزیں تو خدا کی پیدا کی ہوئی ہیں؟ ومن عندہ اور جو اسکے پاس تھے ہیں یعنی ملائکہ وہ تو خود رات دن اسکی عبادت کرتے ہیں تھکتے نہیں تکبر کرتے ہیں پھر وہ اسکی بیٹیاں کیونکر ہیں؟ ام اتخذوا الٰہۃ زمین کی چیزوں کو انہوں نے گویا خدا بنا لیا ہے پھر کوئی پوچھے ہم مشرکوں کیا وہ کیسکو زندہ کر سکتے ہیں؟ نہیں لو کان فیہما الخ اگر آسمان و زمین میں دو خدا ہوں تو اس کے جھگڑے سے نہ آسمان رہے نہ زمین پس خداء عرش کا مالک جسکو کوئی پوچھ نہیں سکتا کہ کیا کرتا ہے ان باتوں سے پاک ہے۔

أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً ۖ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُمْ مُعْرِضُونَ ۝

کیا انہوں نے اُسکو سوا اور معبود بنا رکھے ہیں۔ کہہ اپنی دلیل تو پیش کرو۔ یہ قرینے ساتھ والوں کا ذکر (قرآن) ہے اور مجھسے پہلے جو بھی ہوئے ہیں کتابوں کا ذکر (یعنی توریت و انجیل وغیرہ) تو ان میں کسی نے بھی نہیں بلکہ انہوں اکثر حق سے منہ پھیر رکھے ہیں

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ

اور تجھسے پیشتر جسے ایسا کوئی رسول نہیں بھیجا کہ جسکی طرف یہ وحی کی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں سو میری ہی عبادت کرو۔ اور وہ کہتے ہیں کہ رحمان نے فرشتوں کو بیٹیاں لیا ہے وہ پاک ہے بلکہ وہ اسکے معزز

مُكْرَمُونَ ۝ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ

بندے ہیں۔ کلام کرنے میں اس سے آگے نہیں بڑھتے اور وہ اسکے حکم پر کام کرتے ہیں۔ وہ جانتا ہے جو کچھ انکے آگے اور جو کچھ انکے پیچھے ہے۔ اور وہ شفاعت نہیں کرتے مگر اسکے لئے جسے وہ پسند کرے اور وہ اسکی

خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ۝ وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِنْ دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ۝ ع

خوف سے ڈرتے ہیں۔ اور جو کوئی انہیں سے یہ کہے کہ اسکے سوا میں خدا ہوں تو ہی ہم اسکو جہنم کی سزا دیں۔ ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

پھر تہدید و توبیخ کے لئے اسی جملہ کو نقل فرماتا ہے ام اتخذوا الخ کہ کیا انہوں نے خدا کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں؟ پھر اس بات کو دو طرح سے باطل کرتا ہے (۱) قل ہاتوا برہانکم کہ ہر کوئی سند یا دلیل پیش کرو اور جب سند نہیں تو محض وہم اور فاسد خیال ہے (۲) ہذا ذکر من معی و ذکر من قبلی کہ اچھا اگر تمہارے پاس کوئی عقلی دلیل اس بات پر نہیں نقلی پیش کرو۔ نقلی دلیل کتاب الٰہی سے ہو تو مسلم ہے ورنہ نہیں اور کتاب الٰہی جو میرے ساتھ والوں کا یعنی اُمت کا ذکر یعنی فہمائش کرنے والا ہے قرآن مجید ہے اور مجھسے پہلے لوگوں کا ذکر توراۃ و انجیل و زبور و صحف انبیا بھی دنیا میں آچکے ہیں پھر کسی میں تو دکھاؤ کہ اور بھی خدا کے سوا معبود ہیں؟۔ سعید بن جبیرؓ و قتادہ و سدی کہتے ہیں کہ یہ ذکر من قبلی قرآن مجید کی صفت ہے کہ اس قرآن میں میری اُمت کا اور مجھسے پہلے لوگوں کا ذکر ہے اب اُس سے بڑھکر اور جامع کونسی کتاب ہوگی جو مانوگے؟ فرماتا ہے بل اکثرہم لا یعلمون الحق فہم معرضون کہ یہ جو اس سے اعراض کرتے ہیں اس سے کتاب الٰہی کا قصور نہ سمجھنا چاہئے بلکہ اکثر ان میں سے نادان اور جاہل ہیں حق شناس نہیں ہیں اسلئے اعراض کرتے منہ موڑتے ہیں۔ اس کتاب کا اور اگلی کتابوں کا تو حال انہیں معلوم ہو گیا ہے بزرگان دین جو انبیا اور رسول ہیں انہوں نے بھی کبھی دو خدا کی عبادت نہیں بیان کی بلکہ وما ارسلنا من قبلک الخ اے محمد تجھسے پیشتر جسقدر انبیا بھیجے ہیں سب کی طرف یہی وحی کی تھا کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں میری ہی عبادت کرو۔ چنانچہ توریت موجودہ اور اناجیل موجودہ میں بھی یہ بات موجود ہے پھر مسیح کا خدا ہونا اور خدا کا بیٹا ہونا اسیطرح اور چیزوں یا بزرگوں کا خدائی میں شریک ہونا انکو کہاں سے ثابت ہو گیا؟ عرب میں قبیلہ خزاعہ کے لوگ فرشتوں کو خدا تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے انکی قول کو رد فرماتا ہے وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانہ الخ کہ وہ ایسی باتوں سے پاک ہے اور وہ فرشتے کہ جنکو وہ خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں اسکے بندے ہیں ہاں معزز بندے ہیں۔ مگر اسکے حکم کے ایسے مطیع ہیں کہ (۱) کلام اُس سے بغیر اجازت نہیں کرتے جب وہ کچھ فرما لیتا ہے تو بولتے جواب دیتے ہیں (۲) وہ اسکے حکم کے پابند ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا خلاف ہرو باطل معلوم ہے۔ یا یہ معنی کہ خدا تعالیٰ نے جو انکو عزت دی ہے وہ انکے ابتدا انہا سے خوب واقف ہے کہ وہ نافرمانی نہیں کرتے۔ یا یہ کہ وہ اسکی قدرت علم کے احاطہ میں ہیں پھر انکی الوہیت کیسی (۳) اور وہ سفارش بھی اسی کی کرتے ہیں کہ جس سے خدا کو راضی پاتے ہیں یعنی کلمہ گو کی۔ اور (۴) وہ ڈرتے رہتے ہیں اور جو کوئی ان میں سے خدائی کا قائل ہو تو ہم اسکو جہنم میں ڈالدیں۔ پھر بیٹیاں ہونا اور رشتہ کیسا؟۔

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَجَعَلْنَا

اور کیا منکروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین بند تھے پھر ہم نے انکو کھول دیا۔ اور ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا۔ پھر کیا وہ یقین نہیں کرتے ؟ اور ہم نے

فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا ۖ وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا

زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ انکو لیکر نہ بیٹھ جائے اور انمیں چلنے کشادہ رستے رکھے تاکہ وہ راہ پاویں۔ اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا۔ اور وہ آسمان کی نشانیوں سے

مُعْرِضُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝

منہ پھیرے رہتے ہیں۔ اور وہی تو ہے کہ جسنے رات اور دن اور آفتاب اور چاند کو پیدا کیا جو ہر ایک ایک آسمان میں تیرتا پھرتا ہے۔

ترکیب

کل شئی مفعول جعلنا حی اسکی صفت من الماء لابتداء الغایۃ۔ ویجوز ان یکون صفۃ لکل تقدم علیہ فصار حالا۔

تفسیر

منکرین کے سامنے جو بہت سے معبودوں کے قائل تھے اور کبھی انکی عزیز مخلوق کو انکا بیٹا یا بیٹیاں کہتے تھے یہ چند دلائل بیان فرماتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ عالم میں یہ تمام صنعت کاری انمیں کی ہے کسی معبود یا بیٹے نے کیا پیدا کیا ہے ؟ - اور چونکہ یہ دلائل ایسی بدیہی ہیں کہ جو ادنیٰ غور کرنیسے ثابت مدعا کر دیتی ہیں تو اسلئے اولم یر کہکر خطاب کیا (۱) ان السمٰوٰت والارض کانتا رتقا الخ رتق بند کرنا بند ہونا فتق بالفتح جدا کرنا کھولنا۔ اسکے معنی مفسرین نے چند طور پر بیان کئے ہیں لیکن ابن عباس اور حسن اور جمہور مفسرین اسکے یہ معنی کرتے ہیں کہ آسمانوں کا بند ہونا مینہ کا نہ برسنا اور زمین کا بند ہونا نباتات کا پیدا نہونا اور کھلنا آسمان سے بارش برسنا اور زمین کا نباتات اگھانا۔ کہ کافر یہ نہیں دیکھ چکے بلکہ ہر سال صیف وشتا شدید کے وقت میں جبکہ بارش نہیں ہوتی اور زمین سے کچھ پیدا نہیں ہوتا دیکھتے ہیں کہ آسمان اور زمین بند ہوتے ہیں خدا تعالیٰ ہی اپنے ید قدرت سے انکو کھولتا ہے۔ بارش برساتا ہے پھر اس سے ہر قسم کا سبزہ اگھاتا ہے اسلئے اسکے بعد میں فرماتا ہے (۲) وجعلنا من الماء کل شئی حی۔ صاحب کشاف کہتے ہیں کہ جعلنا یا تو ایک مفعول کیطرف متعدی قرار دیا جاوے یا دو کی طرف پہلی صورت میں یہ معنی ہونگے کہ ہمنے ہر حیوان کو پانی سے پیدا کیا جیسا کہ اور جگہہ فرماتا ہے واللہ خلق کل دآبۃ من ماء یا تو نطفہ سے حیوانات پیدا ہوتے ہیں جو ایک قسم کا پانی ہی یا انکو پانی کیطرف شدہ حاجت ہی اسلئے انکو پانی سے پیدا ہونا فرمایا جیسا کہ آیا ہی خلق الانسان من عجل انسان میں جلدی ہونیکو جلدی سے پیدا ہونیکی ساتھ تعبیر کیا یہ ایک محاورۂ عرب ہے دوسری صورت میں یہ معنی ہونگے کہ صیر نا کل شئی حی بسبب الماء کہ ہر جاندار کو پانی سے کیا ہے من الماء مفعول ثانی کل شئی موصوف حی صفت محوصہ مفعول اول۔ مفعول ثانی کا مقدم کرنا اہتمام شان کیوجہ سے ہوگا۔ اور بعض روایات میں حیا بالنصب بھی آیا ہی یا تو اسکو اس صورت میں محل کی صفت قرار دینگے کہ ہر کل شے جو حی ہی اسکو پانی سے پیدا کیا۔ یا یہہ مفعول ثانی ہوگا تب یہہ معنی ہونگے کہ ہر ایک شئی کو پانی سے زندہ کیا۔ اس صورت میں ہر شئی سے مراد حیوان یا نباتات ہونگے قرائن سے یہہ عام خاص کیا جاویگا۔ **سوال** - بہت سے جاندار ہیں جو پانی سے پیدا نہیں ہوے جیسا کہ جن جو آگ سے پیدا ہوئے ہیں یا فرشتے اور خود حضرت آدم جنکی نسبت آیا ہے خلقہ من تراب اور وہ جانور جنکو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا ریکا بنا کر انمیں کچھ پھونکتے تھے کہ وہ اڑ جاتا تھا پھر سب جاندروں کا پانی سے پیدا ہونا تو نہ پایا گیا۔ **جواب** - لفظ گرچہ عام ہو مگر قرینہ مختص موجود ہے کسلئے کہ اللہ تعالیٰ اولم یر سے وہ چیزیں بیان کرتا ہے جو انکو دیکھنے میں آتی ہیں اور یہہ چیزیں انہوں نے کب دیکھی ہیں۔ پس یہہ اس میں شامل نہیں۔ یا بیان اکثریہ ہو جسکو محاورۂ عرب میں کلیہ سے تعبیر کیا کرتے تھے اور عرف عام کا یہی کلیہ ہے

(۳۳) وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بہم اے لئلا تمید لام و لاعدم التباس کی وجہ سے حذف کیا گیا۔ راسیہ زمین میں گڑھی ہوئی چیز جسکی جمع رواسی۔ مراد پہاڑ۔ یعنی کرۂ زمین میں پہاڑوں کی وجہ سے یا خود اسکی ذات میں ثقل اور بوجھل ہونا کر دیا جو ڈگمگانی نہیں اگر یہ بھی ہوا جاتا پانی کی طرح خفیف و سبک ہوتی ہلتی جلتی تب اسپر نہ کوئی مکان رہتا نہ مکین یہ بھی بڑا انعام الٰہی ہے۔ (۳۴) وجعلنا فیہا فجاجا سبلا لعلہم یہتدون کہ زمین میں تمہارے راہ پانے کے لئے کشادہ رستے رکھے اگر سخت ناہموار و دشوار گذار زمین ہوتی جیسا کہ بعض جبال ہوتے ہیں تو بھی دنیا اس لطف کے ساتھ نہ بستی۔ الفج الطریق الواسع لعلہم یہتدون میں ایک لطیف اشارہ اس طرف بھی ہے کہ کاش یہ گمراہ ان کشادہ رستوں کو نعمت سمجھیں اور راہ ہدایت پر آویں (۳۵) وجعلنا السماء سقفا محفوظا تہان کو چھت زمین سے فوقیت کے لحاظ سے کہا جاتا ہے۔ اب رہا اسکا محفوظ ہونا سو وہ کئی وجہ سے ہے۔ ایک یہ کہ وہ گرنے اور پرانا ہونے سے محفوظ ہے اور گھروں کی چھتوں کی مانند وہ نہیں کقولہ ویمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ دوم یہ کہ شیاطین سے محفوظ ہے شیاطین کو وہاں تک رسائی نہیں کما قال وحفظنا ہا من کل شیطان رجیم۔ زمین گویا فرش اور تہان اسکی چھت ہے اور یہ ایک عمدہ گھر ہے جسکی روشنی کی قندیلیں آفتاب و ماہتاب ہیں اور اسی طرح سیارے بھی۔ جنکا آگے ذکر فرماتا ہے۔ پھر یہ تمام مخلوق جو اسکے گھر میں اسکی نعمت کھا پی رہی اور یہ گھر اور اسکی نعمتیں جو روز اپنے مہمانوں کو کھلاتا ہے بجز اسکے اور کسنے پیدا کیں ہیں؟ پھر اس تہان کی رفتار اور اسکے ستاروں کی گردش اور اسمیں صدہا انقلابات ہیں خدا تعالیٰ کی نشانیاں ہیں جو اسکی جبروت و سطوت پر دلالت کر رہی ہیں لیکن کفار ان میں غور نہیں کرتے وہم عن آیاتہا معرضون۔

فی الحقیقت اگر انہان تھوڑی سی دیر بھی اُن عجائبات قدرت میں غور کرے کہ جو اُسنے آسمانوں میں کی ہیں تو صاف معلوم ہو کہ اس پردۂ زنگاری میں کوئی ہے

(۳۶) وہو الذی خلق اللیل والنہار والشمس والقمر کل فی فلک یسبحون اس آیت میں اُن چند نشانیوں کا ذکر کرتا ہے کہ جنسے وہ اعراض کرتے ہیں رات دن کا بہ تعاقب آنا علاوہ اُن بیشمار فوائد کے جو انسان اور دیگر مخلوقات کے لئے ہیں جیسا کہ رات میں سونا آرام کرنا دن میں روزی تلاش کرنا کاروبار کرنا پھلوں پھولوں کا نمودار ہونا اسکی قدرت کی بھی ایک دلیل واضح ہے پھر آفتاب کے مختلف حرکات اور مختلف مواقع میں طلوع و غروب کرنے میں رات دن کے پیدا ہونے کے سوا ہزاروں فوائد ہیں اور یہ گویا اس دنیا کے گھر کا چراغ ہے بعینہٖ ماہتاب کے حرکات اور مختلف طور پر طلوع و غروب بھی اُن فوائد کی تکمیل ہے اور یہی حال دیگر ستاروں کا ہے۔ یہ رات کا چراغ ہے۔ چاند اور سورج کی اس چال کو جب ناظر آسمان کی طرف غور کر کے دیکھتا ہے تو گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نیلے رنگ کے دریا میں یہ دو مچھلیاں تیرتی پھرتی ہیں۔ انکی اس چال کو تیرنے کے ساتھ بطور تشبیہ یا استعارہ کے تعبیر کیا۔

ف حکمار قدیم کا ایک بڑا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ سات آسمان ہیں اور آفتاب چوتھے تہان میں ہے اور ماہتاب پہلے میں اور نیز یہ انکے حرکات فلک کے حرکات کے ساتھ ہیں پھر تدویر اور اس فلک کی وجہ سے کہ جسمیں یہ تدویر ہے اور نیز فلک الافلاک کی وجہ سے مختلف حرکات پیدا کرتے ہیں (اگر یہ حرکات مختلفہ نہوتے تو کہیں ہمیشہ جاڑا رہتا کہیں سخت گرمی کہیں رطوبت کہیں سخت یبوست نظام عالم میں خلل واقع ہو جاتا) انکی نزدیک تو معنی ظاہر ہیں اور جمہور اہل اسلام بھی ان آیات و دیگر آیات سے ایسا ہی خیال رکھتے ہیں۔ مگر حکما کا ایک فریق کہتا ہے کہ آفتاب اور ماہتاب کسی فلک میں جڑے ہوئے نہیں ہیں اپنے اپنے مدار پر بذات خود حرکت کرتے ہیں اور افلاک کوئی جسم دار چیز نہیں ہاں یہ جو نظر میں ایک نیلا گنبد سا نظر آتا ہے یہی عرف عام میں فلک گنا جاتا ہے خدا کی پاک کتابوں میں ایسے امور کی حقیقت سے کچھ بحث نہیں کہ وہ کیا ہے وہاں تو عرف عام کے لحاظ سے کلام ہوا کرتا ہے پس اس تقدیر پر ہر ایک کا ایک فلک میں تیرنا حرکت کرنا بجز اس توجیہ کے درست نہیں ہو سکتا کہ فلک سے مراد ہر ایک کا مدار لیا جائے جیسا کہ ضحاک کا قول ہے۔ یہ قول محققین کے نزدیک قوی نہیں۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا

اور تجھے پہلے جنکے کسی آدمی کے لئے ہمیشگی نہیں کی ہے۔ پھر کیا تو مریگا اور وہ ہمیشہ رہینگے ؟۔ ہر ایک موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ اور ہم تمکو برائی اور بھلائی کی جانچ میں مبتلا کرتے ہیں اور ہمارے پاس

تُرْجَعُونَ ۝ وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ ۖ وَهُم بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ ۝

تم پھر آؤگے۔ اور جبکہ کافر دیکھتے ہیں تو تجھے ٹھٹھا کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کرتے۔ کیا یہی ہے وہ جو تمہارے معبودوں کا ذکر کیا کرتا ہے حالانکہ وہ خدا کے ذکر سے یا کرنے سے منکر ہیں۔

خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُورِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ

آدمی جلد باز بنایا گیا ہے میں تمکو اپنی نشانیاں ابھی دکھاؤنگا ہوس جلدی نکرو۔ اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔ کاش منکر لوگ معلوم کرلیتے

كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَن وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ بَلْ تَأْتِيهِم بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

وہ وقت کہ جب اپنے موہوں سے آگ نہ دور کرسکینگے نہ اپنی پشت سے اور نہ انکی مدد کیجائیگی۔ بلکہ وہ گھڑی انپر یکبارگی آئیگی سو انکو بدحواس کردیگی پھر نہ اسکو

رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ ع ۳ ۱۲

روک سکینگے اور نہ انکو مہلت ملیگی۔ اور تجھسے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ تمسخر کیا گیا سو جو ٹھٹھا کرنیوالوں پر وہی آلٹ پڑا کہ جس سے وہ ٹھٹھا کرتے تھے۔

فتنۃ مفعول لہ یا موضع حال میں ہے قائمین یا مفعول مطلق لے فتنکم یہ افتنہ۔ الاخیر ۃ مفعول ثانی۔ من عجل موضع نصب میں خلق سے علی المجاز جیسا کہ خلق من طین۔ اور حال بھی ہوسکتا ہے اے عجلا وجواب لو محذوف وحین مفعول بہ ہے نہ ظرف۔ بغتۃ مصدر موضع حال میں۔

آفتاب ماہتاب اور دیگر دار دنیا کے ارکان بیان فرماکر جنہیں غور کرنے سے اس گھر کے بنانیوالے کا وجود ثابت ہوتا تھا یہ بات بیان فرماتا ہے کہ کیسوسدا اس گھر میں رہنا نہیں اے محمد تجھسے پہلے کوئی ہمیشہ رہنے والا نہیں بنایا نہ تمکو ہمیشگی ہے اور نہ تیرے بعد ہمیشہ یہ رہینگے جو تیری موت کی آرزو کرتے ہیں وہ جتنا اب ہیں یا میں امتحان کے لئے تمہارے ہو تاکہ تم نیکی کرکے دار آخرت کی خوبیوں کے مستحق ہو اور ازلی گمراہوں پر (جنکو وہاں ہمیشہ جہنم میں رہنا ہوگا انکی بدی کی وجہ سے) حجت قائم ہوجاوے اور تم سب یہانسے کوچ کرکے ہمارے پاس چلے آنے رہو واذا راک الخ گمراہان دار آخرت سے غافلوں اور دار دنیا کے مفتونوں کا یہ حال ہے کہ بجائے اسکے کہ دار آخرت کے ہادی کا اتباع کرتے اس سے ہر وقت تمسخر اور ٹھٹھا کرکے کہتے ہیں کیا یہی تمہارے تمنکو برائی سے یاد کرتا ہے ؟ یعنی انکی خدائی باطل کرتا ہے انکو بے اختیار عاجز بتاتا ہے۔ مقاتل مسدی کہتے ہیں یہ آیت ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ یعنی وہ زیادہ تر ٹھٹھا کیا کرتا تھا اسمیں اسکی طرف اشارہ ہے۔ فرماتا ہے کہ بتوں کے اور انہی فرضی معبودوں کے ذکر سے تو انہیں خفا ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کے ذکر یعنی اسکے اوصاف حمیدہ وحدہ لاشریک لہ اور قادر مطلق ہونے وغیرہ کے منکر ہیں انہیں برا بھلا کہتا دار کرتے ہیں جس سے انکے ان اوصاف کا انکار لازم آتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ حقیقی معبود کے مقابلہ میں فرضی معبودوں کی یہ قدر و منزلت ؟ پھر دار آخرت اور حیات جاودانی کیونکر نصیب ہوگی ؟

خلق الانسان من عجل اے خلق عجولا وذلک علی المبالغۃ۔ یعنی دار آخرت کا ہادی جو انکو ان باتوں سے جو میں آنیوالی ہیں ڈراتا ہے تو اپنی جلد بازی سے کہتے ہیں کہ متی ہذا الوعد وہ کب ہوگا اور جلد بھیجکر کیوں عذاب نہیں لاچکتا فرماتا ہے ساوریکم آیاتی کہ ابھی میری آیتوں کا یعنی ان باتوں کا کہ جنکا وعدہ کیا گیا ہے زندگی میں اور مرنیکے بعد ظہور ہوجاتا ہے جلدی نکرو۔ پھر فرماتا ہے کہ یہ جلد بازی اسلئے ہے کہ انکو اسکا یقین نہیں اور اگر انکو وہ وقت معلوم ہوجاوے کہ جب جہنم میں ہر طرف سے آگ انکو گھیر گی کبھی اسکی جلدی نکریں۔ پھر فرماتا ہے کہ ان آیات میں سے ایک قیامت ہے کہ جو ضرور آجاویگی مہلت نہ لینے دیگی۔

پھر آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ یہ تیرے ساتھ کوئی نئی بات نہیں گفار ہمیشہ انبیا سے تمسخر کرتے چلے آئے ہیں جسکا انجام یہ ہوا کہ وہ وبال عذاب جسکی بابت وہ تمسخر کرتے تھے انہیں پر آلٹ پڑا۔

قُلْ مَنْ يَكْلَؤُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۚ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُعْرِضُونَ ۝ أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِنْ دُونِنَا ۚ لَا يَسْتَطِيعُونَ

کہو وہ کون ہے کہ جو رات کو رحمٰن سے تمہاری حفاظت کیا کرتا ہے؟ کچھ نہیں بروہ اپنے رب کی یاد ہی سے پھرے ہیں۔ کیا انکے معبود انکو بچا لینگے ہمسے وہ تو خود اپنی ہی

نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِنَّا يُصْحَبُونَ ۝ بَلْ مَتَّعْنَا هٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا

مدد نہیں کرسکتے اور نہ انکی ہماری طرف سے حمایت کیجاتی ہے۔ لیکن ہمنے انکو اور انکے باپ دادا کو دنیا میں بہرہ مند کیا یہانتک کہ انپر زمانہ گزر گیا۔ پھر کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اسکے کناروں سے

مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ ۝ قُلْ إِنَّمَا أُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنْذَرُونَ ۝

کم کرتے چلے آتے ہیں پھر کیا یہ غالب ہینگے؟ کہہ میں تو تمکو صرف وحی سے ڈر سناتا ہوں اور بہرے کسی کے پکارنیکو نہیں سنتے جبکہ انکو ڈر سنایا جاوے

ترکیب

من استفہامیہ مبتدا یکلؤکم خبر من الرحمن لے من باسہ موضع نصب میں یکلؤ سے ام استفہام انکاری لایستطیعون جملہ مستانفہ یصحبون مانی کہتا ہے یصحبت الرجل اذا منعتہ سے ہے نہ صحبت سے۔ بعض کہتے ہیں صحبت اس جگہ معنی نصرت و معونت ہے۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ آخرت میں انپر ہر طرف سے عذاب محیط ہوگا گے سے اور پیچھے سے یہ اسکو دفع نہ کرسکیں گے اب فرماتا ہے آخرت تو آخرت اگر دنیا میں انپر رات دن میں کوئی بلا نازل ہوجاوے یہ اسکو کب روک سکتے ہیں پس ان اور دنیا میں بھی ان رات دن کی صدہا مصائب سے بجز رحمان کے اور کوئی انکو محفوظ نہیں رکھ سکتا یہ بات انسے پوچھ دیکھ خود انکو بھی اسکا اقرار ہے۔ لفظ رحمان میں اشارہ ہے کہ یہ محافظت محض اسکی رحمت کا مقتضا ہے ورنہ تمہارے اعمال تو ایسے نہیں۔ یہ جملہ گویا اگلے کلام کے لئے تمہید بھی ہے کہ انکے معبودوں میں سے ایسا کوئی ہے جو انکو ہماری بلا سے محفوظ رکھ سکے؟ پھر فرماتا ہے کہ وہ تو خود اپنی حفاظت نہیں کرسکتے۔ وہ یہ سب کچھ جان بوجھکر کہ جو ہمارے سوا اوروں کو پوجتے ہیں گویا عمداً ہم سے اور ہماری یاد سے منہ پھیرتے ہیں بل ہم عن ذکر الرحمن معرضون۔ اب انکی اس بے عقلمندی کا سبب بیان فرماتا ہے کہ بل متعنا ہؤلاء وآباءہم انکا یہ اعراض و تمرد کچھ نہیں بلکہ یہ بات ہے کہ ہمنے ان اور دنیا میں کہ جسکا فرش زمین اور جسکی چھت آسمان اور جسکی قندیلیں چاند اور سورج ہیں انکو پشت در پشت اپنے کرم و فضل سے طرح طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں جنکو یہ برتتے برتتے یہ سمجھنے لگ گئے ہیں کہ یہ سب سامان ہی کچھ ہمارے ہی کوشش کا نتیجہ ہے اور سدا سے ہے اور ہمیشہ ہم یوں ہی کامیاب رہینگے الخ غرض ہماری نعمتیں کھا کھا کر مست و مغرور ہوگئے سو انکا یہ خیال غلط ہے وہ ہماری نافرمانی کرکے کبھی بحال نہ رہینگے ہم ان کو مٹا ڈالینگے اور اپنے باکباز بندوں کو غالب کرینگے افلا یرون انا نأتی الارض ننقصہا سے اس طرف اشارہ ہے یہی مراد ہے۔ کہ وہ مشرکین تمہیں جو عذاب کے لئے جلدی کررہے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ زمین یعنی ملک عرب کو اسکے کناروں سے کم کرتے چلے آتے ہیں کہ مکہ کے اردگرد دور دور تک بڑے بڑے سرکش مرتے جاتے ہیں اور اسلام پھیلتا جاتا ہے آنحضرت کی فتح مکہ کی زمین گھٹتی چلی جاتی ہے اسلام پھیلتا جاتا ہے۔ ابن عباس مقاتل کلبی کہتے ہیں ننقصہا سے مراد اسلام کیلئے شہروں کا فتح ہونا عکرمہ کہتے ہیں کہ لوگوں کے مرنے سے بستیوں کا برباد ہونا۔ اول تو ہی قوی ہے مگر ایک شبہہ ہوتا ہے کہ یہ سورہ مکیہ ہے اور جہاد ہجرت کے بعد فرض ہوا تھا پھر زمین کے کم کرنیکے کیا معنی؟ سیوطی نے اتقان میں کہا ہے کہ یہ آیات مدنیہ ہیں تب شبہہ نہیں رہا۔ فقیر کہتا ہے کہ اگر آیات کیہ بھی ہوں تو کچھ شبہہ نہیں کیونکہ آنحضرت صلعم جب مکہ میں تھے ہجرت سے ذرا پیشتر مدینہ اور اسکی نواح میں اسلام پھیل گیا تھا اسی طرح حبشہ میں اور دیگر قبائل عرب میں بھی۔ اسکے بعد فرماتا ہے کہ انسے کہدے یہ جو کچھ میں تمسے کہتا ہوں اپنے گھر سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو تمہارا منعم حقیقی ہے مگر جو لوگ بھرے ہوئے گھمنڈ کے کانوں میں حق باتیں قرار نہیں پکڑتیں وہ اس خوف آمیز پیغام کو نہیں سنتے۔

وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ

اور اگر انکو تیرے رب کے عذاب کا ایک جھونکا جاوے تو کہنے لگیں کہ ہائے خرابی ہم تو ظالم تھے۔ اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو قائم کرینگے۔ پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جاویگا۔ اور اگر

كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاۗءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

رائی کے دانہ برابر بھی ہوگا (عمل) تو اسکو ہم لاوینگے اور ہم بس ہیں حساب کے لئے۔ اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ کرنیوالی کتاب اور روشنی عطا کی تھی اور نصیحت پرہیزگاروں کو۔ وہ جو

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ ع

اپنے رب سے غائبانہ ڈرتے ہیں اور قیامت کا بھی وہ خوف کرتے ہیں۔ اور یہ قرآن ایک پندنامہ مبارک ہے جسکو ہم نے نازل کیا پھر کیا تم اسکے منکر ہو۔

ترکیب

وَلَئِنْ شرط مَسَّتْهُمْ عذاب بمعنی نفحۃ کی صفت۔ وصل النفحۃ بمس الریح الیبنۃ والہبی ولئن مستہم شیٔ قلیل من عذاب اللہ لیقولن جواب الموازین جمع میزان موصوف اللفظ کو مفرد ہے مگر مصدر ہے جو جمع کی صفت ہوسکتا ہے یا یہ تقدیر ذوات القسط تب بھی الموازین کی صفت مثقال منصوب خبر کان ہوگا ہے وان کان العمل مثقال حبۃ ثقل بمعنی بوجھ سے مشتق جسکے معنی وزن من خردل صفۃ ہے حبۃ یا مثقال کی۔ کفی بنا کی ترکیب گزر چکی۔

تفسیر

ہاں اگر انکو عذاب الٰہی کی کچھ ہوا بھی چھو جائے ذرا بھی عذاب نازل ہو جائے تو یہ بہروپن سب جاتا رہا اور اپنے ظلم و ستم کا اقرار کرنے لگیں۔ اور خیر یہ تو دنیا کا معاملہ ہے مگر آخرت میں تو وہ اپنے اعمال کے بدلے ہرگز بچ ہی نہ سکینگے کیونکہ ونضع الموازین الخ وہاں اعمال کی ترازوئیں ہم قائم کرینگے ہر ایک کیلئے ایک ترازو ہوگی اور ترازو بھی کیسی عدل و انصاف کی کسی پر ذرہ بھر ظلم نہ ہوگا کہ اسکے نیک اعمال کو دبا لیا جاوے اور ناکردہ عمل اس پر لگا دیئے جاویں بلکہ وان کان مثقال الخ اگر رائی کے دانہ برابر بھی کسیکا عمل ہوگا وہ لایا جاویگا اور ہم خود حساب لینگے۔

مجاہد کہتے ہیں اور ضحاک و قتادہ سے بھی یہی منقول ہے کہ یہ بطور مثل و تشبیہ کے ہے نہ یہ کہ حقیقت میں ترازو عمل تولنے کو کھڑی ہوگی بلکہ مراد یہ کہ حساب انصاف کے ساتھ لیا جاویگا چونکہ دنیا میں محسوسات کا صحیح اندازہ اور انصاف عدل کا وزن ترازو یا پیمانہ سے ہوتا ہے اسلئے قیامت میں اعمال کے موازنہ کو اسی کے ساتھ تعبیر کیا۔ ابن جریر نے ابن عباسؓ سے بھی یہاں ہی نقل کیا ہے۔ مگر ائمہ سلف فرماتے ہیں کہ جب بک لفظ کے حقیقی معنی بن سکتے ہوں مجازی کی کیا حاجت؟ پس اگر قیامت میں اعمال تولنے کے لئے ترازو قائم ہو تو کیا بعید ہے ہاں یہ صحیح کہ وہ ترازو دنیا کی ترازوؤں کی طرح سے نہ ہوگی بلکہ اعمال تولنے کے مناسب خواہ اعمال کو کسی شکل میں محسوس کرکے تولا جاوے یا کوئی اور طریق ہو جو خاص اس علام الغیوب کو معلوم ہے اور یہ اسلئے کہ میدان حشر میں سب کو اعمال کا اندازہ معلوم ہو جاوے خدا تعالیٰ پر ظلم کی تہمت نہ کوئی لگا دے اور بہت سے صحیح احادیث سے کہ بکثرت صحیحین میں بعض نے بھی روایت کیا ہے اس قول سلف کی تائید ہوتی ہے پھر انکار کے کیا معنی؟

سوال یہ آیت اس آیت کے مخالف اور صریح نفیض ہے فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا **جواب** اس آیت میں وزن قائم کرنے سے مراد انکو اعمال کی عزت نکرنا ہے پہلے فرمایا تھا کہ قل انما انذرکم بالوحی اب اس بیان کو تمام کرکے جو دار آخرت و سعادت سے متعلق تھا نبوات کو ثابت کرنے کے لئے چند اولوالعزم انبیا کے قصے بیان فرماتا ہے کہ آنحضرت صلعم کو تسلی ہو کہ جیسے الہام و نبوت کا سلسلہ دنیا میں جنکے لئے محمد تجھے بہت پہلے سے جاری کر رکھا ہے موسیٰ اور ہارون کو بھی ہمنے کتاب یعنی تورات دی تھی جو فیصلہ کرنیوالی اور نور یعنی منور اور پرہیزگاروں کے لئے سجھ کی چیز تھی۔ یعنی خدا ترسوں کے لئے۔ باوجود اسکے انکی اُمت نے انہی کیا کیا اور بسا طیر جیسے قرآن بھی ہماری کتاب ہے پھر کیا لے لوگو تم اسکے منکر ہو؟ کتاب تو موسیٰ ہی کو دی تھی مگر نبوت اور اسکی ترویج و شہرت میں ہارون علیہ السلام بھی شریک تھے اسلئے انکو بھی شامل کر لیا جسطرح کہ ہی اُمت کو شامل کر لیا جاتا ہے۔ پھر آیا کہ (علیہ الصلوٰۃ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ

اور ہم نے پہلے ابراہیم کو اس کی سمجھ عطا کی تھی اور ہم اس کے حال سے خبردار تھے۔ جبکہ اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ کیا ہیں یہ مورتیں کہ جن پر تم جمے بیٹھے رہتے ہو؟ بولے کہ ہمنے اپنے باپ

اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

دادا کو انکی عبادت کرتے پایا ہے۔ کہا البتہ تم اور تمہارے باپ دادا صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ کہا کیا تو ہمارے پاس حق بات لیکر آیا ہے یا تو دل لگی کرتا ہے۔ ابراہیم نے کہا بلکہ تمہارا رب تمہارا

وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا

اور زمین کا رب ہے کہ جسنے ان چیزوں کو بنایا۔ اور میں بھی اسکا قائل ہوں۔ اور قسم ہے خدا کی میں تمہارے بتوں کو ٹھکانے لگاؤنگا جبکہ تم پیٹھ پھیر کر جاؤ گے۔ سو انہوں نے انکا چورا کر دیا مگر

كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝

اُن میں بڑے بت کو رہنے دیا تاکہ وہ اسکے پاس پھر آویں۔ وہ کہنے لگے یہ کسنے کیا ہمارے معبودوں کے ساتھ بیشک وہ ظالم ہے۔ کہنے لگے ہمنے ایک جوان کو ان کی چرچا کرتے سنا ہے کہ اسکا نام ابراہیم کہا کہ تو لوگ

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالَ

بولے پھر اسکو سب کی آنکھوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ گواہی دیں ۔ کہا کیا کیا تو نے ہمارے معبودوں سے ؟ اے ابراہیم ۔ کہا

بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى

بلکہ انمیں سے سب کے بڑے نے کیا ہے اسنے پھر انسے پوچھ دیکھو اگر وہ بول سکیں۔ پھر وہ اپنے دل میں نادم ہو کر کہنے لگے تمہیں تو بے انصاف ہو۔ پھر انہوں نے سر

رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ۝ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۝ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ

نیچا کر کے کہا البتہ تو جانتا ہے اے ابراہیم کہ یہ بات نہیں سکتے۔ ابراہیم نے کہا پھر کیا تم اللہ کے سوا اس چیز کو پوجتے ہو کہ جو تمہیں کچھ نفع دیسکو اور نہ نقصان۔ تف ہے تم پر اور تمہارے معبودوں پر

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

خدا کے سوا۔ پھر کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

پھر دوسرا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے جسمیں حضرت کا ابتداء عمر میں موحد ہونا اور اپنی قوم سے بت پرستی کی تحقیر کرنا اور جب عید میں باہر گئے تھے بعد میں انکو چھوٹے بتوں کو توڑ ڈالنا اور بڑے کا باقی رکھنا اس الزام دینے کے لئے کہ انسے پوچھو پھر بت پرستوں کا اس بات سے ناراض ہو کر حضرت ابراہیم کو آگ میں پھینکنا اور رحمتِ الٰہی سے جو ہمیشہ اسکے پاکباز بندوں کے ساتھ رہتی ہے آگ کا سرد اور باغ ہو جانا مذکور ہے۔ اسمیں عرب کے مشرکین کی طرف تعریض بھی ہے کہ تم کیسے ابراہیم کے فرزند ہو انسے تو بت پرستی کو یوں مٹایا اور تم آج خود بت پرستی میں مشغول ہو۔

ولقد اٰتینا ابراہیم رشدہ من قبل رشد سے مراد نبوت جسپر جملہ کنا بہ عالمین دلالت کرتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نبوت کے ساتھ ہی کو مخصوص کیا کرتا ہے کہ جسکو جان لیتا ہے کہ یہ اس عہدہ کو بہ امانت و حفاظت سرانجام دیگا اور انجام دینے کے قابل ہے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد نور ہدایت اور باطنی روشنی جسمیں نبوت بھی آگئی۔ من قبل سے مراد یا تو موسیٰ سے پیشتر۔ بعض کہتے ہیں لڑکپن کا زمانہ جبکہ حضرت ابراہیم غار یا تہ خانہ میں پوشیدہ تھے جسمی سے آثار رشد انہیں نمایاں تھے کیوں نہ ہو نہار بروے کے چکنے چکنے پات۔ تماثیل جمع تمثال آدمی یا دیگر حیوان یا کسی اور چیز کی صورت جسم دار خواہ پیتل کی ہو خواہ لوہے پتھر لکڑی کی ہو جسکو ہندی میں مورت کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر بابل یا آہواز کے باشندے تھے اس عہد میں صابیوں کا مذہب مروج تھا جو

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ

بولے اسکو جلاؤ اور اپنے معبودوں کی حمایت کرو اگر کچھ کرتے ہو۔ ہمنے کہا اے آگ تو ابراہیم پر سرد اور راحت ہو جا۔ اور انہوں نے اس کے ساتھ برا چاہا پھر ہمنے انہیں کو

الْاَخْسَرِيْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝

زیانکار کر دیا۔ اور ہم اسکو اور لوط کو بچا کر اس زمین کیطرف لے گئے کہ جسمیں ہنے جہانکے لئے برکت رکھی ہے۔ اور ہمنے اسکو اسحاق اور یعقوب انعام میں عطا کیا۔ اور ہر ایک کو ہمنے نیکبخت کیا تھا۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ

اور انکو پیشوا بنایا کہ جو ہمارے حکم سے رہنمائی کیا کرتے تھے اور ہمنے انکو اچھے کام کرنے اور نماز قائم کرنیکو اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا اور وہ ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے۔ اور لوط کو ہمنے

حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰۗىِٕثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

حکمت و علم عطا کیا اور ہم اسکو بچا لائے اس بستی سے جو گندے کام کرتی تھی۔ کیونکہ وہ بُری قوم بدکار تھی۔ اور اسکو ہمنے اپنی رحمت میں لے لیا کیونکہ وہ نیکبختوں میں سے تھا۔

ع ۵

ستاروں اور دیگر پیکر نورانی کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اور انکی مناسبت بھی موتیں بنا رکھیں تھیں کہ بجا لاگے رکھکر انکی پرستش کیا کرتے تھے۔ خاص بابل میں انکا ایک بڑا عالیشان مندر تھا جسکی بلندی اور دیگر عمارات کا حال سنکر حیرت ہوتی ہے حضرت ابراہیم لڑکپن سے ہونہار اور بارتبا موحد قوم کے پیشرو ہونیوالے علم الٰہی میں مقرر ہو چکے تھے انکو اس بت پرستی سے نفرت ہوئی باپ اور دیگر اقارب سے اس امر میں مناظرے شروع ہونے لگی۔ پہلے ستاروں کے طلوع و غروب سے انکی الوہیت باطل کی کہ قوم کو الزام دیا پھر کہا تھے کہ میں تمہارے معبودوں کو بھی ٹھیک کرونگا۔ چنانچہ جب سب لوگ شہر سے باہر اپنی عید کے لئے گئے جہانکی معبودوں کی پرستش میں ایک سالانہ بڑا بھاری جشن ہوا کرتا تھا ابراہیم مرض کا عذر کر کے رہگئے پیچھے انکی بت خانہ میں جا کر انکے چھوٹے چھوٹے بتوں کو توڑ ڈالا (معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح ہنود کے ہاں چھوٹی چھوٹی موتیں ہوتی ہیں انکے ہاں بھی یہی ہی ہونگی) اور ایک مورت کو جو سب میں بڑی تھی رہنے دیا جب وہ لوگ واپس آئے اور یہ حال دیکھا تو بڑے طیش میں آئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ ابراہیم کا کام ہے کیونکہ کہنے کہا کہ آج نوجوان ابراہیم نامی انکی اہانت کیا کرتا ہے پھر اسکے سوا اور کون یہاں کر سکتا ہے؟ پھر حضرت ابراہیم کو مجلس قومی کے سامنے حاضر کیا گیا اور نہایت سوال کیا کہ یہ کام کس ظالم نے کیا؟ فرمایا یہ تمہارے معبود ہیں انہیں ہر قسم کی قدرت ہے خود انسے دریافت کر لو۔ الزام دینا مقصود تھا کہ یہ کسی معبود میں بلکہ کسینہ توڑ ڈالا یہ کچھ نہ کر سکے اور نہ ایسا یقین نہیں کر سکتے تمہیں باہم لڑائی ہوئی ہو گی بڑے نے چھوٹوں کو مار ڈالا ہو اور کچھ ہم ہے اور یہ مشورہ کیا کہ ابراہیم کو آگ میں جلا دو کیونکہ اُن وحشی قوموں میں سخت جرم کی یہی یہی سزا تھی آگ ڈالنا اللہ تعالیٰ نے آگ کو ابراہیم پر سرد اور راحت کر دیا سلامت رہیں ہو نکل آئے تب تو اور بھی لوگوں کو حیرت ہوئی اور انکی بھتیجے لوط علیہ السلام بھی ایمان لائے۔ ہاں حضرت ابراہیم کا حقیقی بھائی تھا لوط اسکو بیٹے تھے ہاران اپنے باپ آزر کے روبرو اسکو آذر بھی کہتے ہیں وطن ہی میں گیا تھا۔ ابراہیم خدا دانکے کہنے کے موافق روانہ ہوا اور لوط بھی اسکے ساتھ چلا اور یہ دونوں آگے حمیر خدا نے پھلوں پھولوں اور انہار و ثمار و شادابی کی وجہ سے دنیا کیلئے برکت رکھی ہے۔ اس ملک میں خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو بہت سا مال دیا اسحاق بیٹا پیدا ہوا اور پھر اسحاق سے یعقوب نفع میں کہ بنکے امتحان کیلئے تھی خدا نے پوتا بھی دیا اور پھر انکی نسل میں سے انبیاء اور برگزیدہ لوگ پیدا کئے یہ نتیجہ ہے دنیا میں خدا پرستی کا۔

اور لوط کو جبرئیل مردار کے پاس رہنے کا حکم ہوا وہاں کی بستیاں سدوم وغیرہ وغیرہ کے بڑے ناپاک لوگ اغلامی تھے انپر خدا کا قہر نازل ہوا لوط خدا نے وہاں سے سلامت نکالا۔

ف ۱ جو کہ حضرت ابراہیم کا پہلے آپ کو بیمار کہنا اور بت شکنی کو بڑے بت کیطرف منسوب کرنا یا آفتاب کو بڑا بتانا یہ سب امور بظاہر خلاف واقع تھے یا بہ مصرع برکار کیا فرماد شاہ کہ خوف سے اپنی بیوی سارا کو بہن کہنا نسب آبائی کے لحاظ سے جھوٹ نہیں کہا جا سکتا یہ باتیں توریہ تعریض کی قبیل میں سے جائز بلکہ کہیں کہیں ایسے اُدلہ جزئی کے لئے موجب ثنا تھا۔ لوط کو اپنی رحمت میں داخل کرنا اور صالحین میں سے ہونا فرمایا اب اس سے وہ قصہ توراۃ مجددہ میں ہے کہ لوط نے شراب پیکر اپنی دو نو بیٹیوں سے زنا کیا غلط ثابت ہو گیا ایسا ہی کہ یہ کسی امت غلام کے بیٹے سے آئی مجدد غارت ہوئی آپ ایسا فعل بدکر سکتا ہے ۱۲ منہ

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۝ وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ

اور نوح کو جبکہ ایسے پیشتر اسنے پکارا تو ہمنے اسکی سنی پھر اسکو اور اسکے گھرانے کو بڑے رنج سے نجات دی - اور ہمنے اسکو اس قوم پر غلبہ کیا کہ جسنے ہماری آیتیں جھٹلائیں کہ بیشک

كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ وَدَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ

وہ بُرے لوگ تھے اسلئے ہمنے ان سب کو غرق کر دیا - اور یاد کرو داؤد اور سلیمان کو - جب وہ کھیتی کا جھگڑا فیصل کرنے لگے جبکہ اسمیں ایک قوم کی بکریاں چر گئیں - اور انکا فیصلہ ہمارے سامنے تھا

فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۚ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَاعِلِينَ ۝ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ

پھر وہ فیصلہ ہمنے سلیمان کو سمجھا دیا - اور ہر ایک کو ہمنے حکمت علم دیا تھا اور داؤد کے ساتھ ہمنے پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا کہ تسبیح کریں پرندوں کو بھی - اور ہم تھے کرنیوالے - اور ہمنے تمکو تمہارے لئے پوشاک بنانا سکھایا تاکہ تمکو

لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ ۖ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ ۝ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ

لڑائی میں محفوظ رکھو - پھر تم کچھ شکر کرتے ہو - اور ہمنے سلیمان کے لئے سخت ہوا کو مسخر کیا جو اسکے حکم سے اُس زمین کیطرف چلا کرتی تھی کہ جسمیں ہمنے برکت دی ہے اور ہم ہر بات کا علم رکھتے تھے

وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَن يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ ۝

اور اسکے لئے کچھ شیاطین بھی مسخر کئے جو دریا میں غوطے لگاتے تھے اور اسکو سوا اور بھی کام کرتے تھے - اور ہم تھے انکی حفاظت میں رکھنے والے -

ترکیب

جسطرح نوحاً مفعول تھا اتینا محذوف کا کہ جسکی تفسیر آتینا مذکور ہے اسطرح ہو حاداؤد وسلیمان ہیں اور ممکن ہے کہ انکا ذکر محذوف کا مفعول کہا جاوے اذ نفشت ظرف ہے بحکمان کا یا داؤد وسلیمان کا فی متعلق بسحن اور یہ حال ہے الجبال سے والطیر معطوف ہے الجبال پر قیل ہی بمعنی مع الریح منصوب ہے سخرنا مقدر کا عاصفۃ حال ہے الریح سے تجری دوسرا حال - من منصوب ہے سخرنا سے -

تفسیر

یہ **تیسرا قصہ** حضرت نوح کا ہے کہ جب اسکی قوم نے اسکو سخت تکلیف پہنچائی اور اسنے ہلکر رب عظیم میں پکارا تو اسکو اور اسکے کنبے کو کشتی میں سوار کر کے نجات دی اُس بلائے عظیم سے باقی تمام قوم پر قہر الٰہی ٹوٹ پڑا سب کے سب پانی میں ڈوب گئے - اے محمد صلعم پہلی اُمتوں نے اپنے انبیاء کو ایسی ایسی تکلیفیں دیں آخر اسکے وبال میں پکڑے گئے تیرے مخالف اس مہلت پر نازاں نہوں -

یہ **چوتھا قصہ** حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا ہے - انکے قصہ میں ایک تو یہ بات بتلانی مقصود ہے کہ حضرت ابراہیم کی نسل میں سے ایسے ایسے برگزیدہ اور صاحب تخت وتاج پیدا ہوئے یہ سب انکی خدا پرستی کا پھل ہے کہ جسکے ساتھ انکی معاصروں نے یہ بدسلوکیاں کیں تھیں کہ انکو آگ میں ڈال دیا تھا دوسری بات یہ کہ کفار قریش جو اپنی تھوڑی سی آسودگی پر یہ غرور اور سرکشی کرتے ہیں یہ انکی کم حوصلگی ہے ورنہ داؤد اور سلیمان جیسوں کو دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے انکو کیسی ثروت وحکومت دی تھی ہوا اور پہاڑ اور پرندے تک اور جن وشیاطین تک بھی انکے زیر حکم تھے - پھر بھی وہ ایسے خدا ترس خدا پرست باانصاف تھے کہ جسکی ادنیٰ نظیر یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام سے باوجودیکہ باپ اور بزرگ تھے ایک فیصلہ میں غلطی ہوئی جو بکریوں کے کھیت میں نقصان کر دینے کے متعلق تھا مگر سلیمان کے کہنے کو مان گئے اور سلیمان کو دیکھو کہ انہوں نے اس غلط فیصلہ میں جو ایسے بڑے معزز باپ سے سرزد ہو گیا تھا انکی بیعزتی نہ کی بھرے لوگو تم اپنے جہلاء باپ دادا کی لکیر کے ناحق پر کیوں فقیر بنے بیٹھے ہو کیا اسنے غلطی اور سو رد فہمی ممکن نہ تھی ؟ - اب پیشتر وہ بکریوں کے چرنے کا فیصلہ ذکر فرماتا ہے پھر جو انکو نعمتیں عطا ہوئی تھیں انکو ذکر کرتا ہے نفاش ابن السکیت کہتے ہیں نفش شب میں بکریوں کا چرنا ہے بغیر از خود چرنا -

وہ قصہ جیسا کہ ابن مسعود و شریح و مقاتل رحمہم اللہ نے نقل کیا یوں ہے کہ داؤد علیہ السلام کی عبادت میں یہ کیفیات چرواہی کی خبر دی بیچ بال کیسی انگوری کھیت میں جا پڑیں یعنی رات کے وقت کہ لیکر کھالیں خوشوں کو خراب کر دیا صبح کو یہ مقدمہ حضرت داؤد کے سامنے پیش ہوا حضرت نے اسکے نقصان کا اندازہ لگایا تو بہت قیمت بھی کہ جتنی بکریوں کی لیست تھی اتنی وہ بکریاں اسکے تاوان میں کھیت والے کو دلا دیں فریقین باہر آئے تو اسے سلیمانؑ نے پوچھا سنکر کہا کہ فریقین کے حق میں اس سے بہتر اور فیصلہ ہو چاہیئے تھا جو خبر داؤد کو پہنچی انہوں نے سلیمانؑ کو بلا کر پوچھا فرمایا بکریاں کھیت والے کو دیجاویں اور چرواہے کو کہئے کہ جتنی مدت تک کہ پھر اسطرح کا باغ درست ہو وہ تیری بکریوں کا دودھ اور اون وغیرہ کا نفع لیگا اور تو اتنے دنوں اسکی کھیت کو درست کریگا پھر جیسا کا تیسا ہو جاویگا تو تیری بکریاں تجھکو واپس ملینگی - پھر فریقین راضی ہو گئے داؤد علیہ السلام نے بھی اسکو بہت پسند کیا۔

اب داؤدؑ پر جو انعام ہوئے تھے انکو بتلاتا ہے (۱) پہاڑ اور پرندا نکو ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے مقاتل کہتے ہیں کہ جب داؤد علیہ السلام خلوت میں جا کر زبور پڑھتے اور روتے تھے تو انکے ساتھ پہاڑ اور پرند بھی تسبیح و تہلیل کہنے لگتے تھے کلبی کہتے ہیں کہ پہاڑوں کا انکی آواز تسبیح سے گونجنا اٹھنا اور پرندکا جھنڈ باندھکر انکے گرد آنا گرداگرد آن کے حمد و ثنا و تسبیح کرنا یہی انکا تسبیح کرنا تھا اور یہاں واقع ہوتا تھا۔ (۲) داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانی سکھائی - انہی سے پیشتر کوئی زرہ بنانا نہ جانتا تھا - یہ بھی حرب و جدال میں بڑی کارآمد چیز ہے خدا نے یہ نعمت بندوں کو داؤد علیہ السلام کے ذریعہ سے عطا فرمائی - آج کل قسم قسم کی توپیں اور بندوقیں اور آلات آتش فشاں انسان کے مارنے کے باب میں اگر معفو نظر رکھی کا کوئی نہیں اسلئے فرماتا ہے لتحصنکم پھر شکر کرنا چاہیئے - کما قال فھل انتم شاکرون -

اسکے بعد ان نعمتوں کا ذکر کرتا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو دی گئیں تھیں (۱) و لسلیمان الریح عاصفۃ کہ سلیمانؑ کے لئے ہوا مسخر ہوئی اسکے حکم یا مرضی کے موافق شام کے ملک کیطرف چلا کرتی تھی - سورۂ ص میں اسی امر کو یوں بیان فرمایا ہے فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ رخاء حیث اصاب الشیاطین کل بناء و غواص و آخرین مقرنین فی الاصفاد سورۂ سبا میں یوں آیا ہے و لسلیمن الریح غدوھا شھر و رواحھا شھر کہ سلیمانؑ کے لئے ہوا تابع کر دی تھی جسکی صبح و شام کی رفتار ایک مہینے کا رستہ تھا۔ سورۂ ص میں ہوا کو نرم اور سورۂ انبیاء میں تند و تیز فرمایا ہو وجہ سے کہ ہوا تو تیز تھی مگر سلیمانؑ کی مرضی کے موافق نرم نرم چلتی تھی کہ جسمیں تکلیف نہ ہو یعنی ہموار چلتی تھی -

ان آیات میں یہ ذکر نہیں کہ سلیمان علیہ السلام کسی تخت پر بیٹھ اپنے مصاحبوں کے بیٹھتے تھے اور وہ تخت یہاں اور یہاں لیجاتا ہوا برابر اڑا کرتا مہینے بھر کا رستہ آدھی دن میں طے کرتا تھا اور سلیمانؑ اسمیں بیٹھکر یا اور کسی مشرقی صوبہ سے صبح کو سوار ہوتے تھے تو دوپہر تک شام اور خاص یروشلم میں جا پہنچتے تھے - البتہ مفسرین اسلام اور مؤرخین یہود کے ہاں یہ روایات مشہور اور مسلم ہیں اور اگر ایسا ہو بھی تو عقلاً کچھ ممنوع نہیں کیونکہ اول تو حضرت سلیمانؑ نبی تھے انکی معجزہ سے ایسا ہونا ممکن ہے دوم ہر زمانہ میں ایسے ایسے عجائب غرائب صنائع اختراع ہوئے ہیں کہ جو ایک مائہ و راز کے بعد ان صنائع کے صفحۂ عالم سے محو ہو جانے کے سبب محض افسانہ و دور از عقل معلوم ہوتا ہے - آج کل غبارہ کی رفتار کو دیکھکے پھر کیا ممکن نہیں کہ اس عہد میں اسی قسم کی سواری ایجاد ہوئی ہو -

جو لوگ معجزات و خرق عادات کو قصہ کہانی جانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آیات میں صرف ہوا کا مسخر ہونا مذکور ہے جو سلیمان علیہ السلام کے جہازی بیڑے کیطرف اشارہ کرتا ہے جو حرام شہر صور کے بادشاہ نے بیت المقدس کی تعمیر کے لئے لکڑیاں پہنچانے کے لئے بنوایا تھا جیسا کہ اول کتاب سلاطین کے ۵ باب میں مذکور ہے اور تجری بامرہ الی الارض التی بارکنا فیھا پھر صاف دلیل ہے کیونکہ لبنان کی طرف سے سمندر کی راہ سے وہ بیڑا آتا تھا یروشلم کو -

(۲) شیاطین یعنی جن حضرت سلیمانؑ کے تابع تھے جو بہت سے سرکشی کی وجہ سے بیڑیوں میں قید رہتے تھے اور بس ہی بہت کو مختلف کاموں پر لگا رکھا تھا کہ بعضے

لہ داؤد علیہ السلام کا یہ فیصلہ وحی والہام پر مبنی نہ تھا بلکہ اجتہاد پر اور اجتہاد شرع میں درست و سند ہو سکتا ہے بحیثیت اجتہاد خواہ وہ کوئی ہو غلطی ممکن ہے بایں وجہ کہو داؤد سے بھی غلطی نہیں ہوئی مگر سلیمان کو اس سے بہتر ثابت معلوم ہو گئی - ہماری شرع میں اگر یہ واقعہ حادثہ واقع ہوتا تو اسکی نسبت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ یہی حکم سلیمانی جاری ہوگا کیونکہ یہ آیت محکمہ ہے اور بہت علماء کہتے ہیں اجماع سے منسوخ حکم ہے پھر نہیں امام شافعی فرماتے ہیں اگر یہ واقعہ دن میں ہوتو کہہ نہیں پڑتا کیونکہ دن میں بکریوں کی حفاظت کھیت والے کے ذمہ ہے ہاں اگر رات ہو تو ان کا ذمہ نہیں ہوگا - امام احمدؒ حنبلؒ فرماتے ہیں کہ خواہ دن کا واقعہ ہو یا رات کا بہرحال جو داہی کی بکریوں کے چھوڑنے میں کھیتی نصی یعنی ضائع ہو گئی تو ان کا ذمہ نہیں ہوگا کیونکہ صحیح حدیث میں آگیا ہے العجماء جرحھا جبار - ک ۱۲ منہ

وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۚ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ

اور یاد کرو ایوب کو جبکہ اسنے اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو لگ گیا ہے تکلیف اور تو سب سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے۔ سو ہم نے اسکی سنی پس دور کر دیا اوپر اسکا جو تکلیف تھی اور اُتنا ہی اُنکے ساتھ

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ۝ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝

اور بھی مہربانی سے دیا اور تاکہ عابدوں کی لیوے یاد نگار رہے۔ اور یاد کر اسماعیل اور ادریس اور ذی الکفل کو۔ ہر ایک ہیں صابروں اور انکو اپنی رحمت میں داخل کیا کیونکہ وہ نیک لوگوں میں سے تھے

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

اور یاد کر ذی النون کو جبکہ وہ خفا ہو کر گیا پھر اسنے سمجھ لیا کہ ہم ہرگز قابو نہ پاوینگے تب اسنے اندھیرو میں پکارا کہ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں تو پاک ہے۔ البتہ میں قصوروں میں سے تھا۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَزَكَرِیَّاۤ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا

پھر ہم نے اسکی سن لی اور اسکو غم سے نجات دی۔ اور ہم ایمان والوں کو یوں ہی نجات کیا کرتے ہیں۔ اور یاد کر زکریا کو جبکہ اسنے اپنے رب کو پکارا کہ اور سب سے مجھ کو اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔ پھر ہم نے اسکی سن لی

لَهٗ ۪ وَوَهَبْنَا لَهٗ یَحْیٰی وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا

اور اسکو بیٹا یحییٰ دیا اور اسکے لیے اسکی بیوی کو درست کر دیا۔ یہ لوگ دوڑ دوڑ کر نیک باتوں میں اور ہم کو توقع اور ڈر سے پکارا کرتے تھے۔ اور ہمارے

خٰشِعِیْنَ ۝ وَالَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَاۤ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ

حضور تہتے تھے۔ اور یاد کر اس عورت کو کہ جسنے عفت سے بھرا رکھا اپنی شرم کی جگہ پھر ہم نے اپنی طرف سے اسکو اور اسکے بیٹے کو جہان کے لوگوں کو نمونہ بنایا۔ یہ لوگ تمہاری امت کہ وہ ایک ہی گروہ کے ہیں اور میں تمہارا رب ہوں

فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ ۝

پس میری عبادت کرو۔ اور تفرقہ ڈالا آپس میں ہر ایک کو ہمارے پاس آنا ہے۔

سمنہ میں غلط لگا کرتی تھا لاکھ اور عمارت اور دیگر بھاری بھاری کاموں پر بھی مامور تھے جیسا کہ سورۂ سبا میں ہے ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ۔ اور یہ قوم جن محض خلاقی کی قدرت سے سلیمان علیہ السلام کے بس میں تھے جیسا کہ فرماتا ہے وکنا لہم حافظین۔ جب کہ جن کی قوم انسان سے جداگانہ مقدمۂ تفسیر میں ثابت ہو چکی اور یہ بھی کہ اپنے مادہ کی وجہ سے وہ انسان سے قوی ہیں پھر خدا کی قدرت و عنایت سے انکا کسی بابرکت انسان کے بس میں ہو جانا اور کام کرنا کیا محال ہے؟ صد ہا عجائب کل عاملان جبر کے لوگوں نے دیکھے ہیں۔ مگر وہی نئی روشنی کے لوگ انکی بھی پرواہ نہ کرینگے جیسا کہ حضرت سلیمانؑ کی علمداری نہر فرات سے لیکر فلسطینوں کی زمین تک اور بحر کی سرحد تک تھی اور دریا کے اس پار تفسح سے لیکر غزہ تک سب بادشاہوں یعنی باختیار رئیسوں پر انکی حکومت تھی جیسا کہ اول کتاب سلاطین کے ۴ باب میں ہے اور عالیق قوم کو انکی سرکشی اور تنومندی اور قوت کی وجہ سے کہیں جبر کے ساتھ کہیں بادشاہین کے ساتھ تعبیر کیا جانا تھا جیسا کہ آجر کل بھی بڑے بڑے اور سرکش آدمی کو شیطان کا بڑا نوکر کہا کرتے ہیں۔ بس اسی سے یہ بھی لگ مراد ہیں۔ **فائدہ** یہ باتیں صاف بائبل میں نہیں مگر کچھ حرج نہیں کیونکہ کتب سماویہ موجودہ میں بہت سی باتیں نہیں بھی ہیں اول کتاب التواریخ کے خبر میں یہ لکھا ہے کہ داؤد بادشاہ کے اعمال اول و آخر دیکھو وہ سب سموئیل غیب بین کی تواریخ میں اور ناتن نبی کی تواریخ میں اور جاد غیب بین کی تواریخ میں یعنی انکی ساری حکومت اور زور کا تذکرہ اور جو جو زمانے اسپر اور اسرائیل پر اور زمین کی ساری مملکتوں پر گزر گئے اتنا سا حال لکھا ہے۔ اب فرمائیے کہ وہ سب کتابیں کہاں ہیں؟ پس جس علام الغیوب کے علم میں وہ سب احوال ہیں اسنے نہیں سے بعض اپنے رسول صلعم پر الہام کئے۔

یہ ایوب علیہ السلام کا **پانچواں قصہ** ہے جسمیں یہ بات پاکبازوں اور خدا کے راستبازوں کو بتلائی جاتی ہے کہ دنیا دار اور صاحب ہے یہاں بڑے بڑے برگزیدے آزمائے گئے ہیں اُنپر طرح طرح کی مصیبتیں پڑی ہیں ایوبؑ کو دیکھو مال و اسباب پر مصیبت آئی فقیر ہو گئے پھر نام اولاد بیٹے اور بیٹیاں دفنا کر گئے پھر خود بھی مرض جذام میں مبتلا ہوئے لوگ گھن کھانے لگے گاؤں سے نکال دیا باہر ایک مجمد پڑی میں رہتے تھے بیوی کہیں سے محنت مزدوری کر کے لاتی تو کھاتی تھیں اسپر بھی انہوں نے صبر کیا

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ۝ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝

پھر جو کوئی اچھے کام کریگا اور وہ مؤمن بھی ہوگا پس اسکی کوشش رائگاں نہیں۔ اور ہم اسکے لکھنے والے ہیں۔ اور جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا اس پر یہ روک ہے آنا (دنیا میں) حرام ہے۔

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يٰوَيْلَنَا

یہانتک کہ یاجوج و ماجوج کو کھول دیا جائے اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے چلے آویں (یعنی قیامت کے) اور وعدۂ حق نزدیک آلگے پھر بھی کافروں کی آنکھیں اوپر لگی رہیں اور وہ کہیں ہائے خرابی

قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً

بیشک ہم اس سے غفلت میں پڑے رہے تھے بلکہ ہم ظالم تھے۔ البتہ تم اور جسکو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو جہنم کا ایندھن ہو۔ تمکو وہیں پہنچنا ہے۔ اگر یہ معبود ہوتے تو یہ

مَا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا

اس میں نہ جاتے اور سب اس میں ہمیشہ پڑے رہینگے۔ انکی ہائے وائے کی چیخ ہوگی اور یہ کچھ نہ سنیں گے۔ البتہ جنکے لئے ہماری طرف سے بھلائی پہلے ٹھہر چکی وہ اس سے

مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ حَيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ هٰذَا

دور رہینگے۔ اسکی آواز بھی نہ سنیں گے۔ اور وہ دل کے موافق عیشوں میں ہمیشہ رہینگے۔ انکو بڑی گھبراہٹ سے رنج نہ ہوگا اور فرشتے آملینگے اور کہینگے یہ وہ

يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاۗءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝

دن ہے کہ جسکا تمکو وعدہ دیا جاتا تھا۔ جسدن کہ ہم آسمانوں کو کاغذ دوات کے لپیٹنے کی طرح لپیٹ لینگے جسطرح ہمنے اول بار پیدا کیا اسیطرح سے بارہ دیگر کرینگے ہمپر وعدہ ہوچکا ہم کو کرنا ہی

آزمائش کی بابت کتاب ایوب میں بھی اور جگہ سے انکی روایات میں بھی یوں بیان ہوا ہے کہ شیطان نے خدا تعالیٰ سے کہا کہ ایوب کی جو تعریف کرتا ہی اسکا سبب یہی ہے کہ اسکو تو نے بہت سی نعمت عطا کر رکھی ہے اگر اسپر مصیبت آوے اور پھر تیری شکایت نکرے تب جانوں کہ صابر و شاکر ہے خدا تعالیٰ نے شیطان کو اختیار دیا ایوب کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں اور مال کا یہ حال کہ سات ہزار بھیڑ اور تین ہزار اونٹ اور پانچ سو جوڑیاں بیلوں کی اور پانسو گدھیاں تھیں پس ایکروز یہ ہوا کہ اسکے بڑے بھائی ایکمکان میں دعوت کھا رہے تھے اور رشتہ چراگاہ میں چر رہے تھے اور بیل جوتے جا رہے تھے ناگاہ سبا کے لوگ آوے اور گدھوں کو چھین لے گئے اور آدمیوں کو قتل کر گئے اور یہی خبر آکر سنائی اگر شعلۂ آسمانی بھیڑوں اور نوکر چاکروں کو ہلاک کیا اور کسدی اونٹ لوٹ لیگئی اور نوکروں کو مار گئی اور ایک دوسرے کی آنے بھی نہ آئی مکان گر گیا سب بیٹے بیٹیاں دعوت کے گرنے قاصد دے کے بعد دیگرے ایک ہی وقت میں ایوب کے اس حادثہ کی خبر دینے والا ہی ہلاکت کی دینے اونٹوں کی دینے بکریوں کی۔ ایوب نے سنکر سجدہ کیا اور کہا میں ماں کے پیٹ سے ننگا نکلا تھا اور ننگا ہی قبر میں جاؤنگا اسنے دیا تھا اسنے لیلیا۔ اسکے بعد شیطان نے کہا اب بھی جو ایوب شکر و صبر کرے تو ندرستی کی نعمت انکو حاصل ہی اگر یہ نہو تو شکر و صبر کرے تو معلوم ہو پھر بھی خدا تعالیٰ نے شیطان کو اجازت دی شیطان نے حضرت ایوب پر اثر کیا کسی کو جو تمام بدن پر پھوڑے نکلے اور ٹھیکرا لیکر کھجلانے لگا اور تمام بدن پھٹ گیا پھوٹ نکلا ان مصیبتوں پر حضرت نے صبر کیا لوگوں کو لعن طعن شنیع کی بھی تکلیفیں اٹھائیں دوستوں کی بے مہری دیکھی تب اکیدن حضرت ایوب خدا تعالیٰ کے سامنے چوٹ چوٹ کر رونے لگے کہ اے میرے جنوانہ بندے پر رحم کر میرے زخمی دل کو دیکھ مجھسے لوگ نفرت کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ جسپر خدا تعالیٰ فرماتا ہی وایوب اواب ذوی ربہ الٰہی سنی الخ پر خدا تعالیٰ نے ایوب پر رحمت کی نسبت دولت و سلامتی عنایت کی و انبیاء و اولیاء و مسلمین مہم متفاوت فقادہ و ابن عباس و ابن مسعود فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ایوب کے مرے ہوئے کنبے کو زندہ کر دیا اور سات بیٹے اور تین بیٹیاں بعد میں پیدا ہوئیں یہ کہنا ظاہر آیت سے سمجھا جاتا ہی مگر کہتے ہیں اسکے یہ معنی کہ ہینے ایوب کو ویسا ہی کنبہ دیا یعنی سات بیٹے اور تین بیٹیاں تندرست ہونے کے بعد پیدا ہوئیں اور اسکے بعد ایوب ایکسو تالیس برس تک زندہ رہا اپنی چار پشت کی دیکھا (جیسا کہ کتاب ایوب کے ۴۲ باب و درس ۱۵-۱۶ میں تصریح ہے) یہ تمام معہم ہوا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو توریت میں عوض کی سرزمین کا رہنے والا لکھا ہے۔ موضوع اہل کتاب اہل اسلام ملک مبارک یقین

پھر اس میں بھی بڑا اختلاف ہے کہ حضرت ایوب کس زمانہ میں تھے؟ وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ ایوب رومی تھے انوص کے بیٹے عیص بن اسحاق کی نسل سے۔ اور انکی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام کی حقیقی پوتی تھیں جنکا نام رحمۃ تھا چونکہ عرب میں بنی اسماعیل جا بسے تھے اور ایوب علیہ السلام کی قرابت انسے بہت قریبہ تھی انکی ہم زبان بھی تھی اسلئے انکا عرب میں مبعوث ہونا من قومہ کے برخلاف نہیں کہا جاسکتا۔ اب یہ متعین نہیں کہ کس بستی میں رہتے تھے؟ انکی ایام مصیبت کی تعداد کسینے سات برس کسینے کم زیادہ بیان کی ہے واللہ اعلم عند اللہ تعالے۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ اسماعیل و ادریس و ذی الکفل علیہم السلام کا ذکر فرما کر ارشاد فرماتا ہے کہ ہر ایک انمیں سے صابر تھا۔ انپر بھی بڑی بڑی تکلیفیں دنیا میں نازل ہوئی ہیں اسماعیل و ادریس کا حال اور انکے مصائب تو ناظرین کو ہماری کتاب کے متعدد مقامات سے معلوم ہوگئے ہونگے ہاں ذی الکفل کا بتلانا ضرور ہے۔ زجاج کہتے ہیں لفظ کفل حصہ بھی کہتے ہیں اور اس کپڑے کو بھی جو اونٹ کے چوتڑوں پر ڈالا رہتا ہے۔ اب اسمیں اختلاف ہے کہ یہ بزرگ کون ہیں اور انکو ذی الکفل کیوں کہتے تھے؟ بعض کہتے ہیں ذی الکفل سے مراد زکریا ہیں بعض کہتے ہیں یسع بعض کہتے ہیں الیاس قوی تر یہ ہے کہ یسع کے شاگرد اور انکے قائم مقام ہیں۔ اور ذی الکفل انکو اسلئے کہتے ہیں کہ انہوں نے نظام نبی اسرائیل کا تکفل کر لیا تھا یعنی اپنے ذمہ لے لیا تھا یا غرباء و مساکین کا تکفل کیا کرتے تھے اسلئے یہی لقب سے مشہور ہوگئے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد یاسع ہے جو حضرت الیسع کے حکم سے بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوا تھا جسنے بنی اسرائیل کی بت پرستی و دوری کی ہکا اسنے تکفل کیا تھا۔ یہ نیک بندہ بادشاہ تھا نبی نہ تھا واللہ اعلم۔

وذالنون یعنی **نواں** قصہ یونس علیہ السلام کا ہے۔ نون مچھلی کو کہتے ہیں چونکہ مچھلی نے انکو لقمہ کر لیا تھا اسلئے انکا لقب ذی النون ہوا۔ ذہب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیہ خدا سے خفا نہ ہوئے تھے بلکہ قوم سے فظن ان لن نقدر علیہ القدر یہاں بمعنی التضاء ہے یعنی یونس نے یہ گمان تھا کہ ہم اسپر سختی نہ کرینگے یہ سمجھکر قوم سے چلے گئے تھے۔ فی الظلمات ایک مچھلی کا انہیں دوسرا دریا شور کا سمندر کا تیسرا رات کا۔ سن الظالمین جو کہا تو ترک اولی کے لئے نہ کہ درحقیقت اسنے ظلم سرزد ہوا تھا کیونکہ انبیا علیہم السلام معصوم ہیں۔

وزکریا یہ **دسواں قصہ** حضرت زکریا علیہ السلام کا ہے بیٹے کے لئے دعا کی خدا نے یحییٰ علیہ السلام بیٹا دیا وہ اتی حصنت فرجہا یہ **گیارھواں قصہ** حضرت مریم کا ہے واحصنت فرجہا آیۃ للعالمین میں تصریح ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے جسلئے انکو قدرت حق کی جہان کے لئے نشانی فرمایا گیا۔

ان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ صاحب کشاف کہتے ہیں امۃ بمعنی ملت اور یہ اشارہ ہے ملت اسلام کی طرف یعنی ملت اسلام تمہاری وہ ملت ہے کہ جسپر تمکو قائم رہنا چاہیئے جسکو ایک ملت کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے یعنی اسمیں کچھ اختلاف نہیں مراد یہ کہ تمکو اسمیں اختلافات پیدا کرنے نہ چاہییں اور میں تمہارا معبود ہوں میری عبادت کرو۔ ایک حدیث میں جسکو محدثین نے صحیح مان لیا ہے یوں آیا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی گمراہی فرماتے ہوئے فرمایا تھا کہ میری امت میں بہتر فرقے ہوجاوینگے بجز ایک فرقہ کے سب ہلاک ہونگے یعنی آخرت میں اپنے عقائد فاسدہ کی سزا پاوینگے لوگوں نے پوچھا وہ ایک فرقہ کونسا ہے؟ فرمایا وہ کہ جسطریق پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔ چنانچہ چند روز کے بعد ایسا ہی ہوا اور یہ کچھ ضرور نہیں کہ بہتر فرقے ایک ہی زمانہ میں موجود ہوجاویں بلکہ جب کبھی ہوں جبکا مول یعنی عقادیات میں اختلاف ہو۔ بعض کہتے ہیں انبیا علیہم السلام کا ذکر فرما کر یہ بات بتلاتا ہے کہ یہ سب لوگ صول دین میں تمہارے ہی لوگ ہیں ایک طریقہ کے یعنی ہکا اور تمہارا طریق جدا نہیں ہاں پچھلوں نے تفریق کردی اور اختلاف ڈالدیا جسکو بعید سیاق کرتا ہے فمن یعمل من الصالحات کہ جو کوئی ایمان لاویگا اور یہ نیک کام کریگا خواہ کوئی ہو اسکی کوشش کا ضلعا بدلا ہم دینگے۔ پھر فرماتا ہے وحرام علی قریۃ اھلکنہا انہم لا یرجعون یہ بھی ایک اصول ہے بعض علماء نے اسکو ناقابل نہیں مانا ہے یعنی ہر وہ کام کہ ہکا عدم رجوع حرام یعنی متبع ہے ترجیح کرنا انپر واجب یعنی ضرور ہے دار آخرت کی طرف۔ کہ مفسرین نے اسکو زمانہ سے تبع یعنی کہ انپر رجوع کرنا دنیا میں ناممکن ہے گویا انعام کردیا ہے کہ ایک قدیم شرک سماوی ہے باز آنا حرام تھا اسلئے وہ غارت ہوئے جیسے کا قول بہت ٹھیک ہے کہ انکو بار دگر دنیا میں آنا تا قیامت حرام ہے پھر اسکی غایۃ فرماتا ہے کہ کب تک؟ حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج و ہم من کل حدب ینسلون (دیوار سے) ان کے کھلنے تک

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ

اور البتہ ذکر کے بعد ہم زبور میں لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہونگے۔ البتہ اس میں عبادت کرنیوالی قوم کے لئے (خدا کی) ایک پیام رسانی ہے۔ اور (اے محمد) ہم نے تم کو نہیں بھیجا

إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ

مگر جہان کے لئے رحمت بنا کر۔ تو کہہ کہ میری طرف تو یہی حکم پہنچایا جاتا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ پھر کیا تم بھی ماننے ہو؟ پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو کہ میں نے تمکو برابر اطلاع کر دی ہے۔ اور مجھے

أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَم بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ ۝ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ۝ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ

نہیں معلوم کہ جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا دور۔ وہ جانتا ہے ظاہر بات کو اور جانتا ہے جسکو تم پوشیدہ کرتے ہو۔ اور میں نہیں جانتا کہ شاید یہ تمہاری آزمائش

وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝ قَالَ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۝

اور ایک وقت کا برہ منہ ہو۔ پیغمبر نے کہا اے رب انصاف سے فیصلہ کر دے اور ہمارا رب جس سے (تمہارے) کلمات کے برخلاف مدد مانگتے ہیں (ان تو) رحم کرنیوالا ہے

ع ۱۹ نصف

اور اُس وقت تک کہ وعدہ قیامت قریب آلگے اور لوگوں کی آنکھیں اس سخت وقت میں خوف و دہشت سے رحمت کی انتظار میں اوپر کی طرف لگ جاویں اور کافر حیرہ کہنے لگیں کہ ہائے خرابی ہم بدکار تھے یعنی قیامت تک وہ دنیا کی طرف رجوع نہ کرینگے۔ یاجوج اجوج کا منفتوح ہونا یعنی دیوار سے کھولا جانا قرب قیامت میں ہوگا وہ دیوار ٹوٹ جاویگی یعنی قوم بدکا پھیل پڑیگی ہر بلندی سے اُترتے آنا محاورہ ہے دوڑے ہوئے آنیسے۔ یعنی جملہ یاجوج اجوج کے ذکر میں جمعاً آگیا اس قوم کا قرب قیامت میں ظاہر ہونا اس آیت اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور کتاب حزقیل کی ۳۹ فصل میں بصراحت مذکور ہے فرق باطلہ کا ذکر کرکے فمن بعل الخ اور حرام علی قریۃ کا ذکر کرنا قیامت میں نیک و بد اعمال کا نتیجہ ملنا اور ازلی گمراہوں کا انبیاء کی نصیحت سے فیضیاب نہونا جتلا کر حضرت کی تسلی مجالی ہے انکم و ما تعبدون الخ میں قیامت کا ذکر فرما کر انکے معبودوں کی توہین و تحقیر کرنا ہے کہ وہ اور تم پرستش کرنیوالے جہنم میں ڈالے جاؤگے پھر وہ کاہیکے معبود ہیں آگے جہنم جنت کی کیفیت بیان فرماتا ہے اور آسمانوں کے فنا ہونے اور بار دیگر پیدا ہو کر حساب کے لئے حاضر ہونیکا مستحکم وعدہ مع دلائل بیان فرماتا ہے۔

ولقد کتبنا فی الزبور سعید بن جبیر مجاہد و کلبی و مقاتل ابن زید کہتے ہیں زبور سے مراد وہ کتابیں جو دنیا میں انبیاء پر نازل ہوئیں ذکر سے مراد لوح محفوظ کہ جہاں سے نقل ہو کر یہ کتابیں آئیں یعنی ہم نے لکھدیا ہے لکھدیا کہ زمین کے نیک بندے وارث ہونگے زمین سے مراد جنت کی زمین ہے وہاں بجز انکے اور کوئی آدم علیہ السلام کے ورثہ میں مالک نہوگا سو یہ بات کل آسمانی کتابوں میں ہے ہم تقدیر پر پھر آیت بیان سابق کا تتمہ یا تاکید ہوگی۔ قتادہ و شعبی کہتے ہیں زبور سے مراد قرآن اور ذکر سے مراد تورات ہے سو ان دونوں میں بھی یہ بات مذکور ہے زبور سے مراد داؤد کی کتاب بھی ہو سکتی ہے۔ ارض میں مفسرین کے چند اقوال ہیں (۱) جنت کی زمین جیسا کہ بیان ہوا (۲) دنیا کی زمین یعنی ملک کا مالک ہم نیک بندوں کو کرینگے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے وعد اللہ الذین آمنوا الی قولہ لیستخلفنہم فی الارض الآیہ اور بعض کہتے ہیں کہ ارض سے ارض مقدسہ بیت المقدس و ملک شام مراد ہے سو اسنے اپنے وعدہ کے موافق یہاں ہی کیا کہ مسلمانوں کے تصرف میں کر دیا اور بابک سے اور کسریٰ و قیصر کی سلطنت بھی انکے قبضہ میں آئی۔ قریش مکہ جو اپنی سرداری اور جماعت پر نازاں تھے انکو یہ سنایا گیا تھا ۷ زبور کے ۹ اور گیارھویں رکس میں یہی مضمون ہے اور بہت سے مقامات عہد جدید و عہد قدیم میں یہ مضمون ہے۔

پھر فرماتا ہے کہ ہمیں عبادت کرنیوالوں خدا ترسوں کے لئے بلاغ ہے اور اے محمد تو ہم تمام عالم کا ہادی ہو کر آیا ہے اسلئے تجھکو رحمت و شفقت کی نظر سے بھیجا ہے کہ میرے بندوں کو جو تاریکی میں پڑے ہیں مطلع کر دے اور منجملہ اور پیغاموں کے سب سے موکد حکم توحید کا ہے سو کہدے انما یوحی الخ پھر اگر وہ اسکو نہ مانیں تو کہدے تیرا مقرر آنیوالی ہے لیکن مجھے اسکا وقت معلوم نہیں خدا ہی کو معلوم ہے کیونکہ وہ چھپی اور کھلی ہر ایک بات کو جانتا ہے اور جو مہلت ہے سو چند روزہ فتنہ و آزمائش کے لئے۔

سورۂ حج مدنیہ ہی اس مین ۷۸ آیات اور دس رکوع ہین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو۔ بیشک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی بھاری چیز ہے۔ جسدن اسکو دیکھیگے تو دودہ پلانے والی بچہ کو بھول جاویگی اور ہر ایک حمل والی

نصف

حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ

اپنا حمل ڈالدیگی اور تجھے لوگ مدہوش نظر آئینگے اور درحقیقت وہ مدہوش نہونگے لیکن اللہ کی سخت سزا (کے خوف سے) مدہوش ہیں) اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ اللہ کے معاملہ میں نادانی سے جھگڑتے ہیں اور ہر

شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ

شیطان سرکش کی پیروی کرتے ہیں۔ شیطان کے نصیب میں لکھا گیا کہ جو اسکو یار بنائیگا تو یہ اسکو گمراہ کریگا اور اسکو عذاب جہنم کی طرف لیجاویگا۔ اے لوگو اگر تمکو قیامت کے دن پھر جی اُٹھنے میں شک ہے تو

فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِى الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ

(اسکو خیال کرو کہ ہم تمکو خاک سے پھر نطفہ سے پھر خون کی پھٹکی سے پھر گوشت سے بنا یا کسیکو پورے نقشہ کے کسیکو ناتمام تاکہ تمکو معلوم کرائیں۔ اور ہم رحم میں جسکو چاہتے ہیں

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ

ایک مدت مقرر تک ٹھہرا رکھتے ہیں۔ پھر تمکو بچہ کا بنا کر نکالتے ہیں پھر یہانتک تربیت کرتے ہیں کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو اور کچھ تم میں سے جوانی سے پہلے ہی بلا لیے جاتے ہیں اور کچھ تم میں سے نکمی عمر کی طرف پھیرے جاتے ہیں کہ وہ جاننے کے بعد کچھ بھی

عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ

وہ نہیں جانتے۔ اور تجھکو زمین خشک پڑی دکھائی دیا کرتی ہے پھر جب ہم اسپر پانی برساتے ہیں تو تر و تازہ ہو جاتی اور ہر ایک خشنما جوڑی بوٹی اُگاتی ہے۔ یہ تجھے اسلیے بیان کرتا ہوں کہ ثابت ہو اللہ وہی

الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ

حق ہے اور وہ مردوں کو زندہ کریگا اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔ اور یہ کہ قیامت آنیوالی ہے جسمیں کچھ بھی شک نہیں۔ اور یہ کہ اللہ زندہ کریگا انکو جو قبروں میں ہیں۔

ترکیب

زلزلۃ مصدر ہے جائز ہے کہ فعل لازم سے ہو لے تزلزل الساعۃ اور ممکن ہے کہ متعدی سے ہو ای زلزال الساعۃ الناس و نوصورت میں مصدر فاعل کی طرف مضاف ہوگا یوم تروننہا منصوب ہے تذہل سے جو حال ہے ضمیر مفعول سے والعائد محذوف مکارمی حال ہے اور یہ بالضم اور بالفتح دو طرح سے آیا ہے اور سکرٰی مثل مرضیٰ اور واحد سکران یا سکرہ ہے مثل زمن وضنی۔ من یجادل میں من نکرہ موصوفہ ہے۔

تفسیر

سورۂ انبیاء میں چند پیغمبروں کے واقعات بیان کرکے اس سورہ میں قیامت اور عالم آخرت کا ذکر کرتا ہے کیونکہ کہ لوگ اسکے منکر تھے اور یہی ایک مسئلہ ہو کہ

جسکے تسلیم کرنے کے بعد انسان ہی عالم آخرت کے ہادی انبیاء علیہم السلام کی پیروی کو غنیمت جانتا ہے۔

اسلئے خدا تعالیٰ ہی ہولناک واقعہ کی خبر کس ہیبتناک بیان سے دیتا ہے اور سب سے پیشتر اپنے رب سے ڈرنے اور تقویٰ کرنیکا حکم دیتا ہے۔ قال یاایہا الناس اتقوا ربکم اول تو لفظ رب یہہ چاہتا ہے کہ اپنے ہر روز کے مُربّی سے ڈرنا اور اسکی طاعت کرنا چاہئے مگر اسکے بعد جو ایک سخت مصیبت بطور مثال ہے اسکا ذکر کرکے اور بھی اس تقویٰ کے حکم کو مؤکد کرتا ہے گویا یہہ جملہ ان لرزہ ہا و تشویش ہائے عظیم کی علت ہے کیونکہ ہر سخت وقت میں انسان کو تقویٰ امان دیگا۔ پھر فرماتا ہے کہ یہہ زلزلہ کس دن ہوگا اور اس دن کیا حال ہوگا؟ حاملہ عورتوں کے اسکے خوف سے حمل گر جائینگے اور دودھ پلانیوالیاں باوجود اسکے کہ بچے سے بڑی محبت ہوتی ہے اسکو بھی اس پریشانی اور بدحواسی میں بھول جائینگی اور اس دہشت سے لوگوں کا یہہ حال ہوگا کہ جسطرح نشہ میں آدمی کو بدحواسی ہوتی ہے اسطرح سے ہوگی اور درحقیقت نشہ نہ ہوگا عذاب الٰہی کی بدحواسی ہوگی۔

یہہ زلزلہ قیامت کے روز ہوگا جس روز صور پھُنکیگا۔ پہاڑ اُڑتے پھرینگے زمین کپ کپاویگی ایک آباد ھاپی ہوگی کہ الٰہی توبہ۔ اہل ایمان اس وقت دیکھ زمین پر ایک بھی باقی نہ رہیگا پہلے ہی اُٹھ جاوینگے سرشار بدکردار ہونگے جو اس دن کو دیکھینگے۔ پھر نام و نیا نیست ہوکر دوبارہ ایک اور عالم نیا تہ بتہ نئی زمین قائم ہوگی لوگ جی اُٹھینگے حشر برپا ہوگا۔

ومن الناس من یجادل فی اللہ کے منکر اس بیان کو سنکر جھگڑنے لگے کہ ایسا کیونکر ہوسکتا ہے؟ ابن ابی حاتم نے ابی مالک سے روایت کی ہے کہ نضر بن حارث نے اللہ کے بارہ قیامت کے معاملہ میں جاہلانہ گفتگو کی تھی اسکے بارہ میں یہہ آیت نازل ہوئی۔ اسکے حق میں فرمایا ویتبع کل شیطان مرید کہ وہ ہر ایک شیطان راندۂ درگاہ کی پیروی کرتا ہے اسمیں انکی گمراہ کنندہ لوگ بھی آگئے اور ابلیس بھی جسکے لئے یہہ مقرر ہوچکا ہے کہ جو اسکو یاد نہ کریگا تو یہہ اسکو راہ راست سے بھٹکا کر جہنم کی طرف لیجائیگا۔ پھر اس کمبخت کو کیا ہادی جو ہادی برحق سے جھگڑ کر مضل کی پیروی کرتا ہے۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ قیامت قائم ہونے پر دو دلیل پیش کرتا ہے **اول دلیل** یاایہا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقنا کم الی قولہ تعالےٰ لکیلا یعلم من بعد علم شیئاً کہ اگر تم کو قیامت کے روز مرکر جی اُٹھنے میں شک ہے تو تم اس بات کو دیکھو کہ ہمنے تم کو مٹی سے پیدا کیا کیونکہ تمہارے جد امجد آدمؑ کو مٹی سے بنایا کہ جسکی تم نسل ہو یا یوں سمجھو کہ تم نطفہ سے پیدا ہوتے ہو جیسا کہ اسکے بعد خود ہی فرماتا ہے ثم من نطفۃ اور نطفہ غذاؤں کے کھانے سے پیدا ہوتا ہے جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ پھر نطفہ کو جو پانی کا ایک قطرہ ہے خون بنا دیتے ہیں پھر اس خون کو گوشت کا لوتھڑا پھر اسمیں کسی کے پورے ہاتھ پاؤں و دیگر اعضا لگاتے ہیں کسی کو ناقص رکھتے ہیں غیر مخلقۃ یا یوں کہو کہ بعض لوتھڑے ناقص کے ناقص ہی رحم سے باہر گر جاتے ہیں لنبین لکم تاکہ تمکو معلوم کرائیں کہ یہہ اس قادر مطلق کی صنعت ہے جسنے طبیعت کو آلہ بنا دیا ہے ورنہ طبیعت کے لئے کوئی امر مرجح نہ تھا کہ ایک قطرہ یا یکساں خون یا یکساں گوشت کا لوتھڑا سب کی ایک طبیعت پھر اسمیں سے کسیکو بڑی کسیکو بچھا بنائے کسی کو سر کسی کو ہاتھ آنکھ ناک اور اُن میں یہہ یہہ دور اندیشیں ملحوظ رکھے۔ پھر رحم میں جسکو جتنی مدت چاہتے ہیں ٹھہراتے ہیں پھر لوتھڑا کا بنا کر اس نطفہ کو باہر لاتے ہیں پھر کسی کو لڑکپن میں کسیکو جوانی میں کسیکو انتہاء عمر طبعی تک پہنچا کر مارتے ہیں۔ پس جن باتوں پر قادر ہے کیا وہ انسان کو بار دگر زندہ نہیں کرسکتا ہے؟ بیشک کرسکتا ہے اور ضرور کریگا۔

دوسری دلیل وترٰی الارض ہامدۃ سے لیکر خبیر تک۔ کہ زمین خشک پڑی ہوتی ہے پھر ہم اپنی قدرت سے پانی برساتے اور ایک پانی ایک ہی زمین سے گوناگوں جڑی بوٹیاں اُگاتے ہیں۔ اور ہماری اس قدرت کاملہ کا تماشا تم کثرت دیکھتے ہو پھر کیا ہم مارلیجات برسا کر انسان کی نباتات کیطرح بار دگر پیدا نہیں کرسکتے؟

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جہالت کے مقابلوں میں الجھتے ہیں نہ علم سے ۔ نہ ہدایت اور نہ کتاب روشن سے ۔ بلوٹا ہوا منہ پھیرا ہوا رہے لوگوں کو اللہ کے رستہ سے گمراہ کرنے کے لئے ۔ اسکو دنیا میں رسوائی ہے اور

نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰي ع ۱۶

قیامت کے دن اسکو عذاب آتش کا مزہ چکھائینگے ۔ کہا جائیگا یہ تیرے اس عمل کی وجہ سے ہے جسکو تیرے دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا اور یہ تو بندوں پر ظلم نہیں کرتا ۔ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں

حَرْفٍ ۭ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُۨ انْقَلَبَ عَلٰي وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝

کنارہ سے پھر اگر اسکو کچھ فائدہ پہنچ گیا تو سیر ہو رہا اور اگر کچھ تکلیف پہنچ گئی تو الٹا پھر گیا منہ موڑ کر اپنے دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی ۔ یہ ہے صریح خسارہ ۔

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝

اللہ کو چھوڑ کر کچھ پکارتا ہے جو نہ کچھ ضرر دے سکے اور نہ فائدہ ۔ یہی تو وہ گمراہی ہے جو حق سے دور ہے ۔ پکارتا ہے کہ کوئی جسکا ضرر اسکے نفع سے نزدیک ہے آقا بھی برا اور رفیق بھی برا ۔

قیامت کے دلائل بیان کر کے پھر انہیں بیہودہ لوگوں کے جاہلانہ مجادلہ کا ذکر فرماتا ہے فقال ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ہدی ولا کتاب منیر بعض کہتے ہیں پہلی آیت ومن الناس الخ نضر بن حارث کے حق میں اور یہ ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی ۔ بعض کہتے ہیں دونوں جگہ نکرہ مراد ہے محض ذم کے مبالغہ کے لئے اسکا اعادہ کیا ۔ انسان کسی مقصد پر جو حجت قائم کرتا ہے یا کوئی عقیدہ دل میں جماتا ہے تو یا علم بالبدیہیات سے یا استدلال ونظری یا وحی والہام سے پھر جسکو یہ تینوں باتیں کسی بات کی طرف ہدایت نکریں اور وہ پھر جھگڑے تو سخت نادان ہے بغیر علم میں بدیہیات اور ولا ہدی میں نظریات اور ولا کتاب منیر میں الہام حق کا سلب ہے کہ اسکے پاس ان میں سے کوئی بھی نہیں ۔ پھر اسکا یہ فعل محض تکبر اور لوگوں کے گمراہ کرنے کے لئے ہے ثانی عطفہ لیضل عن سبیل اللہ ثنی العطف کبر وخیلاء سے عبارت ہے ۔ اب اسکی سزا بیان فرماتا ہے اسکے کبر وغرور کے بدلہ میں لہ فی الدنیا خزی کہ خدا تعالیٰ اسکو دنیا میں خوار وذلیل کریگا ۔ چنانچہ نضر بن حارث اور ابوجہل کی ذلت کے ساتھ بدر کی لڑائی میں ہی گئے اور کتوں کی طرح سے انکی لاشیں کنجوں کے ایک گڑھے میں ڈال دی گئیں ۔ اور یہی طرح سب سرکشوں کا یہی حال ہوا ہے اور ہوگا ۔ اور اس جاہلانہ مجادلہ کی سزا ونذیقہ یوم القیامۃ عذاب الحریق قیامت میں عذاب جہنم کا مزہ چکھائینگے ۔ اور یہ اسی کے عمل کا بدلہ ہے اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا ۔

انبیاء علیہم السلام قیامت کے حالات بیان فرما کر انسان کو دائمی بھلائی کے لئے اپنی طرف بلایا کرتے ہیں پھر اس شخص کی سخت حماقت ہے کہ اس سنہ کو دنیا کے فوائد حاصل کرنے کے لئے اختیار کرے دنیا کے نفع ونقصان انسان کے ساتھ ہر حال میں ہیں حضرت کے عہد میں جو لوگ اسلام میں آ کر پھر گئے تھے یہاں انکی برائی بیان فرماتا ہے فقال ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف بخاری نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ مدینہ میں ایسے بھی لوگ آتے اور اسلام لاتے تھے کہ اگر یہاں اسکے لڑکا پیدا ہوا اور اسکے مواشی کے بچے ہوئے تو کہتا تھا کہ یہ دین اچھا ہے اور جو ایسا نہ ہوتا تو کہتا کہ یہ دین برا ہے پھر یہ آیت نازل ہوئی حرف کے معنی طرف یعنی شک وتردد ۔ دنیا میں تو پھر نقصان قدرے مصیبت آئی ہی تھی ادھر خدا سے بھی پھر گئے دنیا بھی گئی دین بھی ڈاک ہو کر ان الذین یحبہم ثم لا تو ناہے اب خدا کے در سے پھر کر اور معبودوں کی طرف رجوع ہوا یہاں کیا رکھا ہے بجز نقصان کے ؟ انکی عبادت ونذر ونیاز میں مال ضائع کرنا وقت کھونا وبال بت پرستی سر پر لینا خسارہ اور ضرر ہے ان معبودوں کو قدرت ہی کیا ہے جو کسی کو نفع یا نقصان دے سکیں ایسا ہی بدنصیب یہ مانگنے والا جو انکا رفیق بنا اور ایسے ہی وہ معبود باطل

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ

بیشک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک کام کئے بہشتوں میں داخل کریگا جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ جسکو یہ گمان ہے کہ اللہ اسکی

اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ

دنیا اور آخرت میں مدد نہ کریگا تو وہ ایک رسّا لٹکائے اونچی چھت پر اس سے پھانسی لے لے پھر دیکھ لے کہ اسکی تدبیر اسکے غصہ کو دور بھی کرتی ہے؟ اور ہمنے قرآن کو نازل کیا ہے کھلی کھلی آیتیں اور

اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ

اللہ جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ وہ جو ایمان والے ہیں اور وہ جو یہودی اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس ہیں اور وہ جو مشرک ہیں بیشک قیامت کے دن اللہ انمیں باہم

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

فیصلہ کریگا۔ البتہ اللہ کے سامنے ہر چیز حاضر ہے۔

منافقوں کی عبادت اور انکو معبودوں کا حال بیان فرما کر سچے ایماندار لوگ کی عبادت کا بیان فرماتا ہے اور انکے معبود حقیقی کا وصف کرتا ہے کہ اللہ جو معبود حقیقی اور قادر مطلق ہے اپنے ایمانداروں کو کامیاب نکو ایسے باغوں میں جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی داخل کریگا کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی یہ کہنا اسکا جو چاہتا ہے قادر مطلق ہے برخلاف انکے معبودوں کے کہ نہ نفع و ضرر کا کچھ بھی اقتدار نہیں۔

من کان الخ ان ان لوگوں میں ان منافقوں کی طرف دوسخن ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی عبادت تردد اور شک سے کرتے ہیں کہ جہاں کوئی دنیا کا فائدہ معلوم ہوا تو جے رہے کوئی تکلیف آپڑی تو اللہ سے پھر کر باطل معبودوں کی طرف متوجہ ہو گئے کہ بیہودہ ان معبودوں کی طرف متوجہ ہو کر تو اپنا کام نکالیں اور دیکھیں انکو دل کا غصہ جو خدا پر ہے کھڑے سے نکالتے ہیں وہ جیسی چاہیں تدبیر کرلیں جسقدر چاہیں زور لگالیں حتیٰ کہ آسمان کی طرف اپنے گھر کی چھت تک (کیونکہ کھڑ سے سماء بیت بھی مراد ہو سکتا ہے) کوئی رسّی لٹکا کر اس سے گلا گھونٹ کر مر جاویں پھر دیکھیں کہ اس تدبیر سے انکا دل کا غصہ بھی نکلتا ہے؟ یعنی ہزار تدبیریں کریں کچھ نہ ہوگا خدا ہی چاہے تو نکیا ہو سکتا ہے۔

یہ معنی اس تقدیر پر ہیں کہ ینصرہ کی ضمیر من کی طرف رجوع کی جائے جیسا کہ سیاق چاہتا ہے۔ مگر ابن عباس و کلبی و مقاتل و ضحاک و قتادہ و ابن زید و سدی و فراء و زجاج اسکو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف رجوع کرتے ہیں اس صورت میں یہ معنی ہونگے کہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں اسکی رسول الا کرنیسے اور آخرت میں انکا درجہ بلند کرنے سے انکی مدد نہ کریگا اور سلیئے وہ اسلام کے قبول کرنے میں تردد کرتا ہے جیسا کہ مقاتل کہتے ہیں یہ آیت غطفان اور اسد کے چند لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو کہتے تھے کہ ہمکو خوف ہے کہ خدا محمد کی مدد نہ کرے تو ہم اپنے حلیفوں سے بھی الگ ہو جاویں یا جو آنحضرت سے حسد رکھتے ہیں اور حسد کے مارے یہ خیال کرتے ہیں تو انکو چاہئے کہ جیسا دل چاہے تدبیر اور داؤ کرلیں یہانتک کہ کوئی رسّی لٹکا کر اس سے گلا گھونٹ کر مر جاویں تب بھی کچھ نہ ہوگا خدا اپنے رسول کی دنیا آخرت میں ضرور مدد کریگا کیونکہ ابھی ہم کہہ چکے ہیں ان اللہ یفعل ما یرید یا وہ کوئی ایسا سبب لگاویں جس سے آسمان پر چڑھ جاویں اور وہاں سے ناکام ہو کر گر کر مر جاویں یہ تعلق کے یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں۔ سبب کے معنی رسی کے اور وسائل کے بھی ہیں بعض کہتے ہیں کہ بعض مسلمان حضرت کے فتوحات اور غلبہ میں دیر ہونیکی وجہ سے خفا اور دل تنگ ہوا کرتے تھے اس آیت میں انکی طرف اشارہ ہے کہ وہ جو چاہیں کرلیں انکو تدابیر سے کچھ نہ ہوگا خدا ایک وقت پر مدد و نصرت کریگا۔

اور اسطرح نازل ہوئی تمام قرآن آیات بینات بنا کر کیا ہے ہی ہدایت سو وہ ہر ایک کے حصہ میں نہیں خدا جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ گو دنیا میں اکثر یہ چھ فرقے ہیں اہل اسلام جنکو الذین امنوا سے تعبیر کیا دوم یہودی سوم صابی چہارم نصاریٰ پنجم مجوس ششم مشرکین اور سانیں سے ہر ایک اپنے تئیں ہدایت پر کہتا ہے مگر در اصل ہدایت پر وہی فرقہ ہے کہ جسکو خدا نے ہدایت دی یعنی اہل اسلام ہی انکی یہ قیل و قال سو کا قیامت میں اللہ آپ فیصلہ کریگا انکے سامنے ہر چیز ہے وہ سب کچھ جانتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ

کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں سب انوں میں اور زمین میں رہنے والے اور آفتاب ماہتاب اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چارپائے اور بہت سے

النَّاسِ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ فَالَّذِيْنَ

آدمی۔ اور بہت سے وہ بھی کہ جنپر عذاب مقرر ہو چکا۔ اور جسکو کہ اللہ ذلیل کرے پھر اسکو کوئی عزت نہیں دیتا۔ بیشک جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ دو فریق باہم مخالف ہیں جو اپنے رب کے معاملہ میں جھگڑے پھر جو

كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ يُّصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۝ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ

منکر ہیں انکے لئے آگ کے کپڑے قطع کئے گئے ہیں۔ انکے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جاویگا۔ کہ جس سے تمکیں جاویگا جو کچھ انکے پیٹ میں ہے اور کھال۔ اور انپر لوہے کے

حَدِيْدٍ ۝ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝

گرز پڑینگے۔ جب گھبرا کر وہاں سے نکلنا چاہینگے پھر وہیں داخل کئے جاوینگے اور کہا جاویگا چکھو عذاب آگ۔

تفسیر مقدار من الناس صفت خبر محذوف مطیعون اور بعض کہتے ہیں ❁ تفسیر ❁ من فی السموات پر معطوف ہے تفصیل کیلئے۔ بصب جملہ مستانفہ اور خبر اس کی محذوف ہے پہلے فرمایا تھا اللہ جو چیز جانتا ہے جس سے اسکا علم اور ادراک کامل ثابت ہوا تھا جو فیصل بینہم یوم القیامۃ فیما کنتم فیہ کے لئے ضروری ہے اب یہاں الم تر سے قدرت جبروت کا ثبوت کرتا ہے کہ اسکے تمام کائنات سرنگوں ہے۔ اور جسکو وہ ذلت دیتا ہے کوئی اسکو عزت نہیں دے سکتا اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت کر دیا کہ جو لوگ اسکو سوا اور دیوتا پوجتے ہیں اور صیا کہ شرک حکایۃً کرتے ہیں آپس میں جھگڑا کرینگے۔ اور قیامت میں فیصلہ کرنیکے لئے بھی یہ صف ضروری ہے اسلئے اپنی فیصلہ کرنیکا ثبوت بھی کر دیا کہ ہم قادر مطلق ہیں جانتے ہیں کہ ہر ایک سرنگوں ہے تمہارے معبود وہاں کیا کر سکینگے ❁ اور یہاں بھی وہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ الم تر سے کو الم تعلم معنی نہ کیا انہیں جانتا مراد یہ ہے کہ ہو مخاطب تجھے خوب معلوم ہو دلائل و براہین قدرت میں فکر کرنے سے چونکہ یہ بات بہ ظاہر بھی اسکی الم تر سے تعبیر کیا یسجد لہ سجود تکوینی مراد ہے سرنگوں ہونا۔ اور یہ ظاہر ہے کسلئے کہ تمام عالم ممکن ہے اور ممکن بحسب طبع اپنی حدوث میں اور بقا اس کی بقائے ایجاد ہے اس طرح بقا میں بھی پس ہر چیز کیا ہوئے وقت اسکا محتاج رہنا اسکے آگے سجدہ کرنا ہے۔ من فی السموات ومن فی الارض میں گروہ آفتاب و ماہتاب ستارے (علویات میں سے کہ جنکو مشرکین الوہیت اور صابئین اور مجوس وغیرہم پوجتے ہیں) اور پہاڑ اور درخت اور چارپائے بھی جمادات نباتات حیوانات کہ جنکو مشرکین عرب پوجتے تھے اور بتوں وغیرہ کی بھی پرستش کرتے ہیں جنمیں پہاڑوں کے پتھر ہیں اور کسی ذات سے بنے ہیں جیسے بت وغیرہ کے سو وہ بھی پہاڑوں میں سے برآمد ہوتی ہیں۔ اور تلسی اور پیپل کے درخت کو ہندو پوجا کرتے ہیں۔ حیوانات میں گائے بیل سانپ کو پوجتے ہیں اور سفر نبے سے بھی شامل ہیں جنکو اکثر فرقوں کے لوگ پوجتے اور حاجت روا سمجھتے ہیں مگر تیسم کے بعد ایک ایک کا نام لینا گویا ان فرقوں کو خواہ مخواہ غلط سمجھا دینا ہے۔ اور اسلئے جو نکہ نہان اچیزوں میں سے باعتبار علم و قدرت کے متاز ہے بعض ان سب کی دو قسم ہیں ایک وہ جو بالاختیار والارادہ اسکو مطیع و فرمانبردار ہیں اور دوسرے وہ جو بالاختیار مطیع نہیں مگر حاجات بحکمہ کی وجہ سے بیماری تندرستی موت حیات افلاس فراغ دستی میں ایکو مسخر و محکوم ہیں اسکے سامانی اور قضاء و قدر کے حکم ٹل نہیں سکتے ہیں ان دونوں کو جدا جدا کر کے فرماتا ہے اول فریق کو کثیر من الناس سے اور دوسرے کو کثیر حق علیہ العذاب سے تعبیر کیا اسکے بعد ان دونو فریق کا مفصلاً ذکر کرتا ہے بقولہ ہذان خصمان الخ کہ یہ دو فریق اپنے رب کے معاملہ میں مخالف ہیں نافرمان اسکے لئے برے اوصاف ثابت کرتے ہیں اسکے فرمودہ باتوں میں شک کرتے ہیں ہم سر فریق ایمانداروں کا اسکے برخلاف ہے۔ فالذین سے لیکر اخیر تک اس نافرمان فریق کی سزا جہنم کا بیان ہے بعض مفسرین کہتے ہیں ہذان خصمان سے وہ دو فریق اہل کتاب و اہل ایمان مراد ہیں بعض کہتے ہیں یہود و نصاریٰ مراد ہیں بعض کہتے ہیں چند قریش اور حضرت علیؓ وغیرہ

ف۱ جیسا کہ ابن جریر نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے ۱۲ منہ ف۲ بخاری و مسلم وغیرہ نے ابوذر سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت حمزہ و عبیدہ و علی رضی اللہ عنہم اور عتبہ اور شیبہ و ولید بن عتبہ کے حق میں نازل ہوئی جبکہ یہ دونو فریق آپس میں لڑے تھے اور حاکم نے بھی حضرت علیؓ سے یہی نقل کیا ہے کہ یہ آیت ہمارے اور ہمارے مقابل بہادروں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ مراد یہ ہے کہ اسکے ہم بھی مصداق ہیں ۱۲ منہ

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ

البتہ احسان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے ایسے باغوں میں داخل کریگا کہ بہتے ہونگی نہریں جنکے نیچے وہاں انکو سونے اور موتی کے کنگن پہنائے جاوینگے اور وہاں انکا لباس

فِيهِ حَرِيرٌ ۝ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

ریشمی ہوگا۔ اور (دیکھو وہیں) کہ سکھا دی اچھی بات کہنے کی طرف انہوں نے کہنے کی گئی اور عمدہ رستہ کی انہوں نے ہدایت کیگئی۔ وہ جو منکر ہوگئے اور لوگوں کو اللہ کے رستہ سے اور مسجد الحرام سے روکتے ہیں

الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ

کہ جسکو ہمنے سب لوگوں کیلئے بنایا وہاں اس گھر میں رہنیوالا اور باہر والا دونو برابر ہیں۔ اور جو وہاں ظلم سے کجروی کرنا چاہے تو ہم اسکو دکھ دینے والا عذاب چکھاویں گے۔ اور یاد کرو جبکہ ہمنے ابراہیم کو کعبہ کی

الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ

جگہ سمجھا دی (اور حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسیکو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو پاک کرنا طواف کرنیوالوں اور قیام کرنیوالوں اور رکوع سجود کرنیوالوں کیلئے۔ اور لوگوں میں حج کی منادی کر دو کہ تیرے پاس آئینگے پیادہ اور دبلے ڈیے

ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۝

اونٹوں پر سوار ہو کر جو چلے آوینگے دور دراز رستوں سے

ع ۱۰

ان آیتوں میں اس دوسرے فریق ایمانداروں کا ذکر کرتا ہے کہ اللہ انکو بہشتوں میں داخل کریگا کہ جنمیں نہریں بہتی ہونگی اور وہ اسمیں جڑاؤ زیور اور ریشمی لباس پہنیں گے۔ پھر اُن اہلِ ایمان کے وصف میں فرماتا ہے وہدوا الی الطیب من القول کہ یہہ باتیں انکو اسوجہ سے نصیب ہونگی کہ دنیا میں اللہ کی طرف سے انکو اچھی بات اور عمدہ رستہ کی ہدایت کی گئی۔ اچھی بات کہ جسکو قول طیب سے تعبیر کیا کلمہ پاک لا الہ الا اللہ یا قرآن مجید ہے اور عمدہ رستہ دین اسلام۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے مراد جنت میں جاکر جو اچھی باتیں کہنا ہے اسکی حمد و ثنا۔ گویا اسمیں دعا کی نعمتوں کی طرف اشارہ ہے ہدوا ماضی بمعنی مضارع یعنی ہدایت کئے جاوینگے۔

ان الذین کفروا ویصدون الخ یہاں سے اس فریق نافرمان کے چند اوصاف بیان فرماتا ہے بالخصوص انکے جو آنحضرت صلعم کے معاصر تھے کہ کفر کے علاوہ وہ لوگوں کو اللہ کے رستہ سے بھی روکتے ہیں یعنی اسلام اور نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیرو ہی سے شرکین مکہ ان لوگوں پر جو اسلام لاتے تھوڑے ظلم و ستم کرکے انکو اسلام سے روکتے تھے اور بعض اسلام پر چھوٹے الزامات لگا کر اسکو رسوا کرنا چاہتے تھے۔ اور لوگوں کو مسجد الحرام یعنی خانہ کعبہ سے روکتے تھے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہہ آیت ابی سفیان و غیرہ کے حق میں ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلعم کو عام حدیبیہ میں حج و عمرہ سے روکدیا تھا۔ (کبیر) اگر حدیبیہ کا واقعہ اس آیت کے نزول کے بعد ہے تو یہہ صاف ہے ورنہ یوں بھی روکہ اکثر رہتے تھے باہم لڑائی بھڑائی کے خوف سے گو کہ بجز ایک خاص موسم کے نہیں آسکتی تھے اور جب اسلام پھیلا تو مسلمان قبائل کو تو آنیسے روک ہی دیا تھا۔

اسکے بعد مسجد الحرام کے اوصاف بیان فرماتا ہے (۱) یہاں عاکف مقیم و حاضر اور بادی (الطاری من البعد وہو النازع الیہ من غربتہ۔ کبیر) یعنی مقیم و مسافر دونو برابر ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کی سکونت میں اور وہاں کی ٹھہرنے میں سب برابر ہیں جو پہلے آوے اور ٹھہر جاوے وہی حق ہے اور یہی قتادہ و سعید بن جبیر کا قول ہے انکے نزدیک مکہ کے مکانات کا کرایہ لینا اور بیع کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ زمین کسیکی ملک نہیں ہوسکتی اور یہی مذہب ابن عمرؓ اور عمر بن عبد العزیز امام ابوحنیفہؒ و اسحاق حنظلی کا ہے انکی دلیل یہہ آیت اور بعض احادیث ہیں۔ اس تقدیر پر مسجد الحرام سے مراد مکہ ہے۔ اور علماء کہتے ہیں اس سے مراد یہہ ہے کہ خاص حرم کسیکی ملک نہیں یہاں ہر ایک مقیم و مسافر کا نماز پڑھنے اور عبادت کرنے میں برابر حق ہے۔ اور مکہ کے مکانات کی بیع آنحضرت صلعم کے عہد میں برابر ہوتی تھی۔ (۲) ومن یرد فیہ بالحاد بظلم سے مشتق ہے یعنی کجی۔ اسکی تفسیر میں چند اقوال ہیں بعض کہتے ہیں شرک مراد ہے بعض کہتے ہیں حرم میں شکار کرنا بعض کہتے ہیں کسیکو ناستا مگر صحیح تر یہہ ہے کہ عام ممنوعات مراد ہیں ان سب پر عذاب ہے۔

لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ

تاکہ اپنے فوائد کی جگہ حاضر ہوں اور تاکہ کئی معین دنوں میں ان جانوروں پر ذبح کرنے میں اللہ کا نام یاد کریں جو اللہ نے عطا کئے ہیں (یعنی قربانیاں کریں) پھر انہیں سے آپ بھی کھاؤ اور محتاج

الْفَقِيْرَ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ

فقیر کو کھلاؤ۔ پھر چاہئے کہ اپنا میل کچیل دور کریں (احرام کھولیں) اور اپنی نذریں پوری کریں اور قدیم گھر (کعبہ) کا طواف کریں۔ یہ ہے۔ اور جو کوئی تعظیم کرے اللہ کے محترم چیزوں کی سو یہ اسکے لئے

عِنْدَ رَبِّهٖ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ

رب کے نزدیک بہتر ہے۔ اور تمہارے لئے سب مویشی حلال کر دیئے گئے مگر وہ جو تمکو پڑھکر سنائے جاتے ہیں (مردار وغیرہ) پھر پھر بتوں کی ناپاکی جھوٹی بات سے۔ خاص اسکی طرف ہو کر اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنے والے

بِهٖ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ

نہ بنکر۔ اور جو اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے گویا وہ اوپر سے گر پڑا کہ اسکو پرندے اچک لیتے ہیں یا اسکو ہوا نے اڑا کر پھینکدیا کسی دور جگہ۔ یہ ہے۔ اور جو کوئی بھی کے شعائر کی حرمت رکھتا ہے

فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ع

سو یہ دل کی پرہیزگاری سے ہے۔ تمہارے لئے جانوروں میں ایک وقت معین تک فائدے ہیں پھر انکو قدیم گھر تک پہنچانا چاہئے۔

اوّل بنا چونکہ کعبہ کا ذکر آیا تھا کہ وہاں یہ بزرگی رکھی ہے اب اسکی وجہ بیان فرماتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ میں کہ یہ سجدہ وہ ہے کہ جسکے بنانے کی جگہ ہمنے ابراہیم کو بتائی تھی یعنی اسکو خاص ہمارے حکم سے ابراہیم نے ایک خاص جگہ بنایا اور ابراہیم تمام اہل ادیان عرب یہود و نصاریٰ کے مسلم الثبوت بزرگ ہیں خصوصاً یہ مشرکین عرب جو ہیں سے لوگوں کو روکتے ہیں انکی جد اعلیٰ ہیں۔ اور انکو ہمنے یہ کہدیا تھا کہ یہ مسجد کو خاص میری یاد و عبادت کرنیوالوں کے لئے تعمیر میرے ساتھ کسیکو شریک نکریں یہاں کسیکی عبادت نہو۔ اب اے مشرکین عرب اوّل تو حضرت ابراہیم کے برخلاف تمنے بت پرستی یہاں کی دوم شروع کی بت پرستی کی نجاست اس مکان پاک میں پھیلائی۔ دوم یہ جگہ طواف کرنیوالوں قیام کرنیوالوں نمازیوں کے لئے بنائی گئی تم یہاں سے ان لوگوں کو روکتے ہو۔

ابن عباس فرماتے ہیں طائفین بالبیت سے مراد کعبہ سے باہر سے آنے والے اور القائمین سے مراد وہ انکے باشندے والعاکفین سے مراد عام نمازی۔ اور علماء کہتے ہیں قائمین زائرین دونوں لفظوں سے نمازی مراد ہیں کیونکہ نمازیں قیام رکوع سجود سب ہوتا ہے۔ گویا نماز کی ہیئت بتلادی برخلاف اسکے بعض قومیں کی نماز صرف قیام و دعا یا سجدہ ہے۔

واذّن فی الناس حسن اور اکثر معتزلہ کہتے ہیں کہ یہاں سے خطاب بحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف ہے پہلا کلام تمام ہو چکا یعنی اللہ تعالیٰ بحضرت سے فرماتا ہے کہ اے محمد تو لوگوں میں حج کا اعلان کر دے وہ تیرے پاس یعنی حج کرنے نزدیک و دور سے آوینگے یہ آیت فرضیت حج کے لئے ہے۔

جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ یہ بھی جملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے متعلق ہے ہمیں انہیں کیطرف خطاب ہے کہ جب حضرت ابراہیم کعبہ تعمیر کر چکے تو ہمنے انکو حکم دیا کہ تو لوگوں میں حج کے لئے پکار دے تاکہ لوگ حج کو آویں۔ ہمیں یہ مراد ہے کہ اے قریش کہ تم جو ان لوگوں کو مسجد حرام سے روکتے ہو نہ صرف خدا تعالیٰ بلکہ اپنے بزرگ ابراہیم خلیل اللہ کے بھی برخلاف کرتے ہو۔

یاتوک رجالا وعلی کل ضامر۔ ضامر پتلی دبلی اونٹنی۔ جو اونٹنیاں سواری کی ہوتی ہیں کثرت سفر سے دبلی پتلی ہو جاتی ہیں۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ حج کو پاپیادے یا اونٹنیوں کے سوار ہی آوینگے بلکہ عرب کی قوموں کے لحاظ سے یہ فرمایا بیشتر سواری بیشتر اونٹوں ہی پر ہوتی ہے ورنہ مراد عموم ہے کہ ہر قسم کے لوگ آوینگے چنانچہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے حج کا دستور جاری ہوا اور آنحضرت صلعم کے عہد تک تھا مگر ایام جاہلیت میں جو کچھ لوگوں نے اس عبادت میں کمی بیشی کی تھی اسکو مٹا دیا۔ الشہد وا منافع لہم اب یہاں سے حج کے منافع اور فوائد بیان فرماتا ہے کہ وہاں آکر اپنے منافع دیکھیں۔ حج کے منافع دو قسم کے ہیں ایک منافع دنیا سو وہ بھی بیشمار ہیں اوّل تمام اہل مذہب کا ایک جگہ جمع ہونا میل جول کرنا (۲) ایک قسم کا دوسرے کی علم و ہنر میں شہید ہونا (۳) دور دراز کے صحیح صحیح حالات کا بہم پہنچانا (۴) پھر اس سے تجارت و دیگر امور دنیا میں فوائد حاصل کرنا (۵) تجارت کے منافع سے مستفید ہونا (۶) قوت جتماعیہ اور اخوت دینیہ کا استوار کرنا (۷) جس بات پر تمام قوم کو اتفاق کرنا ہو وہاں اس متبرک جگہ میں اسکا بسہولت میسر آنا (۸) سفر کا عادی ہونا ریاضت و شفقت و تجربہ حاصل کرنا وغیرہ دوسرے فوائد دینیہ وہ بھی بہت ہیں۔

صدہا ہزارہا خدا پرستوں کا ایک جگہ جمع ہو کر دنیا میں آسمانی سلطنت کا نمونہ دکھانا (۲) ایک پر دوسرے کے انوار و برکات کا منعکس ہونا (۳) حضرت ابراہیم رئیس الموحدین کی یادگار کا جلسہ خصوصاً انہیں کے عاشقانہ لباس و ہیئت میں مع تہلیل و تکبیر پہاڑوں پر پکار نا فریاد کرنا (۴) تمام خلائق کو یہ دکھا دینا کہ دنیا میں یہی وہ جماعت ہے کہ جو خاص انہی کی پیرو ہے جس سے عام طبائع پر توحید و خدا پرستی کا ایک ولولہ پیدا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان سب کی طرف اس جملہ میں مجملاً اشارہ ہے۔

ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات اللہ کے نام ذکر کرنے سے مراد قربانی کرنا ہے جب کہ قرینہ علی مارزقہم اللہ الخ ہے کیونکہ قربانی میں اللہ کا نام ذکر کیا جاتا ہے بتکبیر بسم اللہ واللہ اکبر کہی جاتی ہے اور یہ بھی اللھم منک والیک اور یہ بھی ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔

اکثر علماء کہتے ہیں ایام معلومات سے مراد عشرۂ ذی الحجہ ہے اور متعدد روایات سے ایام التشریق اور یہ مجاہد و عطاء و قتادہ و حسن و سعید بن جبیر و ابن عباس کا قول ہے اور اسی کو شافعی اور ابو حنیفہ نے اختیار کیا ہے کیونکہ یہ ایام عرب کو معلوم زیادہ رہا کرتے تھے اور اب بھی معلوم رہا کرتے ہیں اسلئے کہ انہیں کے آخر میں حج کا وقت ہے اور اسی طرح قربانی بھی انہیں ایام میں سے یوم النحر کو ہوتی ہے یعنی دسویں تاریخ۔ خلاصہ یہ کہ ایام معلومات سے عشرۂ ذی الحجہ کا مراد ہے اور اسکے جزء اخیر میں یہ قربانی دسویں تاریخ ہوتی ہے۔ عطاء کی روایت میں ابن عباسؓ سے یوں منقول ہے کہ ایام معلومات سے مراد یوم النحر اور اسکے بعد کے اور تین روز ہیں کیونکہ یہ ایام قربانی کے لئے عرب میں معلوم و معین تھے اور یہی قول صاحبین کا ہے اور اسکو ابو مسلم نے پسند کیا ہے۔

بہیمۃ الانعام بہیمہ ہر چار پائے کو کہتے ہیں خواہ بری ہو خواہ بحری اس معنی میں یہ لفظ مبہم تھا جب اسکے ساتھ الانعام لگا دیا تو تعین ہو گئی یعنی اونٹ گائے بیل دنبہ بکرا (کما فی الکلوا منہا) بعض کہتے ہیں یہ امر وجوب کے لئے ہے کیونکہ ایام جاہلیت میں بسبب یہود یا از خود اپنی قربانی میں سے آپ نہیں کھاتے تھے خدا تعالیٰ نے رفع حرج کے لئے مسلمانوں کو قربانی میں سے کھانے کا حکم دیا۔ لیکن اکثر علماء کہتے ہیں امر وجوب کے لئے نہیں بلکہ اباحت کے لئے یعنی ہدی تطوع و متعہ و قران میں سے آپ بھی کچھ کھا دے اور باقی فقیروں محتاجوں کو دیدے۔ پھر بعض کہتے ہیں نصف آپ کھا دے اور نصف کو تصدق کرے بعض کہتے ہیں تین حصے کرے ایک حصہ اپنے لئے ایک احباب و اقارب کے لئے ایک مساکین کے لئے۔ مگر جو قربانیاں کفارہ نذر یا کفارات حج کے جنایات میں کی جاتی ہیں انمیں سے بالاتفاق نہ کھانا چاہئے سب کو تصدق کر دینا چاہئے یہ مساکین کا حق ہے۔ پہلی امتوں میں قربانیوں کو خواہ کسی قسم کی ہوں کھاتے نہ تھے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں آپکو انکی اجازت صرف اس قربانی میں ہے جو تطوعاً ہو۔ ثم لیقضوا تفثہم تفث کہتے ہیں تفث کلام عرب میں ناپاکی کو کہتے ہیں حج میں انہان کے لگتی ہے انمیں میل کچیل ناخنوں کا بڑھانا حجامت کا بڑھ جانا سب آگیا۔ مراد یہ کہ حج میں قربانی کر کے احرام کھولو حجامت بنواؤ نہاؤ دھوؤ میل کچیل دور کرو لیقضوا الخ یعوہ والاالتفۃ ہم۔ ولیوفوا نذورہم اور جو کچھ ہدایا اور قربانیاں تم نے نذر مانیں ہیں انکو پورا کرو۔ یا یہ مراد کہ حج میں جو چیزیں واجب ہوتی ہیں کہ جن بغیر حج پورا نہیں ہوتا جیسا کہ دم قران و متمتع وغیرہ انکو پورا کرو۔ نذورہم ہو اوجب جمیعہم والعرب تقول لکل من خرج عما وجب علیہ وفی بفریضہ وان لم ینذر اوما یعدہ ورد من اعمال البر فی جمیعہم (مدارک)

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ۝

اور ہر گروہ کے لئے ہم نے قربانی مقرر کر دی تھی تاکہ جو خدا نے انکو چارپایوں کا عطا کیا ہے اس پر اللہ کا نام یاد کریں۔ پھر تم سب کا خدا ایک ہی ہے پس اسکا حکم مانو۔ اور (اے پیغمبر) عاجزی کرنیوالوں کو خوشخبری دے دو۔

الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم

انکو کہ جب اللہ کا نام ذکر کیا جائے تو انکے دل ڈر جائیں اور انکو جو ایذا پہنچتی ہے تو صبر کرتے ہیں اور نماز قائم کرنیوالے اور ہمارے دئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور (ہم نے) اونٹوں کو تمہارے لئے

مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ

اللہ کی نشانیوں میں سے بنا دیا تمہارے لئے انمیں بھلائی ہے۔ پس انپر اللہ کا نام لو کھڑا کر کے۔ پھر جب وہ زمین پر گر پڑیں تو انمیں سے خود بھی کھاؤ اور صبر سے بیٹھے ہوئے اور سوالی کو بھی کھلاؤ

سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا

اسی طرح ہم نے انکو تمہارے بس میں کر دیا تاکہ تم شکر کرو۔ اللہ کو نہ تو انکا گوشت پہنچتا ہے نہ خون البتہ تمہاری پرہیزگاری اسکو پہنچتی ہے۔ اسطرح انکو تمہارے بس میں کر دیا

لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ۝

تاکہ تم اللہ کی بزرگی ذکر کرو بسبب اسکے کہ اسنے تمکو ہدایت کی۔ اور (اے پیغمبر) نیکوکاروں کو خوشخبری سنا دو۔ بیشک اللہ حمایت کرتا ہے ایمان داروں کی۔ اللہ کو کوئی دغاباز ناشکر پسند نہیں آتا۔

وَلِيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ قربانی کے بعد جو دسویں تاریخ منیٰ میں ہوتی ہے احرام کھول دیتے ہیں پھر اسکے بعد خانۂ کعبہ کا طواف کرتے ہیں جسکا اس جملہ میں حکم دیتا ہے بالاتفاق اس طواف سے مراد طواف واجب ہے جسکو طواف الزیارہ اور طواف الافاضہ کہتے ہیں۔ کعبہ کو بیت العتیق کہا عتیق قدیم اور پرانے کو بھی کہتے ہیں سو کعبہ حضرت ابراہیمؑ کا بنایا ہوا ہے اس سے پرانا اور قدیم عبادت خانہ دنیا پر اور کوئی نہیں۔ یہ احکام بیان فرما کر فرماتا ہے ذالک کہ بات یہی ہے جو بیان کی۔ یہ عرب کا محاورہ ہے۔

ایک کلام تمام کو کے یہ جملہ بولا کرتے ہیں جسطرح ہوا۔ پھر فرماتا ہے کہ جو خدا کی منع کی ہوئی چیزوں کی رعایت کریگا تو اسکے لئے عند اللہ بہتر ہے ومن یعظم حرمات اللہ معاصی اور وہ امور کہ جنسے خدا تعالیٰ نے منع کیا اور انکی تعظیم انسے بچنا۔ زجاج نے کہا ہے حرمۃ وہ کہ جسکے قائم رکھنے کا اللہ نے حکم دیا اور آدمی کی کرنا حرام ہوا۔ بعض علما کہتے ہیں کہ ہمچگہ حرمات اللہ سے مراد مناسک حج ہیں۔ منجملہ انکے احرام میں شکار اور فحش باتوں کی ممانعت ہے۔ اسلئے اسکے بعد احرام کے متعلق ذکر کرتا ہے واحلت لکم الانعام الا ما یتلیٰ علیکم کہ احرام میں تمہارے لئے سب چارپائے حلال ہیں انکو ذبح کرنا گوشت کھانا مباح ہے مگر وہ جو آگے سورۂ مائدہ میں بیان کئے جاوینگے وہ درست نہیں خنزیر وغیرہ اور وہاں واسطے حرم بھی فرما دیا ہے کہ جس سے یہ بات کھلی کہ ان چارپایوں میں سے جو وحشی جانور ہیں جنکا شکار کیا جاتا ہے محرم کے لئے انکا شکار کرنا ممنوع ہاں غیر محرم شکار کر کے لاوے تو کھا لینا درست ہے۔

خلاصہ یہ کہ احرام کی حالت میں کچھ بھی یہ نہ سمجھے کہ ان حلال جانوروں کے گوشت کی بھی ممانعت ہے بلکہ حرام جانور وہی اور شکار کرنیکی۔ یہ لب لباب ہے تمام احادیث و اقوال کا۔ ان چیزوں سے نہ بچے بچنے کی تو یہ چیزیں ہیں فاجتنبوا الرجس من الاوثان کہ بتوں سے بچو جو ناپاک چیز ہے اور اجتنبوا قول الزور اور جھوٹی اور لغو باتوں سے بچو۔ ابن مسعود کہتے ہیں قول الزور سے مراد جھوٹی گواہی ہے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد مشرکین کا وہ قول ہے جو حج میں کہا کرتے تھے لا شریک لک لبیک الا شریکا ہو لک الخ پھر اخیر تک توحید کی تاکید اور شرک کی مذمت بیان فرماتا ہے اور مشرک کو اس نفیس سے تشبیہ دیتا ہے جو آسمان سے گرے اور پھر پرندے اسکے ٹکڑے بوٹی کر لیں یا ہوا اسے کہیں دور جا پھینکے مراد یہ کہ اسکا بالکل ستیاناس ہو گیا۔

قربانی کے جانوروں کو عرب اپنے ساتھ کعبہ میں لایا کرتے تھے یا پہلے بھیج دیتے تھے اور ایسے جانوروں کو کہ جنمیں بیشتر اونٹ ہوتے تھے ہدی کہتے تھے

اب ان جانوروں کی نسبت فرماتا ہے لکم فیہا منافع کہ تمہارے لئے ان میں فوائد رکھے ہیں بر بوقت ضرورت سوار ہو لینا* یا بوقت حاجت انکا دودھ پینا ودست ہے کب تک الیٰ اجل مسمّی ایک وقت مقرر تک یعنی ذبح ہو لینے تک ثم محلہا الی البیت العتیق پھر وقت ذبح کا انکی منتہی ہوتا ہے کعبہ تک۔ کعبہ سے مراد حرم ہے یعنی پھر اسکو حرم میں ذبح کرنا چاہئے کیونکہ حرم کی زمین یہی حکم رکھتی ہے (مدارک) اس آیت کی تفسیر میں جبکہ فیہا کی ضمیر بہائم کیطرف رجوع کیجائے دو قول ہیں (۱) یہ کہ تمہارے لئے ان بہائم میں انکی ہدی مقرر کرنے سے پہلے منافع اور فوائد رکھے ہیں انسے بچے لو دودھ پیو اونپر سواری کرو وغیرہ مگر جبکہ تم انکو ہدی مقرر کر چکو اور خدا کے نام پاک پر ذبح کرنے کے لئے انکو کعبہ روانہ کرو اور جب یہ کر چکو تو یہ منافع حاصل نکرنا چاہئے یہ ابن عباس اور مجاہد وقتادہ وضحاک کا قول ہے۔ پھر انمیں بعض علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ بوقت ضرورت ہدی پر سوار ہو لینا یا اسکا دودھ پی لینا[۱] کچھ مضائقہ نہیں اور علماء احناف اس طرف گئے ہیں اور یہی قوی ہے۔ (۲) یہ کہ ہدی بنانے کے بعد بھی تمہارے لئے یہ منافع درست ہیں اور یہ قول مالک و شافعی واحمد واسحاق کا ہے اس حدیث سے کہ جسکو ابو ہریرہؓ نے روایت کیا کہ ایک شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کو ہانکتے دیکھکر فرمایا کہ سوار ہو لے اُسنے عرض کیا کہ یہ ہدی ہے دوبار آپ نے فرمایا اُسنے یہی جواب دیا تیسری بار آپ نے فرمایا بکمبخت سوار ہو جا (رواہ مالک) مگر یہ حدیث فریق اول پر حجت نہیں ہو سکتی کیلئے کہ غالباً آنحضرت صلعم نے اس تاکید کے ساتھ اسکی ضرورت سمجھکر حکم دیا۔

بعض مفسرین فیہا کی ضمیر شعائر کی طرف رجوع کرتے ہیں جس سے مراد مناسک و مشاہد مکہ مراد لیتے ہیں اور ثم محلہا الی البیت یعنی احرام کھولنے کا موقع بیت اللہ ہے طواف زیارت کرنے کے بعد ف جب ہدی روانہ کر چکے اور کسی دشمن کے خوف سے یا مرض کی وجہ سے (امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک خلافاً للشافعیؒ کعبہ جانے سے رک جائے تو ہدی کو کعبہ روانہ کر دے اور جب معلوم کر لے کہ آج ہدی کی قربانی ہو گئی تو احرام کھولدے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الہدی محلہ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں فوراً احرام کھولدے ہدی بعد میں ذبح ہو جاویگی کیونکہ رخصت کا یہی مقتضیٰ ہے (ہدایہ)

کوتاہ اندیش اعتراضات کیا کرتے تھے جیسا کہ اب بھی ہندو اور عیسائی قربانی پر اعتراض کرتے ہیں کہ کسی جانور کے ذبح کرنے سے کیا خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے ناحق جانوروں کو مارتے ہیں یہ رسم جاہلیت ہے اسکا تحقیقی جواب تو آگے آیت میں دیتا ہے کہ لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقویٰ منکم جسکی تشریح اب آگے چلکر ہم کرینگے لیکن الزامی جواب پہلے عنایت فرماتا ہے فقال ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقہم من بہیمۃ الانعام فالٰہکم الٰہ واحد فلہ اسلموا کہ ہمنے پہلی تمام قوموں کے لئے رسم قربانی اللہ کے نام یاد کرنے کے لئے جاری کی ہے کچھ نئی بات نہیں حضرت موسیٰ اور یعقوب و اسحاق و ابراہیم علیہم السلام کی شریعتوں میں قربانی کا دستور خدا تعالیٰ ہی کیطرف سے تھا جیسا کہ ابتک اہل کتاب کی کتب میں پایا جاتا ہے اور اسیطرح ہندو کے ہاں بھی قربانیاں ہیں قدیم سے بلدان چلا آتا ہے بس تمہارا ہی مسلمانوں اور انکا جدا جدا خدا نہیں بلکہ ایک ہی خدا ہے جسنے انکو حکم دیا تھا اسنے تمکو بھی دیا پس اسکا کہا مانو قربانی کرو۔ اور سر خاص اللہ ہی کا نام لو۔ اور اسیطرح اسکی سب باتوں میں فرمانبرداری کرو اور اسکی پوری فرمانبرداری کرنیوالے کو مخبتین کہتے ہیں اسلئے اسکے بعد مخبتین کے لئے آنحضرت صلعم کو مژدہ اور خوشخبری دینے کا حکم دیتا ہے بقولہ وبشر المخبتین پھر مخبتین کے اوصاف ذکر کرتا ہے کہ اللہ کے ذکر سے انکا دل کانپ اُٹھتا ہے پھر اسکے دو اثر ہیں اوّل سختیوں پر صبر کرنا خدا کے رستہ میں بیماری تنگدستی و دیگر مصائب کی برداشت کرکے ثابت قدم رہنا یہ اول سیڑھی ہے اسلئے پہلے اسکو ذکر کرتا ہے والصابرین علی ما اصابہم دوم جانی و مالی سے اسکی خدمت میں حاضر ہونا جان کی خدمت اہم ہے اسلئے پہلے اسکو ذکر کرتا ہے والمقیمی الصلوٰۃ نماز میں کامل رغبت کی جانی خدمت سے اسکی بعد مالی اسکو ہمنے جملہ منع کر کرتا ہے ومما رزقناہم ینفقون کہ وہ ہمارے دیئے میں سے اللہ کی راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں منجملہ اسکے قربانی کرنا ہے۔ اس فی الجملہ جواب تحقیقی بھی آگیا کہ قربانی اسلئے ہے۔ اور اسلئے اسکے بعد پھر قربانی کا ذکر شروع کرتا ہے بقولہ والبدن جعلناہا لکم من شعائر اللہ تکم فیہا خیر البدن جمع بدنۃ کشتر وخشتبہ اس سے مراد وہ اونٹ ہیں کہ جو قربانی کے لئے حرم کیطرف بھیجے جاویں اور انکی بڑے بدن ہونیکی وجہ سے انکو بدنہ کہتے ہیں

* حسین وجمیل دودھ کی قربانی کا ثبوت ہے اور اسکے مستحب ہونے پر دلیل ہے اور اسکے جواز پر دلیل ہے اور اسکے مستحب ہونے پر دلیل ہے

ف قربانی پر اعتراض اور اسکے جواب

اور بعض بھاگا ئیل کو بھی بدنہ کہتے ہیں مگر یہ بکری کی بھی جو دھنہ میں قربانی جائز ہے لیکن اسکے مضحم سے اسکو بدنہ نہیں کہتے (کبیر) کہ یہ جانور تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اسمیں بہا بڑکش اور عجیب الخلقۃ جانور تمہارے لئے کیسا خیر کر دیا لہٰذا فیہا خیر اور تمہارے لئے اسمیں بہت کچھ منافع رکھے ہیں پس ایسی پیاری چیز کو کہ جسکو عرب جان کی برابر عزیز رکھتے ہیں اپنی جان قربان کرنے کی عوض اسکو قربانی کرو فاذکروا اسم اللہ علیہا صواف کہ اسکو کھڑا کر کے پاؤں باندھکر سہ اللہ کا نام لو ذبح کی تکبیر پڑھو بسم اللہ واللہ اکبر اور سارح سے قربانی کرنیکو نحر کہتے تھے۔ ہدایہ میں ہے والفضل فی البدن الخ وفی البقر والغنم الذبح۔ کہ بدنہ کے لئے نحر افضل ہے اور گائے بکری کے لئے ذبح کرنا افضل ہے تقولہ تعالیٰ فصل لربک وانحر۔ اور آنحضرت صلعم نے بھی ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔ پھر کہتا ہے کہ افضل یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرے اور بٹھا کر بھی جائز ہے۔ جب نحر کر چکو اور وہ زمین پر گر پڑے یعنی جان نکل جاوے تو آپ بھی کھاؤ اور محتاجوں فقیروں کو بھی کھلاؤ فاذا وجبت جنوبہا الخ وجبت بھنوب کے معنی زمین پر گر پڑنا کہتے ہیں وجبت لحافظہا اذا سقطت علی الارض اطمینان قانع سے مراد وہ محتاج کہ جو قناعت کرے اور لوگوں سے مانگتا نہ پھرے اور معتبر وہ جو مانگتا پھرے غرض یہ کہ دونو کو دو۔ اور خود بھی کھاؤ جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ اب اس جواب تحقیقی کو شروع کرتا ہے اور اسکی تین میں ایک سم جاہلیت پر تعریض کرتا ہے فقال لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم اللہ کے پاس ان قربانیوں کا نہ گوشت جاتا ہے نہ خون بلکہ تمہارا تقویٰ۔ صاحب معالم التنزیل مرفوعاً اس آیت کی شان نزول میں یوں لکھا ہے کہ ایام جاہلیت میں عرب قربانی کر کے اسکا گوشت اور خون بتوں کے آگے رکھتے اور خون انہوں نے چھڑکتے تھے اور اسلام کے بعد بھی کعبہ کی دیواروں کو بھی خون لگاتے تھے اس لئے کہ دو میں یہ آیت نازل ہوئی کہ قربانیوں کا خون اور گوشت اللہ کو مطلوب نہیں یہ اسکے پاس نہیں جاتا ہاں اس قربانی سے تمہارا تقویٰ مطلوب ہے اور وہی اسکے پاس جاتا ہے۔

اس آیت سے جواب تحقیقی یوں نکلتا ہے کہ بندہ کا کمال اور اسکی سعادت یہ ہے کہ اپنے معبود حقیقی اور خالق کی دل سے محبت کرے اور طبائع بشریہ میں محبت کا اخیر مرتبہ ایثار خدا اور قربان ہو جانا ہے اور اسلئے اظہار محبت کے مقامات پر ایسے الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے کہ تیرے قربان تجھپر فدا اور یہ بات حیوانات میں بھی پائی جاتی ہے پروانہ کا شمع پر جلنا اظہر من الشمس ہے حقیقی قربانی تو فنافی اللہ ہونا ہے جو خاصان خدا کا حصہ خاص ہے مگر اپنی محبوب تر چیز کو قربان کرنا بھی اسکے قائم مقام ہے اور اپنے نفس کے بعد انسان کو دو چیز زیادہ تر محبوب ہیں اولاد اور مال اسلئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنی قربانی فنافی اللہ کے بعد[۵۱] اپنی پیارے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی کا قصد مصمم کیا اور چونکہ تمام افعال عاشقانہ میں حضرت ابراہیم کا باد کار رہے اور نفس اور اولاد کا قربان کرنا ہر ایک کا کام نہیں مال میں سے حیوانات اونٹ بکری دنبہ گائے جو مرغوب چیز ہے اور انسان کی حیوانیت میں شریک ہیں اسلئے انکی قربانی جاری کی گئی۔ تقویٰ خدا کے پاس پہنچنے سے یہی ادا ہے اسکے بعد فرماتا ہے کذلک سخرہا لکم لتکبروا اللہ علی ما ہدٰکم کہ یہ جانور اسلئے تمہارے بس میں کر دیئے گئے ہیں کہ تم انکی رہنمائی کے موافق بوقت نحر یا ذبح اللہ کے نام کی تکبیر بیان کرو پھر اس دلیل کے بعد اسکے حکم ماننے والوں کے لئے آنحضرت صلعم کو مژدہ دینے کا حکم دیتا ہے و بشر المحسنین خدا تعالیٰ کے ساتھ تقرب حاصل کرنا اعلیٰ درجہ کا احسان یعنی نیکی ہے پہلے ذکر تھا کہ کفار مسجد حرام سے روکتے ہیں یہاں فضائل حج و قربانی اور ایمانداروں کے اوصاف ذکر کر کے ایمانداروں کی حمایت[۵۲] کا مژدہ سناتا ہے بقولہ ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا اور کافروں سے نفرت ظاہر کرتا ہے ان اللہ لا یحب کل خوان کفور پہلے ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا میں مسلمانوں کے لئے انکی حالت مظلومی پر مقابلہ کا اشارہ تھا مگر اسکے بعد بھی کفار قریش ظلم و ستم سے باز نہ آتے تھے آنحضرت کے پاس مسلمان زخمی ہو کر اور پٹ کر آیا کرتے تھے اور شکایت کر کے مقابلہ کی اجازت چاہتے تھے مگر آپ فرماتے تھے کہ صبر کرو پھر جب آپ مدینہ میں گئے تو یہ آیت اذن للذین الخ نازل ہوئی یہ اجازت جہاد میں اول آیت ہے۔

ف ۱۰ ذبح قربانی جائز ہے

---

[۵۱] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انا ابن الذبیحین کہ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں اس سے حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کی طرف اشارہ ہو تو بعید نہیں ۱۲ منہ

[۵۲] یعنی اللہ تعالیٰ تقریر میں بھی اور معاملات میں بھی ایماندار کی حمایت کرتا ہے اسمیں اشارہ ہے کہ انجام کار انکو غالب کریگا کفار روکنے کے قابل نہ رہینگے ۱۲ منہ

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ

جو لوگ (کافروں سے) لڑتے ہیں (اور) اس لئے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور اللہ انکی مدد پر قادر ہے۔ وہ جو ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے صرف اس کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ

اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے دفع نہ کیا کرے تو (عیسائی) خانقاہیں اور (یہودی) عبادت خانے اور (صابیوں کے) مکان عبادت اور مسجدیں جن میں اللہ کا بہت سا ذکر کیا جاتا ہے (سب) مسمار کر دی جائیں۔ اور جو شخص اللہ کی مدد کرتا ہے اللہ اسکی ضرور مدد کرتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ

البتہ اللہ قوی زبردست ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انکو ملک میں غلبہ دیں تو وہ نماز قائم کیا کریں اور زکوٰۃ دیا کریں اور نیک باتوں کا حکم دیا کریں اور بری باتوں سے منع کیا کریں۔ اور سب کاموں کا انجام

الْأُمُورِ ۝ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ۝ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ۝ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ۖ وَكُذِّبَ مُوسَىٰ

اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ اور اگر (اے پیغمبر) یہ لوگ تمہیں جھٹلائیں تو (کچھ تعجب نہیں) انسے پہلے قوم نوح اور عاد و ثمود بھی (اپنے پیغمبروں کو) جھٹلا چکے ہیں۔ اور ابراہیم اور لوط کی قوم بھی۔ اور مدین کے لوگ بھی اور موسیٰ بھی جھٹلائے گئے تھے

فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝ فَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ

پھر میں نے منکروں کو مہلت دی پھر انکو پکڑ لیا سو کیسا (سخت) میرا عذاب۔ اور بہت سی ظالم بستیاں کہ جنکو ہم نے ہلاک کر دیا جو اپنی چھتوں پر گری ہوئی ہیں اور بہت سے کنویں

مُّعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ ۝ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى

جو بیکار پڑے ہیں اور بلند محل خالی پڑے ہیں۔ بھلا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں کہ انکے دل (ایسے) ہوتے جو سمجھ سکتے اور کان (ایسے) ہوتے جو سن سکتے۔ پھر کچھ آنکھیں اندھی

الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ۝ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ۚ وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ

نہیں ہوتیں بلکہ سینوں میں جو دل ہیں وہ اندھے ہوتے ہیں۔ اور تجھ سے عذاب جلدی مانگتے ہیں اور اللہ ہرگز اپنے وعدہ کا خلاف نہ کریگا۔ اور تیرے رب کے نزدیک ایک دن تمہارے

رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا ۖ وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝

گنتی کے ہزار برس کے برابر ہے۔ اور کتنی ایک ظالم بستیوں کو جنہیں مہلت دی پھر انکو پکڑ لیا۔ اور سیری ہی پاس پھر کر آنا ہے۔

ع ۱۰ ۱۳

مقاتل کہتے ہیں کہ یہ آیت مکہ ہی میں نازل ہوئی ہے اس سے مراد ان لوگوں کو جہاد کی اجازت ہے جو انکے ظلم و ستم سے ہجرت کر کے باہر جانا چاہتے تھے اور کفار انکو زبردستی روکتے تھے۔

اس آیت میں مسلمانوں کو جہاد کی اجازت ہے اور سبب اجازت بھی بیان کر دیا یعنی ظلم و آنکہ مسلمانوں پر ظلم کیا گیا اسلئے انکو اجازت ہے کہ مقابلہ کریں اہل مدینہ و اہل حامر و خصص یقاتلون کو بفتح تا پڑھتے ہیں یعنی ان مومنوں کو اجازت ہے کہ جنسے کفار مقاتلہ کرتے ہیں لڑتے مارتے ہیں قتل کرتے ہیں پھر انکو وعدہ دیتا ہے کہ

ان اللہ علی نصرہم لقدیر اللہ انکی مدد پر قادر ہے یعنی انکو غالب کریگا چنانچہ جب مظلوم مسلمانوں نے جہاد کی تلوار کھینچی تو سب کو زیر کر دیا اسکے بعد ان مسلمانوں کی

حالت مظلومی بیان فرماتا ہے الذین اخرجوا من دیارہم الخ کہ جنکو جہاد کی اجازت دی گئی ہے وہ مظلوم لوگ ہیں کہ جو ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں

صرف اس جرم پر کہ وہ اللہ کو اپنا رب کہتے ہیں شریک نہیں کرتے۔ اسکے بعد اجازت جہاد کا سبب بیان فرماتا ہے ولولا دفع اللہ الناس

بعضہم ببعض لہدمت صوامع الخ کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے شریروں سرکشوں کے شر اور انکی سینہ زوری کو دوسرے لوگوں یعنی خدا پرستوں کے ہاتھ سے

مٹاتا رہا ہے اگر ایسا نہ کرتا تو ناگلے انبیاء کے عبادت خانے باقی رہتے نہ حال کے نبی کے عبادت خانے باقی رہیں تو نماز و عبادت جاری ہے۔ صوامع جمع صومعہ۔ مجاہد فرماتے ہیں

صومعہ سریانی کے عبادت خانہ کو کہتے ہیں قتادہ کہتے ہیں قدیم زمانہ کے صابیوں کے عبادت گاہوں کا نام ہے وبیع جمع بیعۃ نصاریٰ کے کنیسے صلوات یہودیوں کی نماز کی جگہ مساجد جمع مسجد اہل اسلام کا عبادت گاہ۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا

کہہ اے لوگو میں جو ہوں تو صرف تمکو صاف صاف ڈر سنانیوالا ہوں - پھر جو ایمان لائے اور انہوں نے جو کام کئے انکے لئے بخشش ہے اور عزت کی - وہ جنہوں نے ہماری آیتوں کے

مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ

بیسک کے نیچا دکھانے کی کوشش کی وہی دوزخی ہیں - اور ہمنے تجھسے پہلے کوئی بھی ایسا رسول نہیں بھیجا اور نہ نبی کہ جسنے جب کبھی خیال باندھا اور شیطان نے اسکی خیال میں کچھ آمیزش کی ہو پر اللہ

مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ

شیطان کی آمیزش کو دور کر کے اپنی آیتوں کو مستحکم کر دیا کرتا ہے - اور اللہ خبردار حکمت والا ہے - تاکہ شیطان کی آمیزش کو ان لوگوں کے لئے آزمائش بنا دے جنکے دلوں میں مرض ہے اور سخت دل ہیں انکے لئے آزمائش بنا دے

وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ

اور بیشک ظالم تو بڑے ضد میں پڑے ہوئے ہیں - اور اسلئے کہ علم والے اسکو حق اور اپنے رب کی طرف سے سمجھ لیں ایمان دیں اور انکے دل اسکے لئے جھک پڑیں - اور اللہ

لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

ایماندروں کو سیدھے رستہ کی طرف ہدایت کیا کرتا ہے -

ابو العالیہ کہتے ہیں صوامع نصاریٰ کے اور بیع یہود کے اور صلوات صابیوں کے اور مساجد مسلمانوں کے عبادت خانے - بعض کہتے ہیں یہ سب مساجد مسلمین کے نام ہیں اوصاف مخصوصہ کے لحاظ سے یہ حسن کا قول ہے -

یہود و نصاریٰ کے عبادت خانوں کو خدا نے محفوظ رکھنا یا اسلئے فرمایا کہ نسخ و تحریف سے پیشتر یہ مقامات متبرک تھے بعض کہتے ہیں عدم نسخ و تحریف کے بھی انکی عزت فی الجملہ ہے کیونکہ ان میں بھی توحید الٰہی کی عبادت کیجاتی ہے یہ تجھانے نہیں ہیں جہاں ہو نیکی پرستش ہوتی ہے - اور حسن کے قول کے موافق تو اس گفتگو کی ضرورت نہیں کیونکہ مساجد مراد ہیں - اسکے بعد مجاہدوں کو اپنی مدد کا بھروسہ دیتا ہے ولینصرن اللہ من ینصرہ کہ جو اللہ کی یعنی اسکے دین اور انبیاء کی اعانت و حمایت کریگا خدا ضرور اسکی مدد کریگا پھر ان ناصرین دین کے چند اوصاف ذکر کرتا ہے کہ اگر اللہ کی مدد سے وہ زمین پر غالب ہو جاویں اور سلطنت و حکومت حاصل کریں تو (۱) نمازیں پڑھا کریں (۲) زکوٰۃ دیا کریں (۳) نیک باتوں کا حکم دیا کریں (۴) بری باتوں سے لوگوں کو منع کیا کریں - مطلب یہ کہ جب خدا ملک پر کسی قوم کو بصلہ حمایت دینی قابض و مسلط کرتا ہے تو انکو یہ باتیں عمل میں لانی چاہئیں نہ کہ عیاشی اور فسق و فجور میں مبتلا ہونا چاہئے کیونکہ انکے غالب و مسلط کرنے سے اللہ کا یہی مقصود ہے کہ زمین پر نیکی اور خدا پرستی اور عدل و انصاف قائم رہے اسلئے اس بات کو بطور پیشین گوئی فرمایا کہ وہ ضرور ایسا کرینگے چنانچہ آنحضرت صلعم نے اور آپ کے بعد خلفاء اربعہ نے دین الٰہی کی مدد کی جہاد کر کے مخالفوں کو سرنگوں کرنا چاہا خدا نے حسب وعدہ انکی مدد کی کہ انکو ملکوں کا مالک کر دیا پس بموجب پیشین گوئی اُن میں یہ سب خوبیاں موجود تھیں پھر انکو ظالم و غاصب کہنا کلام الٰہی کی تکذیب کرنا ہے -

اور اسی لئے بعد میں فرما دیا وللہ عاقبۃ الامور کہ اللہ کو سب باتوں کا انجام کار معلوم ہے وہ بصلہ حمایت دینی ایسے لوگوں کو ملک پر کیوں قابض کرنے لگا جو اقتدار پا کر فساد کریں - اسکے بعد آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ اگر یہ شرکین اپنی دولت و حشمت کے گھمنڈ پر آپ کو جھٹلاتے ہیں تو کچھ رنج کی بات نہیں ہے آپ سے پیشتر قوم نوحؑ اور عاد و ثمود اور قوم ابراہیمؑ اور لوطؑ اور مدین کے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے موسیٰؑ بھی جھٹلائے گئے ہیں مگر انجام کار انہنے منکروں کو ہلاک کر دیا ملک میں پھر کر دیکھو کہ انکے بلند محل اور بڑے عمیق کنوئیں کیسے برباد پڑے ہیں ؟ -

۱۰ فوائد ثمرات حسنات

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ يَحْكُمُ

اور منکر تو ہمیشہ اس سے شک میں رہا کرتے ہیں یہانتک کہ یکایک انپر قیامت آجاوے یا انکو منحس دن کا عذاب آلیوے۔ اس روز اصل بھی اللہ ہی کی حکومت ہوگی وہ ان میں

بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ع ۱۴

فیصلہ کردیگا۔ پھر جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے وہ نعمت کے باغوں میں ہونگے۔ اور جو منکر ہوئے اور انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں سو انہیں کو ذلت کا عذاب ہے۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُمْ

اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر وہ مارے گئے یا خود مر گئے البتہ اللہ اچھا رزق عمدہ روزی دیگا۔ اور بیشک اللہ سب سے بہتر روزی دینوالا ہے۔ یعنے انکو ایسی جگہ میں

مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ

پہنچاویگا جس سے وہ خوش ہوجائینگے۔ اور اللہ خبردار تحمل والا ہے۔ یہ ہے۔ اور جو کسیکو بدلہ لیا جیسا کہ اسکی ساتھ کیا گیا تھا پھر اسپر کسیکنے زیادتی کی تو اللہ اسکی مدد کریگا بیشک اللہ درگذر کرنیوالا

غَفُوْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا

بخشنیوالا ہے۔ یہ اسلئے کہ اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اللہ سنتا دیکھتا ہے۔ یہ اسلئے کہ اللہ ہی برحق ہے اور جسکو وہ

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝

اسکے سوا پکارتے ہیں وہی غلط ہے اور بیشک اللہ ہی برتر بزرگ ہے۔

اسکو شکر نہ ہونیسے اس عذاب کے خواستگار ہوتے تھے اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ اللہ ہرگز اپنا وعدہ خلاف کریگا اور عذاب کے لیے جلدی کرنا اور اسکے انتظار کی مدت کو بہت شمار کرنا جہالت ہے ہاں عذاب کے ایام البتہ بڑی سخت ایام ہیں انکا ایک روز بوجہ سختی اور تکلیف کے جو منکروں پر ہوگی جسکی مفصل کیفیت اللہ جانتا ہے وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون ہزار برس کے برابر ہوگا یعنے مصیبت کے ایام کی درازی ضرب المثل ہے۔ سعام سے قال مجاہد وعکرمہ یوما من ایام الآخرۃ الخ کہ آخرت میں خدا تعالیٰ ایام کی ایسی درازی کریگا کہ وہ انکا ایک روز ہمارا ہزار برس کے برابر ہوگا بعض کہتے ہیں اسکا یہ معنی ہیں کہ مہلت دینے میں ایک روز ہزار برس کے برابر ہیں کیونکہ وہ قادر ہے جب چاہے مواخذہ کرلے تاخیر کی وجہ میں مرتے دم تک ڈرتا رہنا چاہیئے یہ ابن عباسؓ کا قول ہے۔

اسکے بعد فرماتا ہے کہ تم کسلئے جلدی کرتے ہو میں تمہیں مطلع کرنے آیا ہوں کہ جو ایمان لاویگا نیک کام کریگا مغفرت اور رزق باوقار آخرت میں عزت پاویگا اور جو مقابلہ کریگا جہنم میں جاویگا۔ میں نذیر ہوں بشیر ہوں۔ خدا ہوں خدا کے گھر کا مالک مختار کہ جو چاہوں تمہاری خواہش کو موافق ہو کر دکھاؤں اسلئے اس بات کی تائید کے لئے یہ کلام بعد میں اسکے صادر فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ کہ اے محمد صلعم تجھپر کیا موقوف ہے تجھسے پیشتر جتنے رسول اور نبی بھیجے گئے ہیں وہ معصوم نہیں گزرے تھے خواص بشریہ سے خالی نہ تھے جب کبھی کسینے ان میں سے کوئی تمنا کی ہو یعنی کسی امر تبلیغ یا بیان کی طرف توجہ تام کی ہے تو قوت متوہمہ نے جسکو شیطان سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے کچھ نہ کچھ اسمیں خلط کردیا ہے۔ چنانچہ انہیں ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا کہ آپ ہجرت کرکے ایسے ملک میں گئے ہیں کہ جہاں نخلستان ہے پس قوت متوہمہ نے ملک یمامہ و ہجر کی طرف خیال دوڑایا حالانکہ مراد مدینہ تھا اسلیئے خواب میں کچھ کا کچھ تعلق وقصر کرکے کہ میں داخل ہوئی ہیں ہم نے کہدیا کہ ایکسال میں یہ واقعہ پیش آویگا حالانکہ کئی سال بعد پیش آیا اسطرح آیات میں جو مجملا پیشین گوئیاں ہیں انکی تعیین میں قوت متوہمہ دخل و مقعولات کردیتی ہے پس ایسی باتیں ضعیف الایمان اور سست عقاد اور ناپاک دل والوں کے لئے فتنہ یعنی آزمائش ہوجاتی ہیں وہ کہنے لگ جاتے ہیں شبہ کرنے لگتے ہیں اور اہل علم اور راسخ الاعتقاد اس بات کی حقیقت پر واقف ہو کر اسکو ایک بات من جانب اللہ جانکر سچا ایمان لاتے اور دل میں خائف ہوجاتے ہیں

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنَّ اللّٰهَ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔ اللہ لطف کرنیوالا داناہے۔ اسکا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور اللہ

هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا ع

بے نیاز تعریف کیا گیا ہے۔ کیا نہیں دیکھتا کہ اللہ نے تمہارے لئے زمین کی چیزوں کو مسخر کر دیا اور کشتی کو بھی جو دریا میں اسکے حکم سے چلتی ہے۔ اور آسمانوں کو تھام رکھا ہے کہ مگر

بِاِذْنِهٖ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ۗ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۗ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ۝

اسکے حکم سے۔ بیشک اللہ آدمیوں کے ساتھ نہایت نرمی کرنیوالا مہربان ہے۔ اور وہی تو ہے کہ جسنے تمکو زندہ کیا پھر تمکو مارے گا پھر تمکو زندہ کریگا۔ البتہ انسان ناشکرہ ہے۔

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ۭ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ

ہر امت کیلئے ایک دستور مقرر کر دیا ہے کہ جسپر وہ عمل کرتے ہیں پس اس کام میں کوئی تجھسے جھگڑے اور تو ہی اپنے رب کی طرف بلا کیونکہ تو سیدھے رستہ پر ہے۔ اور اگر تجھسے جھگڑیں

فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ

تو کہدے کہ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ اللہ قیامت کے دن فیصلہ کریگا جس چیز میں تم باہم اختلاف کرتے ہو۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ آسمان اور زمین میں ہے۔

اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ

بیشک یہ کتاب میں ہے۔ بیشک یہ اللہ پر آسان ہے۔ اور وہ اللہ کے سوا اسکو پوجتے ہیں کہ جسپر اسنے کوئی دلیل نہیں اتاری اور جسکا انہیں کچھ بھی علم نہیں۔ اور ظالموں کا

مِنْ نَّصِيْرٍ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۭ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۭ

کوئی بھی مددگار نہیں۔ اور جبکہ انپر ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو منکروں کے منہ پر ناخوشی جھلکتا معلوم ہوگی۔ قریب ہے کہ حملہ کریں انپر جو ہماری آیتیں انپر پڑھتے ہیں۔

قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ اَلنَّارُ ۭ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ ع ۱۶

کہہ کہ میں تمکو اس سے بدتر چیز بتلاؤں آگ کہ جسکا وعدہ دیا ہے اللہ نے کافروں کو۔ اور بری جگہ ہے۔

اگر خدا تعالیٰ اس آیت کو دور کر کے جو امر حق ہی کیوں قائم کرتا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم آیات سے مراد وہی احکام حقہ ہیں جو رسولوں اور نبیاء کو القا ہوتے ہیں اللہ آیت اس وہمی کو دور کر کے انہیں صاف اور مستحکم کر دیتا ہے باقی مطلب صاف ہے۔

ہماری بعض معتبرین کی عادت ہے کہ وہ قرآن مجید کے صاف صاف سیدھے مطلب کو بجھا دیتے ہیں اور جب کوئی مطلب سمجھ میں نہیں آتا تو اسکے لئے کوئی قصہ گھڑ لیتے ہیں پھر اسکو تمام نزول قرار دیتے ہیں اس پر لفظ حدثنا یا خبرنا دیکھکر خوش عقیدہ لوگ اس مہمل بات کو حدیث سمجھ لیتے ہیں چنانچہ انہیں آیات کی تفسیر میں ایک قصہ نقل کیا کرتے ہیں کہ

کہ میں آنحضرت صلعم سورہ النجم کی اس آیت کو بعد وما تناة الثالثة الاخری القاء شیطانی سے بچا کر اپنی خیال تعالیٰ بر ہونے کی خوشی میں یہ جملہ بھی پڑھ دیا تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی جس سے مشرکین خوش ہو گئے مگر جبریل نے آکر آپ کو متنبہ کیا اور آپ کو رنج ہوا اسلئے یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

پھر بعض اسکی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ شیطان نے اثنار قرأت میں یہ جملہ لا دیا تھا بعض کہتے ہیں تم ہام البخاری کے طور پر یہ جملہ آپنے کہا تھا مگر جب سر سے اس قصہ کی اصل ہی نہیں اور امام بیہقی نے خاص اسکو دو میں ایک رسالہ لکھدیا اور ثابت کر دیا کہ یہ قصہ زندیقوں کا بنایا ہوا ہے کسی صحیح سند اور معتبر راویوں سے اسکا کچھ بھی پتا نہیں لگتا تو پھر ان توجیہات اور اسکے مقابلہ میں قرآن مجید کے آیات اور دیگر دلائل کی کیا ضرورت ہے؟ امام مخزنی صاحب ارک بیضاوی وغیرہ محققین نے اس قصہ کا بطلان بڑی بڑی دلائل عقلیہ و نقلیہ سے کیا ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ

اے لوگو ایک مثل بیان کی گئی سو اسکو سنو - (وہ یہ کہ) جنکو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگر چہ وہ سب اسکے لئے جمع ہوجاویں - اور اگر

الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝

مکھی ان کوئی چیز بھاگا دے تو وہ سو واپس لے سکیں کمزور ہے طالب اور مطلوب - اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ جیسی اسکی قدر کرنی چاہیے تھی - بیشک اللہ قوی زبردست ہے -

مگر اسلام پر عیب لگانیکے لئے یا دور بعید حاصل لیجیو لغو قصہ کو خواہ مخواہ پیش کی دیا کرتے ہیں حالانکہ ایسی بے اصل باتوں سے اسلام پر عیب لگانا انصاف اور خدا ترسی سے بہت ہی بعید ہے واللہ اعلم -

اولئک لہم عذاب مہین تک اسی بیان کا تتمہ ہے - پھر والذین ہاجروا فی سبیل اللہ سے لیکر ان اللہ لعفو غفور تک اصل مطلب کی طرف رجوع ہے کہ خدا کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں اور ظالموں کے ہاتھ سے مارے جانے والونکو آخرت میں بڑے درجات اور عمدہ مقامات ہیں اور دنیا میں بھی خدا اس گروہ کی مدد کریگا وہ ہر بات پر قادر ہے پھر اپنی قدرت اور جبروت کا اظہار عالم میں گوناگوں تصرفات سے ظاہر کرتا ہے بقولہ یولج اللیل فی النہار الی ان الانسان لکفور اور انہیں جملوں میں انسان ناقدرے اور ہٹ دھرم کو اپنی بیشمار نعمتیں بھی یاد دلاتا ہے - شبہ ہوتا تھا کہ جب خدا تعالیٰ ایسا رحیم کریم منعم ہے اور اسکی رحمت اور اسکے فیض سے کوئی خالی نہیں تو پھر بندوں کو محمد صلعم کی معرفت پابندی شریعت و احکام کی کیوں تکلیف دیتا ہے اسکے جواب میں فرماتا ہے لکل امۃ جعلنا منسکا ہم ناسکوہ کہ ہمنے بندگی بھلائی کے لئے ہر اُمت کے لئے انکے مناسب انکی انبیاء اور ہادیوں کی معرفت (جیسا کہ فرمایا ہے ولکل قوم ہاد - وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر) ایک شریعت اور رستہ بنا دیا ہے اور فلاح دارین کے لئے ایک قانون دیا ہے کہ جسکو لوگوں نے افراط تفریط کر کے بگاڑ ڈالا پھر اس اخیر نبی کی معرفت اسکی اصلاح کی ہے فلا ینازعنک فی الامر پھر انکو تجھسے اس امر میں جھگڑا کرنا مناسب نہیں وادع الی ربک انک علی ہدی مستقیم آپ سب لوگونکو انکے رب کی طرف بلایئے کیونکہ تو سیدھے رستہ پر ہے دلائل میں نظر کر کے ہر عاقل جان سکتا ہے وان جادلوک فقل اللہ اعلم بما تعملون اور اگر اسکے بعد بھی وہ تجھسے جھگڑا کریں تو کہدے کہ اللہ تمہارے کام سے خوب واقف ہے وہ آپ سمجھ لیگا اللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ فیما کنتم فیہ تختلفون اور قیامت کے دن آپ فیصلہ کر دیگا (منسک شریعت اور رستہ یعنی ابن عباس کا قول ہے جیسا کہ عطا نے نقل کیا ہے اور یہی ٹھیک ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے لکل اُمۃ جعلنا منسکم شرعۃ ومنہاجا بعض نے مذبح و قربانی بھی مراد لی ہے) اللہ کو ہر بات معلوم ہے الم تعلم ان اللہ یعلم ما فی السموٰت والارض ان ذلک فی کتاب ان ذلک علی اللہ یسیر اے مخاطب تو خود جانتا ہے کہ اللہ کو آسمان اور زمین کی ہر بات معلوم ہے اور یہ سب کچھ لوح محفوظ میں ہے اور یہ بات اللہ کے نزدیک کچھ مشکل نہیں بلکہ بہت آسان ہے - مگر باوجود اسکے ان لوگونکی عقل کو دیکھئے کہ شریعت طریقہ نبیا کو بگاڑ کر دیعبدون من دون اللہ مالم ینزل بہ سلطانا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں کہ جنکے لئے اللہ کی طرف سے کوئی بھی سند نہیں - یعنی یہ جو کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ خدا کے گھر کے مختار ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں یا قیامت میں ہماری لئے سفارش کرینگے ان باتوں پر انکے پاس خدا کے ہاں سے کیا دلیل ہے محض خیالی بات ہے اور اس سے بڑھکر والیس لہم بہ علم ان چیزوں کو پوجتے ہیں کہ جنہیں جانتے بھی نہیں علم حقیقی الٰہی ماہیت کا نہیں کھتے جیسا کہ نمرود مبطون خیالی ہنود کے ہیں کالی پربی سنہر پربی فلاں دیوتا فلاں بھوت یہی حال عرب کی قوموں کا تھا کہ اذا تتلی علیہم آیتنا بینات تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر جب انکو روشن کر کے بارہ میں ہماری کھلی کھلی آیتیں اور دلائل سنائی جاتے ہیں تو منکر منہ بناتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آیتوں کے سنانے والوں پر حملہ کریں واذا تتلی علیہم آیتنا الخ فرماتا ہے کہ یہ کیا ناگوار ہے جہنم کی آگ زیادہ ناگوار ہوگی جو منکروں کے لئے مقرر ہو چکی ہے قل افانبئکم الخ اسکے بعد انکے معبودوں کی عجز و ناطاقتی ظاہر کرنے کے لئے فرماتا ہے

یا ایہا الناس ضرب مثل فاستمعوا لہ کہ ایک مثل بیان کرتے ہیں اسکو سنو اور وہ مثل یہ ہے ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا کہ جسکو پکارنا اور رہی سے مدد چاہنا جائز ہے اسکو قدرت تو ہونی چاہیئے اور وہ خالق بھی ہو اور خدا کے سوا جنکو تم پکارتے ہو وہ سب حیوانات میں کم مرتبہ مکھی سے اسکو تو بنا بھی نہیں سکتے

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

اللہ چھانٹ لیتا ہے فرشتوں میں سے پیغام پہنچانیوالے اور آدمیوں میں سے بھی۔ بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔ جانتا ہے انکا اگلا اور پچھلا حال۔ اور اللہ ہی کیطرف پھیرے جائیں گے

الْاُمُوْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ

کام۔ اے ایمان والو رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو۔ اور بھلائی کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

اسی نے تمکو برگزیدہ کیا ہے اور تمہارے دین میں کوئی تنگی نہیں کی ہے تمہارے باپ ابراہیم کا دین اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ پیشتر سے اور اس قرآن میں تاکہ رسول ع

شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝

تمپر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ بنو پس نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کو پکڑو۔ وہی تمہارا مولیٰ ہے پھر کیا خوب مولیٰ اور کیا خوب مددگار ہے۔

ع ۱۰

ولو اجتمعوا لہ اگر وہ سب بھی جمع ہو کر پیدا کریں تو نہیں کر سکتے پھر دوسری بات اس سے بھی کمتر ہے اور وہ یہ کہ ان یسلبہم الذباب الخ اگر کوئی چیز لے اڑے تو اسے چھین نہیں سکتے پس جب یہ حال ہے تو ضعف الطالب والمطلوب ضحاک کہتے ہیں طالب سے مراد عابد اور مطلوب سے معبود ابن عباسؓ کہتے ہیں طالب سے مراد مکھی ہے جو بتوں کی چڑھی ہوئی چیز پر آ بیٹھتی ہے اسکو لیتی ہے اور مطلوب صنم ہے کہ جس سے مکھی طلب کرتی ہے بعض کہتے ہیں کہ علی العکس طالب صنم مطلوب مکھی بہرتقدیر یہ سب ضعیف و کمزور ہیں جو بت اپنے منہ سے مکھی نہ اڑا سکے بھلا اسکو بوجہ اس کے عقل کام ہی؟ ماقدروا اللہ حق قدرہ بات یہ ہے کہ لوگوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ چاہئے تھا

ان اللہ قوی عزیز وہ قوی اور ہر بات پر قادر ہے پھر بندوں کو کیا مصیبت ہے جو اسکے سوا اوروں کے پاس جاتے ہیں کیا وہ کافی نہیں یا اور کوئی اس سے زیادہ قادر ہے؟

بتوں کی حقیقت تو معلوم ہو گئی اب رہے وہ لوگ کہ جو خدا کے برگزیدہ ہیں ملائکہ و انبیاء جنکو کہ اکثر بت پرست یا مشرکین پوجتے ہیں اور معبود حقیقی کے برابر انکو اقتدارات تسلیم کر کے انسے حاجات کا سوال کرتے ہیں جیسا کہ عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو اور ہندو اپنے بزرگوں کو اور آج کل کے جہال مسلمان اولیاء کرام اور بزرگان دین کو پوجتے ہیں اور عرب کے مشرکین اور صابئین ملائکہ کو پوجتے تھے پس انکی نسبت فرماتا ہے اللہ یصطفے من الملائکۃ رسلا ومن الناس کہ ملائکہ اور لوگوں میں سے جو ممتاز اور رسول ہیں انکو بھی تو اللہ ہی نے برگزیدہ کیا ہے یعنی انکو کمالات اپنے گھر کے نہیں انکی بزرگی اللہ کی عطا کی ہوئی ہے پھر اللہ کو چھوڑ کر اللہ کے بندوں کو پوجنا کیا عقل ہے؟ دوم لفظ رسلا میں اشارہ ہے کہ ملائکہ کو یا انہاں انمیں سے جسقدر محترم اور معزز ہیں اور جو سب میں چنے ہوئے ہیں وہ رسول ہیں یعنی رئیس ملائکہ یا بنی آدم سب سے اکرم ہیں انکو اصطفار اور برگزیدگی کا باعث رسالت ہی پھر جسکے رسول ہیں اسکے برابر اور اس سے زیادہ کیونکر ہو سکتے ہیں؟ سوم جب رسول ہیں تو ضرور ہے اللہ کے پیغام بندوں کے پاس لائی تھے اور سب سے مؤکد پیغام یہی تھا کہ اللہ کے سوا اور کسیکو معبود نہ بنانا پھر عجب ہے کہ انکو پیغام کو بالائے طاق رکھکر انہیں کو خدائی کا شریک سمجھنے لگے۔ اور یہی کلام میں ملکہ کے منکروں کا جواب بھی ہے جو وہ کہتے تھے کہ کیا اللہ نے ہم سب میں سے محمدؐ ہی کو رسالت کیلئے خاص کر لیا انزل علیہ الذکر من بیننا کہ انہیں کسیکا کیا اجارہ ہے اللہ فرشتوں میں سے جس فرشتہ کو چاہتا ہے اس کام کے لئے ممتاز کر لیتا ہے اور اسیطرح انسانوں میں سے جس انسان کو چاہتا ہے اس کام کے لئے ممتاز کر لیتا ہے ان اللہ سمیع بصیر وہ ہر ایک بات کی مصلحت سے خوب واقف ہے۔ اور ان بزرگوں کے پوجنے والے جو جنکو کہ انکو الوہیت میں شریک کرتے ہیں وہ انکی باتیں سنتا ہے یا جو کچھ افعال عبودیت ان بزرگوں کے لئے کر رہے ہیں انکو دیکھ رہا ہے۔ یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم اللہ کو اگلی پچھلی ہر بات معلوم ہے والی اللہ ترجع الامور اور ہر بات کا انتہا اللہ ہی کیطرف ہے یعنی ہر بات کا فیصلہ قدرت میں ہے۔ اگلی جملہ سے علم اس سے قدرت کا اثبات مقصود ہے۔

بت پرستی اور شرک کی مذمت اور دنیا میں رسولوں کی بعثت بیان کرکے ایمانداروں کو ان باتوں کی تاکید کرتا ہے جو نجات اور فلاح کا ذریعہ ہیں فقال یا ایہا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا کہ اے ایمان دارو خدا تعالیٰ کو رکوع و سجود کرو یعنی نماز پڑھا کرو جسمیں رکوع اور سجود ہے۔ اور نماز کے علاوہ اور بھی عبادت کیا کرو واعبدوا ربکم تلاوت ذکر روزہ اور وافعلوا الخیر ہر ایک نیکی کرو اسمیں صلہ رحمی خیرات صدقات مکارم اخلاق دنیا کی سب اچھی باتیں آگئیں لعلکم تفلحون تاکہ تمہیں فلاح ہو۔ ابن المبارک واحمد و اسحاق و امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے بعد سجدہ کرنا لازم ہے اور سفیان ثوری و امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس جگہ سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔ قرآن مجید میں چودہ جگہ سجدۂ تلاوت واجب ہے امام شافعیؒ سورۂ ص میں سجدہ واجب نہیں جانتے اسکے بدلہ میں اس جگہ کا سجدہ لیکر چودہ پورے کرتے ہیں ہمارے امام کے نزدیک سورۂ ص میں سجدہ ہے یہاں نہیں واللہ اعلم۔

اسکے بعد ایک اور حکم دیتا ہے وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ جہاد سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک دشمنان دین سے جنگ کرنا ہے اور حق جہادہ سے مراد پورے طور پر اور نہایت سعی و کوشش سے جسکی تفسیر بعض نے یوں کی ہے کہ خالصا للہ اور بعض کہتے ہیں جسمیں ہمارا سارا اللہ کی مخالفت نہ ہو بعض کہتے ہیں جسمیں کسی کی ملامت کا خوف نہ ہو۔ پھر یہ حکم عام ہے خواہ زبان سے ہو خواہ قلب سے۔ اور ہر حکم کار خیر میں صادر کرنا مراد ہے کہ نماز و فعل خیرات سب سے بڑھکر یہ کام ہے کیونکہ جبتک شرعاً ایمان قائم نہ ہوگا تو زمین پر خدا تعالیٰ کے بندے نہ بفراغ قلبی نماز پڑھ سکینگے نہ کوئی اور نیک کام کر سکیں گے بعض مفسرین کہتے ہیں جاہدوا فی اللہ سے عام طور پر ہر دینی بات میں دل سے کوشش کرنا مراد ہے خواہ اعداء دین سے جنگ ہو خواہ علم دین کی ترویج خواہ اور نیکی کی باتیں اس تقدیر پر یہ جملہ گویا کلام سابق کے لئے تاکید ہے۔

بعض اہل عرفان جیسا کہ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں اس سے مراد مجاہدۂ نفس ہے کہ نفس کی ناجائز خواہشوں کو روکو اور اسکو جہاد اکبر کہتے ہیں اور یہی حق الجہاد ہے پھر فرماتا ہے ہو اجتبٰکم کہ اللہ نے تمکو پیغمبر محمد اس خدمت کے لئے مستاثر کر لیا ہے تم کسیکے طعن و تشنیع کی پروا نہ کرو وما جعل علیکم فی الدین من حرج اور تمکو جو شریعت دیگئی ہے کوئی مشکل اور دقت اسمیں نہیں رکھی گئی ہے۔ کوئی گناہ ایسا نہیں کہ جس سے خلاصی اور جسکی معافی توبہ و استغفار یا کفارہ و قصاص سے نہ مقرر کی گئی ہو اور اسی طرح اوقات عبادت کے لحاظ سے بھی سہولت ہے اور اسطرح اگر غسل و وضو نہ کر سکے تیمم کی اجازت ہے کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے بیٹھکر پڑھ لے سفر میں قصر ہے بیمار اور مسافر کو فطار کی رخصت ہے یہانتک کہ جو چیزیں سور مردار وغیرہ حرام ہیں بوقت اضطرار انکی بھی اجازت ہے یہود کی طرح شریعت اور احکام سخت نہیں نہ ہنود کی طرح کچا ذبح ہے کہ غیر کے ہاتھ لگنے سے دھرم برشٹ ہو جاوے اپنے ہاتھ سے چوکا کرے اور ہزاروں پاک چیزیں حرام و ممنوع انکے ہاں قرار دی گئی ہیں یہانتک کہ سفر و حضر موت و حیات معاملات کا دائرہ تنگ کر دیا گیا ہے ملۃ ابیکم ابراہیم یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کی شریعت ہے کوئی نئی شریعت نہیں۔ اسمیں عرب کی طرف خطاب ہے جو اکثر ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور تمام اُمت بھی مراد ہو سکتی ہے کسلئے کہ انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضرت ابراہیم آنحضرت صلعم کے جد امجد ہونیکی وجہ سے جو مسلمانوں کے روحانی باپ ہیں سب مسلمانوں کے باپ ہیں قرآن مجید میں حضرت صلعم کی بیویوں کو مسلمانوں کی ماں کہا ہے وازواجہ امہاتہم لہٰذا آپ باپ ہوئے آنحضرتؐ کی شریعت کا ماخذ حضرت ابراہیمؑ کی شریعت ہے بلحاظ زمانہ اسمیں کچھ ترمیم ہوئی ہے اسلئے حضرتؐ کی شریعت کو ملت ابراہیم کہتے ہیں۔ ہو سماکم المسلمین من قبل کہ اسنے تمہارا نام پہلے سے مسلمان یعنی فرمانبردار رکھا ہے جیسا کہ دعا کی تھی ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وفی ہذا اور اس کتاب میں بھی اور اس عہد میں بھی تمہارا نام مسلمان قرار پایا ہے لیکون الرسول شہیدا علیکم وتکونوا شہداء علی الناس تاکہ رسول قیامت میں تمہارا گواہ ہو اور تم تمام بنی آدم کیلئے گواہ ہو تو حید و عبادات کا قیام تمہارے سپرد کیا گیا ہے فاقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ جانی اور مالی عبادت میں سرگرم رہا کرو واعتصموا باللہ ہر حالت میں اللہ ہی کا بھروسہ رکھو اور دشمنوں سے کچھ خوف نہ کرو کیونکہ وہ تمہارا مولیٰ ہے تمہارا مالک کارساز ہے فنعم المولیٰ ونعم النصیر

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانِيَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسِتَّةُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝

البتہ کامیاب ہوئے ایمان والے۔ وہ جو اپنی نمازوں میں عاجزی کیا کرتے ہیں۔ اور وہ جو بیہودہ باتوں سے الگ رہتے ہیں اور وہ جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ

اور وہ جو اپنی شہوت کا ہوں کو محفوظ رکھتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر پھر اس کے سوا کوئی برائی نہیں پھر جو اس کے سوا کوئی ڈھونڈے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ وقف لازم

تو وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کی حمایت رکھتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں وہی

هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

وارث ہیں۔ جو جنت الفردوس کا ورثہ پائینگے۔ وہ اس میں سدا رہا کرینگے

ترکیب

الذین المؤمنون کی صفت یا بدل والذین اپنے معطوف الاعلی ازواجہم فی موضع نصب لان المعنی صانوا عن کل فروج الا عن فروج ازواجہم اور حال بھی ہو سکتا ہے اسے الا والین علی ازواجہم اور قوامین علیہن من قولک کان فلان علی فلانۃ۔ ہم فیہا خالدون جملہ حال مقدرہ ہی یا فاعل سے یا مفعول سے۔

تفسیر

یہ سورۃ بھی کہ میں حیرت سے پیشتر نازل ہوئی ہے۔ مشرکین کے جوابات وغیرہ اور انکے عقائد فاسدہ پر الزامات قائم کرکے اور انکے ظلم وستم پر مسلمانوں کو فتح ونصرت کا وعدہ دیکر سورۂ حج کی اخیر میں مسلمانوں سے خطاب کرکے یہ فرمایا تھا یاایہا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون وہاں انکو فلاح کی باتوں کا حکم دیا تھا کہ ایسا کرو جو کہ مسلمانوں کی قوم اپنی نبی کی ازحد فرمانبردار تھی انھوں نے فوراً ہی حکم کی تعمیل کی عبادت وتقویٰ وطہارت میں ازحد سرگرم ہو گئے مگر کہ کافروں کو اپنے پر بھبتی طعن کا موقع ہاتھ آیا کہ انکو اب کیا فلاح ہوگئی؟ یہ تو ہی طبع تنگدست اور ہمارے ہاتھوں میں گرفتار مصائب ہیں کس لئے کہ کفار کے نزدیک آخرت اور باقی فلاح کوئی چیز نہیں وہ تو دنیا ہی کی کامیابی اور کثرت اولاد ومال وجاہ وحکومت کو فلاح سمجھتے ہیں اسلئے ہم سورہ کے اول میں بلفظ قد جو تحقیق کے لئے آتا ہے ایمانداروں کی فلاح یابی کا مژدہ دیا گیا اور اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس ہم فیہا خالدون میں یہ بات بتلادی کہ فلاح سے مراد دار آخرت کی فلاح ہے اور جس کی فلاح یہ ہو جہاں ہمیشہ رہنا ہو اور جنہیں مسلمان بنگی یہ صفات ہیں قطعاً فردوس کے مالک ہو کر ہمیشہ وہاں رہینگے پھر اس سے زیادہ اور کیا فلاح ہوگی؟

اور یہاں مؤمنوں کے چند اوصاف بھی بیان فرمادے تاکہ واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر کی پوری شرح ہو جاوے اور یہ بات بھی واضح ہو جاوے کہ صرف برائے نام مسلمان کہلانا کافی نہیں مسلمان کو یہ باتیں بھی جنت الفردوس کے مالک بننے کے لئے عمل میں لانی ضرور اور پر ضرور ہیں۔ یہ سات صفت ہیں جو تمام مکارم اخلاق کے اصل الاصول ہیں اور جنہیں دنیا وآخرت کے متعلق حکمت نظری وعملی تہذیب اخلاق سے لیکر تدبیر المنزل تک کوئی بات رہ نہیں گئی ہے (۱) المؤمنون

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ

اور البتہ انسان کو ہم نے چنی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اسکو ایک قرارگاہ میں نطفہ بنا کے رکھا۔ پھر نطفہ کو علقہ بنایا پھر علقہ کو

مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ۚ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُم

مضغہ گوشت بنایا پھر مضغہ گوشت سے ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں کو گوشت پہنایا۔ پھر اسکو ایک نئی صورت میں بنا دیا۔ سو بابرکت ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانیوالا ہے۔ پھر اسکے

بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ ۝

بعد تمکو مرنا ہے۔ پھر تم قیامت کے دن اُٹھائے جاؤ گے۔

اسی ایمان کا ذکر ہے جو سب نیکیوں کی جڑ ہے۔ اسمیں اجمالاً اللہ اور اسکے صفات اور ملائکہ اور انبیاء اور انکی کتب اور دار آخرت کی تصدیق کرنیکا حکم ہے۔ یہ حکمت نظریہ کا علم ہے

(۲) الذین ہم فی صلوتہم خاشعون یہاں سے حکمت عملیہ شروع ہوتی ہے اور یہ سب میں اول بات ہے۔ اس جملہ میں نہ صرف نماز پڑھنے کا حکم ہے بلکہ نماز میں عاجزی کرنیکا بھی۔ خشوع کے معنی میں اختلاف ہے بعض اسکو دل کا فعل کہتے ہیں یعنی رنا اور دل سے معافی پر لحاظ کرکے خدا تعالیٰ کو حاضر جانے آپ کو اسکے آگے کمتر سمجھکر عجز و نیاز کرنا اور بعض اسکو ہاتھ پاؤں کا عمل کہتے ہیں سکون سے کھڑا رہنا ادھر اُدھر التفات نہ کرنا کپڑے یا داڑھی یا اور چیز سے کھیل نہ کرنا نماز کے اندر اور بعض نے دونوں باتوں کو لیا ہے اور یہی قوی ہے اور صحیح حدیثوں میں دونوں باتوں کی طرف اشارہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب انسان اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے سامنے سمجھے گا اور اس سے عجز و نیاز کریگا جو درحقیقت یہی نماز ہے تو وہ کبھی ادھر اُدھر التفات نہ کریگا جیسا ان نیاکے دربار میں ادھر اُدھر ملتفت ہونا سوء ادبی ہے تو وہاں دربار عالی میں کیونکر ادھر اُدھر ملتفت ہو سکتا ہے؟ ہاں جو ایسی نماز پڑھتے ہیں اور دل سے نہ انکو خشوع ہے نہ نیاز وہ ایسی باتیں کرتے ہیں ان کی نماز انکے منہ پر ماری جاتی ہے (۳) والذین ہم عن اللغو معرضون وہ جو لغو سے کنارہ کیے رہتے ہیں لغو حرام اور مکروہ اور ہر بیہودہ فعل کو بھی کہتے ہیں جسکی طرف انسان کو کوئی حاجت یا ضرورت نہ ہے اور یہی معنی اولیٰ ہیں۔ فہو کل ما لیس بطاعۃ ولا یستحق بہ ثوابا۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ آج کل مسلمان اس لغو میں کیسے مبتلا ہیں۔ بیاہ شادیوں میں اس لغو کا کچھ انتہا نہیں آتشبازی ناچ رنگ کیا کیا ہوتا ہے اور اسی طرح دینی معاملات میں لغو کار رنگا رنگ ہے تاہم اولیاء اللہ کے مزارات مقدسہ پر کیا کچھ نہیں ہوتا پھر قبروں پر جانا ہی ہوتا ہے اور دیگر فضول باتیں اور محرم میں تو کچھ انتہا ہی نہیں معلوم ہوتا ہے یہ لوگ کار تعزیہ بنتے ہیں لگ پچھ بنتے ہیں شادے اور علم اور انکے ساتھ دیگر منہیات پھر کہیں حضرت امام حسینؓ کے گھوڑے کا فرضی نعل نکلتا ہے جسکو نعل صاحب کہتے ہیں سرکاروں سے لاکھوں روپیہ عاشور خانوں کے لئے ملتے ہیں کاش یہ روپیہ قوم کی تعلیم میں خرچ ہوتا۔ کہاں گئے ہمارے واعظ جو مجالس میں صرف رونا ہی جانتے ہیں ان باتوں کا ذکر تک بھی نہیں کرتے۔ (۴) والذین ہم للزکوٰۃ فاعلون وہ جو اپنے مال میں سے اللہ کے رستہ میں ایک حصہ معین دیا کرتے ہیں اور ایسے حصہ معین کی زکوٰۃ کہنے سے فاعلون کا لفظ لانا نہایت فصاحت ہو گیا۔ (۵) والذین ہم لفروجہم الخ وہ جو اپنی بیبیوں اور شرعی لونڈیوں کے سوا اور کسی پر اپنا ستر نہیں کھولتے۔ اس سے لونڈے بازی اور ہاتھ سے منی نکالنے کی بھی ممانعت نکلی اور متعہ کی ممانعت بھی سمجھی گئی کیونکہ متعاقی عورت حصہ نہ ملنے کی وجہ سے بیوی نہیں اور نہ لونڈی ہو سکتی ہے اور آیت میں بیوی اور لونڈی پر قضاء شہوت کا حصر کر دیا ہے

(۶) والذین ہم لاماناتہم وعہدہم راعون امانت اور عہد کی حفاظت رکھنے والے۔ امانت میں مال اور آبرو اور بات سب کی حفاظت مرد ہے یہی طرح عہد میں عہد الٰہی اور باہمی معاہدہ آگیا۔

(۷) والذین ہم علی صلوتہم یحافظون وہ جو اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں یعنی ہمیشہ وقت پر شرائط و مستحبات کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ ان ساتوں باتوں کے عمل میں لانے والے کے لئے اسنے اپنے فضل سے جنت میں آٹھویں درجہ کی اعلیٰ جنت کا وعدہ دیا جسکو جنت الفردوس کہتے ہیں اور اسکا انکو وارث یعنی مالک قرار دیا یہ ہے فلاح مگر اسکے بعد بھی منکرین حشر و نشر یہ کہتے تھے کہ مر کر کون زندہ ہوگا؟ اسلئے اس کے بعد یہ کلام صادر فرمایا ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ الخ کہ ہمنے انسان کو نطفہ منی سے پیدا کیا اور وہ نطفہ مٹی سے بنا تھا کیونکہ غذائیں جنمیں منی پیدا ہوتی ہے مٹی سے بنتی ہے پھر اس غلہ کو خون بنایا پھر گوشت کا لوتھڑا بنا کر اسکے ہاتھ پاؤں بنائے ہڈیاں اور پٹھے بنائے اور اسکو انسان بنا کر ماں کے پیٹ سے باہر لائے اور پھر وہ ایک روز مرتا ہے پھر جسنے ایسا کر دیا کیا وہ دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا فرور مر کر زندہ ہونگے ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ ۖ

اور البتہ پیدا کئے ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے اور ہم بنانے میں بیخبر نہ تھے۔ اور اتارا ہم نے ایک اندازہ کے ساتھ آسمان سے پانی پھر ٹھہرا دیا اسکو زمین میں

وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۝ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝

اور ہم اسکو لیجا بھی سکتے ہیں۔ پھر بنائے ہیں پانی سے تمہارے لئے باغ اگھائے کھجور اور انگور کے ان باغوں میں تمہارے لئے بہت میوے ہیں اور تم کھاتے ہو

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۝ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا

اور پیدا کیا وہ درخت بھی جو طور سینا سے نکلتا ہے کہ جس میں تیل اور کھانیوالوں کے لئے سالن ہوتا ہے۔ اور تمہارے لئے چارپایوں میں بھی عبرت ہے کہ تمکو ان کے

فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝

پیٹ کی چیزوں میں سے پلاتے ہیں اور تمہارے لئے انمیں بہت سے فائدے ہیں اور انمیں سے بعض کو کھاتے ہو۔ اور انپر اور کشتیوں پر سوار کئے جاتے ہو۔

انسان کے حالات کے بعد اپنی قدرت کاملہ اور علم وحکمت کے ثبوت میں فرماتا ہے ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق یعنی بنائے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے طرائق جمع طریقہ۔ آسمانوں کو طرائق یا تو اسلئے کہا کہ یہ طائکہ کے آنے جانے کے رستے ہیں یا سبع سیارے کی چال کے رستے ہیں۔ اور ممکن ہو کہ انکو طرائق انکے تطارق کی وجہ سے کہا جسکے معنی تو بہ تو یعنی اوپر تلے ہونے کے ہیں یقال طارق النعل والرمل نعلیہ اذا الطبق نعلا علی نعل وطارق بین الثوبین اذا لبس ثوبا فوق ثوب یہ خلیل اور زجاج اور فراء کا قول ہے (کبیر) پھر فرماتا ہے وما کنا عن الخلق غافلین کہ ہمنے ان آسمانوں کو یا دیگر مخلوق کو بے جوڑ کیف الاتفق نہیں پیدا کیا ہے بلکہ ہر ایک میں صدہا حکمتیں ملحوظ ہیں ابتدا سے لیکر انتہا تک انکے مصالح کو نظر رکھا ہے۔ وانزلنا من السماء ماء بقدر الخ منجملہ آسمانوں کی حکمتوں کے ایک بات یہ ہے کہ ہم آسمانوں سے پانی اُتارتے ہیں سو وہ بھی بے اندازہ نہیں کہ یوں ہی بادلوں کے دہانے کھول کر بے موقع دنیا کو غرقاب کر دیا جائے بلکہ بقدر ایک اندازۂ خاص سے پھر اس پانی کو بیہودہ طور پر صرف نہیں کرتے بلکہ فاسکناہ فی الارض اسکو زمین میں بٹھا دیتے ہیں اور انا علی ذہاب بہ لقادرون ہم اسکو بھی قادر ہیں کہ اس پانی کو لیجا دیں لیکن فانشانا لکم بہ جنات الخ تمہارے لئے اس سے باغ اگاتے ہیں اور طرح طرح کی جڑی بوٹیاں اناج وغیرہ پیدا کرتے ہیں منجملہ انکے کھجور اور انگور ہے جنکو تر و خشک گھی شیرہ میں ہر طرح سے کھاتے ہیں انکے سوا باغوں میں تمکو منہا انواکثیرۃ ومنہا تاکلون تمہارے لئے اور طرح طرح کے میوے ہیں اور نہ صرف میوے کہ جسسے پیٹ بھرے غذا کا کام نہ چلے بلکہ بعض انمیں سے کھانیکا بھی کام دیتے ہیں۔ صاحب کشاف کہتے ہیں منہا تاکلون کے یہ معنی کہ بعض کو بھی باغ تمہاری معاش اور روزی کا ذریعہ ہیں جیسا کہ کہا کرتے ہیں فلان شخص فلاں پیشہ سے کھاتا ہے۔ وشجرۃ معطوف ہے جنات پر اسے تمہارے لئے انشانا کم شجرۃ اس درخت سے مراد زیتون کا درخت ہے جو عرب کے لئے بمنزلہ کوہ طور میں پیدا ہوتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے تخرج من طور سیناء صاحب کشاف کہتے ہیں طور یا تو سینا میدان کی طرف مضاف ہے کہ جسکا سینین بھی کہتے ہیں یا طور مضاف اور سینا مضاف الیہ دونوں سے مرکب ہو کر ایک پہاڑ کا نام ہے جیسا کہ امرأ القیس وبعلبک پھر بعض اسکو غیر منصرف کہتے ہیں تعریف وعجمی کی سبب یا تعریف تانیث کے سبب کیونکہ یہ بقعہ ہے اور فعلاء کا الف تانیث کے لئے نہیں جیسا کہ حمراء۔ اور بعض الف کو تانیث کے لئے کہتے ہیں جیسا کہ صحراء۔ یہ پہاڑ قلزم کے اس طرف بحر کے گوشہ شمال مغرب کے بیابان میں ہے یہیں حضرت موسیٰ کو توریت ملی تھی تنبت بالدہن وصبغ حال ہیں اسے تنبت بنفسہا الدہن کا خیال کر الا میر یعنی وہ درخت میں نیل ہوتا ہے وصبغ للاکلین اور سالن بھی نہ سب کے لئے بلکہ انکے لئے جو انمیں روٹی لگا کر کھاتے ہیں عرب زیتون کے تیل کو سالن کے کام میں لاتے ہیں۔ یعنی وہ الصباغ الیصطبغ بہ اسے یصبغ یہ بفتح صبغ عطف علی الدہن اسے اوام۔ اسکے بعد چار درووں کے فوائد بیان کرتا ہے جو انکے پیدا کرنیسے خدا تعالیٰ نے ملحوظ رکھے ہیں انکا دودھ اور انکا گوشت کھانے میں آتا ہے اور انپر سواری ہوتی ہے بحر وخشکی کی سواری تری کے لئے کشتی بنادی۔ جسنے اپنی مخلوق کو ان فوائد کو ملحوظ رکھکر بنایا اور بنی آدم کے آرام کا سبب کیا پھر کیا وہ دوبارہ انہیں پیدا نہیں کر سکتا ہے یا کوئی اور اسکے ساتھ شریک ہے؟ یا کوئی کہہ سکتا ہے یہ چیزیں خود بخود بنگئیں یا طبیعت کا فعل ہے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور البتہ نوح کو بھیجا انکی قوم کی طرف پھر کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارا اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں کیا پھر کیوں نہیں ڈرتے۔ پس کہا کافر سرداروں نے

مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْۤ اٰبَآئِنَا

اپنی قوم سے یہ کیا ہے مگر تمہارا سا آدمی تم پر بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتے بھیجتا ہم نے اپنے باپ دادا سے

الْاَوَّلِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ

یہ نہیں سنا یہ تو صرف ایک دیوانہ آدمی ہے پس تھوڑا وقت تک انتظار کرو۔ نوح نے کہا اے میرے رب میری مدد کر بدلہ میں کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا۔ پھر ہم نے انکی طرف وحی بھیجی کہ تو ہمارے حکم سے کشتی

بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ

تیار کر پھر جب ہمارا حکم آئے اور تنور غضب جوش میں آئے تو کشتی میں ہر جنس کا جوڑا سوار کر لے اور اپنے گھبرکو بھی مگر انہیں سے جنکے لئے قول حق ہو چکا

مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

ہو چکا اور ظالموں کے معاملہ میں مجھ سے بات نہ کر کیونکہ وہ ڈبونے والے ہیں۔ پھر جب تو اور جو تیرے ساتھ ہیں کشتی پر چڑھ چکیں تو کہنا سب حمد اللہ کے لئے ہے جس

نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ۝

ظالم قوم سے نجات دی۔ اور کہدے اے رب مجھکو کشتی سے برکت کے ساتھ اتار اور تو بہتر اتارنے والا ہے۔ بیشک اس قصے میں نشانیاں ہیں اور البتہ ہم ہی آزمائش کرنیوالے تھے۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

پھر انکے بعد دوسرے اور قرن پیدا کیا۔ پھر ان میں بھی انہیں میں سے رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اسکے سوا اور معبود نہیں۔ پھر کیوں نہیں ڈرتے ہو۔

اب یہاں سے انبیاءِ گزشتہ کے تذکرے بیان کرتا ہے جسکے ذکر سے یہ چند باتیں ظاہر کرنی مقصود ہیں (۱) یہ کہ جس طرح سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج تیری قوم تجھ سے کج بحثیاں اور شبہات رکیکہ کرتی ہے اسی طرح پہلے لوگ انبیاء سابقین کے ساتھ کرتے آئے ہیں۔ (۲) یہ کہ خدا تعالیٰ نے ان نبیوں کی معرفت بڑے بڑے معجزے دکھا کر آخر کار مخالفین کو ہلاک و برباد کیا ہے ایسا ہی تیرے مخالفوں کے ساتھ ہونیوالا ہے۔ (۳) یہ کہ سب انبیاء خدا پرستی اور توحید کی تعلیم کو لے آئے ہیں یہ بت پرستی کو تقلید آباؤ اجداد کی وجہ سے ایک امر جائز قرار دیتے ہیں محض غلط بات ہے (۴) خدا تعالیٰ ہر ایک قرن کو غارت کر کے اسکے بعد دوسرا قرن پیدا کرتا آیا ہے پھر کیا مرنے کے بعد زندہ نہیں کر سکتا؟

سب سے پہلا قصہ حضرت **نوح** علیہ السلام کا ہے جسمیں بڑی بات کلام سابق کے ساتھ موجب ربط یہ ہے کہ وہاں فرمایا تھا ہم آسمان سے پانی ایک اندازہ خاص کے ساتھ تمہارے فائدے کے لئے نازل کرتے ہیں اور جب بندے سرکشی کرتے ہیں اور انبیاء کے مقابلہ سے باز نہیں آتے تو بھی رحمت کو ہم زحمت کر دیتے ہیں جیسا کہ قوم نوح کے لئے ہوا کہ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی عبادت کا حکم دیا شرک سے منع کیا انکی قوم نے کہا (۱) یہ تم جیسا آدمی ہے انہیں فضیلت کی کیا بات ہے؟ (۲) اللہ نے کہا کیوں بھیجا فرشتے کیوں نہ بھیجے (۳) یہ حکم ہمنے باپ دادے سے نہیں سنا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو (۴) انکی یہ باتیں خلاف عقل ہیں یہ دیوانہ ہے (۵) یہ جو کہتا ہے کہ عذاب آئیگا دیکھو آتا ہے کہ نہیں؟ (چونکہ یہ شبہات بے بنیاد تھے انکا جواب ذکر نہ کیا) آخر کار نوح نے دعا کی حکم ہوا کہ کشتی تیار کر اور ہمیں اپنے خاندان کو بچانے کہ جنکی تقدیر میں ازل سے ہلاکت لکھی گئی الا من سبق علیہ القول اور ایمانداروں کو اور ہر چیز کے جوڑے کو سوار کر لے چنانچہ انہوں نے ایسا کیا اور باقی سب لوگ کہ جنہیں انکا بدبخت ازلی بیٹا بھی بحساب غرق ہو گئے۔ اس قصہ کی کامل تشریح پہلے ہو چکی اور فار التنور کے معنی بھی ہم بیان کر آئے ہیں قصہ کو تمام کر کے نتائج مذکورہ بالا کی طرف اشارہ کرتا ہے ان فی ذلک الآیات۔ پھر فرماتا ہے انکے بعد دوسرے اور قرن پیدا کیا

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا

اور رسول کی قوم کے ان سرداروں نے کہا جو منکر ہو گئے تھے اور جنہوں نے آخرت کے ملنے کو جھٹلایا تھا اور جنکو زندگی دنیا میں آسودگی دی تھی کہ یہ رسول کیا ہے مگر تم جیسا ایک آدمی وہی کھانا ہے جو تم

تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا

کھاتے ہو اور وہی پیتا ہے جو تم پیا کرتے ہو۔ اور اگر تمنے اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کی تو بیشک تم خراب ہو گئے۔ کیا انکو وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے

أَنَّكُمْ مُخْرَجُونَ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ إِنْ هُوَ إِلَّا

تو تم نکالکر باہر نکالے جاؤ گے۔ بعید ہی بعید ہے جسکا تمسے وعدہ کیا جاتا ہے۔ صرف یہی ہماری دنیا کی زندگانی ہے یہیں ہم مرتے اور زندہ ہوتے ہیں اور مکر کر زندہ ہونا نہیں یہ ایک شخص ایسا

رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ فَأَخَذَتْهُمُ

شخص ہے کہ جسنے اللہ پر جھوٹ بنا لیا ہے اور ہمکو تو اسکا یقین نہیں آتا۔ رسول نے کہا اے میرے رب میری مدد کر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا۔ فرمایا تھوڑی دیر کے بعد یہ نادم ہو جاوینگے۔ پھر تو مقرر انکو

الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً فَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ

ایک چیخ آکر نے پکڑ لیا پھر تو ہمنے انکو خس و خاشاک کی طرح پامال کر دیا پس ہلاکت ہو ظالموں کی قوم کو۔ پھر انکے بعد ہمنے اور قرن پیدا کئے۔ کوئی قوم اپنے وقت سے نہ جلدی کر سکتی ہے نہ دیر کر سکتی ہے۔

ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَىٰ كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَسُولُهَا كَذَّبُوهُ فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ فَبُعْدًا لِقَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ

پھر ہم نے اپنے رسول بھیجے۔ جب کبھی رسول اپنی قوم پاس آیا تو انھوں نے اسکو جھٹلایا پھر ہم ایک کو دوسرے کے پیچھے لگاتے گئے اور انکو جھٹکا بنا بنا کر دی ہوئی حکم جو ایمان نہیں لاتی

اور انہیں بھی ایک رسول بھیجا یہ **دوسرا قصہ** ہے۔ اس رسول سے مراد حضرت ہود یا صالح علیہما السلام ہیں۔ انھوں نے بھی اپنی قوم کو توحید و خدا پرستی کا حکم دیا تھا اور مر کر زندہ ہونیکا بھی وعدہ کیا تھا جسپر انکی قوم کے سرداروں کافروں نے انکو دنیا میں ثروت و دولت دی تھی (کیونکہ ایسی باتیں بھی مالدار و متمدن

غوطیں آکر کیا کرتے ہیں) وہی بیہودہ شبہات کرنے لگے کہ یہ رسول ہمارے جیسا ہے جس طرح ہم کھاتے پیتے ہیں یہ بھی اسی طرح اور وہی چیزیں کھاتا پیتا ہے پھر ایسے شخص کے حکم پر چلنا جو ہم جیسا انسان ہے خرابی میں پڑنا ہے (ان حماقتوں نے رسول کو یہ سمجھا ہوگا کہ وہ نوع انسانیت سے علیحدہ کوئی اور ہی طرح کا ہونا چاہئے) اور یہ کہ یہ جو کہتا ہے کہ مر کر اور بوسیدہ

ہو کر بھی لوگ زندہ ہونگے تو یہ بہت بعید بات ہے صرف دنیا ہی کی موت اور زندگی ہے یہ جھوٹا آدمی ہے اسکی بات پر ہرگز یقین نہیں آتا تب نبی نے دعا کی کہ میری مدد کر حکم ہوا کہ بھی یہ اپنے کئے پر نادم ہونگے چنانچہ انپر عذاب الٰہی نازل ہوا کہ ایک ہیبتناک آواز آئی جس سے وہ مر کر رہ گئے اسکی تشریح بھی چوتھی جلد میں ہو چکی انکے بعد یکے بعد دیگر خدا نے اور قرن پیدا

کئے (قرن زمانہ کو مراد اہل زمانہ) یعنی اور بھی قومیں ہوئیں اور انہیں بھی لگاتار ہم رسول بھیجتے گئے مگر ہر ایک قوم کے ہلاک کا ایک وقت مقرر ہے اس سے آگے یا پیچھے نہیں ہو سکتا رسول کی تکذیب سے فوراً ہلاک نہیں ہوئے اسمیں آنحضرت صلعم کو تسلی ہے کہ تیرے منکروں کی بربادی کا بھی وقت مقرر ہے اسی تکلیف میں وقت نکالو اٹھاتی پڑیگی انکے کہنے اور جلدی کرنے سے فوراً ہلاک کر دینا ہمارا دستور نہیں

پھر فرماتا ہے کہ جب ان قرن والوں کے پاس انکا رسول آیا انکو تکذیب سے پیش آئے سو جیسے بھی یکے بعد دیگرے ہر ایک قرن کو ہلاک کیا فاتبعنا بعضہم بعضا کے یہ معنی اور بھی ہو سکتے ہیں کہ پہلی اُمت کی طرح دوسری اُمت کا بھی تکذیب میں وہی دستور رہا وہ انہیں کی چال چلے لیکن اول معنی ظاہر ہیں انکو یہاں تک ہلاک کیا کہ انکا کوئی نشان بھی باقی نہیں رہا صرف انکے قصے اور تذکرے باقی رہگئے وجعلناہم احادیث سو انپر پکار ہے۔ ہمیں اجمالاً بہت سے انبیاء کا تذکرہ ہے۔

لہ تترا ہی متواترین اصلہ اوتر ابدل من الواو کما فی توجہ والالف للتانیث باعتبار ان الرسل جماعۃ وقرء بالتنوین علی انہ مصدر بمعنی الفاعل وقع حالا۔ ابو البقاء قال ابن کثیر تترى منونة وألفها للتأنيث فهي كحبلى وسكرى وقال ابن جرير تترى هو من المواترة وهي المتابعة وفعلى لا ينون كدعوى۔ ک ۱۲ منہ تترا اتا ربدل من الواو لانہ من المواترۃ وہی المتابعۃ من وتر کوعد اصلہ وعد وتیرۃ واحدۃ کما مر فعلی ہذا الف تترا للتانیث لا للالحاق کارطی اصلہ ارطاۃ ولا للالحاق بجعفر کارطی ۱۲ عبد الحق

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ

پھر بھیجے موسیٰ اور اسکے بھائی ہارونؑ کو بھیجا اپنی نشانیاں اور کھلی سند کی ساتھ۔ فرعون اور اسکے سرداروں کی طرف پس احمقوں نے تکبر کیا اور وہ ایک سرکش قوم تھی

فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۚ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

پھر انھوں نے کہا کیا ہم ایسے دو شخصوں پر ایمان لے آویں اور حالانکہ انکی قوم ہماری غلامی کرتی ہے۔ سو انکو جھٹلا دیا پھر وہ ہلاک ہو گئے۔ اور البتہ ہم نے موسیٰؑ کو

الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝

کتاب دی تھی تاکہ وہ اس سے ہدایت پاویں۔ اور ہم نے مریم کے بیٹے اور اسکی ماں کو نشانی بنایا اور انکو ایک بلند زمین پر ٹھہرایا جس قرار اور آب رواں تھا۔

ع ۱۸

ترکیب

ہارون بدل ہے اخاہ سے مثلنا کہو صفت لائے حالانکہ یہ تثنیہ نہ لائے حالانکہ یہ تثنیہ و جمع بھی آتا ہے یا تو یہ مصدر ہے جو تثنیہ و جمع برابر ہیں یا بشریت میں مماثلت ہے یہ کہتے میں قومہما حال ہے یا یہ مفعول ثانی ہے جعلنا کا سیبین یا تو فعیل ہے بمعنی مبنی شئے قلیل کے اور سہی سے ماعون ہے یا غنیۃ اذا ابصرتہ سے ہے لے مارجارظاہر تراہ العیون وصلہ معین۔

یہ چوتھا قصہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا ہے کہتے انکو معجزات ❖ تفسیر ❖ اور سلطان مبین کے ساتھ فرعون اور اور انکی قوم کے پاس بھیجا لیکن وہ سرکش لوگ تھے کہنے لگے جیسے تم آدمی ہو ویسے ہی ہم ہیں اور نہ تمہاری قوم ہماری خدمت کرتی ہے یعنی ذلیل قوم کے ہو پھر تمکو کیونکر مانیں انکا کیا ہلاک ہوئے۔ سلطان مبین سے مراد یا تو وہی آیات یعنی معجزے جیسا کہ ابن عباسؓ نے کہا ہے اور سلطان مبین انہیں سے کوئی خاص معجزہ جیسا کہ عصیٰ اور خاص کا عام پر عطف جائز ہے جیسا کہ ملائکہ کے بعد جبرئیل و میکائیل کا ذکر اور ممکن ہے کہ آیات سے مراد نفس معجزات ہوں اور سلطان مبین سے انکی وہ کیفیت جانکہ صدق پر دلالت کرنے سے متعلق تھی۔ یا ایک بیت ہو تو اجداد کو عطا ہوا تھا انکے ہلاک کے بعد جب حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لیکر شام کو روانہ ہوئے اور بحر قلزم کو عبور کر کے اس میدان میں آئے کہ جسکو تیہ کہتے ہیں تو جہاں انکو بنی اسرائیل کی ہدایت اور استقامت کے لئے ایک کتاب خدا تعالیٰ نے دی تھی جو باتفاق مفسرین اہل کتاب اہل اسلام توریت تھی یہ پوری کتاب جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنام توریت تصنیف کی گئی اصلی توریت نہیں۔ ولقد اتینا موسی الکتاب (ای التوراۃ) جلالین۔ لعلہم یہتدون کے یہی معنی ہیں۔

وجعلنا ابن مریم الخ یہ **پانچواں** قصہ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا ہے انکے تمام قصہ کو چھوڑ کر صرف اس جگہ یہی بات بتلائی گئی کہ ہم نے ان دونوں کو آیت یعنی اپنے ہاں کی ایک نشانی بنایا تھا۔ باتفاق جمہور مفسرین حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کا اللہ کی نشانی ہونا اس لحاظ سے تھا کہ حضرت مریمؑ کو بغیر کسی مرد کے حمل ہوا اور اس سے بیشتر عبادتخانہ میں انکے پاس غیب سے بے موسم کے میوے آتے تھے اور حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہونیکی وجہ سے اور معجزات دکھانیکی وجہ سے نشانی تھے چونکہ دونوں کا نشانی ہونا ایک غیب بات سے تھا کہ مریمؑ کو بغیر مرد کے حمل ہوا اور عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے یعنی ولادت جسمیں دونوں شریک تھے اسلئے دونوں کو بلفظ واحد آیۃ ذکر فرمایا اثنین نہ کہا۔ اس آیت سے حضرت مسیحؑ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا بخوبی ثابت ہو گیا پھر جو تاویل یا انکار کرتے ہیں وحی کو چھوڑ کر دوسرے رستہ چلتے ہیں اس نشانی سے چاہئے تھا کہ بنی اسرائیل فائدہ اٹھاتے یہاں لاتے راہ راست پر آتے اسکے برعکس انکی جان کے دشمن ہو گئے اسلئے حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو بحالت صغر سنی مریمؑ کے چچازاد بھائی یوسف نجار ہیرودیس حاکم کے خوف سے مصر کی طرف[۵۱] لیکر چلے گئے تھے اور سالہا سال وہیں رہے یہاں دریائے نیل کا پانی جاری ہوا اور یہ جگہ مرتفع ہے لیکن ابوہریرہؓ سے مقام مرتفع[۵۲] بتایا ہے۔

---

[۵۱] چنانچہ توریت سفر تثنیٰ کے اکتیسویں باب کے چوبیسویں درس میں لکھا ہے قولہ اور ایسا ہوا کہ جب موسیٰ اس شریعت کے باتوں کو کتاب میں لکھ چکا اور پورے تمام ہوئے تو موسیٰ نے لاویوں کو جو خداوند کے عہد کے صندوق کو اٹھاتے تھے فرمایا کہ اس شریعت کی کتاب کو لے کے خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کی ایک بغل میں رکھو الخ یہی وہ توریت تھی جو حضرت موسیٰؑ کو ملی تھی آخر کار یہ کتاب موسیٰؑ کے بعد سلیمان تک کے عہد تک کے زمانہ میں بنی اسرائیل پر مصائب آنے کی وجہ سے تلف ہو گئی چنانچہ جب سلیمان علیہ السلام نے ہیکل صندوق کھولا تو اسمیں صرف پتھر کی وہ الواح برآمد ہوئیں کتاب ملی جیسا کہ کتاب اول سلاطین کے آٹھویں باب نویں درس میں ہے۔ [۵۲] انجیل متی کے دوسرے باب تیرہویں درس میں اسکی تفسیر ہے ۱۲ منہ [۵۳] ربوہ ملک مصر میں ایک خاص جگہ ہے ۱۲ منہ

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا

(دنیا کی) پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور اچھے کام کیا کرو میں جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خبردار ہوں۔ اور البتہ یہ تمہاری اُمت ایک ہی اُمت ہے اور میں تمہارا

رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝

رب ہوں پس مجھی سے ڈرا کرو۔ پھر لوگوں نے اپنے دین کو آپس میں متفرق کر دیا ہر ایک فرقہ خوش ہے اس سے جو انکے پاس ہے۔ پس تو انکو انکی بیہودگی میں پڑا رہنے دے ایک وقت تک۔

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ

کیا یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ جو ہم انکو مال اور اولاد سے بڑھائے جاتے ہیں ہم انکے لئے بہلائیوں میں جلدی کر رہے ہیں۔ بلکہ انکو خبر نہیں۔ بیشک وہ جو اپنے رب کی دہشت

رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا

سے ڈرتے ہیں۔ اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر یقین لاتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اور وہ جو دیا کرتے ہیں جو کچھ کہ دیتے ہیں

وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝

اور انکے دل ہیں کہ اپنے رب کے پاس جانے سے ڈر رہے ہیں۔ یہی ہیں وہ کہ جو بھلائیوں میں جلدی کر رہے ہیں اور یہی انکے لئے سب سے آگے بڑھ گئے۔

ترکیب

اَنَّ کو قراء کوفہ نے بکسر الہمزۃ پڑھا ہے یہ استانفیہ ہے اور ہمکا ہم تکم خبردار رتبہ واحدۃ منصوب ہے حال لازمہ ہونیکی وجہ سے خبر ان سے دیگر قراء نے اَنَّ بالفتح پڑھا ہے یا تو لام متعدیہ ان کو توقون سے متعلق ہے گا اے یتقون لان لہ اور مرضع ان کا نصب ہے یا جارہ یہ معطوف ہے ما قبل پر۔ زبرا بضمتین جمع زبور لے کتبا مختلفۃ یعنی جلوا نہیم ادیانا مزبرا قطعا متیرت من برفضۃ واحد یدکہ کبیر یا تو بفتح الباء وہو جمع زبرۃ وہی القطعۃ والفرقۃ ولم نصب علی الوجہ الاول علی الحال من امرہم وعلی الوجہ الثانی حال من الفاعل۔ ان ا بمعنی الذی خبر ان مسارع

تفسیر

رسولوں کا ذکر فرما کر انکے اس شبہ کے جواب میں (کہ ان رسولوں میں ہمسے کیا فوقیت ہے جو ہم کھانے پیتے ہیں یہ بھی وہی کھاتے پیتے ہیں یعنی ملائکہ یا انکی مانند کیوں نہیں) فرمایا کہ سنے رسولوں سے یہ کہا گیا تھا کہ طیب یعنی حلال اور پاک چیزیں کھاؤ تمہارے ہی لئے یہ نعمتیں ہمنے پیدا کیں ہیں ہاں حرام اور گندی چیزیں تم کھاؤ بزرگی کا مدار پاک و حلال چیزوں کے ترک کر دینے پر نہیں جیسا کہ بعض سمجھے ہوئے ہیں ہنود وغیرہ بزرگی اور ان نعمتوں کے شکر کے لئے واعملوا صالحا تم نیک کام کیا کرو میں تمہیں دیکھ رہا ہوں اور یہ بھی کہدیا گیا تھا کہ اے رسولو تم سب کا ایک ہی طریقہ ہے توحید و عبادت ہی طرح تمہاری سب امتیں بھی باہم الگ الگ مذاہب کے لوگ نہیں ہیں اصول شریعت میں سب ایک ہیں اور تم سب کا رب بھی میں ایک ہوں پس مجھسے ڈرتے رہو کہ بڑی باتوں سے پرہیز کرو لیکن انبیاء کے بعد انکے پیروؤں نے باہم افراط و تفریط کر کے جدا جدا فرقہ بنا لئے پھر ہر فریق اپنے تراشیدہ خیالات پر خوش ہے یہود اپنے ہی آپکو راہ راست پر چلنے والے سمجھتے ہیں نصاریٰ اپنے تئیں منکرین یہود اپنے رب کے مرجع بخیال کرتے ہیں حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں خدا نے ہم آخر امت کو جنت میں لے جانے کا ذکر انکو اپنی غفلتوں کے دریا میں ایک وقت تک بعض علماء کہتے ہیں اس وقت سے مراد وہ وقت ہے جب اسلام اپنی پوری شوکت و نمایاں ظاہر سے پھر تہدید کے جانب سے انکو بیدار و ہوشیار کرنا بعض کہتے ہیں موت یا عذاب الٰہی کے وقت تک کہ پھر انکو آپ معلوم ہو جاوے گا۔

وہ دنیا کی ثروت و دولت کثرت اولاد و مال کو اپنے مذہب کے برحق ہونیکی دلیل جانتے تھے بلکہ اب بھی کہا کرتے ہیں ہمنے فلاں دیوی دیوتا کی نذر بھیٹ کی تو اسنے ہمکو مال و اولاد دیا اسکے جواب میں فرماتا ہے ایحسبون انما نمدہم الخ کہ کیا وہ اس افزائش مال و اولاد کو ہماری مہربانی سمجھتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ لا یشعرون انکو شعور نہیں چار پائے ہیں کیونکہ دنیا فانی کی آسائش کچھ چیز نہیں حیوانات کو بھی نصیب ہے ہاں جنپر ہماری مہربانی ہے اور انکے لئے ہم بھلائیوں میں جلدی کر رہے ہیں وہ لوگ ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ جو شرک نہیں کرتے اور وہ جو اللہ کی راہ میں دیتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ شاید قبول نہ ہو نیکی میں دوڑنے اور سبقت کرنیوالے ہیں۔

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ

اور ہم کسی پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اسکے مقدور بھر اٹھانے کے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو سچ سچ کہدیگی اور انپر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا۔ بلکہ انکے دل اس سے بیہوشی میں پڑے ہوئے ہیں اور اسکے سوا انکے اور بھی

دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِمْ بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ۝ لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُم مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ ۝

کام ہیں کہ جنکو کیا کرتے ہیں۔ یہانتک کہ جب انکے مالداروں کو ہم آفت میں مبتلا کرینگے تو وہ جب ہی چلا اٹھینگے۔ رکھا جائیگا آج کیطرف چلانا تم پر ہماری جانب سے کچھ بھی مدد نہ ہوگی۔

قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ ۝ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ۝ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ

تم پر میری آیتیں پڑھی جایا کرتی تھیں پس تم الٹے پاؤں بھاگا کرتے تھے۔ قرآن سے اکڑ کر قصہ سننے کے لئے اسے چھوڑ کر چلے جایا کرتے تھے۔ کیا انھوں نے بات نہ سمجھی تھی

أَمْ جَاءَهُم مَّا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ۝ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ بَلْ جَاءَهُم

کیا انکے پاس کوئی ایسی بات پہنچی تھی کہ انکے اگلے باپ دادا کے پاس پہنچی تھی۔ کیا انھوں نے اپنے رسول کو نہ پہچانا جو یہ اسکے منکر ہو گئے۔ کیا یہ کہتے تھے کہ اسکو جنون ہے۔ بلکہ وہ انکے پاس

بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ۝ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِذِكْرِهِمْ

سچی بات لایا تھا اور انہیں سے اکثر کو تو سچ سے نفرت ہے۔ اور اگر حق انکی خواہش پر چلے تو آسمان اور زمین خراب ہو جاویں اور وہ بھی جو ان میں ہیں۔ بلکہ وہ تو انکو نصیحت کی چیز پہنچاتے

فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم مُّعْرِضُونَ ۝ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

سو وہ اپنی نصیحت کی بات سے منہ موڑتے ہیں۔ کیا تو انسے کچھ اُجرت مانگتا ہے پھر اُجرت تو تیرے رب کی بہتر ہے اور وہی سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ اور البتہ تو انکو سیدھے رستہ کی طرف بلاتا ہے

اہل ایمان کے بیان و اوصاف حمیدہ ذکر کرکے فرمایا تھا کہ یہی لوگ نیکیوں میں سبقت کر رہے ہیں اب مخالفوں کو رغبت دلاتا ہے کہ لا نکلف نفسا الا وسعہا ہم کسی پر بھی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے یعنی ہمارا حکم سخت پر امور نہیں کرتے آسان اور سہل حکم دیا کرتے ہیں پھر لے کے سخت منکر و مکر کیوں ان نیکیوں میں پیچھے رہے جاتے ہو؟ اور یہ خیال کر کہ ان نیکیوں میں سعی کرنا بیفائدہ ہے اگلا آخرت میں کون یاد رکھیگا؟ عجب خیال ہے کسلئے کہ ولدینا کتاب ینطق بالحق ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو ٹھیک ٹھیک سچ سچ بیان کریگی اور کسیکا کوئی عمل نہ رہ جائیگا کہ انپر ظلم ہو جائیگا نہ ظلم ہوگا۔ اسی کتاب کا لکھا ہوا ذکر آچکا ہے وتخرج لہ یوم القیامۃ کتابا یلقاہ منشورا اگر ہمیں سے مراد دنیا کی مانند کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب مراد نہیں بلکہ اور قسم کی کتاب یعنی یادداشت الٰہی واللہ اعلم۔ یہ باتیں سنکر بھی کافر نیکی کی طرف رغبت نہیں کرتے بل قلوبہم فی غمرۃ من ہذا الخ بلکہ انکے دل اس بات سے غفلت میں ہیں اور یہ پس نہیں بلکہ ولہم اعمال من دون ذلک اسکے برخلاف انکے اعمال ہیں جنکو وہ عمل میں لا رہے ہیں پھر یہ تو گناہ رانے اعمال بد میں یہانتک گرفتار ہیں حتی اذا اخذنا مترفیہم بالعذاب الخ کہ جب ہم انکے دولتمندوں کو جو دولت کے نشہ میں مغرور ہیں عذاب میں مبتلا کرتے ہیں تو چلا دینے لگتے ہیں۔ اس عذاب سے مراد موت کے وقت کا عذاب ہے۔ یہ عذاب سب کفار کے لئے ہے مگر دولتمندوں کی تخصیص انکے غرور و تکبر کی وجہ سے ہوئی۔ ملائکہ وہ وقت کہینگے اب کیوں دہائی دینے فریاد کرتے ہو آج تمکو ردالٰہی نہ پہنچیگی۔ قد کانت آیاتی الخ کیونکہ تمہارے سامنے میری آیتیں بھی پڑھی جایا کرتی تھیں تم تکبر کی راہ سے بجھ چھوڑ کر قصہ کہانیوں میں مشغول ہوتے تھے۔ تسمیرا رات کو قصہ گوئی کرنا۔ عرب کی عادت تھی کہ رات کو لوگ مجتمع ہو کر قصہ خوانی کیا کرتے تھے تہجرون ہجر بالکسر بمعنی جدائی۔ ہجر بالفتح ہذیان و بالضم فحش۔ کعبہ کے ارد گرد بیٹھ کر رات کو ترش کر قصہ خوانی کرتے تھے اور سخنہائے اور قرآن کی ہجو و حقارت بھی کیا کرتے تھے۔

اب فرماتا ہے کہ ان باتوں کا عمل میں لانا یا تو اسلئے تھا کہ قرآن مجید میں کوئی خوبی نہ تھی جو اس سے بھاگتے تھے اسکے جواب میں فرماتا ہے افلم یدبروا القول کہ انھوں نے کیا قرآن اور نبی کے ارشادوں میں غور نہیں کیا تھا یعنی کرنا چاہئے تھا یا وہ نبی کہتے کہ وہ انکے مضامین کو ایک دم ہی بات جانتے تھے سو یہ بھی غلط کیونکہ دم بدم آتا رہا۔ کیا انکے پاس رسول کوئی نئی بات لایا ہے جو انکے باپ دادا کے پاس پہلے نہ لائے تھے؟ تیسری بات یہ کہ وہ رسول سے واقف نہ تھے بلکہ خوب واقف تھے کہ قبل نبوت آپ سچے و دیانتدار خدا ترس تھے پھر بعد نبوت جھوٹ بولنے سے کیا غرض تھی؟ ام لم یعرفوا رسولہم

وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ۝ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِم مِّن ضُرٍّ لَّلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝

اور وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے راہ سے ٹیڑھے چلتے ہیں۔ اور اگر ہم اُن پر رحم کریں کہ اُن کی تکلیف کو دور کر دیں تو بھی وہ اپنی سرکشی میں اندھے بگڑے رہیں۔

وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ

اور البتہ ہم نے انکو عذاب میں مبتلا کیا پھر بھی وہ اپنے رب کی طرف نہ جھکے اور نہ عاجزی کرنے والے تھے۔ یہاں تک غفلت میں ہے کہ ہم نے اُن پر سخت عذاب کا دروازہ کھولا دیا پھر تو فوراً

فِيهِ مُبْلِسُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ

انہیں ناامید ہو گئے۔ اور وہی تو ہے کہ جس نے تمہارے لئے شنوائی اور آنکھیں اور دل بنائے۔ بہت کم شکر کرتے ہو۔ اور وہی تو ہے کہ جس نے تمکو زمین میں پھیلا دیا

وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ۝

اور اُسکی طرف جمع ہو کر جاؤ گے۔ اور وہی تو ہے کہ جو زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہی رات دن کا بدلنے والا ہے پھر کیا تم نہیں سمجھتے۔ بلکہ ویسی ہی بات بولے جو پہلے لوگ بولے تھے۔

قَالُوا أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَٰذَا مِن قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝

انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم مر جائینگے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاوینگے تو پھر زندہ کئے جاوینگے؟ ایسے وعدے ہم سے پہلے ہمارے باپ دادے سے کئے گئے تھے یہ تو محض اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔

{ اساطیر جمع اسطار و اسطار جمع سطر اسی اکتبہ الاولون قیل جمع اسطورۃ۔ کبیر }

چوتھی بات یہ کہ باوجود اس خبر رسی اور دستبازی کے سیکڑوں علمیتیں اکٹھا کر دینا دنیاوی فوائد پر بلات مار کر قوم کو تنزیلی مصیبتوں سے ہر حذر کرنا توحید و راستبازی پھیلانا کسی دیوانہ آدمی کا کام نہیں ہے کیا تمہارے رسول کو دیوانہ سمجھا تھا ہم یقین دلاتے ہیں یقین کر لینا چاہئے کہ جو ہم لائے رسول انکے پاس دین حق لیکر آیا ہے لیکن اکثر تم للحق کارہون انہیں سے اکثر کو حق سے کراہت نفرت ہے۔ اپنی طبعی اور تیرہ باطنی سے چاہتے ہیں کہ اپنی خواہش کے موافق دنیا میں رسول حکام جاری کرے ولو اتبع الحق اہواءہم الخ اگر ایسا ہوتا تو آسمان زمین اور انکے رہنے والے خراب ہو جاویں۔ ریل کا انجن اگر کسی نادان کے سر پر کیا جاوے تو کیا ریاں اُلٹ جاویں صدہا آدمی مر جاویں پس ہم انکے کہنے اور درست ہونیکی چیز کو دیتے ہیں یہ وہ ہیں سے اعراض کرتے ہیں پھر انکو یہ خیال کرنا چاہئے کہ ہمیں وعظ و نصیحت سے رسول کچھ لالچ سے نزدوری مانگتا ہے؟ کچھ نہیں بلکہ وہ جو آخرت کا طالب ہے اور اللہ بہتر جزا دینے والا ہے اور اے محمد تو انکو سیدھے سے کیطرف بلا رہا ہے وان الذین لا یؤمنون بالآخرۃ عن الصراط لناکبون اور آخرت پر یقین نہ لانیوالے سیدھے رستے سے پھرے جا رہے ہیں افسوس (اور ممکن ہے کہ ما عذانا تہم بالعذاب سے مراد دنیاوی مصیبت کا آجانا ہو جو اشارہ پر آتی رہتی ہے جیسا کہ قرینہ کبیر قحط عظیم اور جنگ بدر سے بڑی دلیل علم)

اور جو ہم اُس مصیبت سے کہ جسمیں انکو مبتلا کیا کرتے ہیں نجات بھی دیں تو پھر اپنی اسی سرکشی میں اڑ جاویں۔ عذاب دفع ہونیکے بعد سرکشی کرنا انکے نزدیک معمولی بات ہو واقد اخذنہم بالعذاب الخ ہنے انکو عذاب میں یعنی مصیبت میں گرفتار کیا تو خاص اسوقت بھی ما استکانوا لربہم اپنے رب کیطرف نہ جھکے و ہنکان یتضرعون عاجزی نہ کی کون لے انتقل من الکون الی الکون۔ و یجوز ان یکون فتحنا علیہم بابا ذا عذاب شدید یوم القیامۃ کبیر۔ اور نہ جھکنے والے تھے۔ حتی اذا فتحنا علیہم بابا فکہ کہ اس تکلیف کے بعد اپنا اور سخت عذاب کا دروازہ کھولا تو بھی نہ جھکے بلکہ رب کی رحمت سے ناامید ہو گئے حالانکہ اللہ رؤف رحیم حقیقی ہے کہ جسنے تمکو کان اور آنکھیں دل عطا کئے پھر اُس سے ناامیدی کرنا کیسی بُری بات ہے۔ اور سامیں یہ بھی اشارہ ہے کہ اسنے سننے کو کان دیکھنے کو آنکھ سمجھنے کو دل عطا کئے پھر خود دلائل الٰہی میں کیوں غور نہیں کرتے تاکہ انکو خود معلوم ہو جائے کہ رسول جو کچھ فرماتا ہے سراسر ہمارے فائدہ کے لئے اور برحق بات کہتا ہے۔ اسکے بعد اور بھی اپنی نعمتیں اور اپنی قدرت کی کامل نشانیاں ذکر فرماتا ہے کہ جسنے صاف معلوم ہو جائے کہ وہ مرنے کے بعد زندہ کرنے پر قادر ہے وہو الذی ذرأکم فی الارض یہ نعمت ہے والیہ تحشرون میں وعدہ ہے کہ جسنے تمکو زمین پر پھیلا دیا وہی تمکو حشر میں سمیٹ بھی لیگا اور وہو الذی یحیی و یمیت میں نعمت بھی ہے اور قدرت کاملہ کی دلیل ہے اسی طرح اختلاف اللیل و النہار بھی نعمت اور قدرت کی دلیل ہے انکے حق میں فرماتا ہے افلا تعقلون کہ تم پھر بھی نہیں سمجھتے بلکہ وہی بیہودہ بات کہتے ہو جو پہلے حمقا کہہ چکے ہیں کہ مر کر اور ریزہ ریزہ ہو کر کیونکر پھر زندہ ہونگے؟ یہ صرف ایک جھوٹا وعدہ ہے جو جسے اور جسے پہلوں سے انبیاء کرتے آئے ہیں اور یہ صرف اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ یہ حشر بالاجساد کا مسئلہ ہے جسکو خوب ثابت کر دیا۔

قُلْ لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ

تو پوچھ کسکی ہو زمین اور جو کچھ اسمیں ہو اگر تم جانتے ہو۔ وہ کہینگے اللہ کی ہو۔ کہہ پھر کیوں نہیں سمجھتے۔ پوچھ کون ہو ساتوں آسمانوں کا رب اور کون رب ہو

الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِن كُنتُمْ

عرش عظیم کا۔ وہ کہینگے یہ سب اللہ کے ہیں۔ کہہ پھر کیوں نہیں ڈرتے۔ پوچھ کس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت اور وہی بچا لیتا ہو اور اس سے کوئی بچا نہیں سکتا اگر تم

تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ ۝ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِن وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَٰهٍ

جانتے ہو۔ کہینگے سب کچھ اللہ کا ہی کہہ پھر کہاں سے تم دیوانے بنجاتے ہو۔ بلکہ ہمنے انکے پاس حق پہنچا دیا اور البتہ وہ جھوٹے ہیں۔ خدا نے کوئی بیٹا نہیں بنایا اور اسکی ساتھ اور کوئی معبود نہیں

إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی بنائی ہوئی چیز کو لیجاتا اور ہر ایک (ہر قابض ہوتا) اور ایک دوسرے پر غالب آتا۔ اللہ پاک ہے انکی بیہودہ باتوں سے۔ جاننے والا چھپی اور کھلی چیز کا پس وہ برتر ہے انکے شریک بنانے سے۔

لِلّٰہِ قرأت جمہور میں لام ہے اور یہ لمن الارض کا جواب ہے اور ناصرہ دونوں سوالوں کے جواب میں اللہ واقع ہوا اور للہ بھی۔ بغیر لام میں لفظ کی رعایت ہے اور لام میں معنی کی لان المعنی فی قولہ من رب السموٰت لمن السموٰت۔ ملکوت میں ت مبالغہ کے لئے یعنی ملک اذا جواب ہے شرط محذوف کا تقدیرہ لو کان معہ آلہۃ۔

قل لمن الارض سے ان منکرین حشر کا جواب شروع کرتا ہے کہ انسے پوچھ کہ **تفسیر** زمین اور اسکے رہنے والے کسکے ہیں وہ یہی کہینگے کہ اللہ کے کسلئے کہ اللہ کے قائل تھے تب کہہ کہ پھر کیوں نہیں سمجھتے کہ جسکے قبضہ قدرت میں یہ سب ہیں اور وہ انکا خالق ہو تو کیا وہ مرنے کے بعد زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ پھر فرماتا ہے قل من رب السموٰت یعنی کہ پوچھ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا کون مالک ہے اسکے جواب میں بھی وہ یہی کہینگے کہ اللہ پھر کہہ کیوں نہیں ڈرتے اسکے سوا اور کون ہے کہ جسکو اسکے ساتھ حاجت روا سمجھکر پوجتے ہو کوئی بچا نہیں سکتا اگر تم سمجھتے ہو ان جملوں میں تین بار بھی حشر کی کیونکہ وہ جو ان سب کا مالک ہے وہ مرکر زندہ کرنے پر بھی قادر ہے اور ان میں دوسرا کوئی بھی ہو کہ سب کچھ اسکے بس میں ہے ہی کہ پکارا اور پوجا جائے پھر فرماتا ہے کہ آسمان زمین سے بھی تقسیم کرکے یہ سوال کر کہ ہر ایک چیز پر کسکا قبضہ ہے اور وہ کون ہے کہ جسکو چاہتا ہے پناہ دیسکتا ہے اور اسکے مجرم کو کوئی پناہ نہیں دیسکتا اگر تمکو یہ بات معلوم ہے (یقال اجرت فلانا علی فلان اذا غثتہ منہ ومنعتہ) اسکے جواب میں بھی وہ اللہ ہی کہینگے پھر کہہ کہ تم پر کیسے کیا سحر کر دیا کیسا فہوں پڑ رہا ہے تمکو کہ اس بات کو جانکر بھی اللہ کے سوا اسکی مخلوق کو پوجتے ہو۔ جو وہ دانستہ حق بجانب تو محاورہ میں کہا کرتے ہیں کہ اسپر کیسے جادو کر دیا کیسے انکو منتر پڑھکر دیوانہ بنا دیا یہ طلب دراصل اسپر کیسے سحر کر دیا ہے عرب کے مشرک ہندوؤں کے ساعتیہ رکھتے تھے جس طرح ہندو یہ بھی کھدیتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اسکی برخلاف نہیں کر سکتا مگر بایں ہمہ سیکڑوں معبود بھی بنا رکھے ہیں کہیں دیوی پوجتی ہے کوئی ہنومان کو مانتا ہے کوئی مہادیو کا لنگ پوجتا ہے کوئی وشن کی مورت پر چل چڑھاتا ہے اور پھر ہر مذہب میں ہر ایک قوم کا جدا ہی معبود ہے آگ پانی جو ہر شجر آفتاب ستارے کوئی چیز نہیں چھوڑی کہ جسکو نہ پوجتے ہوں یہی حاجت روا جانکر انکو پکارنا انکی نذر دینا نذر کرنا انکی پرستش ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ان میں بھی ایشر کی مایا ہے یہ بھی بڑی قدرت رکھتے ہیں یہی حال عرب کے مشرکوں کا تھا۔ افسوس ہندوستان کے جاہل مسلمانوں میں بھی ہنود کی صحبت کا اثر اتنا کیا یہ اپنے بزرگوں کے ساتھ یہ معاملہ برتتے ہیں وہ اپنے بزرگوں کے ساتھ۔

پھر فرماتا ہے بل اتینا ہم بالحق الخ اگر کہنے انکو حق دین دیدیا ہر بات سچی کھولدی پر یہ جھوٹے منصوبے باندھتے ہیں۔ مشرکین عرب میں سے بعض فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے عرب میں عیسائی بھی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے تھے انکے رد میں فرماتا ہے ما اتخذ اللہ من ولد الخ کہ اللہ نے کسیکو بیٹا نہیں بنایا اور نہ اسکے ساتھ اور کوئی خدائی میں شریک ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خالق اپنے مخلوق پر قبضہ کرتا اور ایک کا دوسرے سے خلاف ہو کر لامحالہ ایک دوسرے پر غالب ہوتا اللہ پاک ہے انکی ان باتوں سے وہ چھپا اور کھلی ہر بات جانتا ہے اور کیسے بیہودہ باتیں خالق

قُلْ رَّبِّ إِمَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ ۝ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَإِنَّا عَلَىٰ أَن نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقَادِرُونَ ۝

کہہ اے رب اگر تو مجھے دکھائے جو کا نے وعدہ کیا جاتا ہے تو اے رب مجھے ظالم لوگوں میں نہ داخل کرنا۔ اور البتہ بیشک ہم اپنے وعدہ کرتے ہیں تجھے دکھانے پر قادر ہیں۔

ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۚ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ۝ وَقُل رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ ۝ وَأَعُوذُ بِكَ

برائی کے مقابلہ میں نیکی کر ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ کہ وہ بیان کرتے ہیں۔ اور کہہ اے رب میں تجھے پناہ مانگتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے۔ اور اے رب میں تجھے پناہ مانگتا ہوں

رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ ۝ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ۝ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۚ إِنَّهَا

کہ شیطین میرے پاس آویں۔ یہانتک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آئی تو کہنے لگا کہ اے رب مجھ کو پھر بھیج تاکہ میں اچھے کام کروں اس میں جو پیچھے چھوڑ آیا۔ ہرگز نہ ہوگا

كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا ۖ وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ

یہ ایک بات ہے جو کہنے کو کہتا ہے۔ اور انکے آگے ایک پردہ ہے قیامت تک۔ پھر جب صور پھونکا جاویگا تو ہیں وزنہ باہم نسب ہوگا اور نہ پوچھ گچھ ہوگی۔

مایدرون جملہ معمول ہے تبینی کا اما اصل میں ان ما تاکید ان شرطیہ کے لئے آیا ہے فلا تجعلنی اسکا جواب لفظ رب اہتمام شان کے لئے مقدم ہوا علی متعلق ہے نقادرون سے باقی میں ب الصاق کے لئے اور السیئۃ مفعول ہے ادفع کا ارجعون اصل میں رب ارجعنی تھا اور جمع کا لفظ فائدۂ تکریر کے لئے گویا یوں کہا ارجعنی ارجعنی بعض کہتے ہیں ب کی تعظیم کے لئے صیغہ جمع کا لایا۔ اور بعض کہتے ہیں ملائکہ سے کہہ رہا ہے ارجعونی کہ تم مجھے ✤ تفسیر ✤ دنیا میں پھر جانے دو۔ ہمزات جمع ہمزۃ ہو الدفع والتوبیک شدید المراد وسوسہ۔

کفار کی سرکشی پر جو عذاب آنے کے وعدے ہوتے تھے تو منکر ہنسا کرتے تھے اور بیہودہ باتیں بکتے تھے اور سخت کلامی اور ایذا سے پیش آتے تھے اسلئے ان آیات میں اللہ تعالیٰ آنحضرت کو اپنے وعدہ کے وثوق پر یہ حکم دیتا ہے (۱) قل رب اما ان تبینی الخ کہ اگر تو دنیا میں مجھے انکا وہ عذاب دکھائے کہ جسکا انسے وعدہ کیا گیا ہے تو ہمیں عذاب میں مجھے انکے شامل نہ کرنا کیونکہ جب بدکار لوگوں کی شرارت سے دنیا پر قہر الٰہی آتا ہے تو اس عام بلا میں نیک بھی کبھی آجاتے ہیں جیسا کہ قحط اور وبا یا دشمن کا غلبہ۔ پھر فرماتا ہے وانا علی ان کہ ہماری اس بات کو غلط نہ سمجھیں لے نبی اس وعدہ کے پورے ہوئے عذاب کو تجھے دکھا دینے پر قادر ہیں۔ چنانچہ وہ عذاب انکو دکھایا ایسا قحط برسوں کا پڑا کہ جسمیں کتوں اور مردار کے کھانے کی نوبت آئی اور سب چلا اٹھے چنانچہ پھر آنحضرت صلعم کی خدمت میں آکر بگریہ وزاری دعا کے خواستگار ہوئے حضرت کی دعا سے وہ بلا دفع ہوئی۔

حضرت سے وہ لوگ سخت کلامی کیا کرتے تھے اور ایذا میں بھی طرح طرح سے دیتے تھے اسلئے آنحضرت کو بالخصوص اور تمام حضرت کے پیروؤں کو جو ہدایت ارشاد کی گذری پیچھے یہ حکم دیتا ہے (۲) ادفع بالتی ہی احسن السیئۃ کہ تم انکی اس بدکلامی کے عوض بدکلامی کرو انکی ایذا کے مقابلہ میں ایذا نہ دو بلکہ برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرو بدکلامی کے جواب میں نرم بات کہو انکی تکلیفیں اٹھا کر دعا کرو۔ حدیث میں آیا ہے صل من قطعک اعط من منعک۔ کہ جو تجھسے توڑے تو اس سے محبت کا رشتہ جوڑ اور جو تجھے نہ دے تو اسکو دے۔ کفار کی سخت تکلیفیں اٹھا کر بھی آنحضرت یہی دعا کرتے تھے کہ اللھم اہد قومی انہم لا یعلمون الٰہی میری قوم کو ہدایت دے وہ جانتی نہیں۔ کہاں ہیں وہ معترض جو اسلام کی مسامحت پر خونخواری صفائی پر بیرحمی کا الزام لگاتے ہیں اسلام نے وہ رحمدلی عفو حلم صلہ رحمی تعلیم کی ہے کہ ایسی کسی مذہب میں نہیں ملتی جمہور محققین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت آیت سیف سے منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے۔ وہ اور محل پر ہے یہ اور محل پر۔ پھر فرماتا ہے (۳) وقل رب اعوذ بک کہ شیطان وسواس لایا کرتا ہے مبادا وسوسہ شیطانی سے انہان ان مکروہ داروں کے ساتھ تو تو میں میں کرنے پر آمادہ ہو جاوے اسلئے چاہئے کہ اللہ سے پناہ مانگے کہ نہ اسکے وسواس دل میں آویں نہ شیاطین پاس آویں۔ جس طرح کسی پر جن بھوت چڑھ کر اسکی بولی بولنے لگتا ہے اسی طرح شیطان جو بدی کا بھوت اور جن ہے آدمی پر کبھی مسلط ہو کر بڑے خیالات دل میں ڈالدیتا ہے لہذا پناہ مانگنا ضروری بات ہے۔

پھر فرماتا ہے کہ تو شیاطین کے پاس آنیسے پناہ مانگ کیونکہ شیاطین کفار کے پاس موت تک موجود رہتے ہیں پھر جب موت آتی ہے اور عالم کا پردہ اٹھ جاتا ہے

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ

پھر جسکا پلہ بھاری ہوا تو وہی فلاح پانے والے ہیں ۔ اور جسکا پلہ ہلکا ہوا تو یہی ہیں وہ لوگ کہ جنہوں نے اپنے تئیں خسارہ میں ڈالا جہنم میں

خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا

رہا کرینگے ۔ انکے مونہوں پر آگ کی لپٹیں مارینگی اور وہاں انکے منہ بگڑے ہونگے کیا تمکو میری آیتیں نہیں سنائی جایا کرتی تھیں پھر تم انکو جھٹلایا کرتے تھے ۔ کہینگے اے رب ہمارے

غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ

بدبختی ہمپر غالب ہوگئی تھی اور ہم لوگ بہکے رہے ۔ اے رب ہمکو اسمیں سے نکال اگر پھر کریں تو ہم قصوروار ۔ کہیگا پڑے رہو اسمیں اور مجھسے بات نکرو

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى

میرے بندوں میں سے ایک فریق کہا کرتا تھا اے ہمارے رب ہم ایمان لائے پس ہمکو بخشدے اور ہمپر رحم کر اور تو بہت رحم کرنیوالا ہے ۔ پس تم نے انسے مسخرپن کیا یہانتک کہ

اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

انکے پیچھے تم نے میری یاد بھول گئے اور تم انسے ہنسی کیا کرتے رہے آج کے دن میں نے انکے صبر کا بدلہ دیا کہ وہ ہی مراد کو پہنچے گئے ۔

اور ملائکۂ عذاب اور برے اعمال کی سزائیں سامنے دکھائی دیتی ہیں تو کہتا ہے رب ارجعون اے رب مجھے پھر دنیا میں بھیج کہ جاکر اچھے کام کروں اسوقت ہوش غفلت سے بیدار اور مری لذات و شہوات سے ہوشیار ہوگا اور حسرتوں کا ارد گرد ہجوم ہوگا بار بار یہ التجا کریگا وہاں سے جواب ہوگا کلا ہرگز نہیں یہ ایک بے فائدہ بات ہے جسکو وہ عبث منہ سے نکال رہا ہے انکے درمیان موت کا حجاب یا پردہ پڑا ہے قیامت تک دنیا میں نہ جائینگے ۔

یہاں سے تناسخ کا صریح ابطال ہوگیا اور یہی مسلک تمام انبیا کا ہے ۔ پھر قیامت کی کیفیت ظاہر فرماتا ہے فاذا نفخ فی الصور کہ جس روز صور پھونکا جائیگا تو اس روز نہ انسان کو نسب کام آویگا جیسا کہ دنیا میں لحاظ ہوتا ہے کہ یہہ فلاں شخص ہے فلاں کی اولاد یہ فلاں قوم اور قبیلے کا ہوا یہ اونچی ذات کا ہے شریف خاندانی ہے یا کم قوم یا چی ہے نہ نسب پر وہاں تفاخر ہوگا اور نہ کوئی ان باتوں سے پوچھا جائیگا وہاں تو انسان کے اعمال اور ایمان سے کام پڑیگا فمن ثقلت موازینہ الخ پھر جسکی نیکیوں کا پلہ بدی کے پلہ سے بھاری ہوگا وہ مراد پاویگا اور جسکا پلہ ہلکا ہوگا جہنم میں جاویگا پھر آگے جہنم کی کیفیت بیان فرماتا ہے ۔ (موازین میں چند اقوال ہیں (۱) یہہ عدل والانصاف سے متعارہ ہے (۲) اس سے مراد اعمال حسنہ ہیں پھر جسکے اعمال کی قدر و منزلت ہوئی یعنی پسند الٰہی ہوئے وہ کامیاب ہے ورنہ خرابی میں پڑیگا ابن عباس کہتے ہیں موازین جمع موزون اور یہہ اعمال صالحہ کے موزونات ہیں جیسا کہ آیا ہے فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا لے قدرا (۳) یہہ کہ درحقیقت اعمال کے تولنے کے لئے ترازو قائم ہوگی کہ جسکے دو پلے ہونگے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے مگر اس سے بھی مراد دنیا کی ترازو نہیں جسپر اعراض کا تولنا محال خیال کیا جائے بلکہ اعمال تولنے کے مناسب جسکی حقیقت وہی خوب جانتا ہے ۔) کہ انکے مونہوں کو آتش جہنم جھلس دیگی جلا دیگی ۔ اور وہاں انکے منہ بگڑے ہونگے کلوح کے معنی دونوں ہونٹوں کا چھول کر دانتوں سے جدا ہو جانا ایک نیچے لٹک پڑے دوسرا اوپر چڑھ جاوے پھر انکے رونے چلانے پر اللہ کی طرف سے فرشتے کہینگے الم تکن آیاتی تتلی علیکم کہ دنیا میں کیا تمکو اللہ کی آیتیں نہ سنائی جایا کرتی تھیں کہ جنکو تم جھٹلایا کرتے تھے وہ کہینگے ہماری بدبختی ہم پر غالب تھی اور ہم گمراہ تھے اب ہمکو اس آگ سے نکالدے اور دنیا میں بھیج پھر اگر ایسا کریں تو ہم ظالم ہیں والہنے جواب دیگا ہمیں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور بات نکرو خسأ کتے کو ہٹ دھت کرنیکو کہتے ہیں مطلب یہہ کہ کتے کی طرح جھڑکتے رہو یہہ ذلت کا کلمہ ہے ۔ کیونکہ دنیا میں میرے بندوں میں سے ایک فریق یعنی ایمان والے دعا کیا کرتے تھے رب اغفرلنا وارحمنا وانت خیر الراحمین تم انکی ہنسی مسخر کیا کرتے تھے آج اسکا بدلہ تمکو دیا تم یہاں رو دھو دانت پیسو وہ ایمان والے کامیاب ہیں جنت میں ہیں تم پستے ہیں ۔

تناسخ کا ابطال

بیان کامیابی مومنین

قُلْ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ۝ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ ۝ قَالَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ

پوچھیگا تم زمین پر کتنے برس رہے ؟ کہینگے ایک آدھ دن رہے پس شمار کرنیوالوں سے پوچھ لے - کہیگا تم وہاں نہیں رہے مگر بہت کم کاش

أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ

تمہیں معلوم ہوتا پھر کیا تمنے سمجھ لیا کہ تمکو بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تمکو ہمارے پاس پھر کر نہیں آنا ہے - پس اللہ جو بادشاہ برحق ہے برتر ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں

رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۝ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ

عزت کے تخت کا مالک - اور جسنے اللہ کے سوا اور معبود کو پکارا کہ جسکے لئے اسپر کوئی سند نہیں تو اسکا حساب اسکے رب کے پاس ہے بیشک کافروں کو فلاح نہ ہوگی -

ع ۶ ۲۶

وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝

اور کہہ اے رب معاف کر اور رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنیوالا ہے -

ترکیب

قال یقرء علی لفظ الماضی عند اہل الکوفۃ ولفظ الامر عند اہل البصرۃ والشام - کم ظرف بمعنی لبثتم کا لے کم سنۃ لبثتم فی الدنیا وفی قبورکم عدد بدل ہو کم سے اور سنین اس سے عدد سنین تمیز بھی ہو سکتا ہے - عادین بالتشدید من احد دلے شمار کرنیوالے - وبالتخفیف علی معنی العادین لے القدمین کقولک ہذہ بُرّ جاریۃ اے سل من تقدمنا کا جواب محذوف لے ما جمعتم لہذہ المدۃ عبثا مصدر فی موضع الحال ❖ تفسیر ❖ او مفعول لہ والکم معطوف ہے انما پر انہ بالکسر علی الاستیناف -

منکرین قیامت سے بطور توبیخ کے وہاں یہ سوال ہوگا کم لبثتم فی الارض یعنی کہ جو تم کہتے تھے مر کر جینا نہیں اور زندگی ہی تو دنیا ہی کی زندگی ہے اور ہماری زندگی اور اسکے لذات مال جاہ پر تم مٹے ہوئے تھے اور اب یہاں اپنے گمان کے برخلاف مر کر زندہ ہونا اور ابدی عذاب میں مبتلا ہونا بھی دیکھ لیا اب بتلاؤ کہ تم دنیا میں کس قدر ٹھہرے تھے - وہاں کے عذاب ابدی کے مقابلہ میں اہ زیر سو جسے بھی گزری ہوئی عمر بوقت مصیبت بہت ہی کم معلوم ہوا کرتی ہے یوں کہینگے یوما او بعض یوم ایک روز یا اس سے بھی کم دنیا میں رہے تھے فسئل العادین چاہے آپ گنتی کرنیوالوں فرشتوں سے دریافت کر لیجئے فرشتہ کہیگا ایک دن یا بعض دن کہنا تو غلط ہی مگر پھر صحیح ہے کہ تم دنیا میں بہت کم رہے لو انکم کنتم تعلمون بشرطیکہ تم بھی اسکو جانو کہ دار آخرت اور حیات جاودانی کے مقابلہ میں یہاں کی زندگی خواہ سو برس کی کیوں نہ بہت ہی کم ہے فسئل العادین کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ قدیمی لوگوں سے پوچھ دیکھو انہیں سے بھی پوچھ لے جو پہلے زمانوں میں بڑی عمروں کے لوگ گزرے ہیں وہ بھی حیات دنیا کو بہت قلیل سمجھتے ہیں - یہ حیات دنیا کی حقیقت ہے کہ جسکے لئے انسان ایسی تدبیریں کرتا پھرتا ہے -

بعض علما کہتے ہیں کہ لبثتم میں سوال مرنے کے بعد قبر میں رہنے کی مدت سے ہے کہ آخرت کے مقابلہ میں اسکو بھی بہت ہی قلیل تصور کرینگے - یہ بھی ممکن ہے افحسبتم انما خلقناکم عبثا پھر یہ ایک تہدید آمیز کلام شروع فرماتا ہے اور یہیں قیامت قائم ہونے پر دلائل بھی ذکر کرتا ہے کہ اگر قیامت قائم نہو تو نیک و بد کو کامل سزا و جزا نہ ملے پھر نہ نیکی مطلوب ہو اور نہ بدی سے نفرت ہو جس سے لازم آئے کہ انسان عبث پیدا کیا گیا ہو پھر کوئی مطالبہ الٰہی نہیں اسلئے فرماتا ہے کہ کیا تمنے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہمنے تمکو بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم پھر ہمارے پاس نہ آؤگے فتعالی اللہ الخ اللہ ہیں بات سے پاک ہے کہ وہ عبث پیدا کرے مگر اس سے یہ بھی نہ سمجھ لینا کہ وہ ہمارا محتاج ہے کیونکہ الملک الحق وہ بادشاہ بے نیاز ہے اسکی بادشاہی ثابت اور قائم ہے کبھی زائل نہوگی لا الہ الا ہو وہ اکیلا ہے اور وہ بادشاہ عرش یعنی تخت کریم ذی عزت کا مالک ہے - عرش سے مراد بعض کے نزدیک ساتوں آسمان ہیں بعض کے نزدیک حقیقۃً عرش - لا الہ کے بعد یہ فرماتا ہے کہ من یدع جسنے اور معبود کو پکارا بغیر دلیل (اور دلیل تو ہو ہی نہیں) تو اسکا حساب جلد ہی لینگے ابدی عذاب کی سزا دینگے کافروں کو فلاح نہوگی - سورہ کا ابتدا قد افلح المومنون سے اور خاتمہ انہ لا یفلح الکافرون سے کرنا عجب لطف کلام میں پیدا کرتا ہے اسکے بعد آنحضرت کو دعا و ثنا کی تسلیم کرکے کلام کو کس خوبی سے تمام کرتا ہے قل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین -

سورۂ نور مدنیہ ہی اسمیں چونسٹھ آیات اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

یہ سورۃ ہے جسکو ہمنے نازل کیا اور فرض کیا اور اسمیں کھلی کھلی آیتیں نازل کیں تاکہ تم سمجھو۔ عورت زناکار یعنی رانڈ اور مرد زناکار سو ان میں سے ہر ایک کے

مِائَةَ جَلْدَةٍ ۠ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا

سو سو کوڑے مارو اور حکم اللہ کے حکم میں انپر کچھ ترس نہ کرنا چاہیے اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو۔ اور چاہیے کہ انکے عذاب کو

طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۠ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

مسلمانوں کی ایک جماعت دیکھے۔ زناکار مرد بدکار عورت یا مشرکہ عورت کے سوا نکاح نہیں کرتی بجز زناکار یا مشرک مرد کے۔ اور مؤمنوں پر یہ حرام کیا گیا۔

سورۃ مبتدا محذوف کی خبر لہذا مرفوع ہے۔ انزلناہا سورۃ کی صفت فاجلدوا الزانیۃ والزانی کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے مفعول مطلق کی صفت ہو کر وکذا ثمانین۔

تفسیر

ابن مردویہ نے روایت کی ہے ابن عباسؓ و ابن زبیرؓ سے کہ یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی ہے۔ اور اسی پر جمہور کا اتفاق ہے۔ اسمیں معاشرت کے متعلق بہت سے احکام مفیدہ ہیں جسکی طرف مسلمانوں کی جماعت کو ضرورت پڑی منجملہ انکے سب سے پہلا حکم زنا کی بابت ہے۔ اسلیئے تمہید کے طور پر سرسورۃ میں یہ بات ظاہر فرما دی کہ یہ ایک ایسی سورۃ ہے کہ جسکو ہمنے نازل کیا ہے اور ہمنے ہی اسکو یعنی اسکے احکام کو مقرر کیا فرضناہا اے اوجبنا ما فیہا من الاحکام (معالم) اور اسمیں ہمنے آیات بینات (احکام واضحہ) تمہارے فائدہ کے لئے نازل فرمائے ہیں۔ یعنی یہ آسمانی حکام ہیں انکی تعمیل میں تمکو چون وچرا کرنا نہ چاہیئے انکی خوبیاں وہی خوب جانتا ہے۔

زنا کی تعریف بعض علماء نے یہ کی ہے کہ پیشاب گاہ کو اس مقام مخصوص میں داخل کرنا (فرج مین) جو طبعاً مرغوب اور قطعاً حرام ہو۔ غالباً یہ تعریف عرف عام کے دستوروں کی اور شرعی قیود کو ملحوظ رکھکر کی ہے۔ پیشاب گاہ داخل کرنیکی قید سے یہ بات پیدا ہوئی کہ اگر کوئی کسیکے فرج میں انگلی یا لکڑی داخل کریگا تو زنا کا اطلاق نہوگا اسکے حکام جاری ہونگے یہ اور بات ہے کہ یہ فعل بھی حرام وممنوع ہے اور اسکے لئے تعزیر ہے۔ اسیطرح ایسے مقام مخصوص میں داخل کرنیکی قید سے جو طبعاً مرغوب ہو بعض کے نزدیک دبر یعنی پاخانہ کی جگہ میں داخل کرنے سے خواہ مرد کے خواہ عورت کے زنا کا اطلاق نہوگا نہ ہی احکام زنا جاری ہونگے لہذا یہ فعل بھی حرام ہے اور اسکی سزا تعزیر ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے کیونکہ یہ مقام طبعاً مرغوب نہیں طبائع سلیمہ کا ذکر ہے نہ خبیثہ کا۔ گر امام شافعیؒ اسکو بھی زنا کہتے ہیں کیونکہ لذت اور قضاء شہوت دونوں جگہ برابر ہے۔ اور اسیطرح چارپایوں سے کرنیکو بھی زنا کہینگے گو اس حرام فعل پر اسکو سزا دیجائیگی اور اسیطرح حرام قطعی کے قید سے یہ بات پیدا ہوئی کہ جو فرج اسکے لئے حلال ہو جیسا کہ اسکی بیوی اور شرعی لونڈی اسکے ساتھ کرنے سے زنا کا اطلاق نہوگا گو حالت حیض ونفاس ہی کیوں نہو یہ اور بات ہے کہ حالت حیض ونفاس میں بیوی کے ساتھ بھی یہ فعل کرنا شرعاً حرام ہے۔ اور اسیطرح جہاں حرام قطعی نہیں بلکہ شبہ اور خلاف کی صورت ہو جیسا کہ وطی بالشبہہ یا نکاح فاسد وغیرہ۔ اسیطرح عورت کا عورت سے رگڑنا یا ہاتھ سے مرد کا منی نکالنا بھی زنا نہیں گو شرعاً ممنوع اور بدکام ہے۔ یہ بہت سے مسائل ہیں کہ جنکی تفصیل اور ادلہ بڑی کتابوں میں ہیں۔

زنا کی برائی تمام عقلاء کے نزدیک ثابت ہے اور اکثر اہل ادیان اسکو برا جانتے ہیں ہماری شریعت میں بھی کثرت سے برائیاں آئی ہیں ایک جگہ قرآن مجید میں آیا ہے لاتقربوا الزنا کہ زنا کے پاس بھی نہ جاؤ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے بری نگاہ سے دیکھنا بھی زنا ہے یعنی ویسا ہی گناہ ہے اسیطرح ہاتھ سے چھونا اور شہوت انگیز باتیں کرنا بھی زنا کا مقدمہ ہیں

اسکا قصد کرنا بھی گناہ ہے۔ اس فعل بد کی شامت سے دنیا میں بھی انسان پر سیکڑوں بلائیں نازل ہوتی ہیں دشمن کا غلبہ رزق کی تنگی عزت وہیبت کی بربادی عمر میں بے برکتی ناگہ دولت کی بربادی وبا اور سیکڑوں بیماریوں کا آنا۔ اور روح پر بھی ایک ایسی تاریکی پیدا ہوتی ہے جو مرنے کے بعد اندھیری اور عذاب آتش بکر سامنے آئیگی۔ خدا تعالیٰ کی نظر میں بھی یہ شخص معتوب ہو جاتا ہے روحانی اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں دعائیں اثر نہیں عتاد غیر ذالک توبہ توبہ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں زنا کی سزا جان سے مارڈالنا تھا جیسا کہ توریت کتاب تثنیہ کے بیسویں باب کا دسواں جملہ ہے جو وہ جو دوسرے کی جورو کے ساتھ یا اپنے پڑوسی کی جورو کے ساتھ زنا کرے وہ دونوں قتل کئے جاویں اور ۱۹- باب کے ۲۰- ورس میں غیر کی لونڈی اور غیر کی منگیتہ کے ساتھ زنا کرنیکی سزا میں صرف کوڑے مارنیکا حکم ہے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے پاس ایک زنا کا عورت کو حد مارنیکے لئے لائے تھے آپ نے حد نہ ماری نہ حد مارنیکا حکم دیا جیسا کہ انجیل میں موجود ہے اسلئے عیسوی شریعت میں زنا پر کوئی حد قائم نہیں ہوئی اور شاید اسی خیال سے انگریزی قانون میں نا صرف شوہر دار عورت کے ساتھ مباشرت کرنیکا نام ٹھہرایا گیا جس پر کچھ خفیف سی سزا رکھی ہے اور نئی تعلیم کے لوگ خواہش نفسانی کے لحاظ سے ایسا ہی پسند کرتے ہیں۔ مگر قرآن مجید نے ان افراط وتفریط کو دور کر کے یہ مناسب حکم دیا الزانیۃ والزانی الخ کہ زنا کار کو سو کوڑے مارو اور اس حکم میں فرد گذاشت نکرو اور یہ سزا جماعت کے سامنے دو۔ اول اسلام میں زنا کی سزا بیاہی کے لئے گھر میں قید کر کے رکھنا تھا موت تک اور کواری کے لئے زبان سے لعنت ملامت کرنا جیسا کہ آیا ہے والاتی یاتین الفاحشۃ من نسائکم فاستشہدوا علیہن اربعۃ منکم فان شہدوا فامسکوہن فی البیوت حتی یتوفاہن الموت ویجعل اللہ لہن سبیلا والذان یاتیانہا منکم فاذوہما فان تابا واصلحا فاعرضوا عنہما۔ اور سیدھر لونڈی غلام جو اس امر قبیح کے مرتکب ہوتے تھے تو انکو جوتے تھپڑ مار کر چھوڑ دیتے تھے پھر یہ حکم بدل گیا بیاہی کی سزا رجم یعنی سنگسار کرنا اور کواری کی سزا سو کوڑے یا ذرے مقرر ہوئے امام شافعیؒ اسکے ساتھ برس تک جلاوطنی کا بھی حکم حدیث سے ثابت کر کے دیتے ہیں امام ابوحنیفہؒ حدیث کو منسوخ العمل قرار دیکر یہ بات امام کی رائے کے سپرد کرتے ہیں کہ چاہے تعزیراً ایسا کرے۔

گو یہ الزانیۃ والزانی کا لفظ عام ہے لہذا خواہ جو ہی عورت کو محفوظ رکھکر محصن کے لئے بھی سو درے کی سزا قرار دیتے ہیں جو ہم نہیں کہتے مگر اسمیں بھی کوئی شبہ نہیں کہ لونڈی کی سزا زنا پچاس درے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فان اتین بفاحشۃ فعلیہن نصف ما علی المحصنات من العذاب اور غلام کا بھی یہی حکم ہے پھر قیاس کے قائم ہوا پس اس عموم کی تخصیص ہو گئی اور عموم مخصوص البعض کی تخصیص خبر احاد سے درست ہے جو جائیکہ مخصص خبر متواتر ہو پس جمہور اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ جو مرد یا عورت محصن ہو (یعنی جس عاقل بالغ مسلم نے نکاح صحیح کر کے ایکبار بھی مباشرت کا حصہ حاصل کر لیا ہو جسکو عرف عام میں بیاہا ہوا کہتے ہیں) اسکو سنگسار کرنا چاہیئے یہ سزا بسند صحیح آنحضرت صلعم سے ثابت ہے اور اسپر اجماع صحابہؓ منعقد ہو چکا ہے۔ اسلئے ہم حکم کے موکد کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا (۱) ولا تاخذکم بہما رافۃ الخ کہ تمکو یہاں ترس نہ کھانا چاہیئے اگر تمکو اللہ اور قیامت پر ایمان ہے (۲) یہ سزا مسلمانوں کی ایک جماعت کے سامنے ہونی چاہیئے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور یہ خراب بات جہان سے کم ہو۔

الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ الخ یہ تیسری تحریم زنا کی ہے۔ اگر ان الفاظ کو خبر تسلیم کیا جائے کما ہو الظاہر تو یہ ایک عام اور غالب دستور کا ذکر ہے کہ بدکار بدکار یا مشرکہ عورت سے نکاح کرتا ہے اور صالح بیبی عورتوں کو ایسے مردوں سے رغبت ہوتی ہے اور وہی ہم نکاح یا ملی کرتے ہیں اور ایمان اروں کے لئے یہ رغبت بحیثیت مذکورہ حرام ہے یا ہمکو بالخصوص انکے حق میں کہا جائے کہ جنکے حق میں نازل ہوا چنانچہ نسائی نے روایت کیا ہے کہ ایک عورت جسکا نام ام مہزول تھا بدکار تھی ایک صحابی نے اس سے نکاح کرنا چاہا اور آنحضرت صلعم سے پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی اسلئے امام شافعیؒ کے نزدیک زنا کار عورت سے نکاح درست نہیں نہ پارسا عورت کا بدکار سے نکاح درست ہو سکتا ہے۔ مگر صحیح توجیہ وہی ہے جو پہلے بیان ہوئی کہ زنا کاروں کی بھی ہی بدکار عورتوں سے نکاح کی رغبت ہوتی ہے ورنہ بقصد تعفف زنا کار عورت سے نکاح کر لینا شرعاً جائز ہے اور لیا بعہد صحابہؓ میں ہوا ہے کہ جسنے کسی عورت سے زنا کیا بعد میں اسکی ساتھ نکاح ہوا اور اس نکاح کو جائز سمجھا گیا ہاں یہ اور بات ہے کہ فاحشہ عورتوں سے نکاح کرنا اچھا نہیں۔ واللہ اعلم۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ

وہ جو پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ نہیں لاتے تو اُنکو اسّی کوڑے مارو اور اُنکی کبھی گواہی قبول نہ کرو

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ

اور یہی لوگ بدکار ہیں۔ مگر وہ جو اسکے بعد توبہ کرلے اور درست ہوجائے تو بیشک اللہ غفور رحیم ہے۔ اور وہ جو اپنی بیبیوں کو تہمت لگاتے ہیں اور اُنکے سوا اور کوئی

شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ

گواہ نہیں ہوتا بجز اُنکے تو اُنکی یہ گواہی ہوگی کہ چار دفعہ اللہ کو گواہ کرکے یہ کہے کہ میں سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ اللہ کی لعنت ہو

اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ

اگر میں جھوٹا ہوں۔ اور عورت کی سزا کو یہ بات دور کردیگی کہ وہ چار بار اللہ کو گواہ کرکے یہ کہے کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ اور پانچویں بار کہے

اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝

بیشک مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو اگر وہ سچا ہو۔ اور اگر اللہ کا فضل اور اُسکی رحمت تم پر نہوتی اور یہ کہ اللہ توبہ قبول کرنیوالا حکمت والا ہے (تو کیا کچھ نہ ہوجاتا)

ترکیب

والذین یرمون مبتدا فاجلدوہم بالتاویل اسکی خبر واولئک الخ جملہ مستانفہ۔ الاالذین ایک جماعت کے نزدیک پہلے جملوں سے مستثنا ہے اور ایک جماعت کے نزدیک صرف الفاسقون سے اور موضع ہے کا نصب ہے علی الاصل۔ الا انفسہم نعت شہدا کی ہے یا ہم سے بدل۔ فشہادۃ احدہم مصدر مضاف فاعل کیطرف مبتدا و بخبر فالواجب شہادۃ احدہم اربع منصوب ہے مصدر ہونیکی وجہ سے لے ان یشہد احدہم اربع الخ باللہ ❖ تفسیر ❖ بعضوں کے نزدیک شہادات سے اور کوفیوں کے نزدیک شہادۃ سے متعلق ہے۔

یہ تیسرا حکم تہمت زنا کی بابت ہے جبکہ زنا کی قباحت اور اسکی سزا مقرر ہوئی تو کسیکو اسکی ساتھ متہم کرنیکی بھی ممانعت اور اسکی سزا مقرر ہونی چاہئے تھی الذین یرمون المحصنت کی پھینکنا یعنے تہمت زنا سے کیونکہ تہمت لگانیوالا گویا پتھر پھینک مارتا ہے اور اسکو قذف کہتے ہیں سو اس آیت کا صاف حکم یہ ہے کہ جو کوئی کسی پارسا عورت پر زنا کی تہمت لگائے اور پھر اپنے ثبوت میں چار گواہ نہ پیش کرسکے تو اُنکی حد یہ ہے کہ اسّی درّے مارے جائیں اور کبھی اُنکی گواہی قبول نہ کرے وہ فاسق ہے مگر جب توبہ کرے اور نیک ہوجائے تو غیر یہ کہ اللہ غفور رحیم ہے۔

یہاں چند باتیں قابل غور ہیں (۱) محصنات سے کیا مراد ہے؟ احصان پاکدامنی کو کہتے ہیں خواہ یہ عورت بیاہی ہو خواہ کواری اگر پاکدامن ہے محصنہ ہے اسیطرح آیت کا عموم چاہتا ہے خواہ کافرہ ہو خواہ مسلمہ خواہ آزاد ہو خواہ لونڈی غریب ہو یا شریف القوم ہو یا اسکے برعکس۔ مگر فقہائے احادیث یا دیگر مقامات میں غور و فکر کرکے احصان میں چند شرطیں لگائی ہیں اسلام عقل بلوغ حریت عفت اسلئے وہ کہتے ہیں کافرہ عورت کو تہمت لگانے سے یہ سزا نہ ہوگی بلکہ تعزیر گرامام زہری و سعید بن المسیب و ابن ابی لیلی کافرہ کو بھی شامل کرتے ہیں اسپر تہمت لگانیوالے کو بھی یہی سزا دینا فرماتے ہیں۔ اور اسیطرح دیوانی یا نابالغ یا لونڈی یا زنا کار عورت کو (خواہ بالفعل وہ زنا سے تائب ہوگئی ہو) تہمت لگانے پر صرف تعزیر کا حکم دیتے ہیں نہ یہ حد۔ گرچہ آیت میں پارسا عورتوں پر تہمت لگانے میں سزا مذکور ہے مگر تمام ائمۂ محمدیہ اس بات پر متفق ہے کہ یہی سزا پارسا مرد پر تہمت لگانے میں ہے۔ (۲) والذین یرمون سے کون مراد ہیں؟ آیت کا عموم چاہتا ہے کہ کوئی کیوں نہ ہو خواہ عورت ہو خواہ مرد ہو مسلمان ہو خواہ کافر ہو غلام ہو خواہ آزاد ہو جو تہمت لگائے اسکو یہی سزا دی جائے۔ مگر یہاں بھی علما نے لڑکے یا دیوانے کو بحکم حدیث رفع القلم عن ثلاث الخ مستثنیٰ کیا ہے کہ نہ ہرگز قائم ہوگی ہاں اگر حاکم مناسب جانے تو کچھ گوشمالی کردے۔ (۳) جنہوں نے جرم تہمت قائم ہو پھر کیا سب کو یہی سزا

ہوتی چاہیئے ؟ آیت کا عموم یہی چاہتا ہے مگر امام شافعیؒ و ابو حنیفہؒ و مالکؒ و ابو یوسفؒ و محمدؒ و زفرؒ وغیرہم غلام یا لونڈی پر نصف سزا یعنی چالیس درے مارنے کا حکم دیتے ہیں اس آیت سے فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ فعلیہن نصف ما علی المحصنات من العذاب کیونکہ اس آیت میں لونڈیوں کی سزا رزنا نصف قرار دی ہے جسمیں غلام بھی شامل ہیں پھر جب زنا کی نصف سزا ہے تو تہمت کی بھی نصف ہونی چاہیئے۔ امام جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور انکے بعد سب کو اپنے غلام لونڈیوں کو اس جرم میں بھی سزا دیتے دیکھا ہے۔ امام اوزاعی پوری سزا کا حکم لگاتے ہیں اور عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی یہی منقول ہے اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے پوری سزا دی تھی۔ مسئلہ اختلافیہ ہے۔

(۴) الا الذین تابوا الخ کس سے استثنا ہے ؟ شعبی کہتے ہیں یہ استثنا سب پہلے جملوں کی طرف رجوع کرتا ہے فاجلدوہم اور لا تقبلوا لہم شہادۃ واولئک الخ یعنی توبہ کرنے کے بعد نہ اسکو اسّی درے مارو نہ اسکی گواہی رد کرو نہ وہ فاسق ہے۔ ابن عباسؓ و عمرؓ و سعید بن جبیر و مجاہد و عطاء و امام مالکؒ و شافعیؒ کہتے ہیں صرف پچھلے دونوں جملوں سے استثنا ہے یعنی توبہ کرنے کے بعد اسکی گواہی قبول ہے اور وہ فاسق نہیں توبہ کرنے کے بعد اسکی شہادت قبول ہوگی خواہ اسپر حد قائم ہوئی ہو یا نہ ہو نخعی و شریحؒ و امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں صرف اولئک ہم الفاسقون سے استثنا ہے یعنی توبہ کرنے کے بعد وہ فاسق نہیں رہتا ہاں اسپر حد بھی قائم ہوگی اور ابداً اسکی گواہی بھی مقبول نہ ہوگی جس طرح کہ چوری یا دیگر جرائم میں توبہ کرنے سے عند اللہ اسکا فسق دفع ہو جاتا ہے سزا دنیا نہیں اٹھتی اور گواہی قبول کرنا بھی سزا دنیا ہے اور یہی بات قرین قیاس بھی ہے۔ باقی ہر ایک کے دلائل انکی کتابوں میں مذکور ہیں جسکو شوق ہو وہاں دیکھ لے واللہ اعلم۔

ف زنا کے ثبوت میں چار گواہوں کا ہونا محض بنظر پردہ پوشی شرط کیا گیا ورنہ دو گواہوں سے فسق ثابت ہو جاتا ہے اور ایسا ہی ہونا عین حکمت ہے۔

والذین یرمون ازواجہم الخ یہ چوتھا حکم اپنی بیوی کی بابت تہمت لگانے کا ہے۔ کہ جو کوئی اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے اور اسکو چار گواہ نہ ملیں (اگرچہ قیاس یہی چاہتا تھا کہ ایسی صورت میں بھی اسّی درے مارنے چاہئیں مگر عادتاً غیر عورت پر تہمت لگانا عداوت یا رسوائی کے لئے ایک معمولی بات ہے لیکن اپنی بیوی پر تہمت لگانے میں اسکی بھی بیغرتی ہے اسلئے بغیر سبب قوی اور اپنے معاینہ کی کوئی سلیم الفطرۃ اپنی بیوی پر ایسا الزام نہیں لگا سکتا اور ایسے موقعوں پر چار گواہوں کا ہم پہنچنا بڑی مشکل بات ہے اسلئے اس بارہ میں دونوں کی رعایت رکھکر یہ حکم جداگانہ دیا گیا) تو خاوند چار بار اللہ کی قسم کھا کر حاکم کے روبرو یہ کہے کہ میں سچا ہوں یہ چار قسمیں بمنزلہ چار گواہوں کے ہیں اور پانچویں بار یہ کہے اگر میں جھوٹھ بولوں تو مجھپر اللہ کی لعنت ہو۔ پس اس قسم کے بعد مرد پر بالزام تہمت اسّی درے نہ مارے جاوینگے اب رہی بیوی اگر اُسنے زنا کا اقرار کر لیا تو وہ سنگسار کیجاویگی اور اگر وہ اس حد سے بری ہونا چاہے تو اسکو بھی چار بار اللہ کا نام لیکر یہ قسم کھانی پڑیگی کہ باللہ یا بخدا یا اللہ کی قسم وہ یعنی شوہر جھوٹھا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھپر اللہ کا غضب نازل ہو جو وہ سچا ہو۔

اسکو شرع میں لعان کہتے ہیں۔ لعان کے بعد دونوں میں نکاح باقی نہ رہیگا اور پھر کبھی اس مرد کو اس عورت سے نکاح درست نہ ہوگا اور جو اس حمل سے بچہ پیدا ہوگا وہ اس مرد کا نہ کہلائیگا۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ طلاق بائنہ تصور ہوگا اور امام شافعیؒ اسکو فسخ نکاح کہتے ہیں۔ مالکؒ و شافعیؒ وغیرہما کہتے ہیں اس لعان میں محرم عبد مسلمان ذمی سب شریک ہیں نہ ہری اوزاعی ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ خاص مسلمان حر غیر محدود میں جاری ہو سکتا ہے یعنی جو اہل الشہادۃ ہو اور عورت کے قذف پر حد قائم ہو سکتی ہو۔ بخاری و مسلم نے سہل بن سعد سے روایت کیا ہے کہ عویمر نے عاصم بن عدی سے کہا تھا کہ تو نبی صلعم سے پوچھ کہ اگر کوئی اپنی بیوی کے پاس کسیکو پائے تو کیا کرے مار ڈالے عاصم نے حضرت سے پوچھا آپنے یہ سوال مکروہ جانا جب عویمر نے کہا خیر میں خود جا کر حضرت سے پوچھ لونگا تب آپنے فرمایا کہ تمہارے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں ائمہ کا اسمیں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں عویمر کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی بعض کہتے ہیں ہلال بن اُمیہ کے حق میں بعض کہتے ہیں دونوں ہلال کا معاملہ پیش آیا پھر جبکہ عویمر کا بھی دونوں میں شریک ہونا

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُو بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَ

وہ جو یہ طوفان بنا لائے تمہارے ہی میں کا ایک گروہ ہے۔ اسکو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ انمیں سے ہر ایک کو بقدر عمل گناہ ہے اور

الَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا

جسنے انمیں سے اسکا بڑا بوجھ اٹھایا اسکے لئے تو بڑا عذاب ہے۔ جب تمنے اسکو سنا تھا تو کیوں نہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں نے اپنے حق میں گمان نیک کیا اور کہدیتے کہ یہ

إِفْكٌ مُّبِينٌ ۝ لَّوْلَا جَاءُو عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝ وَلَوْلَا

صریح بہتان ہے۔ وہ کس لئے اس پر چار گواہ نہ لائے پھر جب گواہ نہ لائے تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔ اور اگر

فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ

اللہ کا تم پر فضل اور اسکی دنیا اور آخرت میں تم پر رحمت نہوتی تو تم پر اس معاملہ میں جسکا تم چرچہ کرتے ہو کوئی بڑی مار پڑتی۔ جبکہ تم اسکو اپنی زبانوں سے نکالنے لگے اور کہنے لگے

عصبۃ منکم خبران وشکم اسکی نصب کبر بالکسر معظمہ وبالضم ✤ تفسیر ✤ من قولہم الولد الکبر لہ اکبر ولد الرجل۔ اذ تلقونہ کا حل سکم۔

بہتان کے متعلق ایک واقعہ کا ذکر کیا جاتا ہے جو ایک عبرت کا واقعہ ہے۔ تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ افک یعنی بہتان کہ جسکا ان آیت میں ذکر ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ ام المومنین پر باندھا گیا تھا جسکی تفصیل میں امام بخاری و مسلم وغیرہما محدثین نے یوں روایت کی ہے۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلعم جب باہر جاتے تو جس بیوی کا نام قرعہ میں نکلتا تھا اسکو ساتھ لیجاتے تھے چنانچہ ایکبار ایک جہاد میں چلے اور میرا قرعہ میں نام نکلا تو مجھے ساتھ لے گئے آیت حجاب نازل ہو چکی تھی اونٹ پر ہودہ میں پردہ میں میں چلتی تھی جب اس سفر سے واپس آئے شب کو مدینہ کے قریب قیام ہوا رات سے کوچ پکارا گیا میں اس عرصہ میں قضاء حاجت کو گئی لوٹ کر آئی تو گلے کا گلوبند نہ پایا اسکو ڈھونڈنے لگی اتنے میں لوگوں نے میرا ہودہ سہو سے اونٹ پر کسدیا اور یہ خیال کیا کیونکہ اس زمانہ میں تکلد سنی کی وجہ سے کھانا کم میسر آتا تھا عورتیں ہلکی پھلکی تھیں وہ سمجھے کہ میں ہودہ میں ہوں قافلہ چلدیا میں لوٹ کر آئی تو کسیکو نہ پایا یہ سمجھکر کہ آخر میری تلاش کرتے ہوئے لوگ یہیں آئینگے اسی جگہ بیٹھ گئی اسمیں نیند آگئی صفوان بن معطل لشکر کے بعد اسلئے بھیجے گئے تھے کہ پیچھے سے گری پڑی چیز یا بھولے بھٹکے آدمی کا خیال رکھے جب وہ میرے قریب آیا اور صبح ہو گئی تھی اسنے مجھے پہچانکر انا للہ کہا اسکی آواز سے میں بیدار ہو گئی اسنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر مجھے اپنے اونٹ پر چڑھا لیا اور نہ بتایا اس سے بات کی نہ اسنے مجھسے وہ پہر کے قریب تک مجھے فرودگاہ لشکر میں لے آیا عبداللہ بن ابی منافق نے جو بظاہر مسلمان تھا یہ طوفان اٹھایا اور مجھ پر تہمت لگائی اور حسان بن ثابت اور مسطح و حمنہ بنت جحش اسکی ماں میں بات ملانیوالے اور اس بات کو مشہور کرنیوالے ہو گئے جب یہ خبر مسطح کی والدہ کے ذریعہ سے مجھے پہنچی تو میری آنکھوں سے آنسو تھمتے نہ تھے مہینے بھر تک یہی حال رہا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس التفات سابق سے بیش نہ آتے تھے آخر کار میری برأت میں یہ آیات نازل ہوئیں اور مجھے اپنے اللہ پر بھروسا تھا کہ وہ ضرور میرے معاملہ میں کچھ نازل فرما کر مجھے سچا کریگا۔

ضحاک کہتے ہیں اسکا بڑا حسان و مسطح نے اٹھایا تھا اسلئے انہوں پر حد ماری گئی یعنی حصہ پر۔ جمہور کے نزدیک بڑا اٹھانیوالا عبداللہ بن ابی منافق تھا جسکے لئے عذاب عظیم جہنم میں ہوا اور حسان کا یکبار حضرت عائشہؓ تک روبرو ذکر آیا فرمایا جنتی ہو کیسے کہا اسنے بڑا اٹھایا تھا فرمایا اسنے آنحضرت کی مدح میں بھی کہا ہے

ف فان ابی ووالدتی وعرضی ✤ لعرض محمد منکم وقاء ✤ دنیا میں سزا پائی کہ اندھا ہو گیا۔

فرمایا ہے بہتان کو اپنے حق میں بہتر سمجھو کسلئے کہ اسکے سبب سے قرآن مجید میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی برأت اور پاکدامنی قیامت تک کو ثابت ہو گئی آئندہ لوگو نکو بزرگوں کی بیبیوں کی نسبت ایسی باتیں کرنے سے عبرت ہو گئی۔ بعض لوگ اس واقعہ کو سنکر خاموشی کر لیتے تھے بعض ہاں میں ہاں ملاتے تھے بعض صریح رد کر دیتے تھے انمیں صریح رد کرنیوالوں کی

بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ

لیے منہوں سے وہ بات کہ جسکا تمکو علم نہیں اور تمکو تنے ہلکی بات سمجھ لیا حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔ اور جب تمنے اسکو سنا تھا تو کیوں نہ کہدیا کہ ہمیں لائق نہیں کہ اسکو منہ سے

بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

نکالیں۔ سبحان اللہ یہ تو بڑا بہتان ہے۔ اللہ تمکو نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا نہ کرنا اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اور تمہارے لئے اللہ آیتیں

الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَ

بیان کرتا ہے اور اللہ خبر دار حکمت والا ہے۔ وہ جو یہ چاہتے ہیں کہ بدکاری کا چرچہ ایمان والوں میں پھیلے تو انکو دنیا اور آخرت میں عذاب

الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ ع

الیم ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر تمپر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہوتی اور یہ کہ اللہ درگزر کرنے والا مہربان ہے۔

لولا بمعنی ہلا اذ حین ایکون لنا بمعنی ینبغی لنا سبحانک ❖ **ترکیب** ❖ ہہنا للتعجب ان تعود واسلے کراہۃ ان تعودوا فہو مفعول لہ۔ اور ممکن ہے کہ مفعول بہ ہو یعظکم کا بمعنی ینہکم۔ لہم عذاب الیم خبر ان الذین ان تشیع مفعول یحبون فی الدنیا عذاب الیم سے متعلق ہے۔ ورحمتہ معطوف ہے فضل اللہ پر پھر وان اللہ ❖ **تفسیر** ❖ اس پر معطوف جواب لولا محذوف لے لعاجلکم بالعقوبۃ۔

مع اور باقی سکوت کرنیوالوں پر اور اس بات کو مشہور کرنے والوں پر ناراضی ظاہر فرمائی۔ منجملہ ناراضیوں کے ایک یہ جملہ بطور زجر کے ہے وتقولون انکم کہ جس بات کا تمکو علم نہیں اسکو ہلکا جانکر منہوں سے نکالنے لگے یہانتک کہ کوئی گھر اور کوئی مجلس نہ تھی کہ جہاں یہ چرچا نہ پھیلا ہو فرماتا ہے پھر بڑی بھاری بات ہے ولولا اذ سمعتموہ بلکہ تمہیں یہ مناسب تھا کہ جب اسکو سنا تھا میں کہدیتے کہ ہمکو یہ بات منہ پر بھی لانی زیبا نہیں سبحانک یہ بہتان عظیم ہے۔

سبحانک عرب میں تعجب اور استہزاء کے موقع پر بولا جاتا ہے جسطرح ہمارے محاورہ میں معاذ اللہ وغیرہ کلمات۔ بہتان عظیم کہنا سنتے ہی اسلئے ضرور تھا کہ یہ قصہ پیغمبر علیہ السلام سے تعلق رکھتا تھا عقل سے بھی آدمی کو کام لینا چاہئے باخدا اور اسکے برگزیدہ لوگوں کی شان میں اور نیز انکی عفت ازواج کے حق میں جو کوئی احمق کچھ بکے تو یہ نہیں کہ سنتے ہی پہر ایمان لے آئے اور جا بجا ذکر کرتا پھرے جیسا کہ بعض سادہ لوحوں کی عادت ہوتی ہے۔ اوّل تو ایسے لوگوں پر نیک گمان رکھنا لازم ہے۔ دوّم اس بات کے جھوٹے ہونیکی صورت میں بزرگوں کو ایذا پہنچنے پر خدا تعالیٰ کی کس قدر ناراضی ہوگی؟ سوّم اگر سچ بھی ہو تو کسی کی پردہ دری کرنے سے پردہ پوشی کرنی بہرحال بہتر ہے چہارم ایسی باتوں کے پھیلانے سے بجز اسکے کہ ایمانداروں میں فحش کا پھیلانا ہے اور کوئی نتیجہ نہیں اسلئے فرماتا ہے یعظکم اللہ کہ اللہ تمکو نصیحت کرتا ہے آئندہ پھر کبھی ایسا نکرنا اور اللہ تمہارے لئے آیتیں کھول کر بیان فرماتا ہے ادب اور اخلاق حمیدہ اور تہذیب سکھاتا ہے وہ علیم ہے ایسی باتوں میں جو کچھ خرابیاں پیش آتی ہیں ہاں نفاق و بخش وغیرہ وہی خوب جانتا ہے اور وہ حکیم ہے انہیں حکمتوں کو ملحوظ رکھکر تمکو ایسی نکوہیدہ باتوں سے منع کرتا ہے۔

مگر بعض بیہودہ لوگوں کی جبلت ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ ایسی گندہ اور ناپاک باتیں مشہور کیا کرتے ہیں ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ انکے دلوں میں یہی ولولہ ہوا کرتا ہے کہ فلاں نے یوں کیا اور فلاں کی جورو نے ایسا کیا اور وہ ایسی اور ایسی سو لہم عذاب الیم اپنے دنیا میں بھی خدا کی طرف سے عذاب دردناک نازل ہوتا ہے حد قذف جاری ہوتی ہے مردود الشہادۃ اور لوگوں کی نظروں میں خفیف غیر قابل الاعتبار ہو جاتے ہیں اور نیز طرح طرح کی مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی عذاب الٰہی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ فرماتا ہے صرف اسکا فضل اور رحمت تھی جسکے سبب دنیا میں ان لوگوں پر سخت قہر الٰہی نہیں اترا ورنہ بات تو بڑی تھی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ

اے ایمان والو شیطان کے قدموں پر نہ چلو اور جو کوئی شیطان کے قدم بقدم چلتا ہے تو یہ سکھتا ہے بیحیائی اور بری باتیں بتاویگا۔ اور اگر اللہ کا

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ

فضل اور اسکی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی ستھرا نہ ہوتا لیکن اللہ جسکو چاہتا ہے ستھرا کرتا ہے۔ اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اور تم میں سے بزرگی اور کشائش والوں کو یہ بات قسم کھانا

اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۡ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

چاہیئے کہ قرابت داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں کو نہ دینگے۔ انکو معاف کرنا اور درگزر کرنا چاہیئے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے۔ اور اللہ معاف کرنیوالا مہربان ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَ

وہ جو پاکدامن بے خبر ایمان والی عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں انپر پھٹکارا ہوا دنیا اور آخرت میں اور انکے لئے بڑا عذاب ہے۔ جسدن کہ انپر انکی زبانیں اور انکے ہاتھ پاؤں

اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ يَوْمَىِٕذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ

گواہی دینگے اس دن کیطرح انکے کرتوت تھے۔ اس روز اللہ انکو انصاف سے انکے کئے کا بدلہ دیگا اور جانینگے کہ اللہ ہی برحق ظاہر ہے۔ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے اور ناپاک مرد

لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

ناپاک عورتوں کے لئے اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے یہ پاک ہیں ان باتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔ انکے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

ع ۲

ولا یأتل ہو یفتعل من آلیت اے حلفت ان یؤتوا اے لایئتو اجملہ بیان حلف یوم عامل ظرف میں مستقر ارجو لہم میں ہے۔

یا یہا الذین امنوا یہاں پھر صاف صاف مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ ایسی باتیں نکریں۔ یہ باتیں شیطانی وسواس ہیں فرماتا ہے اسکی پیروی نکرو کیونکہ وہ بیحیائی اور بری باتیں سکھایا کرتا ہے شیطان خون کیطرح انسان کے رگوں میں دوڑتا اور جا کر دل میں گھر کر لیتا ہے پھر یہ بلا اس موذی کے زہر سے کوئی بچ سکتا ہے؟ مگر فضل الٰہی اور اسکی رحمت ہی ہے کہ جو اس سے پناہ میں رکھکر راہ راست کیطرف لاتی ہے چنانچہ فرماتا ہے ولولا فضل اللہ الخ کہ اسکے فضل نے تمکو ستھرا کر دیا والا یأتل جسطرح یہاں باندھنے والوں پر عتاب ہوا اسیطرح توبہ کرنیکے بعد بھی ان لوگوں سے قسم کر دینے سے ممانعت فرمائی۔ طبرانی وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر مسطح کے ساتھ بھانجا ہونیکی وجہ سے سلوک کیا کرتے تھے اس واقعہ میں قسم کھا بیٹھے تھے کہ آئندہ میں اسکو کچھ نہ دیا کرونگا اسلئے یہ آیت نازل ہوئی کہ اہل کرم کو قسم نہ کھانا چاہیئے کہ وہ اپنے دست کرم کو بند رکھینگے انکو معاف کرنا اور درگزر کرنا چاہیئے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے۔ سنکر ابوبکر نے کہا بخدا میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے معاف کرے اسکے بعد پھر اسیطرح دینے لینے لگے۔ مسطح ابوبکر کے اہل قرابت بھی تھے اور نیز مسکین بھی تھے اور مہاجر بھی اسلئے حرمدلانیکے لئے اولی القربیٰ والمساکین والمہاجرین عموم کے صیغوں سے تعبیر کیا۔ اس آیت میں حضرت ابوبکر کو اہل کرم میں شمار کیا اور مدح کے ساتھ یاد فرمایا۔

ان الذین یرمون اسکے بعد پھر تہمت لگانے والوں پر تہدید کر کے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاکدامنی دلیل کر کے اس سبحث کو تمام کرتا ہے۔ فرماتا ہے جو کوئی پاکدامن بے خبر ایمان دار عورتوں کو تہمت لگاتا ہے اسپر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور قیامت کے روز جبکہ اسکے اعمال پر اسکے ہاتھ پاؤں گواہی دینگے وہ اپنے اعمال کا پورا بدلہ پالے گا۔

بے خبر یعنی اس بدکام کا کرنا تو درکنار اس بیچاری کو اسکی خبر بھی نہیں وہ اسکو جانتی ہی نہیں یہ پاکدامنی کے لئے کامل مدح ہے الخبیثات الخ یہاں سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاکدامنی ثابت کرتا ہے کہ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے پاس رہتی ہیں اور پاکبازوں کے لئے پاکباز عورتیں ہیں اب دیکھنا چاہیئے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کون زیادہ پاکباز ہوگا پس انکی بیویں بھی پاکباز ہیں۔ مفسرین کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ آیت تطہیر عائشہؓ کے لئے نص قاطع ہے خصوصاً لفظ اولئک مبرؤن مما یقولون اور بھی تاکید کر رہا ہے اسلئے جو شخص پیغمبر علیہ السلام کی بیوی خصوصاً حضرت عائشہؓ کی جناب میں اسکے بعد بھی بدگمانی کرے کافر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا

اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور کسی گھروں میں داخل نہوا کرو جبتک کہ اجازت نہ لو اور وہ انکے لوگوں پر سلام نہ دے لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم سمجھو۔ پھر اگر وہاں کسیکو نہ پاؤ

فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ

اندر نہ جاؤ جب تک کہ تمکو اجازت نہ دیجائے اور اگر تمکو کہا جاوے پھر جاؤ تو پھر آؤ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کیا کرتے ہو۔ تمپر کچھ گناہ نہیں

اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝

کہ کسی ایسے گھر میں جاؤ کہ جہاں کوئی نہیں بستا تمہارا وہاں ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم دل میں مخفی رکھتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔

ترکیب

غیر بیوتکم استثناء ہے بیوتا سے تستانسوا تستانسوا ذو اس من الاستیناس بمعنی الاستعلام۔ آنس الشیٔ ابصرہ وعلمہ وحس بہ (قاموس) کیونکہ مستاذن اس بات کا علم چاہتا ہے کہ اسکو اجازت ملتی ہے کہ نہیں۔ او من الاستیناس الذی ہو خلاف الاستیحاش ❁ تفسیر ❁ فانہ مستوحش ان لا یوذن لہ فاذا اوذن استانس۔ بغیاوے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے زنا کو بند کیا اور تہمت اور بدگمانی کی بھی سخت ممانعت فرمائی تو چونکہ یہ دونوں باتیں زنا کے اسباب ہیں انکو بھی روکدیا اور بغیر اذن اطلاع کے گھر میں جانا اذن اطلاع کے چلا جانا ہے کیونکہ معلوم گھر میں عورت ننگی ہو یا سوتی ہو پھر وہاں اسکے خلوت اور ہمکلامی کا ہونا اور بھی محل تہمت ہے خصوصاً اس گھر والے کے لئے بڑے رنج کا باعث ہے بشرطیکہ وہ غیور ہو اسلئے ہم بارہ میں بھی ادب سکھانے کے لئے یہ فرمایا۔ یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا الخ کہ کسیکے گھر میں بغیر اجازت لئے اور سلام دئے نہ جایا کرو۔ پہلے دروازہ پر جاکر السلام علیکم کھکر یہ کہے میں آؤں ؟ - احادیث سے ثابت ہے کہ تین بار اجازت لے جب تیسری بار بھی آنیکی اجازت نہ ملے یا کچھ جواب نہ آوے تو یہ نہیں کہ وہیں جم جاوے بلکہ اٹھا چلا آوے جیسا کہ عبداللہ بن قیس نے آنحضرت صلعم سے روایت کیا ہے۔ اور یہ حکم عام ہے خواہ اس گھر میں زنانہ ہو یا صرف مردانہ ہو کیونکہ نہ معلوم کہ مرد کس حال میں ہے اور کیا کر رہا ہے ؟ اور سر بطریق جس گھر میں اسکی محرم عورتیں ہوں وہاں بھی اطلاع کر کے آنا چاہیئے کیونکہ محرم عورت کا بھی ننگی کھلی دیکھنا درست نہیں بلکہ جس گھر میں خاص اسکی بیوی اور لونڈی رہتی ہوں کہ جنکی برہنگی سے ظاہر ہے وہاں بھی بہتر ہے کہ اطلاع کر کے آوے کیونکہ عورتوں کو بعض باتیں نہانے دھونے میں خاوند کے روبرو کرنی بری معلوم ہوتی ہیں اور اسکے لئے بھی باعث نفرت ہونیکا اندیشہ ہے۔

فرماتا ہے یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ اسمیں سیکڑوں آفات سے نجات ہے اسلئے فرمایا تاکہ تم سمجھو۔ پھر فرماتا ہے کہ اگر اس گھر میں تمکو کوئی نہ ملے یعنی آواز نہ آوے جس سے معلوم کر سکو کہ کوئی نہیں تب بھی اندر نہ جاؤ یہانتک کہ کوئی اگر تمہیں اجازت نہ دے اور جو اندر سے آواز آوے کہ چلے جاؤ تو چلے آؤ کیونکہ دروازہ پر ٹھہرا رہنا بھی بعض وقت کسی رازداری ہونا گوارا گزرتا ہے اسلیئے فرماتا ہے یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اسکی مصلحت اللہ جانتا ہے اور تمہارے حالات بھی اسکو معلوم ہیں احادیث صحیحہ میں گھر میں جھانکنے کی بھی سخت ممانعت آئی ہے حتکہ آنحضرت صلعم نے ایک شخص کو خفا ہو کر یہ بھی فرمایا کہ تیری آنکھ پھوڑ دینے کے قابل ہے اسلیئے تو اجازت لینے کا حکم ہوا ہے۔

لیس علیکم جناح ان تدخلوا یہ بھی حکم کا تتمہ ہے فرماتا ہے کہ جن گھروں میں کوئی بستا نہو صرف سہاب کہنے کے مکان ہوں وہاں بغیر اطلاع جانے میں کچھ مضائقہ نہیں یوت غیر مسکونہ کی تفسیر میں علما کے چند اقوال ہیں بعض کہتے ہیں مسافر خانہ بعض کہتے ہیں خرید و فروخت کے مکانات بعض کہتے ہیں بے آباد مکانات بعض کہتے ہیں حمامات مگر آیت میں حکم عام ہے سب کو شامل ہے۔ لیکن جو مکانات سہاب کے ہوں اور وہاں تجارتی مال ہو وہاں بغیر اجازت جانیکے یہ معنی نہیں کہ ہر کوئی چلا جایا کرے جسمیں چوری اور بیگانہ ملک میں تصرف کا شبہ ہے بلکہ جنکو وہاں جانے کی اجازت ہے یا جو وہاں [illegible] اطلاع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ وہاں تجارتی نہیں کوئی نگاہ نہیں ہوتا ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ

ایمانداروں سے کہدے کہ وہ اپنی نگاہ بند رکھا کریں اور اپنی شرم گاہ کا محفوظ رکھیں یہ انکے حق میں ستھرائی ہے۔ اللہ جانتا ہے جو وہ کیا کرتے ہیں۔ اور ایمان دار عورتوں سے کہدے کہ اپنی

مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا

نگاہ بند رکھا کریں اور اپنی عصمت کی محافظت رکھیں اور اپنی آرائش نہ دکھایا کریں مگر وہ جو ظاہر ہوتی ہے اور اپنے سینہ پر اوڑھنی ڈالا کریں اور اپنی آرائش نہ دکھایا کریں مگر

لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ

اپنے شوہروں کو یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں کے لئے یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنی

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا يَضْرِبْنَ

اپنی مملوک (لونڈی) یا ان پیچھے رہنے والوں کے جو عورت کی حاجت نہیں رکھتے یا ان لڑکوں کے سامنے جو ہنوز عورت سے واقف نہیں ہوئے اور اپنے پاؤں

بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اس طرح سے نہ ماریں کہ انکا مخفی زیور معلوم ہو جائے اور تم سب اے مسلمانوں اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تمہیں فلاح ہو۔

من ابصارہم من ہنا للتبعیض لانہ لا یلزم غض البصر بالکلیۃ وقیل انہ للجنس ۔ غیر اولی الاربۃ لے حاجۃ بالجر علی الصفۃ او البدل ۔

منجملہ اسباب زنا کے مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو دیکھنا ہی یہ نظر زنا کا بڑا سبب ہی کیسے کہا ہی ع برق نگاہ یا ریر اکام کر گئی ۔ اسلئے ایماندار وں کو ادب سکھاتا ہے

قل للمومنین یغضوا من ابصارہم الخ کہ اے نبی ایماندار وں سے کہدے کہ وہ اپنی نگاہ کو بند رکھیں ۔ جبکا دیکھنا انہیں حلال نہیں اسکو نہ دیکھیں اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا

جنبی عورت کا بضرورت منہ اور ہاتھ دیکھنا تو درست ہی اور باقی چیزوں پر نظر کرنا حرام ہی اور بغیر ضرورت جنبیہ کا چہرہ دیکھنا بھی درست نہیں خصوصا جبکہ محل فتنہ ہو اور

جو اچانک نظر پڑجائے تو پھر نہ دیکھے ۔ اور جنبیہ اگر اور کی لونڈی ہی تو بعض کہتے ہیں ناف سے گھٹنے تک پر نظر نکرے باقی کا مضائقہ نہیں بعض کہتے ہیں بازو سر وغیرہ جو کام میں کھولے

رہتے ہیں انکا دیکھنا ممنوع نہیں باقی ممنوع ہی ۔ اور عورت اگر محرم ہی خواہ نسب سے خواہ رضاع سے خواہ ہیوی کے رشتہ سے تو اسکے ناف سے لیکر گھٹنے تک نظر ممنوع ہی امام ابو حنیفہ

کے نزدیک صرف وہی اعضا دیکھنے درست ہیں جو حمام میں کھلجاتے ہیں ہاتھ بازو وغیرہ ۔ اور مرد کو مرد کی بابت یہ حکم ہی کہ ناف سے لیکر گھٹنے تک دیکھے اسیطرح ایک عورت کا دوسری عورت کا

ناف سے گھٹنے تک دیکھنا منع ہی ۔ عرفا کہتے ہیں جسطرح نظر کو محارم کے دیکھنے سے بند کرے اسیطرح دل کو غیر اللہ کے دیکھنے سے روکے پھر فرماتا ہی ویحفظوا فروجہم کہ اپنے ستر کو محفوظ رکھیں یعنی

حرام کاری نہ کریں یہ تمہارے لئے دین و دنیا میں بہتر ہی ۔ ان اللہ خبیر بما یصنعون میں تنبیہ ہی کہ اللہ کو غافل نہ سمجھو وہ تمہارے ہر ایک کام سے واقف ہے ۔

وقل للمومنات الخ اسیطرح ایماندار عورتوں کو بھی نظر بند رکھنے اور حرام سے محفوظ رہنے کا حکم دیا اور اسکی ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ اپنی زینت کو بجز ان اشیاء کے جو

ذیل کے اور کسی کو نہ دکھائیں اور اوڑھنی اوڑھیں جس سے سر اور سینہ اور کان اور گردن نہ دکھائی دینے ۔ یہ جو فرمایا اپنی زینت نہ دکھائیں مگر وہ جو ظاہر ہے

زینت خدا بصورتی قدرتی ہو یا بناوٹی لباس فاخرہ یا زیور یا مہندی کاجل وغیرہ انمیں سے ظاہر زینت کے ظاہر کرنیکی اجازت دی ۔ ظاہر زینت بناوٹی میں سے انگوٹھی اور

کپڑا جسکے ظاہر کرنیکی ضرورت ہو اور خلقی میں سے ہاتھ منہ جو بضرورت ظاہر کرنا پڑتا ہے ۔ ولیضربن الخ اپنی عورتیں بمنزلہ اجانب کے ہیں

بعض کہتے ہیں کافرہ عورتوں کے سامنے ان چیزوں کا کھولنا درست ہی ۔ املکت ایمانہن میں غلام لونڈی سب آگئے امام ابو حنیفہ کہتے ہیں صرف لونڈیاں مراد

ہیں کیونکہ غلام جنبی ہے نہ محرم ہی نہ شہوت موجود ہے فی الجملہ ہیں سے تعلق درست ہے ۔ التابعین غیر اولی الاربۃ سے مراد وہ بوڈھے مراد ہیں جنہیں

عورت کی بالکل خواہش نہ رہے بعض کہتے ہیں وہ بیوقوف مخنث مراد ہیں جو کھانے میں ساتھ ہو لیتے ہیں انکا صرف یہی مقصود ہوتا ہے مخنث اور ہیجڑے مراد نہیں ۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ

اور جو تم میں بھرو ہیں انکے نکاح کردو اور جو تمہارے غلام اور تمہاری لونڈیاں نیک ہوں انکے بھی۔ اگر وہ فقیر ہونگے تو اللہ اپنے فضل سے انکو غنی کردیگا۔ اور اللہ بڑا فضل والا خبردار ہے۔ اور ان لوگو نکو

الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ

پاکدامن بنا چاہیئے جنکو نکاح میسر نہیں آتا یہانتک کہ اللہ انکو اپنے فضل سے غنی کردے۔ اور وہ جو تمہارے غلاموں میں سے لکھت چاہیں تو انکو لکھ دو اگر تمکو انمیں بہتری

خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ

معلوم ہوتی ہو اور انکو اللہ کے اس مال میں سے کچھ دو جو اللہ نے تمکو دیا ہے۔ اور اپنی چھوکریوں کو حرامکاری کے لئے مجبور نکرو اگر وہ پاکدامنی چاہتی ہیں دنیا کی زندگی کا سہارا پانے کے لئے۔ اور جو

يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

انپر زبردستی کریگا تو انکی بے بسی کے بعد اللہ غفور رحیم ہے۔ اور البتہ بھیجے تمہارے پاس کھلی ہوئی آیتیں جیسیں ہیں اور تھے پہلوں کا احوال اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت پوری

ع ۴

الایامیٰ جمع ایم وہو العزب ذکرا کان او انثیٰ بکرا کان او ثیبا۔ ✤ ترکیب ✤ وایامیٰ منصوب ایائم کیتامیٰ ہے۔ والصالحین معطوف ہے

ایامیٰ پر مفعول انکحوا کا والذین یبتغون مبتدا فکاتبوہم خبر ✤ تفسیر ✤ ان علمتم جملہ شرطیہ اگلا جملہ فکاتبوہم والی برجزا۔

جبکہ ہر طرح سے زنا اور اسکے دواعی کی ممانعت کی تو نکاح کرنیکی بھی رغبت دلائی کسلئے کہ مجرد رہنے میں جو انکے لئے بڑا خطرہ ہے اسلیئے آنحضرت صلعم نے نکاح کرنیکی تاکید فرمائی یامعشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء (متفق علیہ) اور فرمایا کہ میرے بعد مردوں کے لئے سب فتنہ عورتوں سے زیادہ اور کوئی نہیں (متفق علیہ) اسلئے جن قوموں میں مجرد رہنا ہنر ہے انکے ہاں حرامکاری کا بھی کچھ حساب نہیں۔

فرماتا ہے وانکحوا الایامیٰ منکم کہ اے مسلمانو جو تم میں مجرد ہیں خواہ عورت ہو خواہ مرد خواہ بیوہ ہو خواہ انکاح ہو انکے نکاح کردو لفظ ایامیٰ سب کو شامل ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب تمسے وہ شخص کہ جسکے دین اور خلق سے تم خوش ہو نکاح کی خواست کرے تو نکاح کردو ورنہ بڑا فتنہ زمین پر اور فساد سخت ہوگا (رواہ الترمذی وابن ماجہ) علماء کے نزدیک یہ امر مندب کے اعتبار کے لئے ہے بعض کہتے ہیں وجوب کے لئے فیصلہ یہ ہے کہ جہاں زنا میں مبتلا ہونیکا یقین ہو اور نکاح کرنے پر قادر بھی تو نکاح کرنا واجب ہے ورنہ مستحب۔

پھر فرماتا ہے والصالحین من عبادکم وامائکم اپنے غلام لونڈیوں میں سے جنکو دیکھ لو انکے بھی نکاح کردو۔ کیونکہ نیک ہی نکاح اور خدمت مولیٰ کو ملحوظ رکھ سکتے ہیں یا صالحین سے مراد وہ مکاتب ہیں جنکو نکاح کی صلاحیت ہو۔ لفظ فانکحوا سے علماء شافعیہ نے یہ بات نکالی ہے کہ نکاح بغیر ولی کے درست نہیں وفیہ ما فیہ فرماتا ہے نکاح کرنیمیں تفرقہ سے نڈریں اگر وہ فقیر ہیں تو اللہ انکو اپنے فضل سے غنی کردیگا۔ بلاشک جو نیک نیتی سے نکاح کرتے ہیں خدا انکو فراخی دیتا ہے اور جنکو نکاح کا مقدور نہو تو انکو پاکدامنی اختیار کرنی چاہیئے یہ نہیں کہ اس عذر سے مرتکب فواحش ہوں۔

والذین یبتغون چونکہ فراخ دستی اور فضل الٰہی ہونیکا ذکر تھا اسلیئے جو غلام خدا کے فضل پر توکل کرکے اپنے مولی سے کتابت چاہیں اسکے لئے بھی حکم دیا کہ اگر ان میں خیر دیکھو کہ یہ بدل کتابت ادا کرسکیں گے اور انکا رویہ بھی اچھا ہے تو انکو لکھدو یعنی مکاتب بنادو۔

اسلام میں بھی یہی دستور رہا اور پہلے بھی تھا کہ جو کوئی غلام اپنے آقا سے یہ معاملہ کرلیا کرتا تھا کہ میں آپ کو اسقدر روپیہ دوں تو آزاد ہو یہاں آقا کو منظور کرلیتا تھا اور لکھدیتا تھا اس معاملہ کو مکاتبت کہتے تھے وہ غلام آزادانہ خرید و فروخت کرکے وہ مقدار ادا کردیتا تھا۔ کتب فقہ میں اس مسئلہ کی بڑی تشریح ہے۔ اور یہ بھی حکم دیا کہ اس بدل کتابت کے ادا کرنے میں مدد کرو خدا کے دئے ہوئے مال میں سے انکو بھی دو یعنی زکوٰۃ و خیرات یا اس بدل میں سے کچھ حصہ زر دو۔ والمکاتب عبد میں دستور تھا کہ اپنی چھوکریوں سے زنا کرا کے کماتے تھے چنانچہ مدینہ میں عبداللہ بن ابی منافق بھی ایسا ہی کرتا تھا اسلام نے اسکی بھی ممانعت کردی۔ ان ارون تحصنا میں ان شرطیہ علی سبیل الغالب واقع ہوا جسکا مفہوم مخالف نہیں۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اسکے نور کی ایسی مثال ہے کہ جیسا کوئی طاق ہو جس میں چراغ ہو۔ چراغ شیشہ میں ہو شیشہ چمکتے ستارہ کی مانند روشن کیا گیا ہو

مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ

روغن زیتون سے جو بابرکت درخت ہے نہ شرقی ہے نہ غربی ہے کہ جسکا تیل سلگ اٹھنے کو ہو اور گو اسکو بھی آگ نہ لگی ہو۔ نور پر نور۔ اللہ اپنے نور سے

لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

جسکو چاہے ہدایت کرے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے۔ اور اللہ ہر شے سے واقف ہے۔

ترکیب

اللہ مبتدا نور السمٰوٰت الخ خبر مثل نورہ صفۃ نورہ مبتدا کمشکوٰۃ موصوف فیہا مصباح صفت سب محذوف سے متعلق ہو کر خبر ہوئی تمام جملہ بیان ہوا نور السمٰوٰت کا المصباح مبتدا فی زجاجۃ خبر قس علی ہذا۔ درّی منسوب الی الدر او فعیل کمریق من الدر یا قدصفت ہے مصباح کی۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ اللہ نے تمہارے لئے آیات بینات نازل کیں تمکو جہل کی اندھیریوں سے نکالکر علم کی روشنی میں لایا۔ اب یہاں اپنے اوصاف نورانی اور فرد ہدایت کی تمثیل بیان فرماتا ہے کہ وہ اللہ جسنے تمکو جہل کی ظلمات سے نکالا آسمانوں اور زمین کا نور ہے پھر اپنی نور کی اُس شمع سے تشبیہ دیکر جو آئینہ میں ہو ایسا فرمایا ہے کہ اللہ اپنے اس نور سے جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اللہ نور السمٰوٰت والارض **بحث اول**۔ نور لغت میں اُس کیفیت کو کہتے ہیں جو آفتاب ماہتاب ستاروں آگ سے زمین اور دیگر جسام پر فائض ہوتی ہے اس معنی سے اس لفظ کا اطلاق اللہ پر حقیقۃً جائز نہیں کیونکہ نور بمعنی مذکور ایک عرض ہے جو جسم پر طاری ہوتا ہے اب خواہ اسکو جسم کہو تو بھی وہ حادث اور مقسم اور قائم بالغیر ہونیکی وجہ سے الٰہ نہیں ہو سکتا اس سے فرقہ **مانویہ** کا بھی قول رد ہو گیا جو نور عالم کو اللہ کہتے ہیں اور فرقہ **مجسمہ** کا بھی جو قرآن کے قائل ہیں کیونکہ اللہ فرماتا ہے لیس کمثلہ شیٔ اور انوار سب باہم متماثل ہیں۔ اسلئے علماء اہلام اس جگہ تاویل کرتے ہیں۔ کہ نور بمعنی منور ہے کہ اُسنے آسمانوں اور زمین کو آفتاب ماہتاب کواکب اور انبیاء وصلحاء وملائکہ سے منور کر دیا اور یہ قول ابی بن کعب حسن ابو عالیہ کا ہے۔ بعض کہتے ہیں بمعنی مدبر السماوات والارض ہے جیسا کہ رئیس عالم کو کہتے ہیں کہ وہ شہر کا نور ہے یعنی مدبر تدبیر جس جیسا کہ جریر شاعر کہتا ہے ؎ وانت لنا نور وغیث وعصمۃ یعنی زجاج اور اصم کا قول ہے ابن عباس فرماتے ہیں نور بمعنی ہادی ہے کیونکہ نور سبب ہدایت ہے کہ وہ آسمان اور زمین والوں کا ہادی ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نور کا اطلاق اوسپر مبالغۃً ہو جیسا کہ عادل کو عدل کہدیا کرتے ہیں۔

امام **غزالی** رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام **مشکوٰۃ الانوار** رکھا ہے جس میں امام صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقۃً آسمان اور زمین کا نور ہے پھر اس لفظ کا اطلاق حقیقۃً ہے نہ مجازاً بہت سے مقدمات بیان فرما کر یہ کہا ہے کہ ادراک عقلی ادراک بصری سے اشرف ہے اور وہ دونوں ادراک ظہور چاہتے ہیں جو خواص نور میں اشرف ہے پس ادراک عقلی اور ادراک بصری سے بدرجۂ اولیٰ انور ہے۔ پھر انوار عقلیہ کی دو قسم ہیں ایک وہ جو سلامتہ الاحوال کے وقت واجبۃ الحصول ہیں یعنی متعلقات فطریہ دوسرے کسبیہ اور قسم ثانی میں اکثر کبھی واقع ہوتی ہے تو اسکے لئے کوئی ہادی و مرشد بھی ضرور ہے اور اس امر میں کلام الٰہی اور کلام انبیاء سے زیادہ کوئی ہادی و مرشد نہیں اسلئے یہ بھی نور ہیں اسلئے قرآن اور نبی کو بھی نور کہا گیا ہے اور اسی طرح ملائکہ بھی نور ہیں پھر ملائکہ بھی درجہ میں متفاوت ہیں یہانتک کہ سب سے بڑھکر نور عظم اور وہ روح جو سب ارواح سے اعلیٰ ہے معدن نور ہے پھر یہ سب انوار سیہ ہوں

خواہ سفلیہ جیسا کہ آگ کا نور یا علویہ جیسا کہ آفتاب و ماہتاب و کواکب کے انوار اور یا انوار عقلیہ خواہ وہ سفلیہ ہوں جیسا کہ ارواح انبیاء و اولیاء یا علویہ ہوں جیسا کہ ملائکہ یہ سب کے سب فی حد ذاتہا ممکن ہیں اور ممکن لذاتہ عدم کو چاہتا ہے اور وجود جہاتہ کی طرف سے اور عدم ظلمت ہے اور وجود نور ہے پس کل ممکنات اپنی ذات میں مظلم ہیں اور اللہ کے منور کرنے سے اُن میں نور آیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ سب معارف اللہ کی طرف سے ہیں پس کسی کا ظہور بغیر اسکے ظاہر کرنے کے نہیں اور نور کا خاصہ اظہار اور تجلی اور اکتشاف کا عطا کرنا ہی اب ظاہر ہو گیا کہ نور مطلق وہ اللہ سبحانہ ہے اور غیر پر اس لفظ کا اطلاق مجاز اسی لیے کیونکہ اسکے سوا جو ہے من حیث ہو ہو ظلمت محضہ ہے کیونکہ وہ من حیث ہو ہو عدم محض ہے بلکہ انوار بھی من حیث ہی ہی ظلمت ہیں۔ خلاصہ یہ کہ وہی نور حقیقی ہے اور جسقدر انوار ہیں اسی کے نور کے پرتوے ہیں۔ واللہ اعلم۔

بحث دوم۔ نور کو السمٰوٰت والارض کی طرف کیوں مضاف کیا؟ اسلئے کہ آسمان و زمین انوار عقلیہ و حسیہ سے بھرے ہوئے ہیں حسیہ تو چاند اور سورج اور ستاروں کی روشنی سمانوں میں اور زمین پر بھی یہی انوار منعکس ہوتے ہیں کہ جن سے الوان مختلفہ دکھائی دیتے ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو کوئی رنگ نہ ظاہر ہوتا بلکہ سرے سے نہ ہوتا اور انوار عقلیہ سے عالم اعلیٰ پُر ہے اور وہ جواہر ملکیہ ہیں اور عالم سفلی میں بھی انوار عقلیہ بہت ہیں اور وہ قویٰ نباتیہ اور حیوانیہ اور انسانیہ ہیں اور نور انسانی سے عالم اسفل کا نظام ہو رہا ہے جیسا کہ نور بجلی سے عالم علوی کا نظام ہوا اور یہی باعث انسان کے خلیفہ ہونیکا ہے زمین پر پس عالم انوار بصریہ اور باطنیہ عقلیہ سے مالا مال ہے پھر ان انوار میں ایک کو دوسرے سے ارتباط و سلسلہ ہے مگر سب کا انتہیٰ نور الانوار کیطرف ہوتا ہے اور وہ اللہ سبحانہ ہے اسلئے اللہ کو نور السمٰوٰت والارض کہا۔

بحث سوم۔ مثل نورہ کمشکوٰۃ الخ اپنے نور کو ایسے چراغ سے تشبیہ دی جو آئینہ میں ہو اور آئینہ کسی طاق میں ہو اور چراغ زیتون کے تیل سے روشن کیا گیا ہو اور ایسا صاف ہو کہ جو آگ دکھاتے ہی جل اُٹھے اور زیتون بھی ایسا کہ نہ شرقی ہو کہ صبح ہی کے وقت سے آفتاب کی شعاع پڑیں پھر نہ پڑیں اور نہ غربی ہو کہ شام کے وقت ہی سے دھوپ پڑتی ہو کیونکہ ایسا درخت کچا ہوتا ہے اُسکا تیل بھی عمدہ نہیں بخلاف اسکے کہ جو نہ شرقی ہو نہ غربی بلکہ میدان میں یا پہاڑ کی بلندی پر ہو وہ خوب تناور اور پختہ ہوتا ہے اسکا تیل بھی عمدہ ہوتا ہے۔ جسکی ساتھ تشبیہ دی گئی وہ تو یہ چیزیں ہیں بحیثیت مجموعی اور جسکو تشبیہ دی گئی ہے وہ نور اللہ ہے مگر کلام اسمیں ہے کہ اس سے کیا مراد ہے؟ جمہور متکلمین کے نزدیک ہدایت ہے جو آیات بینات ہے یہ معنی کہ اللہ کی ہدایت ظہور میں ایسی ہے کہ جیسا کوئی چراغ ہو جسکی یہ صفت ہو کہ ہر صفت روشنی چراغ کو ترقی دیتی ہے۔ **سوال** آفتاب کے ساتھ کیوں تشبیہ نہ دی۔ **جواب**۔ مقصد الٰہی یہ ہے کہ اُس روشنی کے ساتھ تشبیہ دے جو اندھیریوں میں سے ظاہر ہو اور ہدایت ایک روشنی ہے جو شبہات کی اندھیریوں میں سے ظاہر ہوتی ہے سو یہ بات چراغ کیساتھ تشبیہ دینے سے حاصل ہوتی ہے کہ جسکے ہر طرف اندھیری ہوتی ہے برخلاف آفتاب کے کہ وہ جب جلوہ گر ہوتا ہے تو تمام عالم اُسکے نور سے بھر جاتا ہے ظلمت باقی نہیں رہتی۔ بعض کہتے ہیں نورہ سے مراد قرآن ہے جیسا کہ فرماتا ہے قد جاءکم من اللہ نور یہ حسن و سفیان بن عیینہ و زید بن اسلم کا قول ہے بعض کہتے ہیں اس سے مراد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنکی صفت میں سراجا منیرا آیا ہے۔ یہ عطاء کا قول ہے۔ بعض کہتے ہیں اس نور سے مراد وہ نور ہے کہ جو مؤمن کے دل میں ایمان و معرفت کا نور ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کو نور اور کفر کو ظلمت سے تعبیر کیا ہے یہ اُبی و ابن عباسؓ کا قول ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں انسان کے قویٰ مدرکہ پانچ ہیں قوۃ حسیہ جو حواس خمسہ کو شامل ہے قوۃ خیالیہ قوۃ عقلیہ جو حقائق کلیہ کا ادراک کرتی ہے قوۃ فکریہ جو معارف عقلیہ میں ترکیب دیکر نامعلوم بات کو دریافت کرتی ہے قوۃ قدسیہ جو انبیاء و اولیاء کو حاصل ہے جس سے اسرار غیب و لوائح ملکوت ظاہر ہوتے ہیں جسکی نسبت اللہ فرماتا ہے لکن جعلناہ نورا نہدی بہ من نشاء من عبادنا یہ پانچوں قوتیں ہر ایک کو اُن پانچ حواسوں میں سے ایک ایک کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے روح حساس کو مشکوٰۃ سے الخ۔

فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۝ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ

ان گھروں میں کہ جنکے بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا اور انمیں اسکا نام یاد کیا جاتا ہے اسکی صبح اور شام ایسے لوگ تسبیح کیا کرتے ہیں کہ جنکو نہ تجارت غافل کرتی ہو نہ خرید و فروخت

عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا

ذکر الٰہی سے نہ نماز قائم کرنے سے اور نہ زکوٰۃ دینے سے اس دن سے ڈرتے ہیں کہ جسمیں دل اور آنکھیں اُلٹ جاوینگی - تاکہ اللہ انکو انکے عمل کا اچھا بدلہ دے

وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

اور انکو اپنے فضل سے بڑھتی دے - اور اللہ جسکو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے -

ترکیب

فی بیوت یا تو صفت ہے زجاجۃ کی المصباح فی زجاجۃ فی بیوت - یا یوقد سے متعلق ہے اے توقد فی المساجد - یا یسبح سے متعلق ہے وہو القوی - رجال یسبح کا فاعل یا مفعول مالم یسم فاعلہ لاتلہیھم

تفسیر

رجال کی صفت یخافون صفت ثانیہ لیجزیھم یسبح سے متعلق -

فی بیوت کو جمہور مفسرین نے کلام سابق کا تتمہ قرار دیکر تشبیہ میں شامل کیا ہے یعنی وہ چراغ جو آئینہ میں ہو اور ایسے صاف تیل سے روشن کیا ہو کسی گمنده اور ناپاک مکان میں نہو کہ جسکی روشنی صاف باطنوں کی آنکھوں میں بے قدر معلوم ہوتی ہے بلکہ اُن مکانوں میں ہو کہ جنکے بلند کرنیکا اللہ نے حکم دیا یعنی مساجد خانہ کعبہ - مسجد نبوی بیت المقدس مسجد قبا یا عام مساجد اور انکے بلند کرنیسے مراد یا حقیقۃً بلند کرنا یا تعظیم کرنا - ان مقامات خصوصاً بیت المقدس کے قندیلوں کی روشنی جو زیتون کے عمدہ تیل سے روشن ہوتی تھیں ضرب المثل تھی - پھر ان گھروں کی صفت میں فرماتا ہے کہ انمیں ایسے لوگ صبح و شام خدا کی تسبیح کیا کرتے ہیں اور اسکا نام لیا کرتے ہیں - یہ عام ہے خواہ نماز فرائض نوافل کے ذریعہ سے ہو خواہ بغیر اسکے صرف ذکر الٰہی سے ہو کہ جنکو ذکر الٰہی اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت روک سکتی ہے نہ بیع کرنا - تجارت عام ہے خرید کو اور فروخت کو دونوں کو شامل ہے مگر فروختیں نقد حاصل کیا جاتا ہے اسمیں اور بھی لالچ ہے جو انسان کو ذکر الٰہی سے روکدیتا ہے اسلئے اسکو جداگانہ بھی بیان کیا کہ انکو فروخت بھی نہیں روک سکتی - اور باوجود تعدد یاد الٰہی میں مشغول ہونے اور زکوٰۃ و خیرات دینے کے وہ لوگ اپنی عبادت پر نازاں نہیں بلکہ قیامت کے دن سے ڈرتے رہتے ہیں کہ جسدن دل اور آنکھوں کا عجب حال ہوگا دل صدمات کے مارے ہوا ہو گا اور آنکھیں اوپر کو ٹکٹکی باندھے ہوئے ہونگی کہ کیا حکم آتا ہے ؟ یہ سب باتیں انکی اسباب کا سبب ہیں کہ اللہ انکے عمدہ اعمال کا عمدہ بدلہ دے اور نہ صرف بدلہ اعمال کے سوا اپنے فضل سے اور بڑھتی بھی عطا کریگا کیونکہ وہ بے نیاز بے پرواہ ہے جسکو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے -

بعض علماء کہتے ہیں فی بیوت یسبح سے متعلق ہے اور یہ ایک جداگانہ کلام ہے جسمیں یہ بتلانا مقصود ہے کہ وہ نور کہ جسکو تشبیہ دیگئی ہے کہاں اور کسجگہ پایا جاتا ہے ؟ پھر آپ ہی بتلاتا ہے کہ ایسے گھروں میں پایا جاتا ہے کہ جنکے بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا اور جنمیں اسکی یاد کی جاتی ہے اور وہاں ایسے پاکباز لوگ اسکی تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں کہ جنکو کوئی شغل دنیاوی انکے کار سے نہیں روکتا دست بہ کار دل بہ یار انکا شیوۂ خاص ہے اور انہیں کے دلوں اور سینوں میں نور الٰہی کا وہ چراغ روشن ہے کہ جس سے انکو اللہ نے اس راہ راست اور صراط مستقیم کی ہدایت کی ہے واللہ اعلم بامر کلامہ -

رجال کی لفظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ مساجد میں حاضر ہونا مردوں کے لئے ہے جماعت انہیں پر ہے نہ عورتوں پر - اور یہ بھی اشارہ ہے کہ دراصل رجال یعنی مرد ایسے ہی لوگ ہیں کیونکہ دنیا مردار کے طالب کتے ہیں اور قدوسی کے طالب مرد ہیں - بڑی مردانگی یہی ہے نہ کھانا سونا جماع کرنا کسیکو مارڈالنا نفس کا مارڈالنا اور نفسانی خواہشوں کو جس چراغ ہدایت سے جلا دینا بڑی مردی ہے - اس کلام پاک کی شرح کے لئے ایک دفتر چاہئے -

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ

اور وہ جو کافر ہیں انکے اعمال ایسے ہیں کہ جیسا جنگل میں سراب جسکو پیاسا پانی سمجھتا ہے ۔ یہانتک کہ آکے پاس آتا ہے تو کچھ بھی نہیں پاتا اور اللہ کو پاتا ہے

فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ

سو اسنے اسکا حساب پورا کر دیا ۔ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے ۔ یا ایسے کہ جیسی دریائے عمیق کی اندھیری کہ اوپر چھایا رکھا ہو ایک موج نے اوپر ایک اور موج ہے اوپر بادل ہو ۔ اندھیریاں ہیں

بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝

ایک کے اوپر دوسری ۔ جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسکو دیکھ نہ سکے ۔ اور جسکے لئے اللہ ہی نور نہ بنائے تو اسکے لئے کوئی بھی نور نہیں ۔

ترکیب

بقیۂ موضع جر میں سراب کی صفت یحسبہ بھی سراب کی صفت قیعۃ جمع قاع ای فی فلاۃ ۔ وایسا رفی قیعۃ بدل من او لسکونہا وتکرارما قبلہا لانہم قالوا فی قاع اقواع ۔ او کظلمات معطوف ہے سراب پر تقدیرہ او کاعمال ذی ظلمات فیقدر ذی لیعود الضمیر من قولہ اذا اخرج یدہ الیہ ویمکن ان یقال لاحذف فیہ والمعنی انہ شبہ اعمال الکفار بالظلمۃ فی حیلولتہا بین القلب وبین ما یہتدی الیہ ۔ فی بحر صفت ✤ تفسیر ✤ ظلمات بھی نسبۃ الی اللیح لے ذی لجۃ ینشاہ صفۃ اخری ۔

اُس نور اور نورانی لوگونکے بعد ظلمت اور ظلمانی لوگوں کا بیان کرتا ہے اور اُنکے حال کو بھی تشبیہ دیتا ہو فقال والذین کفروا اٰخر کہ کافروں کے اعمال جنکو وہ نیک اور وسیلہ آخرت سمجھکر کرتے ہیں سراب کی مانند ہیں جسکو جنگل میں دوپہر کے وقت پیاسا دور سے پانی سمجھکر بڑی بیقراری سے اُسکے پاس آتا ہے اور وہاں جاکر کچھ بھی نہیں پاتا یہی حال انکا ہو کہ بوقت مرگ جن اعمال پر انکو سہارا تھا اُنکو کچھ بھی پا وینگے اور اللہ ہی سے انکو وہاں معاملہ پڑیگا سو وہ انکا حساب کریگا ۔ ازہری کہتے ہیں سراب وہی جو ٹھیک دوپہر میں دور سے پانی سا معلوم ہوتے ہوئے دکھائی دیا کرتا ہے یعنی پانی چلتا ہوا دکھائی دیا کرتا ہی تعالی سرب الماء یسرب سربا اذا جری فہو سارب ۔ قولہ تعالی ووجد اللہ عندہ لے وجد عقاب اللہ الذی یوعد بہ الکافر عند ذالک ۔ یہ انکے بقیہ احوال کا بیان ہے جو اسکے بعد اپنہ عارض ہوگا بطور تکملہ کے ۔ تاکہ یہ نہ سمجھا جاوے کہ انکے حال کا یہی پرحصر ہے بلکہ اسکے بعد اور بھی برا حال ہوگا پس یہ لم یجدہ شیئا پر معطوف نہیں (ابو السعود) او کظلمات یہ دوسری مثال ہی کفار کے حال بیان کرنے کے لئے پہلی مثال میں یہ بتلایا گیا کہ انکے اعمال اگر اچھے ہیں عقائد صحیحہ نہ ہونیکی وجہ سراب کی مانند ہیں آخرت میں انسے کوئی نفع نہ ہوگا اور اگر برے ہیں تو وہ ظلمات ہیں تو یہ تو یا یوں کہو کہ پہلی مثال میں انکے اعمال کا بیان تھا کہ وہ کچھ بھی فائدہ مند نہیں اور دوسری مثال میں انکے عقائد کا بیان ہو کہ وہ ظلمات سے مشابہ ہیں جیسا کہ فرمایا یخرجہم من الظلمات الی النور لے من الکفر الی الایمان اگلا جملہ ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فالہ من نور سو یہ دلالت کرتا ہی اگلا خلاصہ یہ ہو کہ دریا لجی لے ذو اللجۃ التی ہی عظم الماء لغور البعید القعر ای عمیق بڑا گہرا اور بہت عمیق کی قعر میں اندھیرا ہوتا ہو پھر جب اسپر امواج کا تلاطم ہوتا ہی تو اور بھی اندھیرا زیادہ ہو جاتا ہو اور جبکہ امواج پر بادل اور گھٹا گھنگھور ہو تی ہو تو انتہا درجہ کی اندھیری ہو جاتی ہو تو ایسی حالت میں ہاتھ بھی نہیں دکھائی دیتا حالانکہ پاس کی چیزوں میں جو دکھائی دیا کرتے ہیں عادۃ ناتا تھا بہت قریب سمجھا جایا کرتا ہے اسیطرح کافر تین اندھیریوں میں مبتلا ہو اول اعتقاد بد کی ظلمت جو بحر عمیق کے شابہ ہو اور عقائد کا محل دل ہے جسکو مختلف وجہیں ہادنے اور خطرات کے تلاطم میں بڑی مناسبت ہو اور کمال تشبیہ ۔ دوم قول بد کی ظلمت جو انکی زبان سے نکلکر دریا کی طرح موجیں مارتا ہے ۔ سوم عمل بد کی ظلمت جو بادل کی طرح محیط ہے ۔ یا اسکے قلب اور سمع وبصر کی اندھیریاں مراد ہیں یا اپنے کفر پر جو اسکو اصرار ہے اسکی ظلمات متراکمہ کو دریا اور امواج اور سحاب کی ظلمات متراکمہ سے تشبیہ دی گئی ہے پس وہ کافران اندھیریوں میں مبتلا ہے اب کون اسکو اسمیں نکال سکتا ہے اگر اللہ نہ نکالے اور اسکو نور کا حصہ عطا نہ کرے اسلئے فرمایا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فالہ من نور ۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝

کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کے رہنے والے اور پرندے پر کھولے ہوئے۔ ہر ایک کو معلوم ہے اسکی نماز اور تسبیح۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ

اور اللہ ہی کا قبضہ ہے آسمانوں اور زمین پر۔ اور اللہ ہی کے پاس پھر کر جانا ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ ہی بادلوں کو چلاتا ہے پھر انکو اکٹھا کرتا ہے۔ پھر انکو گھنگھور گھٹا بناتا ہے پھر تو دیکھتا ہے کہ

يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَاۗءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ

انہیں سے مینہ برستا ہے اور اتارتا ہے آسمان کے پہاڑوں میں سے اولے پھر انکو ڈالتا ہے جس پر چاہتا ہے روکتا ہے جس سے چاہتا ہے اسکی بجلی کی چمک ہے کہ

يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ۝ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَاۗبَّةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ ۚ فَمِنْهُمْ

آنکھیں چوندھیائے ڈالتی ہے۔ بدلتا ہے اللہ رات اور دن کو۔ اس میں آنکھوں والوں کے لئے ایک بڑی عبرت ہے۔ اور اللہ ہی نے بنایا ہر ایک چلنے والے جانور کو پانی سے پھر بعض

مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

ان میں ہیں کہ اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ہیں کہ دو پاؤں سے چلتے ہیں اور بعض ہیں کہ چار پاؤں سے چلتے ہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

البتہ ہم نے کھلی کھلی آیتیں نازل کیں۔ اور اللہ جسکو چاہتا ہے سیدھے رستہ کیطرف ہدایت کرتا ہے۔

ترکیب

الطیر معطوف علی من جمع طائر صافات حال من الطیر لے باسطات ہجتہن۔ علم کی ضمیر راجع ہے کل کی طرف وہوالاقوی لان القراءۃ برفع کل علی الابتداء یزجی یسوقہ قبہ برفق بینہ انما جازدخول بین علی المفرد لان المعنی بین اجزاء السحاب۔ رکاما متراکما بعضہ فوق بعض الودق المطر من خلالہ لے مخارجہ جمع خلل کجبال فی جبل من لسماء من لابتداء الغایۃ من جبال کامن یا زائدہ ہے اور ممکن ہے کہ پہلے من سے بدل ہو علی اعادۃ الجار والتقدیر ینزل من جبال السماء لے من جبال فی السماء من برد بیان للجبال والمفعول محذوف لے ینزل مبتدا ۞ تفسیر ۞ من السماء من جبال فیہا من برد برداً۔

انوار قلوب المؤمنین وظلمات قلوب الکافرین کے بعد جنہ وہ دلائل توحید بیان کرتا ہے جنہیں نظر کرنے سے حق سبحانہ اور اسکی توحید کا نور متجلی اور جلوہ گر ہو کر دور پر نور کی کیفیت حاصل ہو جائے فقال الم تران اللہ یسبح الخ یہ اول دلیل ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ انسان ہی پر کیا موقوف ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے ملائکہ اور روحانیات اور جو کچھ کہ زمین پر ہے انسان حیوان حجر شجر یکہ جانکے درمیان ہے پرند جو ہوا میں پر کھولے معلق دوڑتے پھرتے ہیں سب کی تسبیح کیا کرتے ہیں۔ الم تر سے مراد الم تعلم ہے کیونکہ ان چیزوں کی تسبیح آنکھوں سے نہیں دیکھتی ہاں دل کی آنکھوں سے دکھلائی دیتی ہے یعنی عقل سے معلوم ہو سکتی ہے۔

تسبیح کرنے سے مراد متکلمین کے نزدیک ان چیزوں کا اپنے دلالت کرنا کہ انکا خالق صفات نقصان سے منزہ اور بری اور صفات کمال اور نعوت جلال سے موصوف ہے یعنی تسبیح بلسان الحال ہے نہ بالمقال۔ بعض کہتے ہیں بعض چیزیں بان سے تسبیح کرتی ہیں علماء انسان ملائک جن وغیرہ اور بعض بلسان الحال۔ بعض کہتے ہیں ہر چیز کی اپنی ایک خاص بان سے جو اسکو عطا کی گئی ہے اسکی تسبیح و تقدیس کرتی ہے جمادات اپنی زبان حمادی سے کرتے ہیں کہ ہی جمادات کی تسبیح بعض روشن ضمیروں کو بھی سنائی جاتی رہی چنانچہ کبار صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں کنکروں کی تسبیح سنائی دی گئی۔ اور نیز عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کنا نسمع تسبیح الطعام وہو یوکل (رواہ البخاری) کہ ہم کھانے میں

کھانے کی تسبیح سُنا کرتے تھے۔ اور نباتات بان نباتی سے تسبیح کرتے ہیں چنانچہ مسجد نبوی میں کھجور کا ٹھنڈ جو مسجد کا ستون تھا جس پر آپ سہارا لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے حضرت کے فراق میں رویا اور اسکا رونا سب کو سُنائی دیا (رواہ البخاری) اور رہے حیوانات پرند اور غیر پرند سو انکے عجائب احوال ہیں بات کی صریح دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ نے انکو ایک قسم کی گویائی اور ادراک عطا کیا ہے اور وہ اللہ کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں اور اللہ نے ہر ایک کو اپنی نماز و تسبیح فطرتی طور پر تعلیم فرمائی ہے کل قد علم صلوٰتہ و تسبیحہ اور اسی لئے بعد میں فرمایا واللہ علیم بما یفعلون۔ اسکے بعد مبدأ و معاد کا مسئلہ ظاہر کرتا ہے وللہ ملک السمٰوٰت والارض کہ ہر چیز کا وجود اسی کی طرف ہے اور اسی کے قبضہ میں ہے اسی لئے اسکو تسبیح و تقدیس کل احتیاج والی اللہ المصیر اور پھر اسکے پاس جانا ہے اسلئے اسکی تسبیح و تقدیس ضرور ہے آخر اسی سے کام پڑیگا۔

الم تران اللہ یزجی سحابا یہ **دوسری دلیل** ہے کہ اللہ بادل پیدا کرتا ہے پھر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو جمع کر کے انکو گھنا بناتا ہے اور ان بادلوں میں سے کس طرف کے ساتھ مینہ برساتا ہے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ مشک کے دہانہ کھلنے میں جس طرح بے تحاشا پانی گر پڑتا ہے اسطرح گرے یہ بھی حکیم و قدیر کی عجب قدرت ہے پھر سہارا اور حکمت دیکھو وینزل من السماء من جبال فیھا من برد کہ انہیں بادلوں سے جو پہاڑ کی مانند ہیں جس طرح مینہ برساتا ہے اسیطرح جسم جامد اولی بھی برسا دیتا ہے جنکو پتھر کہنا بمناسبت من جبال نہایت مناسب ہے۔ سہارا اور بھی قدرت کاملہ ہے کہ پھر ان اولوں کو جسپر چاہتا ہے گرا کر مضرت پہنچاتا ہے اور جسکو چاہتا ہے محفوظ رکھتا ہے۔ اسپر ایک اور قدرت کاملہ و حکمت بالغہ قابل غور ہے کہ بادل سنا برقہ نہ ہے بالابصار کہ اس سرد اور تر جگہ سے کہ جہاں سے اولے اور مینہ برستا ہے بجلی بھی ظاہر کرتا ہے درحالت آتش کی وضع ہے پھر وہ اسطرح سے کہ نہ تو اسکو دیکھنے والے بھی آنکھ بند کر لیتے ہیں آنکھیں چوندھیا جاتی ہیں اسکے دیکھنے کی تاب نہیں لاتیں۔ پھر عاقل بصیر ان سب چیزوں سے اس قادر حکیم کا جلوہ دیکھ سکتا ہے کہ جس سے عقل کی آنکھیں نہیں چوندھیاتیں بلکہ اور بھی اس نور عقلی سے روشن ہو جاتی ہیں۔ کلام میں بلاغت بھی کس درجہ کی ہے کہ مینہ کا سارا سماں بندھ دیا۔

واللہ یقلب الیل والنہار یہ **تیسری دلیل** ہے کہ اللہ ہی رات دن کو بدلتا ہے رات کے بعد دن دن کے بعد رات لاتا ہے اور پھر ہر ایک کو چھوٹا بڑا کرتا ہے۔ گرچہ یہ آفتاب کی حرکت سے ہے مگر آفتاب کی حرکت بھی تو اسی کے یدقدرت میں ہے۔ تمام اسباب کا سلسلہ انجام کار اسی کی طرف منتہی ہوتا ہے اسلئے اسکے بعد ارشاد فرماتا ہے ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار کہ انہیں انکے لئے عبرت ہے جو چشم بصیرت رکھتے ہیں۔ وہی ان دلائل سے بانی عالم کا وجود اور اسکے صفات کاملہ سمجھنے کے بعد یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ دنیا میں جسقدر نعمتیں ہیں اسکے ہاں سے ہیں وہی مینہ برسا کر دنیا کو آباد کرتا ہے اور سب کے اسباب وہی مہیا کر دیتا ہے اور نیز یہ بھی کہ اسکی رحمت ناشکری کے وقت زحمت بھی ہو جاتی ہے بادلوں میں سے پانی بھی برساتا ہے مگر وہیں بجلی اور اولے بربادی کے بھی سامان مہیا کر رکھے ہیں۔ اور نیز دولت کے بعد افلاس اور زوال کے بعد اقبال صحت کے بعد تندرستی یہ سب باتیں رات دن کی الٹا پلٹی کی طرح وہی الٹتا پلٹتا ہے۔

واللہ خلق کل دابۃ من ماء الخ یہ **چوتھی دلیل** ہے کہ اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا پھر کسیکو پیٹ کے بل کسیکو دو پانوں پر کسیکو چار پانوں پر چلایا یہ خلاف اور یہ پیدائش بھی اسی صانع حکیم کا فعل ہے نہ طبیعت مائیہ کا نہ کسی اور کا۔ **سوال**۔ بہت سے جاندار پانی سے نہیں پیدا ہوئے جن آگ سے ملائکہ نور سے آدم خاک سے اور نیز مواد ارضیہ سے بھی حیوانات کو پیدا ہوتے دیکھا ہے۔ **جواب** من ماء صلہ کل دابۃ کا ہے نہ خلق کا یعنی جو جانور پانی سے بنتی ہیں انکو اللہ نے بنایا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اصل جمیع مخلوقات کی پانی ہے پھر کس پانی سے اور عناصر پیدا ہوئے جیسا کہ جلد ثانی میں ہے تفصیلاً کیا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دابۃ سے مراد زمین پر چلنے والے جانور ہیں پس جن اور ملائکہ انمیں داخل نہیں اور انکی پیدائش بیشتر پانی سے ہے۔ من ماء کو نکرہ لا کر یہ بتا دیا کہ ہر نوع دابہ کو اس پانی سے پیدا کیا جسکی ساتھ وہ مخصوص ہے۔ بعض جانور پیٹ کے بل چلتے ہیں سانپ وغیرہ بعض دو پانوں سے انسان وغیرہ بعض چار سے گائے بھینس گھوڑا وغیرہ اور بھی عجائب مخلوقات ہیں یا کسیکے چار سے زیادہ پانوں ہیں کھنکھجورا وغیرہ تو ان سب کی طرف یخلق اللہ ما یشاء ان اللہ علی کل شئ قدیر میں اشارہ کر دیا

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ

اور کہتے ہیں ایمان لائے ہم اللہ اور رسول پر اور فرمانبرداری کرنیکے پھر اسکے بعد بھی انمیں سے ایک فریق پھر جاتا ہے۔ اور وہ تو ایمان والے ہی نہیں۔ اور جبکہ وہ اللہ اور اسکے رسول

وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ۝ وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ۝ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا

کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ انمیں فیصلہ کیا جائے تو جبھی ایک فریق انمیں سے منہ موڑ لیتا ہے۔ اور اگر انکو کچھ پہنچتا ہو تو اسکے پاس گردن جھکا کر آتے ہیں۔ کیا انکے دلوں میں بیماری ہے یا شک میں پڑے ہیں

أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

یا ہیں ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اسکا رسول انپر ظلم کریگا۔ بلکہ وہی ظالم ہیں۔ مؤمنوں کی بات تو یہی تھی جبکہ وہ اللہ اسکی رسول کیطرف بلائے جاویں کہ

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

انکے جھگڑے چکا دیں (تو) کہ وہ یہ کہیں سن لیا اور مان لیا اور یہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں۔ اور جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتا ہو اور اللہ سے ڈرتا اور اس سے بچتا رہتا ہو وہی کامیاب ہوتا ہے۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُل لَّا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَّعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا

اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تمکو حد یہ کہ اگر تو انہیں حکم دیگا تو نکل پڑینگے۔ کہہ قسمیں نہ کھاؤ۔ حکم باری چاہیئے دستور کے موافق۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ کہہ اطاعت کرو اللہ اور

الرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝

رسول کی۔ پھر اگر پھر جاویں تو پیغمبر پر تو وہی ہے جسکا وہ ذمہ سونپا گیا اور تمپر وہ جسکا تمہارا ذمہ برابر کیا گیا۔ اور اگر اسکا کہا مانوگے تو ہدایت پاؤگے۔ اور رسول پر بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ کھول کر پہنچا دیوے۔

تفسیر

ان دلائل کے بعد جو انسان کے دل میں نورانیت اور سرور سرمدی پیدا کرتی ہیں چند گمراہ ازلیوں کا تذکرہ کرتا ہے جو ظلمات میں مبتلا ہیں اور ان ظلمات کے سبب فی الواقع ذرا ذرا سی باتوں میں بھی رسول کریم کے اتباع کرنے سے دل چراتے اور حیلہ بہانہ بناتے ہیں۔ یہ چند منافق تھے جو مدینہ منورہ میں رہتے تھے انہیں کیطرف ان آیات میں وہ سخن ہے کہ یہ لوگ منہ سے ایمان و فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہیں اور موقع پر آکر منہ موڑ جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ مومن نہیں اور جب کسی باہمی فیصلہ کیلیے انہیں اور انکے رسول کے حکم ماننے کے لیے بلائے جاتے ہیں تو انکار کر جاتے ہیں اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا تو رسول کے پاس دوڑے آویں پھر کیا انکے دل میں مرض نفاق ہی یا شک میں پڑے ہوئے ہیں یا یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ اور اسکا رسول انپر ظلم کریگا؟ بلکہ وہی ظالم ہیں جو ایسی بدگمانی رسول اور اللہ کیطرف جائز رکھتے ہیں۔ ایماندار وں کی یہ شان نہیں بلکہ انکی یہ شان ہے کہ جب انکو اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاوے یعنی کوئی حکم دیا جاوے تو سمعنا و اطعنا کے سوا اور کچھ نہ کہیں یعنی یہی کہیں کہ ہم حکم بردار ہیں۔ اس سرزنش کے بعد وہ منافق قسمیں کھا کر یہ کہتے تھے کہ اگر آپ ہمیں وطن سے نکلجانے کا بھی حکم دینگے تو ہم تعمیل کرینگے یعنی ہم دل سے مطیع ہیں فرمایا کہدے کیوں جھوٹی قسمیں کھاتے ہو وطن سے نکلنے کا کوئی حکم نہیں دیتا دستور کے موافق طاعت کا اللہ اور رسول حکم دیتا ہے اسی پر قائم رہو اور یہ بھی قائم نہ رہوگے تو رسول پر کچھ نہیں وہ پہنچا چکا اسکا بار تمہیں پر ہے۔

اب یہیں مختلف روایات ہیں کہ ان آیات میں کون منافق مراد ہیں اور کس خاص معاملہ کی طرف اشارہ ہے؟ مقاتل کہتے ہیں بشر منافق مراد ہے اسکا ایک یہودی سے جھگڑا تھا جسمیں وہ حق پر نہ تھا اسلئے کہتا تھا کہ اسکا فیصلہ کعب بن اشرف سردار یہود کریگا یہ جانتا تھا کہ وہ دغاباز ہے اسلئے وہ کہتا تھا کہ آنحضرت کیطرف چلو متحاک کہتے ہیں صغیرہ بن وائل منافق اور حضرت علی بن ابی طالب میں ایک زمین کی بابت نزاع تھی علیؓ نے کہا آنحضرت سے فیصلہ کراؤ اسنے انکار کیا واللہ اعلم۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ

اللہ نے تم میں سے ایمانداروں اور اچھے کاموں کرنیوالوں کے لئے وعدہ کر لیا ہے کہ انکو ملک میں حاکم کریگا جیسا کہ اپنے پہلوں کو حاکم کیا تھا اور غالب کریگا انکے لئے

دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ

اُس دین کو جسکو انکے لئے اسنے پسند کیا ہے اور انکے خوف کے بعد انکو امن بدل دیگا میری عبادت کریگے میرے ساتھ کسیکو بھی شریک نہ کرینگے - اور جو اسکے بعد ناشکری کریگا سو وہی

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ ع ۱۳

فاسق ہیں - اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے - کافروں کو یہ نہ سمجھ کہ وہ ملک میں عاجز کر دینگے - اور انکا ٹھکانا آگ ہے اور بری جگہ ہے وہی کی -

لیستخلفنهم جواب قسم مضمرلے وعدہم واللہ لیستخلفنہم یعبدوننی ✤ تفسیر ✤ حال من الذین او استیناف - لایشرکون حال من الواو لے یعبدوننی غیر مشرکین

پہلے فرمایا تھا کہ جو اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں وہی فلاح پاوینگے وہی کامیاب ہونگے آخرت کی کامیابی تو متعدد مقامات پر بیان ہو چکی تھی اب یہاں دنیا کی کامیابی بیان فرماتا ہے بقولہ وعد اللہ الخ اور اس وعدہ کے بعد پھر ان مسلمانوں کو کہ جنکے لئے خلافت و امامت اور زمین پر حکومت و شوکت کا وعدہ کیا ہے واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ کا حکم دیتا ہے کہ زمین پر اقتدار پاکر اور سلطنت و شوکت حاصل کر کے بنی اسرائیل کی طرح خدا اور اسکے رسول سے برگشتہ نہو جانا بلکہ نماز و روزہ اور جمیع امور میں اسکے احکام کی پابندی کرنا انکی طرف واطیعوا الرسول میں اجمالاً اشارہ ہے تاکہ تم پر رحم کیا جاوے ورنہ قہر الٰہی میں مبتلا ہو گے شوکت و سلطنت چھین لیجاویگی اور جو دنیا میں اقتدار پاکر خدا سے سرتابی کرتے ہیں اور تکبر میں اگر دین کی پروا نہیں کرتے انکو سمجھ نہ سمجھ کہ وہ خدا کے قبضہ میں نہیں ہے دنیا میں بھی وہ رسوا ہونگے اور آخرت میں بھی انکا ٹھکانا جہنم ہے - اور نیز اس فقرہ لاتحسبن الخ میں مسلمانوں کو تسلی دیتا اور اپنے وعدۂ خلافت کا وثوق ظاہر کرتا ہے کہ اے مسلمانوں آج جو تم کفار سے دبے ہوئے ہو اور تمہارے مقابلہ میں روم و ایران وغیرہ بڑی بڑی سلطنتیں ہیں یہ سب ہمارے بس میں ہیں انکو ہم مغلوب و مقہور کرنے پر قادر ہیں -

حاکم نے بسند صحیح اور نیز طبرانی بھی ابی بن کعب سے (اس آیت کے شان نزول میں) یوں روایت کی ہے کہ حضرت صلعم جب ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو تمام عرب دشمن ہو گیا مسلمان ہر وقت خوف کی حالت میں ہتھیار بند رہا کرتے تھے اور آرزو کیا کرتے تھے کہ کبھی ایسے بھی دن آئینگے کہ ہم امن سے رات کو سویا کرینگے کہ بجز خوف خدا اور کسیکا خوف نہ ہوگا اسی حالت میں الٰہی تسلی دینے کیلئے یہ آیت نازل ہوئی فیصدقہ جنگ احزاب میں قریب مسلمانوں پر از صد تخلیف و سخت خوف کے ہر طرف تھا ابو داؤد الطیالسی بھی ایسا ہی روی ہے اور ابن ابی حاتم نے بھی ایسا ہی کچھ نقل کیا ہے

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اُس وقت کے مسلمانوں سے جو نیک تھے بطور پیشین گوئی بھی وعدہ کرتا ہے کہ ہم انکو زمین پر اسطرح سے خلیفہ کرینگے یعنی سلطنت و حکومت دینگے کہ جسطرح تم سے پہلوں کو دی تھی حضرت سلیمان و داؤد علیہما السلام وغیرہم کو اور انکے حق پسند دین پر انکو قادر کرینگے کہ آزادی سے وہ اپنے مذہب کی پابندی کرینگے کسیکی روک ٹوک نہو گی ہر طرح سے اس مذہب کے پھیلانے پر قادر ہونگے اور جو خوف جو انکو دشمنوں کا رہتا ہے اسکو دور کر کے اسکے بدلہ میں امن دینگے کسی سے نہ ڈریں گے کہ دین کو مخفی کریں یعبدوننی میری عبادت کیا کرینگے اور مجھسے کیسکو شریک نہ کرینگے یعنی بے کھٹکے عبادت توحید کو بجا لائینگے اور نیک ہونگے اور جو اسکے بعد ناشکری کریگا وہ فاسق ہی سمجھا جاویگا -

صدق اللہ العلی العظیم اُسنے یہ وعدہ پورا کیا آنحضرتؐ کو جنگ احزاب کے بعد غلبہ دیا اور پھر آپکے بعد حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے عہد خلافت میں نہ تنہا عرب بلکہ روم و ایران وغیرہ سرسبز سلطنتیں بھی انکے ہاتھ میں دیں اور نہایت امن کے ساتھ انکے زمانوں میں دین اسلام کی اشاعت و ترقی ہوئی - اس آیت سے خلفاء اربعہ کی خلافت کا برحق ہونا صاف صاف ثابت ہوتا ہے - خوارج کا قول باطل ہے جو وہ حضرت عثمانؓ و علیؓ کو خارج کرتے ہیں اسطرح شیعہ کا قول بھی غلط ہے جو وہ خلفاء ثلثہ کو خارج سمجھتے ہیں کیونکہ فتوحات اسلام تو انہیں حضرات کے عہد میں ظہور میں آئیں اور حضرت علیؓ انکے عقیدہ کے موافق تقیہ کرتے تھے انکو امن حاصل نہ ہوا وہ اس آیت کے مصداق ہو نہیں سکتے اور اسطرح باقی ائمہ اثنا عشر انکو سرے سے حکومت ہی نہیں ملی اور وہ بھی خوف سے تقیہ کرتے رہے انکے مہدی تو آجتک ڈر کے مارے کسی غار میں چھپے بیٹھے ہیں - افسوس بعد میں مسلمانوں نے فسق و فجور اختیار کیا وہ شوکت و قوت بھی انکی نہ رہی اور اب بھی باز نہیں آتے مسلمانوں کی ترقی اور قومی شوکت کا یہی سبب ہے جس سے آج کل کے ریفارمر غافل ہو کر اور اور اسباب ترقی تلاش کر رہے ہیں اللھم ارحم المسلمین و ہدیٰ سالہم -

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ

اے ایمان والو چاہئے کہ اجازت لیکر آیا کریں تم سے تمہارے غلام اور تمہارے وہ لڑکے جو حد بلوغ تک نہیں پہنچے تین وقت اجازت لینا چاہئے۔ صبح کی نماز سے پہلے اور

تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ۭ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ

دوپہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار کر رکھتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد۔ یہ تین وقت تمہاری بے پردگی کے ہیں۔ انکے بعد نہ تم پر کچھ گناہ ہے نہ انپر کہ آپس میں

عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا

ایک دوسرے کے پاس آیا جایا کرے۔ اسطرح کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے اپنی آیتیں۔ اور اللہ خبردار حکمت والا ہے۔ اور جب تمہارے لڑکے حد بلوغ کو پہنچ جاویں تو انکو بھی اجازت لیکر آنا چاہئے جیسے

اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا

انسے پہلے لوگ اجازت لیتے آئے ہیں۔ اسطرح کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے اپنی آیتیں اور اللہ علیم حکیم ہے۔ اور وہ عمر رسیدہ عورتیں کہ جنکو نکاح کی رغبت نہیں رہے

فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ۭ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

سو انپر کچھ گناہ نہیں اگر وہ اپنے کپڑے اتار دیا کریں نہ یہ کہ مقامات زینت کھول دیویں۔ اور اگر اس سے بھی بچیں تو انکے لئے بہتر ہے۔ اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

ثلث مرات فی الاصل مصدر وقد استعملت ظرفا فعلی ہذا نصبہا علی الظرفیۃ ❖ تفسیر ❖ والعامل لیستاذنکم والقواعد جمع قاعد عن النکاح ودامن تعود فقاعدۃ۔

منجملہ اطاعت اللہ اور اسکے رسول کے ایک یہ ہے ان واجازت کا مسئلہ ہے۔ ان آیات میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو ادب سکھاتا ہے جو بیر المنزل کے متعلق ایک بڑا اہم مسئلہ تھا جس سے آجتک تمام کتب الہامیہ خالی تھیں۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایکبار آنحضرت صلعم نے ایک انصاری کے لڑکے کو حضرت عمرؓ کے بلانے کو بھیجا دوپہر کا وقت تھا عمرؓ سوتے تھے وہ گھر میں گھس گیا اور عمرؓ کو بیدار کیا عمرؓ کا کپڑا کچھ کھل گیا تھا اسمیں خیال آیا کہ انکے آنے جانے کی بابت بھی کاش خدا تعالیٰ کوئی حکم نازل کرے حضرت صلعم کے پاس آئے تو آتے ہی حضرت نے یہ آیت سنائی شاید اس آیت کے سنانے کیلئے بلایا ہو مقاتل کہتے ہیں ہمارا بہت شروع کا ایک لڑکا تھا وہ گھر میں ایکبار ایسے وقت آیا جو ہم کو ناگوار معلوم ہوا اسنے آنحضرت سے ذکر کیا تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (معالم)

ہمکا خلاصہ یہ ہے کہ غیر مرد اور اجانب جو ان یا بالغوں کو تو اجازت لیکر آنیکا پہلے حکم ہو چکا تھا بقولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اہلہا الآیہ اب رہے تھے لڑکے بالے جو حد بلوغ تک نہیں پہنچے جنسے عادتاً پردہ نہیں کیا جاتا وہ اپنے گھر کے ہوں یا بیگانے اور اسیطرح اپنے غلام اور لونڈی سے بھی آنے جانے میں پردہ نہیں ہوتا کیونکہ خادم ہیں ہر وقت آقا کے پاس آتے جاتے ہیں۔ بس اس بارہ میں کوئی حکم نہیں آیا تھا لیکن مسلمانوں کو بے وقت آنا انکا بھی ناگوار معلوم ہوتا تھا اور ہونا بھی چاہئے بھلا کس کا دل چاہتا ہے کہ سونے کے وقت جبکہ کپڑے اتارئے ہوں کوئی ہوشیار لڑکا کو بالغ ہوا ہو خواہ وہ اپنا عزیز ہی کیوں نہ ہو یا اپنا غلام بے محابا چلا آوے؟ اسلئے انکے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اے ایمان والو چاہئے کہ تمہارے غلام اور نابالغ لڑکے تین وقتوں میں تم سے اجازت لیکر آیا کریں صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے وقت جبکہ کپڑے اتارئے جاتے ہیں (یہ گرمی میں گرم ملکوں میں عام عادت ہے) اور نماز عشا کے بعد۔ ان اوقات کے بعد پھر اور وقتوں میں بے اجازت اور بے اطلاع آنے جانیکی کچھ ممانعت نہیں۔ اور وہ لڑکے جب بالغ ہو جاویں تب انکو ہمہ وقت اسیطرح سے اذن لیکر آنا چاہئے کہ جسطرح اُنسے بڑے اور بالغ لوگ اذن لیکر آیا کرتے ہیں کما استاذن الذین من قبلہم سے یہی مراد ہیں نہ کہ پہلی اُمتوں کے لوگ۔ آن خاص وقتوں کے علاوہ جبکہ بے اذن و بے اطلاع آنیکی غلاموں اور لڑکوں کو اجازت دیگئی تو اسکے ساتھ گھر میں عورتوں کو کس حال میں رہنا چاہئے؟ اسکی بھی تشریح کر دی۔ یہ نہیں کہ جوان عورت گھر میں ننگ دھڑنگ پھرے یا ستر غلیظ ڈھانکنے کیلئے کوئی کپڑا باندھ رکھا باقی برہنہ رہے جیسا کہ بعض تو صلحین دستور ہی نہیں بلکہ گھر میں بھی ستر پردہ کے کپڑے پہنے رہے والقواعد من النساء یعنی ہاں بڑی بوڑھی عورتوں کو اوڑھنا یا چادر اتار دینے کچھ مضائقہ نہیں اسطرح پر کہ چھپانے کے اعضاء نہ کھلیں اور اگر گھر میں بھی سر کی اوڑھنی وغیرہ نہ اتارا کریں تو بہتر ہے۔ عواقب امور کو اللہ جانتا ہے۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ

نہ اندھے پر کچھ گناہ ہی اور نہ لنگڑے پر اور نہ بیمار پر اور نہ خود تم پر اسباحین کہ تم اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ

أَوْ بُيُوْتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أُمَّهٰتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَخَوٰتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَخْوَالِكُمْ

یا اپنے باپ کے گھروں سے یا اپنی ماں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے

أَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ أَوْ صَدِيْقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوْا جَمِيْعًا أَوْ أَشْتَاتًا ۚ فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا

یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اُن گھروں سے کہ جن کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہوں یا اپنے دوست کے گھر سے۔ پھر کچھ گناہ نہیں کہ ملکر کھاؤ یا الگ الگ پھر جب گھروں میں داخل ہونے لگو

فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ع

اپنے لوگوں پر سلام کہو جو مبارک اور عمدہ دعا ہو اللہ کیطرف سے اسطرح سے بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے آیتیں تاکہ تم سمجھو

تحیۃ مصدر من معنے سلموا لان سلم وحیا یعنی من عند اللہ ❊ تفسیر ❊ ظرف مستقر صفۃ التحیۃ

اجازت اور گھروں میں جانیکا ذکر آیا تھا اسلئے اسکے بعد باہم موالکت و مشارکت کے مسئلہ کو بھی طے فرما دیا بقولہ لیس علی الاعمی حرج الخ علامہ زمخشری نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ مسلمان ہمیں یہ دستور تھا کہ کسی اندھے یا لنگڑے یا بیمار کو کھانا کھانے کیلئے اپنے باپ وغیرہ اقارب کے گھر لیجا کر کھانا کھلوایا کرتے تھے مگر وہ لوگ اپنے تقوی و دیانت سے اسمیں تردد کرتے تھے کہ یہ ہم کو بیگانہ گھروں میں کھانا کھلاتے ہیں انکی اجازت لغیر رب یہ آیت نازل ہوئی کہ اسکا کچھ مضائقہ نہیں یعنی درست ہے۔

اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ لوگ اندھے اور بیمار اور لنگڑے کے ساتھ ملکر کھانا کھانے میں تامل کرتے تھے اور نیز ان گھروں سے بھی کھانے میں تامل ہوتا جسکی چند وجہ بیان کی ہیں۔ اندھے کیساتھ اسلئے کہ اسکو کھانے میں امتیاز نہیں رہتا اور لنگڑے کے ساتھ اسلئے کہ مجلس طعام میں اسکی نشست حرج انداز خیال کیجاتی تھی اور بیمار سے تو نفرت طبعی ہوا ہی کرتا ہے۔ پس خدا تعالی نے رخصت دی صاف معنی یہ ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ الخ تو تقوی و پرہیزگاری کیوجہ سے لوگوں کو یہ بات پیدا ہو گئی کہ اپنی ہی گھر سے کھانا چاہئے جو عقد دار الرہن و متوکی گھر سے کھانا بلا سبب انکمال کھانا ہے اور اسی احتیاط سے اندھے کے ساتھ اور بیمار اور لنگڑے کے ساتھ شترک کر کے نہ کھاتے تھے کہ اندھے کو اچھا تو نہ سوجھے اور میں کھا جاؤں اور بیمار اپنا پورا حصہ نہ کھا سکیگا اور لنگڑے کے آنمیں دیر ہونا معمولی بات ہے مبادا اوس سے پیشتر کھایا جاوے اور نیز وہ اچھی طرح بیٹھ بھی نہیں سکتا کہ پورا حصہ کھاوے اور نیز چند آدمی باہم ملکر بھی اسی خیال سے نہ کھاتے تھے کہ مبادا حصہ سے زیادہ کھایا جاوے اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ حرج و دقت کی بات ہے شرع نے تم کو تنگ نہیں کیا ہے اسلئے اندھے اور بیمار اور لنگڑے کو اور خود تم کو اجازت ہے کہ جب ستور قوم اپنے گھروں سے اور اپنے رشتہ دار کے گھروں سے اور اپنے دوستوں کے گھروں سے اور نیز اُسکے گھر سے کہ جس نے تمکو اپنی کنجیاں دیکر مختار کر دیا ہے باہم ملکر کھاؤ یا جدا جدا کسلئے کہ عرب میں عادت اور دستور تھا کہ وہ اپنے غریزوں دوستوں کے کھانے سے خوش ہوا کرتے ہیں سو یہ بمنزلہ اجازت کے ہے۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ جہاں دستور نہ ہو یا یہ معلوم ہو کہ ہمارے کھانے سے یہ ناخوش ہوگا تو ہرگز جائز نہیں کہ اُسکی اجازت بغیر اُسکے گھر سے کھائے۔ ان تاکلوا من بیوتکم اپنے گھروں سے کھانے کی جو اجازت دی حالانکہ اجازت کی کوئی بھی ضرورت نہیں تو اسلئے کہ اپنے گھروں سے مراد اپنی بیویوں کے گھر ہیں یا اپنی اولاد کے گھر اور اسلئے بیویوں اور اولاد کے گھر کو ذکر آیت میں نہیں آیا فاذا دخلتم بیوتا الخ پھر جب تم ان گھروں میں کھانا کھانے جاؤ تو اول سلام کہہ لیا کرو گویا یہ اجازت مانگنا ہے علی انفسکم سے مراد اپنے لوگ ہیں کیونکہ احباب رشتہ دار بمنزلہ ایک جان کے ہیں اور جو وہاں کوئی نہ ہو تو خود اپنے اوپر سلام کہو السلام علینا من قبل ربنا کیونکہ فرشتہ جواب دیتے ہیں اور یہ سلام کہنا جس میں سلامتی کی طرف اشارہ ہے اور نیز یہ اسکا نام ہے اور مذہب اسلام سے یہ خبر دیتا ہے تمہارے رب کی طرف سے مبارک دعا اور سلام ہے نہ کہ بندگی و کورنش وغیرہ۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ

سچے تو وہی ہیں کہ جو اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لائے ہیں اور جب اسکے ساتھ کسی جمع ہونیکے کام میں ہوتے ہیں تو جبتک اس سے اجازت نہیں لیتے جاتے نہیں۔ جو لوگ اے رسول

يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ

تجھسے اجازت لیتے ہیں وہی ایمان رکھتے ہیں اللہ اور اوسکے رسول پر۔ پھر جو اپنے کسی کام کیلئے تجھسے اجازت مانگیں تو انمیں سے جسکو چاہے اجازت دیدے اور اُنکے لئے اللہ سے معافی مانگ

لَهُمُ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ

بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ رسول کا پکارنا ایسا نہ ٹھہراؤ کہ جیسا تم میں سے ایک دوسرے کو بلایا کرتا ہے۔ اللہ جانتا ہے اُن کو جو موقع پاکر نکل جاتے ہیں

مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

سو اُنکو ڈرنا چاہئے جو اسکے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں اسبات سے کہ اُنپر کوئی آفت آوے یا اونکو عذاب الیم پہونچے دیکھو اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ع ۹ ۱۵

اور زمین میں ہے اللہ جانتا ہے جس حال کہ تم ہو اور جسدن کہ وہ اوسکے پاس پھیر جاوینگے تو وہ اُنکو بتلاویگا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے اور اللہ کو ہر بات معلوم ہے۔

دعاء الرسول المصدر مضاف الی المفعول۔ اے دعائکم الرسول ❁ لواذا مصدر فی موضع الحال بمعنی ان یکون منصوبا بیتسللون ۔ ❁ ۔

رسول کی اطاعت کے بارہ میں مدنیہ کے منافقوں کی مذمت کرتا ہے جو وہ اوس سے پہلوتہی کرتے تھے اس مناسبت کے لئے سورہ کا تتمہ اسی قسم کے آداب پر کرنا اُنکے دلمیں کیفیت نورانی کا پیدا کردینا ہے اور ان سب امور کے مصالح اور حکمتوں کی طرف اللہ بکل شئی علیم میں اشارہ کردیا۔ اور علم چونکہ نور ہے اسلئے ختم کلام اُسکے ساتھ کیا ابن اسحاق اور بیہقی نے دلائل میں عروہ و محمد بن کعب قرظی وغیرہما سے روایت کی ہے کہ غزوہ احزاب کے ایام میں ابوسفیان قریش کو لیکر چڑھ آیا اور رومہ کنوئیں کے پاس اترا اور ادہر قبیلہ غطفان نے آکر احد پہاڑ کے نیچے ڈیرہ ڈالدیا مدنیہ پر چڑھ کر نیکے لئے حضرت صلعم نے خبر پاکر مدینہ کے ارد گرد خندق کھودنیکا حکم دیا خود بنفس نفیس اور مسلمان بھی اسمیں شریک ہوئے مگر منافقوں نے پہلوتہی کی ذرا سی بات کا بہانہ کرکے بغیر اجازت و اذن رسول کریم کے چلے جایا کرتے تھے اور جو کسی مسلمان کو کوئی ضرورت پیش آتی تھی تو اسسے اجازت لیکر جاتا اور کام سے فارغ ہوکر پھر شریک ہوجاتا تھا تب اللہ تعالی نے اون منافقوں کی مدم میں آیت نازل فرمائی انما المومنون الذین الخ اور ضمناً انمیں منافقوں کی مذمت ہے کہ وہ جو اسکا خلاف کرتے ہیں حقیقی مومن نہیں ہیں۔ ان اللہ غفور رحیم میں اسطرف اشارہ بھی کردیا کہ ایسے ضروری کام میں اذن لیکر جانا گو جائز ہے مگر ترک بھی معافی مانگنا چاہئے امر جامع یعنی وہ کام جو اجتماع کو واجب ہے امر کو جامع علی سبیل المجاز کہا گیا۔ پھر اس امر جامع کی تفسیر اونکی گئی ہے کہ ایسا کام جسمیں مسلمانوں کا مجمع ضروری سمجھا جاوے جیسا کہ مخالفین سے لڑائی یا کوئی تعمیر وغیرہ کے متعلق ایسا کام جسمیں علم منعقد ہو۔ یا کوئی مشورہ اور اسمیں جمعہ اور عید بھی شامل ہیں جب امر جامع میں سردار کی اطاعت کا حکم دیا اور مخالفت سے منع کیا تو سردار کے متعلق آداب کا بیان کرنا ہی مناسب ہوا کیونکہ سردار کی عظمت بغیر کوئی امر جامع منعقد ہوگا فقال لا تجعلوا دعاء الرسول الخ ابن قیم نے ابن عباس سے بطریق صحاک یعنی نقل کیا ہے کہ لوگ آنحضرت صلعم کو یا محمد یا ابا القاسم نام لیکر پکارا کرتے تھے جسطرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارا کرتا تھا اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ اسطرح نہ پکارو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہکے۔ اسیطرح اور بزرگان دین کے ساتھ بھی ادب ملحوظ رکھنا لازم ہے قد یعلم اللہ الخ یہاں اوپر منافقوں کی مذمت کے بعد منافقوں کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ آنکھ بچاکر نکلجانیوالے ہم سے مخفی نہیں رہسکتے رسول کی مخالفت کرنیوالوں کو ڈرنا چاہئے کہ دنیا میں اُنپر کوئی بلا نہ آپڑی۔ بیماری تنگدستی۔ دشمن سے مقہور ہونا مرگ جانکاہ زلزلہ وغیرہ اور آخرت میں دردناک عذاب میں مبتلا ہوجاویں اللہ کو تمھارا سب حال معلوم ہے ما انتم علیہ سے قبضہ قدرت میں آسمان و زمین ہے عذاب بھیجنے پر قادر ہے جواب تم زبان سے جو چاہو لاف زنی کرو مگر جسروز مرکر اسکے پاس جاؤگے وہ تمکو تمھاری سب کرتوت بتلاویگا واللہ بکل شئی علیم۔

سورہ فرقان مکیہ ہی اسمین ستتر ۷۷ ایات اور چھ ۶ رکوع ہین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۝ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اپنے بندے پر دیا بھر کے پر حذف کر کے قرآن نازل کیا۔ اوسنے کہ جسکے قبضہ مین آسمان اور زمین ہے اور اُسنے نہ کسیکو بیٹا بنایا

وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا ۝ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْئًا

اور نہ کوئی اوسکی سلطنت مین شریک ہے۔ اور اوسنے ہر چیز کو پیدا کر کے ایک اندازہ پر کہا۔ اور لوگون نے اُسکے سوا اور معبود مقرر کرلئے کچھ کچھ پیدا کر سکتے ہین۔

وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا ۝

حالانکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہین اور نہ اپنے ذات کے لئے ضرر پر قادر ہین نہ نفع پر اور نہ موت کا اختیار رکھتے ہین نہ زندگی کا نہ مرکر زندہ ہونیکا۔

لیکون کا اسم ضمیر جو عبد کی طرف راجع ہی یا فرقان کی طرف یا اللہ کیطرف ❖ **ترکیب** ❖ بھرتی ہی لیکون کا لام نزل سے متعلق ہے۔

الذی یا تو اول الذی سے بدل ہے یا خبر ہے مبتدا محذوف کی۔ ❖ **تفسیر** ❖ ولم یتخذ جملہ کلام سابق پر معطوف واتخذوا جملہ مستانفہ۔

یہ سورہ مکہ مین ہجرت سے پہلے اوسوقت نازل ہوئی ہی جبکہ مشرکین مکہ کا آنحضرت صلعم پر ہجوم تھا اور وہ حضرت کی رسالت اور قرآن کے کلام آہی ہونے پر طرح طرح کے شبہات کیا کرتے تھے اور بت پرستی کے دریا مین غرق تھے اور خدا تعالی کو اور اوسکی صفات کو غلط طور پر اپنے اوہام باطلہ کے موافق سمجھ رکھا تھا۔ اس سورہ مین ان سبکا جواب ہے اور سورہ نور مین احکام تھے اسلئے اُسکے بعد کسی خاص مناسبت سے قرآن مین یہ سورہ لکھی گئی۔

اول شبہہ اونکا یہ تھا کہ خدا تعالی کو کیا غرض ہی جو اُسنے اپنے بندے پر کتاب نازل کی؟ دوم اگر نازل ہی کرنا تھا تو اپنے کسی اوس بابرکت شخص پر نازل کرنا تھا جسکو اپنی سلطنت کے اختیارات دے رکھے مین جیسا کہ ہمارا معبود ملات مناۃ یا ملائکہ یا عیسایون کے اعتقاد کے موافق حضرت مسیح جنکو وہ خدا کا بیٹا کہتے ہین۔ سوم پھر اس قرآن سے کیا فائدہ ہے؟ پس اِن سب باتون کا جواب اِن آیات مین کس لطف وخوبی کے ساتھ دیتا ہے۔

تبارک الذی یا لیہ اول شبہہ کا جواب ہے کہ اللہ تعالی بڑی برکت والا ہے (قال الزجاج تبارک تفاعل من البرکۃ البرکۃ کثرۃ الخیر وزیادتہ) بندون کو خیر اور بھلائی پر پہونچانا اوسیکا کام ہے پس اوسنے بندونکو بھلائی پہونچانے اور سعادت دارین تک پہونچانے کے لئے اپنے ایک بندے پر یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب بھی کیسی کتاب فرقان یعنی حق وباطل مین فرق کرنیوالی کتاب نازل کی۔ اسمین ضرورت نزول قرآن کی طرف بھی اجمالی اشارہ کیا گیا کہ لوگون کے عقائد اور افعال سلیمہ اور غیر سلیمہ مین تمیز باطلہ سے امتیاز نہین رہا تھا اسی کتاب ہی جو اُنمین فرق کرتی ہی۔ لیکون للعالمین نذیرا مین تیسرے شبہہ کا تفصیلا جواب ہے کہ اس سے ہمارا مقصد یہ ہی کہ عالمین یعنے سب جہان کے لوگونکو متنبہ کردے کہ تمھارے ان عقائد اور اِن افعال پر دنیا و آخرت مین یہ سب مصائب پیش آنے والے ہین اون سے پرحذر ہو۔ اوس عہد مین عرب ہند وروم شام سب ملکون مین کفر وشرک وفسق کا دریا طغیانی پر تھا اسلئے سبکا نذیر آنحضرت کو قرار دیا گیا۔ اس سے صاف ثابت ہی کہ آنحضرت کل عالم کے نبی ہین انسانون کے علاوہ جنون کے بھی

الذی لہ ملک السموات الخ مین دوسرے شبہہ کا جواب اور اُنکے عقائد باطلہ کا رد ہے کہ اُسکے قبضہ مین آسمان وزمین ہین اُسکا کوئی بیٹا ہی نہ اُسکی سلطنت مین کسیکو کچھ حصہ ہے بلکہ ہر ایک شے اوسکے ایک خاص اندازہ سے پیدا کرنیسے پیدا ہوئی ہی سب مخلوق کو اوسسے رشتۂ عبودیت کے سوا اور کوئی رشتہ نہین پھر جب ہین تو اُنپر نازل کرنیکی کیا وجہ قایم ہوسکتی ہے جو وہ محمد سے زیادہ مرتبہ رکھنے کے تمھارے عقادمین مختص ٹھہرے ہوئے ہین واتخذوا الخ بلکہ لوگون نے غلط توہمات سے اُن لوگون یا دیگر چیزونکو خدا کے سوا معبود بنالیا ہی کہ جو کچھ بھی نہین پیدا کرسکتے بلکہ خود پیدا کئے گئے ہین اور خدائی کیلئے بڑا بیوقوف ہونا ہی کہ وہ پیدا کرتا ہو کوئی چیز کو کسینے پیدا کیا ہو۔ اسسے بڑھکر یہ ہی کہ خاص اپنے نفع نقصان کا بھی نہین اقتدار نہین اور نہ کسیکو مار سکتے ہین نہ جلا سکتے ہین

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَاۗءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۝ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ

اور کافروں نے کہدیا کہ کچھ نہیں یہ قرآن مگر جھوٹ کہ جسکو گھڑ لیا ہے اور دیگر لوگوں نے اسمیں اسکا ساتھ دیا ہے۔ پس وہ منکر تو ظلم اور جھوٹ پر اُتر آئے اور کہنے لگے کہ قرآن ہے اگلوں کی کہانیاں

اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَقَالُوْا

کہ جنکو لکھوا لیا ہے سو یہی اسپر صبح و شام پڑھا جاتا ہے تو کہدے کہ اسکو تو اوسنے نازل کیا ہے جو آسمانوں اور زمین کی مخفی باتیں جانتا ہے۔ کیونکہ بخشنوالا مہربان ہے۔ اور منکر کہتے ہیں

مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ

کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا اور بازاروں میں پھرتا ہے۔ اسکے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجدیا گیا۔ کہ اُسکے ساتھ رہ کر ڈرسنایا کرتا یا اُسکے پاس کوئی خزانہ آپڑتا

اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا

یا اُسکے لئے کوئی باغ ہو جانا کہ جس سے وہ کھایا کرتا۔ اور ظالموں نے کہدیا کہ ای ایماندارو تم نہیں تابع ہوئے مگر ایک شخص جادو کے مارے ہوئے کے۔ دیکھ تو یہ لوگ کسی شانمیں بیان کیسی ہیں پس وہ گمراہ ہو گئے

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝ ع ۱۶

سو رستہ نہیں پا سکتے۔ بڑی بابرکت ذات ہے اگر اسکی کہ اگر چاہے تو (دنیا میں) تیرے لئے اس سے بھی بہتر ایسے باغ پیدا کردے کہ جنمیں نہریں جاری ہوں اور تیرے لئے بلند محل بنا دیوے۔

اکتتبھا کا فاعل ضمیر جو عبد کی طرف راجع ۔ ہ ضمیر فرقان کیطرف راجع ۔ اعانہ کی عبد کی طرف علیہ کی ضمیر افترا کی طرف۔

قوم آخرون اعان کا فاعل ظلما وزورا مفعول ❖ تفسیر ❖ جاؤ کا یا مصدر موضع حال میں

ان آیات میں اُنکے اور چند شبہات کا جواب ہے (۱) قرآن مجید پر اور دوسری طرف سے شبہ کیا کہ محمد نے اسکو از خود بنا لیا ہے اور دیگر لوگ (جس سے انکا اشارہ اہل کتاب کی طرف تھا۔ اسکے اس کام میں مدد گار بنگئے ہیں وہی لوگ انبیاء سابقین کے حالات اور اُنکے شریعتوں کے احکام اُسکو بتاتے ہیں یا اپنی فصیح عبارت میں جمع کر لیتے ہیں۔ آجکل ہی متعصب لوگ یہی کہا کرتے ہیں اس شبہہ کو قال الذین کفروا سے شروع کیا الذین کفروا میں اشارہ کر دیا کہ ایسی بیہودہ باتیں کافر ہی بنایا کرتے ہیں پہلے انبیاء کی نسبت بھی اس سے بڑھکر شبہات کیا کرتے تھے۔ چونکہ یہ شبہہ محض بیجا و بیوجہ ایک بدگمانی پر مبنی تھا اسلئے اسکے جواب میں یہی کہدینا کافی تھا کہ فقد جاؤ ظلما و زورا کہ یہ بڑی بے انصافی اور مکر کی بات ہے کونسا اہل کتاب ہے جو آپکو تعلیم کرتا ہے؟ اور آپ قبل بعثت بہر عرب میں صداقت و راستی سے موصوف تھے دنیا کے معاملہ میں کبھی جھوٹ نہ بولا بھلا خدا کے معاملہ میں جھوٹ بولکر دنیا کو دشمن بناتے ہیں ؟

وقالوا اساطیر الاولین الخ یہ ایک دوسرا شبہہ ہے جو فی الحقیقت پہلے شبہہ کا تتمہ ہے کہ یہ قرآن پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ جسکو فرعون عاد و ثمود وغیرہم لوگوں نے مذکر و نکی طرف انکا ایسا ہی جو قرآن مجید میں نصیحت و عبرت کیلئے ذکر ہوئے ہیں۔ اُسکے جواب میں فرمایا ہے قل انزلہ الذی الخ کہ اسکو اُسنے نازل کیا ہے کہ جو آسمانوں اور زمین کے سرار اور مخفی باتوں سے واقف ہے یعنی جبکہ محمد نہ پڑھے لکھے ہیں نہ کسیکے شاگرد ہیں نہ کہیں باہر ملکوں میں پھر کر آئے ہیں پھر پہلے لوگوں کے حالات صحیح طور پر جنکو اہل کتاب اور تاریخ بھی اس کیفیت سے بیان نہ کر سکتے کہانسے معلوم ہو گئے اور تم کو معلوم ہونے نہیں بلکہ اوسی عالم الغیب نے حضرت کو بتلائے ہیں کیونکہ وہ غفور رحیم ہے اپنے بندہ پر حجت کی جو پہلوں کے عبرتناک حالات نبی کی معرفت کو بتلائے۔ یہیں اسطرف بھی اشارہ ہے وہ غفور رحیم ہے ورنہ اس انکار و افترا میں ہی معلوم کر دیتا۔ (۲) شبہہ یہ تھا کہ رسول فرشتہ خصال ہونا چاہئے کہ جو نہ کھاوے نہ دنیا کے کاروبار کیلئے بازار وغیرہ میں آوے جاوے یا شاذ و نادر فی الحال ایسا ہو کہ جو ہمارے جیسا کھانا نہ کھاوے بلکہ اُسکے پاس کوئی آسمانی خزانہ ہونا چاہئے اور یا کم از کم اُسکے لئے کوئی باغ ہو کہ جسکا کھاوے اور اوسکے نوکر چاکر بازار وغیرہ سے خرید و فروخت کیا کریں۔ یا اُسکے پاس کوئی ایسا باغ ہو کہ ہر طرح سے ویسے وہاں سے کھایا کرے یہ شبہہ قالوا مالہذا الرسول سے یاکل منہا تک ہے۔ اور لولا انزل الیہ ملک الخ اسی شبہہ کی تائید میں ایک نیا شبہہ تھا کہ اسکی تصدیق کے لئے کوئی فرشتہ کیوں نہ بھیجا گیا کہ اُسکے ساتھ رہ کر بھی پیغام پہونچایا لوگوں کو یقین ہو جاتا۔ وقال الظالمون الخ یہ انکا ایک اور طعن تھا کہ جب اُسکے پاس خزانہ غیبی ہے نہ باغ تو دیوانہ ہے اسپر کسیکے سحر کر دیا اس جادو کے مارے ہوئے ہیں۔ اسکے جواب میں اللہ تعالیٰ حضرت کی تسلی کرتا ہے کہ انظر کیف ضربوا۔ دیکھتہ بدبخت تجھے کیا کیا کہتے ہیں گمراہ ہیں راہ راست نہیں پا سکتے۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۚ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝ وَاِذَآ

بلکہ اُنہوں نے قیامت کو جھوٹھ جانا اور ہم نے قیامت کے جھوٹھ جاننے والیکے لیئے دوزخ تیار کر رکھی ہے جب اسکو دور سے دیکھیں گے تو انکھا اسکی پرجوش و خروشش آواز سنینگے اور جبکہ

اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝ قُلْ اَذٰلِكَ

وہ اسکے کسی تنگ مکان میں ہاتھ پاؤں جکڑکر ڈالدیے جائینگے تو وہاں موت کو پکاریگے۔ (کہا جاویگا) آج ایک موت کو کیا پکارتے ہو بہت سی موتوں کو پکارو۔ کہہ کیا یہ

خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاۗءً وَّمَصِيْرًا ۝ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ۭ كَانَ عَلٰي رَبِّكَ

بہتر ہے یا وہ جنت کہ جسکا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ جزا انکا بدلہ اور ٹہکانہ ہوگی ہے۔ وہاں ان کے لیئے جو چاہینگے میگا سدا رہا کرینگے۔ تیرے رب پر

وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ۝ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَاۗءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا

وعدہ ہو چکا ہے مانگنے سے۔ اور جسدن کہ اللہ ان کو اور ان کے ان معبودوں کو جمع کریگا کہ جنکو اللہ کے سوا پوجتے ہیں تو ان سے کہیگا کہ کیا تمہیں نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا وہ خود

السَّبِيْلَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ

راہ بھول گئے تھے؟ تو ان کے معبود کہینگے تو پاک ذات ہے ہمیں کب لائق تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو کارساز بناتے۔ لیکن تو نے انکو اور انکے باپ دادا کو دنیا میں یہاں تک آسودگی دی کہ یاد کرنا بھول گئے

وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ۝

اور وہ ہلاک ہونے والے لوگ تھے۔ (اللہ فرمائیگا) سو تمہارے جھوٹوں نے تو تمہیں جھٹلا دیا پس تم نہ ٹال سکتے ہو نہ مدد کر سکتے ہو اور جو کوئی تم میں سے ظلم کرتا ہے اسکو ہم بڑا عذاب چکھائینگے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً

اور تجھ سے پہلے ہم نے ایسا کوئی رسول نہیں بھیجا کہ جو کھانا نہ کھاتا ہو اور بازاروں میں نہ پھرتا ہو اور ہم نے تم میں سے ایک کو دوسرے کیلیے آزمایش بنایا ہے

اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۝

کہ دیکھیں تم پر داشت کرتے ہو اور تیرا رب دیکھنے والا ہے۔

ع ۱۱

یعنی بیہودہ بکتے ہیں آپ کچھ خیال نکریں۔ تبارک الذی ان شاء الخ وہ بڑی برکت والا ہے اگر چاہے تو اسی دنیا میں تیرے لیئے اس سے بھی بہتر باغ بنا دے کہ جسکے نیچے نہریں چلا کریں اور تجھے بہت سے محل رہنے کیلیے کر دے۔ مگر دنیا چند روزہ ہے خدا نے نبی کی نبوت کو نہایت مضبوط نہیں بنایا کی آرایش مستحکم نہیں مصنف ابن ابی شیبہ نے اور جریر و ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم سے کہا گیا اگر آپکی خوشی ہو تو آپکے واسطے زمین بھر کے خزانے کنجیاں مجاد ین اور اس سے آخرت میں تیرا کچھ بھی نقصان نہ ہو اور مرضی ہو تو یہ سب کچھ آخرت میں یا جا کر آپنے فرمایا آخرت ہی میں چاہتا ہوں اسپر یہ آیت نازل ہوئی اور بہت سی قسم کا مضمون احادیث صحیحہ میں آیا ہے جو کہ آپکی نظر آخرت پر تھی اور ہونی بھی چاہیئے اور کفار آخرت کے منکر ہیں اور ان کے نزدیک جو کچھ انعام و افضال ہوں یہیں ہوں تو ہوں نہیں تو کچھ نہیں اسلیے اللہ تعالی فرماتا ہے بل کذبوا بالساعۃ کہ وہ آخرت کے منکر ہیں۔ پھر اعتدنا لمن کذب بالساعۃ سعیرا سے لیکر عذابا کبیرا تک آخرت کی کیفیت اور وہاں کی سزا و جزا کا بیان فرماتا ہے اور ان کے معبودوں کا ان بت پرستوں سے بری الذمہ ہونا ظاہر کرتا ہے کہ جنکو وہ ان کا ذریعہ سمجھکر ان کی عبادت کیا کرتے ہیں۔

وما ارسلنا قبلک من المرسلین یہاں سے ان کے شبہ کا جواب ثانی دیتا ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیک وسلم آپ سے پیشتر جس قدر دنیا میں رسول آئے ابراہیم و اسحاق و موسی و عیسے علیہم السلام کسی کے پاس نہ خزانہ تھا نہ ایسا باغ نہ ان کی تصدیق کے لیئے انکے ہمراہ فرشتہ رہتا تھا وہ دنیا میں کھانا بھی کھاتے تھے بازاروں میں خرید و فروخت کے لیے جاتے تھے یعنی بشر و غریب لوگ تھے رہے دنیا کے تجملات و امارت سو یہ ایک فتنہ ہے یعنی آزمایش کہ دیکھیں امیر و تمندی شکر کرتا ہے یا کفران نعمت اور غریب مفلس دنیا کے مصائب پر برداشت کرتا ہے کہ نہیں لہذا کسیکو کچھ دیا کسی کا کچھ عطا کیا اسیلیے مسلمانوں سے فرماتا ہے اتصبرون کیا صبر کرتے ہو یعنی صبر کرنا چاہیئے اور تمہارا رب دیکھتا ہے اور آخرت میں جزا دیگا

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ۭ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ۝

اور ان لوگوں نے جو ہمسے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہا کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہ بھیجے گئے یا ہم اپنے رب کو دیکھتے البتہ انہوں نے اپنے جیوں میں بڑا سمجھ لیا اور بہت ہی سرکشی کی۔

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَىِٕذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ

جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے تو وہ دن مجرموں کے لئے خوشی کا نہ ہوگا اور کہینگے دور دور۔ اور ہم متوجہ ہوئے ان کے کاموں کی طرف جو ان کر

هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَىِٕذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ۝ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ

اڑتی ہوئی خاک کر ڈالا جنت والوں کا اس روز بہتر ٹھکانا ہوگا اور اچھا خواب گاہ۔ اور جس روز کہ آسمان بادلوں سمیت پھٹ پڑے اور اتارے جاویں فرشتے

تَنْزِيْلًا ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَىِٕذِ ِۨالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰي يَدَيْهِ يَقُوْلُ

لگاتار۔ حقیقی بادشاہی اس روز اللہ کی ہوگی۔ اور وہ دن کافروں پر سخت ہوگا۔ اور جس روز کہ ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہیگا ہائے کاش

يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ۭ

اپنے رسول کے ساتھ رستہ اختیار کیا ہوتا۔ ہائے خرابی میرے فلاں کو دوست نہ بناتا ہوتا۔ البتہ اسنے تو مجھے نصیحت کی بات سے بہکا دیا بعد اسکے کہ وہ میرے پاس آچکی تھی

وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝

اور شیطان انسان کو رسوا کرنیوالا تھا۔ اور رسول کہیگا اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو ردی سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔

لولا انزل الخ مقولہ ہے قال الذین کا مستقر تمیز ✦ **تفسیر** ✦ خیر الحق الملک کی صفت۔ یوم کا ناصب اذکر محذوف ہے

منکرون کا یہ ایک اور شبہ تھا جسکو وقال الذین لا یرجون لقاءنا سے شروع کرتا ہے جنکو ہمسے ملنے کی امید نہیں یہ نہیں سمجھتے کہ مر کر اللہ کے سامنے جانا ہوگا وہ کہتے ہیں کیونکہ ایسی باتیں وہی کہا کرتے ہیں یا ڈر کی تو کیا مجال، کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہ آئے محمد کے پاس کیوں آتے ہیں یا ایسا ہوتا کہ ہم خدا کو دیکھ لیتے پھر اس سے آپ پوچھ لیتے کہ یہ تیرا بھیجا ہوا نبی ہے کہ نہیں ۹۔ اسکے جواب میں فرماتا ہے لقد استکبروا فی انفسہم الخ کہ انہوں نے اپنے آپ کو اس لائق سمجھ لیا ہے کہ انکے پاس فرشتے دین یا دنیا میں خدا تعالیٰ کو دیکھیں۔ یعنی یہ بڑے تکبر اور سرکشی کی بات ہے۔ ملائکہ مخصوص لوگوں کے پاس آتے ہیں جنکی روحانیت انکے قریب قریب پہونچی ہوتی ہے سو وہ انبیاء ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ لطیف الخبیر کو دنیا میں ہر ایک کر دیکھ سکتا ہے۔ خفاش کو کتا ہے کہ آفتاب کو دیکھے۔ ہاں قیامت میں سب لوگ ملائکہ کو دیکھیں گے پھر اسروز کہ وہ ملائکہ کو دیکھیں گے انکے لئے کوئی خوشی نہ ہوگی عذاب کے فرشتہ سامنے آوینگے جنکو دیکھکر دور دور کریں گے الحذر یا نگیں گے۔

وقدمنا الی ما عملوا من عمل سے اخیر تک اسی مناسبت کے سبب قیامت کا حال اور ان منکرون کا وبال و نکال بیان شروع کر دیا جو ملائکہ کے دیکھنے کی خواہش کرتے ہیں اور وہی تکبر کی راہ سے کہ رسول کا کہنا ہم نہیں مانتے ہمارے پاس خود فرشتے آنے چاہئیں۔ قدمنا الی ما عملوا یعنی وہ جو دنیا میں بارادہ ثواب کفار کچھ عمل کرتے ہیں ایمان و اعتقاد صحیح نہونے کیوجہ اُسکو ہبا منثورا یعنی بیت نابود ہو جاوینگے کچھ کام نہ آوینگے ہاں ایماندار نیکو کار اسروز اچھے مقام میں ہونگے۔

اسکے بعد اُسکے چند اور حالات ہیبتناک بیان فرماتا ہے (۱) یوم تشقق السماء بالغمام ایک جگہ اور آیا ہے ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام غمام ایک ابر سفید اس ابر سے کیا مراد ہے ؟ غالباً ملائکہ اور دیگر روحانیات کے انوار ہونگے جو بصورت ابر سفید دکھائی دینگے آسمان پھٹ کر اس ابر میں سے قیامت کو ملائکہ نمودار ہونگے بالغمام میں اس تصریح پر بائی سببیہ بھی ہو سکتی ہے۔ (۲) الملک الخ اسروز حقیقی بادشاہت اللہ کی ہوگی اگرچہ آج بھی اسکی حقیقی بادشاہت ہے مگر دنیا میں مجازی بادشاہتیں بھی ہیں اسروز کسی کی نہوگی اسلیئے ظہور کامل اسروز ہوگا۔ (۳) یوم یعض الظالم قرینہ عبارت تمیم پر دلالت کرتا ہے یعنی ہر ظالم اسروز اپنا ہاتھ دانتوں سے کاٹیگا افسوس کریگا کہ اے کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا اس سے مراد اسکی وہ شخص ہوگا کہ جسنے اسکی دنیا میں ہدایت پانیکے بعد ہدایت سے دوستی کے پیرایہ میں بازر کھا تھا۔ اور ایسا بہت ہیں

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۗ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ

اور اسی طرح ہمنے ہر نبی کے دشمن بنا دیئے ہیں مجرمین میں سے۔ اور تیرا رب کافی ہے ہدایت دہندہ کے لیئے۔ اور کافروں نے کہا کیا سبب ہے کہ

مع ع ۳

عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ

قرآن یکبارگی نازل نہ کیا گیا۔ یوں ہی نازل ہونا چاہیئے تھا تاکہ اس سے تیرے دل کو ہم برقرار رکھیں اور جمنے کو ٹھہرا کر سنایا۔ اور کافر تیرے پاس کوئی ایسی مثال (بحث) نہیں لاتے کہ جسکا

وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ۝ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

تجھے جواب اور عمدہ بیان نہیں دیدیتے۔ وہ جہنم پر چہرے کیئے جاویں گے منہ کے بل چلا کر۔ انہیں کی جگہ بُری ہے اور وہ بڑے گمراہ ہیں۔

جملۃ واحدۃ حال من القرآن اے مجتمعاً۔ کذلک اے انزل کذلک **تفسیر** ۔ فالکاف فی موضع نصب علی الحال والتثبیت اللام متعلق بالفعل المحذوف۔ لیکن بعض مفسرین کہتے ہیں ان عام الفاظ میں کسی شخص خاص کیطرف بھی اشارہ ہو۔ اور یہ ہو سکتا ہے۔ پھر اوس شخص خاص سے مراد وہ کہتے ہیں عُقبہ بن ابی مُعیط ہے کہ وہ جب سفر سے آتا تھا تو دعوت دیا کرتا تھا چنانچہ ایکبار اُسنے آنحضرت صلعم کو بلایا آپنے اسکے کفر کی وجہ سے انکار کیا اسنے کلمہ شہادت پڑھ لیا تب آپ تشریف لیگئے اسکی خبر اُبی بن خلف کو بھی ہوئی وہ اسکا بڑا دوست تھا اُسنے اسکو بڑی ملامت کر کے اسلام سے برگشتہ کرا دیا اور حضرت کی گستاخی پر آمادہ کیا اس قصہ کو معالم التنزیل و جلالین وغیرہ کتابوں میں نقل کیا ہے اور ابن جریر نے بھی ابن عباس سے ایسا ہی نقل کیا ہے اس تقدیر پر ظالم سے مراد عقبہ اور فلان سے مراد ابی بن خلف کا فر ہے۔

وقال الرسول الخ جب کفار نے آنحضرت کو طرح طرح سے ستایا تو آپ نے بددعا تو نہ کی کیونکہ رحمۃ للعالمین تھے مگر خدا تعالےٰ سے شکایت کی جسکو ان آیات میں اللہ تعالیٰ نقل کرتا ہے ابو مسلم اصفہانی کہتے ہیں یہاں قال بمعنی یقول ہے یعنی قیامت میں آنحضرت ان لوگوں کی یوں شکایت کرینگے جیسا کہ آیا ہے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید و جئنا بک علی ہؤلاء شہیدا لیکن تو جیہ اول (کذلک جعلنا الخ) سے زیادہ جسپیاں ہے جسمیں حضرت کو اس شکایت پر تسلی دیجاتی ہے۔ مہجوراً بمعنی متروکا اور ہجراً بمعنی ہذیان سے بھی ہو سکتا ہے کہ اس قرآن کی بابت انہوں نے یہ وہ اور لغو باتیں بنائیں۔ کبھی وہ اسکو سحر کہتے تھے کبھی از خود بنایا ہوا کبھی اگلے لوگوں کی کہانیاں۔

وکذلک جعلنا الخ اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت کو آپکی شکایت پر تسلی دیتا ہے اور صبر اور برداشت پر آمادہ کرتا ہے کہ یہ کچھ نئی بات نہیں ہمیشہ سے ہر ایک نبی کے کافر دشمن سے سخت دشمن ہوتے آئے ہیں آپ اطمینان رکھیں اللہ تیری مدد کرنے کے لیئے اور تیری قوم کو ہدایت کرنے کو کافی ہے وکفی بربک ہادیا ونصیرا +

وقال الذین کفروا الخ یہ انکا قرآن مجید پر ایک اور شبہ تھا کہ یہ تھوڑا تھوڑا وقتاً فوقتاً کیوں نازل ہوتا ہے توراۃ و انجیل کیطرح ایک ہی بار مجتمع ہو کر کیوں نازل ہوا پس معلوم ہوا کہ محمدؐ از خود بیچ سوچ کر تصنیف کرتے ہیں۔ اسکا جواب دیتا ہے کذلک لنثبت بہ فوادک ورتلناہ ترتیلا کہ اسکے سطر بسطر نازل کرنیمیں چند حکمتیں ہیں جنکی طرف اجمالاً اس جملہ میں اشارہ کیا گیا ہے (۱) آنحضرت اور اکثر صحابہ لکھے پڑھے نہ تھے اگر یکبارگی اتنی بڑی کتاب نازل ہوتی تو دلوں میں حفظ نہ رہتی اُس لکھنے پر اعتماد رہتا سو اگلی کتابوں کی طرح سے اسمیں بھی تحریف و تبدیل ہوتی یا کسی حادثہ میں معدوم ہو جاتی پھر جب تھوڑا تھوڑا نازل ہوا تو دلوں میں جمتا گیا لوح حافظہ پر ثابت ہوتا گیا لنثبت بہ فوادک کے یہی معنی ہیں۔ اسلیئے اسمیں ایک نقطہ کا بھی فرق نہ آیا (۲) یہ کہ تمام احکام جو یکبارگی نازل ہوتے قوم کو ثابت و قائم رہنا شاق ہو جاتا (۳) وقتاً فوقتاً نئے حوادث پیش آتے تھے اور جاہل قوم کی تربیت و تعلیم میں ایسی باتیں پیش آیا ہی کرتی ہیں پس ہر حادثہ میں جبرئیل کا کلام الٰہی لیکر آنا آپکے لیئے تقویت قلبی کا باعث تھا (۴) یکبارگی قرآن نازل ہوتا تو کفار یہ مقابلہ میں کہہ سکتے تھے کہ اتنی بڑی کتاب کے مقابلہ میں ہم کیونکر کوئی کتاب لا سکتے ہیں لیکن جب تھوڑا تھوڑا نازل ہوا اور کسی نہ کسی کا بھی جواب ہو سکا تو حضرت کا دل قوی ہو گیا انکا عذر جاتا رہا (۵) حالت الہامی ایک عجیب حالت ہے تھوڑے تھوڑے نازل ہونے میں اخیر عمر تک حضرت کو حاصل رہی جو قلب کی تقویت کا باعث ہوا ولا یاتونک بمثل سب اعتراضات کے جواب کے بعد خاتمہ کیطور پر بتاتا ہے کہ تیرے پاس جو کوئی مثل لاتے ہیں یعنی اعتراض کرتے ہیں تو ہم اسکے جواب میں تجھے حق بات کھلی ہوئی بتلا دیتے ہیں الذین یحشرون فرماتا ہے یہ مثل تیرے پاس لانیوالے وہ ہیں جو منہ ہنکا کر جہنم میں ڈالیجاوینگے یہ لوگ بڑے شریر و گمراہ ہیں۔ یہ اخیر اوندھے اعتراضوں کا نتیجہ جو انکی منہ چھپی میں اوندھا گرنا ہے

قرآن مفصل نازل ہونے کی حکمتیں

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۚ فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ۚ وَقَوْمَ

اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے ساتھ اسکے بھائی ہارون کو وزیر بنایا۔ پھر ہم نے کہا کہ تم دونوں ان لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے انکو اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اور دیکھو کہ

نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ

نوح کو جبکہ انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے انکو غرق کر دیا۔ اور انکو لوگوں کے لئے عبرت کی نشانی بنا دیا۔ اور جنکے ظالموں کے لئے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے۔ اور یاد کرو عاد و ثمود اور کنوئیں والوں کو اور بہت سے قرنوں کو کہ

كَثِيْرًا ۭ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ۝ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ

جو اسکے درمیان ہوئے۔ اور جنکے ہر ایک کا حال بیان کر دیا اور ہر ایک کو جنکے غارت کر دیا اگل۔ اور البتہ یہ لوگ اس گاؤں پاس سے بھی ہو آئے ہیں کہ جس پر بُرا برسا ؤ برسایا گیا۔ بھلا کیا انہوں نے اسکو دیکھا نہ ہوگا۔

بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۝ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ

بلکہ یہ مر کر زندہ ہونے کی امید نہیں رکھتے۔ اور یہ جب تجھکو دیکھتے ہیں تو تجھسے ٹھٹھے ہی کرتے ہیں۔ کہ کیا یہی ہے وہ کہ جسکو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اسنے تو بھکر ہمارے معبودوں سے ہمکو بھی روگا ہوتا اگر

اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۭ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ۭ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ

ان پر ہم جمے نہ رہتے۔ اور بہت جلد جان جاویں گے جبکہ عذاب دیکھینگے کہ کون زیادہ گمراہ ہے۔ دیکھ تو سہی جسنے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا ہو پھر تو کیا اسکا

عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۭ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ ۭ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

ذمہ دار ہو سکتا ہے۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ ان میں اکثر سنتے اور سمجھتے ہیں کیا ہیں وہ مگر چارپائے بلکہ زیادہ گمراہ۔

ہارون بدل من اخاہ وزیرا مفعول ثانی بجعلنا وقوم بجوز ان یکون ✤ **تفسیر** ✤ سطعو فاصلی دمرنا مفعول ذکر محذوف علی ہذا القیاس عادا وثمود الخ جبکہ توحید و نفی انداد و اثبات نبوت میں کلام ہو چکا اور منکرین کے شبہات رد کر دیئے گئے اور قیامت کا حال اور منکرین کا وبال بھی بیان ہو چکا تو مجملاً انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ ان کے دشمنوں پر آخر کار کیا کیا بلائیں نازل ہوئیں کیونکہ آپکی تسلی کے لیے پہلے فرمایا تھا وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا اور قرآن کا یہی طریقہ ہے کہ اثنائے قصص قصص انبیاء بیان ہوتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ انکے تذکرہ بار بار آتے ہیں فقال ولقد آتینا موسیٰ الخ سب سے پہلے موسیٰ کا ذکر کیا کیونکہ ان کی نبوت اور کتاب اہل کتاب میں بہت مشہور تھی کہ دیکھو موسیٰ کے ساتھ لوگوں نے کیا کیا تھا اور ان کو کسقدر معجزات دیئے گئے اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام انکے وزیر بھی تھے آخر فرعونیوں نے نہ مانا ہلاک ہوئے۔ اور اسی پیشتر قوم نوح کو دیکھو کہ انہوں نے نہ صرف نوح کی تکذیب کی تھی بلکہ جو رسول کے منکر تھے آخر غرق ہوئے پھر قوم عاد و ثمود کو دیکھو کہ حضرت ہود و صالح کے انکار اور تکابد سے ان پر کیا مآجر گذرا؟ پھر اصحاب الرس کو غور کرو۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں رس کنوئیں کو کہتے ہیں۔ رس کے معنی لغت میں دفن کے ہیں یقال رس المیت اذا دفن (کبیر) ابو ہم کہتے ہیں ایک ملک کا نام رس ہے اصحاب الرس اس ملک وادی کے رہنے والے۔ یا کنوئیں والے اس ہادی ہیں کنواں ہونا ان کے لیے اُس عہد میں اس نام کیساتھ منسوب ہونیکا سبب ہو گیا۔

مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہ کس نبی کی اُمت تھی؟ اکثر ہی کہتے ہیں کہ یہ ایک بت پرست قوم تھی جنکے بہت سے کنوئیں تھے انسے زراعت کرتے اور مواشی کو پانی پلایا کرتے تھے انکی ہدایت کے حضرت شعیب علیہ السلام بھیجے گئے انہوں نے انسے بہت سرکشی کی اور ایذائیں دیں آخر قہر آسمانی سے ہلاک ہوئے۔ اس تقدیر پر یہ بستی مجمع عر کے شمال و مغرب میں شام سے متصل ہے اور روایات بھی ہیں واللہ اعلم عند اللہ۔ اسکے درمیان اور بہت سے قرن یعنی زمانہ گزر گئے ہیں جنمیں انبیاء آئے اور لوگوں نے انکا انکار کیا بلائیں مبتلا ہوئے پھر وہ تباہ ہو گئے اور ہم نے کہ یہ قریش مکہ اس گاؤں پر سفر شام میں گزر چکے ہیں کہ جسپر پتھر برسے تھے یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی بستیاں جسمیں مردار کے کنارہ جو الٹی پڑی ہیں جنکو سفر شام میں آتے جاتے لوگ دیکھتے ہیں اور عبر نہیں کرتے جب کفار ان سب باتوں سے عاجز آ جاتے تھے تو آنحضرت سے تمسخر اڑا کر کہا کرتے تھے کہ کیا اسکو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے یعنی کسی سردار و تونگر بنانا تھا اسے تو ہمکو ہمارے معبودوں سے روک ہی دیا ہوتا اگر ہم ان پر جمے نہ رہتے۔ فرماتا ہے انکو عذاب الٰہی کی کیونکر معلوم ہو جاوے گا ہم گمراہ ہیں یا وہ پھر جو ناتمام کہ جنکو انہوں نے اپنی خواہشوں کو اپنا معبود بنا لیا ہے جو خود اُنکی ہوا پرستی ہی پر چلتے ہیں پھر انکے آپ ذمہ دار نہیں آپ جانتے ہیں کہ یہ ستے ہیں مگر جس طرح ہیں چوپائے بھی ہیں بلکہ سب سے بدتر ہیں کیونکہ وہ مکلف نہیں

اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْهِ دَلِیْلًا ۝ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَیْنَا قَبْضًا یَّسِیْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِیْ

کیا تو نے اپنے رب کی طرف نہیں دیکھا کہ کیونکر سایہ کو پھیلایا اور اگر چاہتا تو اسکو ٹھہرا ہوا کر دیتا پھر ہم نے آفتاب کو اسکا رہنما بنایا۔ پھر ہم نے اسکو آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچ لیا اور اوسی نے تو

جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا

تمھارے لئے رات کو لباس اور خواب کو راحت بنایا اور دن چلنے پھرنے کے لئے اور وہی تو ہے کہ جو اپنی رحمت (بارش) سے پیشتر خوشخبری لانے والی ہوا میں چلاتا ہے اور

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ۝ لِّنُحْیِیَ بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا وَّنُسْقِیَهٗ مِمَّا خَلَقْنَاۤ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِیَّ كَثِیْرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَیْنَهُمْ لِیَذَّكَّرُوْا ۫

آسمان سے پاکیزہ پانی اوتارا تاکہ اس سے مرتبہ ہوئے (خشک) شہر کو زندہ کریں۔ اور اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں چارپایوں اور بہت آدمیوں کو پلا میں۔ اور ہم نے اسکو انمیں بانٹ دیا تاکہ سمجھیں

فَاَبٰۤی اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا ۝ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِیْرًا ۝

پس بہت سے آدمی تو بغیر ناشکری کئے نہ رہے۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہر گاؤں میں ایک ڈر سنانے والا کھڑا کرتے۔ پس تو کافروں کا کہنا نہ مان اور مقابلہ کر انکا بحکم قرآن بڑے زور سے

اناسی اصلہ اناسین جمع الانسان کسرحان وسراحین ابدلت النون ❊ **تفسیر** ❊ فیہ یاء واد عمت وقیل جمع انسی علی القیاس۔ صرفناہ الضمیر للماء۔ منکرین کے جہل اور انکی کجروی کے رد کے بعد خصوصًا انبیاء علیہم السلام کا اور انکے معاند و نیز وبال کا تذکرہ کر کے یہ چند دلائل اپنی توحید اور وجود کامل پر بیان فرماتا ہے فقال

الم تر الی ربک کیف مد الظل الخ یہ (۱) دلیل ہے کہ اپنے خدا کی قدرت دیکھو کہ اوسنے سایہ کو کیونکر دراز کیا ہے یعنی سایہ کے لئے آفتاب کو راہ نما بنایا ہے۔ وہ آفتاب کے تابع ہے جس قدر وہ بلند ہوتا جاتا ہے یہ رفتہ رفتہ گھٹتا جاتا ہے اور اس رفتہ رفتہ گھٹنے کو اپنی طرف قبض کرنے سے تعبیر کیا کیونکہ دنیا میں جس قدر اشیاء موجود ہیں سب کا وجود ظلی ہے سایہ جس طرح آفتاب کے تابع ہے اسیطرح ہر شے کا وجود اوسکی وجود اصلی کے تابع ہے آفتاب کے محرک ہم ہیں اس سایہ کا تدریجًا فنا ہونا ہمارا پاس آنا ہے اگر ہم چاہتے تو آفتاب کو ٹھہرا دیتے سایہ بھی ٹھہرا رہتا یہ اوسکی کمال قدرت کی دلیل ہے جسکو ہر روز ہم دیکھتے ہو۔ اس کلام عجز نظام میں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ تمام اشیاء کے وجود اور انکے حقائق یہ سب کے وجود حقیقی کے ظل یعنی پرتوے ہیں۔ پھر انکا دراز کرنا عالم عدم سے فضاء وجود خارجی میں لانا ہے سو یہ اسکا فعل ہے اگر وہ چاہتا تو ٹھہرا دیتا فضاء وجود خارجی میں نہ آنے دیتا یا آنیکے بعد ترقی اور کمال تک نہ پہنچنے دیتا اسبات پر ہم نے آفتاب عقل کو دلیل بنا دیا جو کہتی ہے کہ یہ اسکے اظلال ہیں۔ پھر ہر ایک کو رفتہ رفتہ فنا کرتے ہیں اور وہ اصل معدوم محض نہیں ہوتے بلکہ سایہ کی طرح سمٹ کر پھر ہمارے پاس آتے ہیں جسطرح کہ سایہ سمٹ کر جسکا سایہ ہوتا ہے اوسکے پاس آجاتا ہے۔ لیکن اس مشاہدۂ ذات میں دو مرتبہ ہیں دیگر عارفین مقام مشاہدہ نور عقل سے چلکر مشاہدہ صفت کی طرف آتے ہیں پھر وہاں سے مشاہدۂ نور ذات کرتے ہیں یہ ایک مرتبہ ہے۔ دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ اول ہی مرتبہ میں مشاہدہ نور ذات کا حاصل ہو پھر اوسکے بعد صفات کا پھر فعل کا مشاہدہ امت کے نفع کے لئے کیا جاوے سو یہ مرتبہ خاص خاتم النبیین کا ہی اسلئے حضرت کو الم تر الی ربک میں مشاہدۂ ذات کی طرف بھر کیف مد الظل سے مشاہدۂ افعال کی طرف متوجہ کرتا ہے

وھو الذی جعل لکم اللیل (۲) خدا نے تمھاری راحت کے لئے رات اور کام کاج کیلئے دن بنایا۔ والسبات الراحۃ ومنہ یوم السبت ای یوم الراحۃ لفراغۃ فیہ من الاشتغال صاحب کشاف کہتے ہیں السبات الموت والمسبوت المیت۔ رات آتی ہے تو گویا قیامت آگئی سب سو جاتے ہیں گویا مر جاتے ہیں کوچہ و بازار نہیں سنا ٹا ہوتا ہے پھر صبح ہوتی ہے تو گویا حشر دن برپا ہو جاتا ہے بستروں سے کیا اوٹھتے ہیں گویا قبروں سے اوٹھتے ہیں اسلئے جعل اللیل لباسا ونشورا فرمایا (۳) وھو الذی ارسل الریاح بشرا جمع بشیر۔ رحمت سے مراد بارش یعنی اسدرجہ قدیر و مدبر ہے کہ بارش آنے سے پہلے ایک ایسی ہوا چلاتا ہے جو بارش کی خوشخبری دیا کرتی ہے وہ بادلوں کے اوٹھنے کا سبب ہوتی ہے پھر بادلوں سے پاک اور ستھرا پانی برساتا ہے جس سے خشک زمین کو جو بمنزلہ مردہ کے ہوتی ہے شادابی سے حیات بخشتے ہیں اور اس پانی کو چارپائی اور انسان پیتے ہیں۔ یہ بھی ہمارا ہی فعل ہے ورنہ یہ باتیں از خود تو ہو نہیں سکتیں اور کوئی کر بھی نہیں سکتا۔ ولقد صرفناہ بینہم پھر اس پانی کو تم میں تقسیم کر دیا ایک کے قبضہ میں نہ رکھا تاکہ تم سمجھو لیکن اکثر لوگ ناشکری کئے بغیر نہیں رہتے ولو شئنا الخ یعنی جسطرح ہم نے باران رحمت کو عام کر دیا جگہ بر جگہ برساتے ہیں اسیطرح نبوت کو بھی جو بارش روحانی ہے عام کر سکتے تھے ہمارے ان کچھ بات نہ تھی۔ ہر گاؤں میں رسول بھیجدیتے جیسا کہ نیچر کہتی ہے نبوت کی استدعا کرتے ہیں مگر حکمت الٰہی کے خلاف تھا۔ انتظام عالم میں خلل آجاتا پس تو انکی کہنے پر التفات نہ کر جہاد بہم جہادا کبیرا اور جہاں تک ہو سکے انکے مقابلہ میں

وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ

اور اُسی نے دو دریاؤں کو باہم ملایا کہ یہ ایک تو میٹھا خوشگوار اور یہ کھاری کڑوا ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان پردہ اور حجاب رکھا ہے اور اوسی نے

مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۭ وَكَانَ الْكَافِرُ

پانی سے پیدا کیا انسان کو پھر اسکے لئے رشتہ نسب و داماد کی قائم کیا۔ اور تیرا رب قادر ہے۔ اور اللہ کو چھوڑ کر اوسکو پوجتے ہین کہ جو اُنکو نہ نفع دیتا ہے اور نہ ضرر۔ اور کافر ہے

عَلٰي رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ۝ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝

اپنے رب سے پیٹھ پھیرے ہوئے اور ہمکو ہم نے (ای نبی) محض خوشخبری اور ڈر سنانے کو بھیجا ہے۔ کہہ مین اسپر تم سے کوئی اجرت نہین مانگتا۔ مگر جو چاہے اپنے رب کی طرف کا رستہ اختیار کرلے

وَتَوَكَّلْ عَلَي الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۭ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرَۨا ۝ ۨ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ

اور تو بھروسہ کر زندہ خدا پر جسکو موت نہین اور اُسکی خوبیان یاد کر اُسکی ستایش کے ساتھ۔ اور وہ بس کرتا ہے اپنے بندون کے گناہون سے خبردار ہونے مین۔ جس نے کہ آسمانون اور زمین کو پیدا کیا اور جو کچھ اُنکے بیچ ہے چھ روز مین

اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ۝ ۧ

قائم ہوا تخت حکومت پر وہ رحمن پس دریافت کر اسکا حال خبردار سے اور جب اُنسے کہا جاتا ہے کہ رحمن کو سجدہ کرو تو کہتے ہین رحمن کیا ہے رحمن۔ کیا تو جسے کہیگا اسکو ہم سجدہ کرینگے اور اس کہنے اور بھی بہکنے مین

الجزء ۱۹

بیانا ظرف لجعل علی ربہ متعلق ہے ظہیرا سے اور ظہیرا خبر کان۔ الامن شاء بتقدیر استثنا رمن غیر الجنس الرحمان مبتدا رفسئل بہ خبر۔

وہو الذی مرج البحرین الخ یہ دلیل ہے کہ اُسے دو قسم کے دریا روان کئے۔ یا یون کہو دو رکا کو باہم ملایا ایک انمین سے نہایت شیرین خوشگوار اور دوسرا کھاری تلخ اور باہم ملنے نہین پاتے ان مین قدرتی حد فاصل رکھی ہوئی ہے۔ زمین کے دریا روان جب سمندر مین گرتے ہین اور یہ دریا شیرین ہوتے ہین تو دور تک دونون کی دو دھارین بھی نظر آتی ہین باہم اختلاط پر امتیاز معلوم ہوتا ہے انمین سمندر کی دھار کھاری اور زمین کے دریا روان کی دھار شیرین ہوتی ہے۔ سمندر مین پڑنے سے دونون سمندر ہوگئے اور سمندر کو عرب مین بحر کہتے ہین۔ اصل المرج الارسال والخلط و منہ قولہ تعالی فہم فی امر مریج۔ ان دونون دریا سے اسطرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے کہ انسان مجمع البحرین ہے اُسکے اندر دو دریا آملے ہین ایک قوی ملکوتیہ کا دریا جو درحقیقت نہایت شیرین اور خوشگوار اور دوسرا قوی حیوانیہ کا دریا جو تلخ ہے ان دونون بیچ مین ایسا فصل کامل ہے (۵) وہو الذی خلق من الماء بشرا کہ اسنے ایک پانی سے یعنی منی سے بشر پیدا کردیا وہی مرد کی ایک منی ہے کہ اُسی سے مرد پیدا کرتا ہے اور اُسی سے عورتین اور رب قادر ہے نسبا اے ذو نسب والمراد الذکور بنسب الیہم فیقال فلان بن فلان۔ فلانۃ بنت فلان وذوات صہر اے اناثا یصاہرون۔ یا یون کہو انسان کو بنا کر اسکی قرابت و موت کے دو طریقے رکھے۔ ایک نسب دوسرا صہر یعنی داماد کی فجعلہ اے فجعل لہ نسبا وصہرا۔

ویعبدون من دون اللہ الخ دلائل توحید کے بعد کفار کے اوس طریقہ کی مذمت کرتا ہے جو بت پرستی کے لئے ان مین جاری تھا کہ ایسی نکمی چیز کو پوجتے ہین کہ جو اُنکو نہ کچھ نفع دے سکتی ہے نہ ضرر اور کافر جسے مراد اکثر کے نزدیک ابوجہل ہے) اپنے رب سے پیٹھ پھیرے ہوئے ہے جو اسی باعث کرتا ہے۔ ابو مسلم کہتے ہین ظہیرا جگہ کے انکے اس قول سے ماخوذ ہے ظہر فلان بحاجتی اذا نبذہا وراء ظہرہ و ہو من قولہ تعالی واتخذتموہ وراءکم ظہریا۔ یعنی اسکے معنی پیٹھ پیچھے ڈالنے اور پیٹھ پھیر بیٹھنے مین۔ گرچہ ظہیر بمعنی معاون و بمعنی جماعت بھی ہوسکتا ہے پھر فرماتا ہے کہ وما ارسلناک الخ یعنی اے نبی اگر یہ ہدایت پر نہ آوین تو تیرا کچھ بھی ذمہ نہین کیونکہ آپکا کام خوشخبری اور خوف دلانا ہے سو آپ کرچکے۔ پھر فرماتا ہے کہ ان حمقا سے کہدے کہ مین تم سے اسباب مین کچھ مانگتا نہین ہی چاہتا ہون کہ تم کو راہ راست نصیب ہو یعنی بے غرض خیرخواہ ہون پھر ایسے شخص سے سرتابی کرنا کس عقل کا مقتضی ہے؟ اسلئے آپکو تسلی دیتا ہے کہ آپ اوی لایزال پر توکل کرین اور اوسکی ثنا اور صفت کیا کرین وہ اپنے بندون کے گناہون سے واقف ہی آپ سمجھ لیگا وہ جسنے چھ روز مین آسمانون اور زمین اور آدمیانکی سب چیزون کو بنا دیا پھر تخت حکومت پر قائم ہوا یعنی مخلوقات کو پیدا کرکے اپنے حکم انی شروع کی اور وہ کون ہے؟ رحمان۔ خبیر یعنی بڑے خبردار سے پوچھ جو اللہ سے جسنے سبکو بنایا ہے۔ ان جملون مین خدا تعالی کی صفات اسطرح پر ثابت کئے کہ جسے ضمناً انکے بتونکی خدائی باطل ہوگئی کہ نہ وہ حی ہین نہ موتسے بری ہین نہ وہ بندون کے گناہون سے واقف ہین نہ اُنھون نے کوئی چیز پیدا کی ہے اور چھ روز سے بھی بتلا دیا کہ آپ جلدی نکرین خدا نے جو وجود قدرت کے چھ روز مین مخلوق پیدا کی آپکا دین بھی بتدریج جاری ہوگا۔ واذا قیل لہم یعنی آپکے کیا برگشتہ ہین وہ رحمان سے بھی برگشتہ ہین جسکو بندون نے

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے آسمان مین برج بنائے اور اون مین چراغ (آفتاب) اور چمکتا ہوا چاند رکھا۔ اور وہی تو ہے کہ جس نے رات اور دن کو ایکے بعد دیگر کردیا اُسکے لئے جو سمجھنے کا

اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۝ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا

قصد کرے یا شکر کرنا چاہے۔ اور رحمان کے وہ بندے ہین جو زمین پر جھک کر چلتے ہین اور جب اُنسے جاہل مُنہ پھیر ہو جاتے ہین تو کہتے ہین سلام۔ اور وہ جو اپنے رب کے آگے رکوع اور سجدہ مین رات

وَّقِیَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ

اور قیام مین۔ اور وہ جو کہتے ہین اے رب ہم سے جہنم کا عذاب دور رکھ بیشک عذاب جہنم سخت چمٹنے والا ہے البتہ دوزخ برا ٹھکانہ اور بُرا مقام ہے اور وہ۔

اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ

جب خرچ کرتے ہین تو نہ فضولخرچی کرتے ہین اور نہ تنگدلی اور اُنکا خرچ کرنا اعتدال پر ہوتا ہے۔ اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہین پکارتے اور نہ اُس جان کو قتل کرتے ہین جسکو

حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ۝ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ

اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق سے اور نہ زنا کرتے ہین اور جو ایسا کرتا ہے سزا کا مستحق ٹہرتا ہے۔ اُسکے لئے قیامت مین دو چند عذاب ہوگا اور اُسمین خوار ہوکر پڑا رہیگا۔ مگر جو توبہ کرے

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ

اور ایمان لاوے اور اچھے کام کرے سو اللہ اُنکی بُرائیون کو نیکیون سے بدل دے گا۔ اور اللہ غفور رحیم ہے اور جسنے توبہ کی اور نیک کام کیا پس وہ رجوع کرتا ہے اللہ کی طرف

مَتَابًا ۝ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّ

بخوبی۔ اور وہ جو جھوٹی گواہی نہین دیتے۔ اور جب بیہودہ موقع سے گذر کرین تو بزرگانہ طور سے گذر کرین۔ اور وہ جب اُنکو سمجھایا جاوے آیات الٰہی کے ساتھ تو اُنپر نہین گرپڑتے ہم

عُمْیَانًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۝ اُولٰٓئِكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا

اندھے ہوکر۔ اور وہ جو کہا کرتے ہین اے ہمارے رب ہم کو ہماری بیویون اور اولاد کی طرف سے آنکھونکی ٹھنڈک کا وصل کرا اور ہم کو پرہیزگارون کا پیشوا کر یہ وہ لوگ ہین کہ جنکو بدلہ ملیگا بلند محلونکی کہ اُنکو ان صبر کرنے

وَیُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۗ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَكُوْنُ لِزَامًا ۝

اور پہونچیگے وہ جنت مین لوگون کو دعا سلام کہتے ہوئے۔ ہمیشہ رہا کرینگے وہان جنت بہت عمدہ ٹہرنے کی جگہ اور خوب مقام ہے۔ کہدے میرا رب تمکو کچھ پروا نہین اگر تم اسکو نہ پکارو البتہ تم جھٹلا چکے ہو اب ہونی ہے سر آلازم

تبارک الذی الخ بجواب اُنکے اس قول کا وما الرحمان کہ کیا ہے رحمن۔ فرماتا ہے رحمن وہ بابرکت ہے کہ جسنے آسمان مین برج بنائے اور اسمین سراج یعنے آفتاب بنایا ہے جو تمام دنیا کا چراغ ہے اگر یہ نہوتا تو اندھیر ہوجاتا۔ اور رات کے لئے بھی اُسنے چاند چمکتا بنایا ہے۔ مطلب یہ کہ رحمان وہ ہے کہ جسنے دنیا کا گھر بنایا اور اس گھر مین آفتاب وماہتاب کی قندیلین روشن کین اور اس گھر مین تمھارے لئے ہر ایک قسم کا سامان معیشت بہم پہونچایا پھر کہتے ہو کہ رحمان کون ہے اور اُسکے آگے سجدہ کرنے سے نفرت کرتے ہو؟ اور اسپر بس نکیا بلکہ اسنے راتون بنائے جو ایکے بعد دوسرا آتا ہے رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات۔ یا یون کہو ایک دوسرے کی مخالف ہے۔ یہ قتادہ و ضحاک کا قول ہے یقال لکل شئ اختلفا بما خلفان فقولہ خلفۃ ای مختلفین نہذا اسود ونہذا ابیض ونہذا طویل ونہذا قصیر اگر ہمیشہ رات یا دن ہوتا تو نظام عالم نہ رہتا۔ فرماتا ہے یہ شکر کرنیوالون اور سمجھنے والون کے لئے ہے۔ جعل فی السماء بروجا آسمان مین تارون کے اجتماع سے مختلف صورتین پیدا ہوگئین کہین شیر کی کہین بکری کی کہین بچھو کی کہین بیل کی پہلی کی وغیرہ اور آسمان کو قدیم ایام سے حکمار نے بارہ حصون مین خیالی طور پر اسطرح سے تقسیم کیا ہے جس طرح خربزے کی قاشین اور ہر ایک حصہ کا نام برج رکھا ہے اور جسطرح مین صور مذکورہ مین سے جو شی صورت آگئی ہے اُسکو اُسی کے نام سے نامزد کردیا ہے جس مین شیر کی صورت ہوئی اُسکو برج اسد کہتے ہین جسمین مچھلی کی اوسکو برج حوت علی ہذا القیاس۔ اور یہ بات عرب مین بہ بثبوت سے مسلم چلی آتی تھی۔ وعباد الرحمان الخ بیان سے اپر تعریض کرتا ہے کہ تم رحمان کو کیا جانتے ہو تم شیطان کے بندے بنے ہوئے ہو دیکھو رحمن کے بندے یہ لوگ ہین جن مین یہ خوبیان پائی جاتی ہین۔

پھر اُنکے چند اوصاف حمیدہ ذکر کرتا ہے۔ جسسے عام مسلمانوں کو اِن اوصاف کے حاصل کرنے کی ترغیب بھی مقصود ہے کہ خالی باتیں بنانے سے رحمان کا بندہ خالص نہیں بنتا جبتک اِن باتوں کو اپنے میں پیدا نکرے اور یوں تو جہاں کہیں بندے ہیں مگر اوصاف اور اچھے اور مقبول بندے ہیں صفت اول (۱) الذین یمشون الخ کہ چونہیں پر اکڑتے اور اتراتے ہوئے نہیں چلتے بلکہ تواضع اور فروتنی سے (۲) واذا خاطبھم الجاھلون جب جاہلوں سے بمکلامی کا اتفاق پڑتا ہے تو سلام کہتے ہیں یعنی تسلیم اختیار کرتے ہیں۔ یا یہ کہ سلامتی اور سکوت طلب کرتے ہیں جیسا کہ کہتے ہیں معاف کیجئے اُنسے اُلجھتے جھگڑتے نہیں کیلئے کہ غبار کی باتوں سے درگذر کرنا اور مقابلہ نکرنا عقلاء و شرعاً بہتر ہے اور اسمیں سلامتی اور حفظ آبرو ہے۔ یا یہ کہ سلام تو دیتے کہتے ہیں یعنی سلام کرکے رخصت اور الگ ہو جاتے ہیں۔ سب سے مطلب یہ ہے کہ جہل کے مقابلہ میں حلم اختیار کرتے ہیں (۳) وہ تو ان کا دن کاٹتے اور ہانکی لمدن کا برتاؤ اتھا اب خدا سے معاملہ اور شب کی کیفیت بیان فرماتا ہے۔ بیتوتہ لربھم الخ کہ تمام رات یا اسکا بڑا حصہ خدا کی یاد میں صرف کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں جسمیں سجدہ اور قیام ہے جسمیں کہتے ہیں اللہ کے سامنے کھڑے رہتے ہیں اور نیاز کے ساتھ اُسکے آگے سر رکھدیتے ہیں آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔ یہ نماز تہجد کی طرف اشارہ ہے جو اسلام کا شیوہ خاص ہے (۴) والذین یقولون ربنا الخ یعنی اس عبادت پر آنکھ زد نہیں بلکہ عذاب جہنم سے ڈرتے اور یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ ہم سے عذاب جہنم کو دور رکھیو کہ وہ دردناک عذاب ہے اور جہنم بری جگہ ہے (۵) والذین اذا انفقوا الخ کہ خرچ کرنے میں درمیانہ روی کرتے ہیں اسراف ہے نہ اقتار۔ کھانے پینے لباس مکان سب میں درمیانہ روی مستحسن ہے۔ بعض کہتے ہیں گناہ کے کام میں صرف کرنا اسراف ہے اور حق امر میں دست کشی کرنا اقتار یعنی تنگدلی ہے۔ (۶) والذین لا یدعون الخ کہ وہ ہر حال میں شرک سے بچتے ہیں خدا کا کسیکو شریک نہیں سمجھتے اور کسیکو ناحق قتل نہیں کرتے جن مواقع میں قتل کی رخصت ہے جیسا کہ خونکے بدلہ میں خونی کا قتل کرنا یا میدان جنگ میں دشمن کا قتل کرنا وہاں تو وہ ہاتھ نہیں روکتے باقی دیگر مواضع میں کہ جنکا خدا نے حکم نہیں دیا اور جان کا مارنا حرام کیا ہے وہاں ہاتھ روکتے ہیں یہ نہیں کہ آپس کی خانہ جنگیوں میں یا رہزنی اور چوری وغیرہ امور میں مار ڈالتے ہوں۔ رحم اور عدل دونوں کی رعایت رکھتے ہیں اور نہ وہ زنا کرتے ہیں۔ پھر فرماتا ہے ومن یفعل ذلک یلق اثاما کہ جو ایسے کام کریگا وہ اُسکا بُرا بدلہ پاویگا۔ ان الاثام والاثم واحد والمراد ھنا جزاء الاثام۔ یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ۔ اُسکو قیامت میں دوچند عذاب دیا جاویگا ایک شرک کا دوسرا ان گناہوں کا وہ خلد فیہ مہانا اور اس عذاب میں ہمیشہ خوار و ذلیل رہے گا۔

بخاری و مسلم نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا گناہ بڑھکر ہے فرمایا کہ تو کسیکو اللہ کا شریک بنادے حالانکہ اُسنے تجھے پیدا کیا میں نے کہا پھر کونسا ہے؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنے لڑکے کو اس خوف سے مار ڈالے کہ تجھے اسکو ساتھ کھلانا پڑیگا (عرب میں ایسا بھی ہوتا تھا) پھر عرض کیا پھر کونسا فرمایا ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا اسکی تصدیق میں خدا تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں والذی لا یدعون مع اللہ الٰھا آخر الایہ۔

بخاری وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ اس آیت کے بعد مشرکین نے کہا ہم نے تو اور معبودوں کو بھی بیجا و ناحق قتل بھی کیا اور حرامکاری بھی کی ہے پس ہمارے لئے مغفرت کا کیا طریق ہے؟ تب یہ آیت نازل ہوئی الا من تاب الخ جس نے توبہ کی اور ایمان لاکر عمل صالح کئے فاولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنات اللہ انکے گناہوں سابقہ کو مٹا کر یہ نیکی کام انکے نامۂ اعمال میں لکھدیگا۔ یہ یعنی میں گناہوں کے نیکیوں سے بدلے جانے کے ورنہ گناہ کبھی نیکی نہیں ہوتا۔ (۷) والذین لا یشھدون الزور الخ زور کے معنی جھوٹی گواہی یعنی جھوٹی گواہی کے پاس بھی نہیں جاتے اور مواضع کذب بھی مراد ہو سکتے ہیں اور ہر نازیبا مجلس بھی مراد ہو سکتی ہے جو خلاف شرع شریف ہو جیسا کہ ناچ رنگ کی مجلسیں اور کھیل اور تماشوں کے مجامع اسیطرح کفار و مشرکین و مبتدعین کے میلے اور تیوہار۔ ان سے اجتناب کرنا عباد الرحمان کی شان ہے۔ واذا مروا باللغو مروا کراما اور جو کہیں ایسے بیہودہ مواقع کے پاس سے گذر نیکا اتفاق بھی ہوا تو اعراض کرکے گذر جاتے ہیں منہ پھیر کر آنکھ بند کرکے گذرنا انکی طرف متوجہ نہونا بزرگانہ گذرنا ہے (۸) والذین اذا ذکروا الخ کہ جب انکو آیات الٰہی سنائی جاتی ہیں تو انپر اندھے بہرے ہو کر نہیں گر پڑتے جیسا کہ منافقین دکھانیکے لئے ایسا کرتے ہیں بلکہ بصیرت اور سمجھنے اور سننے کی حالت میں انپر گر پڑتے ہیں انسے اعراض نہیں کرتے (۹) والذین یقولون الخ کہ اپنی اولاد اور ازواج کے لئے بھی دعا کیا کرتے ہیں کہ انکو صلاح و دینداری میں لگا کر انسے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوویں اور اپنے خاندان اور کنبے کے ہم بزرگ راہبر بنا دیں۔ یہ بڑی نعمت ہے کہ انسان کے زن و فرزند اُسکے موافق ہوں اور دین میں معین۔ ماتحتی کہ انسے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوویں اور ہماری آنکھیں دار آخرت میں اُنسے ٹھنڈی ہوں۔ عباد الرحمان کی جزا مرقوم ہے اولئک یجزون الغرفۃ کہ یہ لوگ جنت میں بلند محلوں کی کھڑکیوں میں بیٹھیں گے اور امین بیشمار نعمتوں کو دیکھیں گے قل ما یعبؤ بکم ربی لو لا دعاؤکم الخ کہ تم رب کی عبادت و سجدہ کرنے سے رب کو بھی تمہاری کچھ پروا نہیں جو تم اسکو نہیں پکارتے تم جھٹلا چکے عنقریب تم پر عذاب آتا ہے

سورۂ شعراء مکیہ ہے اسکے سو ستائیس آیات اور گیارہ رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طٰسٓمٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً

یہ ہیں آیتیں روشن کتاب کی۔ شاید تو اپنی جان کو گھونٹ کر رہ دیگا اسپر کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔ اگر ہم چاہیں تو آسمان سے اون پر ایک ایسی نشانی نازل کریں کہ

فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ

اس کے آگے اُن کی گردنیں جھک جاویں۔ اور اُن کے پاس رحمان کی طرف سے کوئی نئی بات نصیحت کی آپہنچتی ہے تو وہ اس سے منہ موڑے لیتے ہیں۔ پس وہ تو جھٹلا چکے اب انکو اسکی اصلیت

اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

معلوم ہو جاویگی کہ جس سے وہ ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔ کیا وہ زمین کو نہیں دیکھتے کہ ہمنے کسقدر جنسے قسم قسم کی چیزیں اگائی ہیں۔ البتہ ہمنے ایک نشانی ہے

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

اور ان میں سے بہت تو مانے کے نہیں۔ اور البتہ تیرا رب وہی ہے زبردست رحم کرنیوالا۔

ع ۱

ان لا یکون مفعول لہ اے لملا خاضعین والقیاس خاضعات انما جاء جمع المذکر لان المراد اصحاب الاعناق لیس المراد الرقاب کم انبتنا فی موضع نصب بانبتنا من فی اگرائے قرآن من السماء صفۃ ذکر محدث صفۃ اخری

تفسیر

یہ سورہ بھی مکہ میں اسی وقت نازل ہوئی ہے جبکہ کافروں کا حضرت پر اور مسلمانوں پر ہر طرف سے سخت ہجوم تھا اور اسلام کی روح افزا باتیں انکو عجیب و غریب معلوم ہوتی تھیں حضرت کی نبوت پر وہ طرح طرح سے لغو شبہات وارد کیا کرتے تھے اور جب جواب سے عاجز آجاتے تھے تو اپنی خواہش کے موافق ہر شخص ایک عجیب و غریب معجزے کا طالب ہوتا تھا کوئی کہتا تھا اسپہاڑ کو یہاں سے ہٹا دو تو جانوں کوئی کہتا تھا کہ اس خشک ادیپہاڑی جگہ میں نہر جاری کردو تو مانوں علی ہذا القیاس حضرت کے لیئے قوم کی ضراجات کی اصلاح کا جوش تھا اور یہی وجہ تھی انکے نہ ماننے پر کہ یہ ایمان نہ لائینگے بہت رنج ہوتا تھا اسلیئے اس سورہ میں اُنکو تسلی دی گئی کہ اگر یہ ایمان نہ لاویں تو کیا آپ غم میں گھٹ کر اپنے آپ کو ہلاک کر دینگے۔ اور پھر اسکے بعد پہلے انبیاء اور اولوالعزم رسولوں کی سرکش امتوں کا تذکرہ کر کے یہ بتلا دیا کہ پہلے لوگ بھی اپنے انبیاء کے ساتھ ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔ اور چونکہ عرب میں شاعری کا بڑا زور شور تھا اور حاجز ہو کر قرآن کو شعر کہدیا کرتے تھے اسلیئے خیر سورہ میں شعر کی حقیقت بھی بیان کر دی کہ وہ واہی تباہی باتیں اشعار میں جمع کیا کرتے ہیں ہر وادی سخن میں حیران و پریشان پھرا کرتے ہیں برخلاف قرآن مجید کے کہ جسمیں سراسر سچی اور پاکیزہ اخلاق اور توحید وغیرہ کے مضامین عالیہ ہیں۔ اس مناسبت سے اس سورہ کا نام سورۂ شعراء ہوا۔ اور تیز ان کو روحانی بلاغت کا ایسا انوکھا لطف دکھا کر ان پر کو بیٹھا مار دیا۔

طٰسٓمٓ الم کی تفسیر میں حروف مقطعات کی بابت ہم بہت کچھ لکھ آئے ہیں۔ یہاں طٰ سے مراد طرب اور س سے سرور دائمی اور یہ سے محمد ہیں یعنی محمد کو طرب سرور ابدی مبارک ہو یہ غم چند روزہ ہے واللہ اعلم۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ یہ آیتیں جو اسے لوگو تم کو سنائی جاتی ہیں روشن اور کھلی ہوئی کتاب یعنی قرآن کی ہیں جنمیں عقل سلیم کو کچھ بھی تردد نہیں ہاں جو کور ازلی اور بدنصیب اصلی ہیں اُن کو ان پر طرح طرح کے شکوک پیدا ہوتے ہیں یہ مضمون الہامی ان کے دل میں نہیں اترتا اسلیئے وہ ایمان نہیں لاتے پھر بھی ایسے کور باطن ہیں تو اے نبی آپکو ان کے ایمان نہ لانیسے کچھ رنج نہ کرنا چاہیئے پھر آپ کیوں جی میں گھٹتے ہیں۔ لعلک باخع نفسک الخ اب روان کا یہ عذر کہ ہمارے سوال کے مطابق حضرت کیوں کوئی نشانی نہیں دکھاتے سو یہ بھی غلط ہے انکو اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا ورنہ ہم قادر ہیں ان نشا نزل علیہم من السماء آیۃ الخ کہ اسے اپنے کوئی ایسی نشانی اتاریں جس کے آگے انکی گردنیں جھک جاویں مگر ان کا تو یہ حال ہے کہ وما یاتیہم من ذکر من الرحمان الخ جب کوئی نئی بات نصیحت کی ان کے پاس خدا تعالیٰ کے طرف سے آتی ہے تو اس سے انکا ہنسی کرنا ہی ہوتا ہے فقد کذبوا الخ یہ جھٹلا چکے نہ مانے ہیں نہ مانینگے عنقریب اسکی حقیقت انکو معلوم ہو جاویگی۔ اور نشانی دیکھتے ہیں تو ہر وقت دیکھ سکتے ہیں زمین کی طرف یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ کس کس صنف کے کس قدر عجیب پیدا کیئے ہیں؟

وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۭ اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝ وَيَضِيْقُ

اور جبکہ تیرے رب نے موسیٰ کو پکارا کہ گئو ظالم قوم پاس جا۔ فرعون کی قوم پاس۔ کیا نہیں ڈرتے۔ موسیٰ نے عرض کیا اے رب میں ڈرتا ہوں کہ مجھے جھٹلاویں اور میرا

صَدْرِىْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِىْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ۝ وَلَهُمْ عَلَىَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۝ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ

سینہ تنگ ہو جاوے اور میری زبان نہ چلے پس ہارون کو پیغام دے اور میرے ان کا ایک گناہ ہے سو مجھے ڈر ہے کہ مجھے مار ڈالیں۔ فرمایا ہرگز نہیں پس تم دونوں میری نشانیاں لیکر جاؤ ہم تمہارے

مُّسْتَمِعُوْنَ ۝ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِىْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ

ساتھ سنتے ہیں۔ پس تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ کہ ہم سب عالم کے رب اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔ فرعون نے کہا کیا ہم نے تجھ کو بچپن میں اپنے گھر میں نہیں پالا

فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ۝ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّاۗلِّيْنَ ۝ فَفَرَرْتُ

اور اپنی عمر میں ہمارے ہاں برسوں نہیں رہا ہے؟ اور تو اپنا وہ کام کر گیا کہ جو کر گیا ناشکرا ہو کر موسیٰ نے کہا میں نے وہ کام کیا جبکہ میں بے خبروں میں تھا۔ پس میں تمہارے

مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝ قَالَ فِرْعَوْنُ

تمہارے ڈر کے مارے بھاگ گیا پھر مجھ کو میرے رب نے دانائی عطا کی اور مجھ کو رسول بنایا۔ اور کہا یہی احسان ہے کہ جسکو تو مجھ پر جتلاتا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا لیا۔ فرعون نے کہا

وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝ قَالَ رَبُّكُمْ

کیا ہے سب عالمین؟ موسیٰ نے کہا رب آسمانوں اور زمین اور ان کے اندر کی چیزوں کا اگر تم کو یقین آوے۔ فرعون نے اپنے گرد لوگوں سے کہا تم سنتے ہو۔ موسیٰ نے کہا تمہارا رب اور

وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۝ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ

تمہارے اگلے باپ دادا کا رب۔ فرعون نے کہا تمہارا وہ رسول جو تمہارے پاس بھیجا گیا البتہ دیوانہ ہے۔ موسیٰ نے کہا رب مشرق و مغرب کا اور انکے جو ان کے درمیان ہے۔ اگر تم عقل رکھتے ہو۔

قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ۝ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَاَلْقٰى

فرعون نے کہا اگر تو نے میرے سوا اور کوئی معبود قرار دیا تو تجھے قید ہی میں تو ڈالدونگا۔ موسیٰ نے کہا اور جو میں تیرے پاس کوئی کھلی ہوئی بات ہی لاؤں ہوں۔ کہا اسکو لا اگر تو سچا ہے۔ پس موسیٰ نے اپنا

عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَاۗءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۝ ع ۲

عصا ڈالدیا تو فوراً وہ ایک بڑا اژدہا ظاہر تھا اور اپنا ہاتھ نکالا تو فوراً وہ ناظرین کو چمکتا ہوا دکھائی دیا۔

واذ نادی ربک موسیٰ الخ اب یہاں سے انبیاء علیہم السلام کے تذکرہ عبرت انگیز شروع ہوتے ہیں یہ (۱) قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے جس میں انکا فرعون کے پاس جانا اور خدا کا پیغام پہونچانا اور طرح طرح کے معجزات دکھانا اور انکا نہ ماننا اور انجام کار دریا نظر میں بمع لشکر کے غرق ہونا مذکور ہے۔

واخاف لسانی فرعون کے گھر جو موسیٰ تھے اور اسکے فرزندوں کی طرح پرورش پاتے تھے ایکبار فرعون کی داڑھی کو پکڑ لی جو شغلا ہو کر اسکے قتل کا حکم دیا اسی جیسی باتیں سنکر فاش کی کہ ان کا دان پیچے اسکے نزدیک اگل اور جواہرات برابر ہیں دونوں اگر سامنے رکھے گئے تو آگ سونے میں ڈالی ہوئی جیسے کندن بان پرتھی بعض کہتے ہیں یون ہی قدرتی طور پر لکنت تھی بعض کہتے ہیں اس جملہ سے لکنت ثابت کرنا بیفائدہ ہے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ میں گویا ہیں ہون مزاج میں غصہ زیادہ تھا صفدر کو یاد ہے جھٹلائینگے میرا سینہ تنگ ہوگا زبان چلیگی دہم علی ذنب یہ کہ قبطی کو مکہ مار کر ڈالا ہے۔ الم نربک فینا کیا تو ہم میں لڑکپن سے ایک عرصہ تک نہیں رہا وفعلت فعلتک اور تو نے وہ کام کیا جو کیا یعنی قبطی کو جو ہماری قوم کا تھا مار ڈالا۔ یہ فرعون نے بطور طعن کے کہا تھا۔ موسیٰ نے اقرار کیا کہ بیشک ایسا کام مار ڈالنے کا میں نے کیا تھا مگر اس وقت میں انا من الضالین کے یہی معنی کہ مجھے طریقہ فہمائش اسوقت معلوم نہ تھا یہ معنی درست نہیں فرعون سے کہا تھا انا رسول رب العالمین کہ ہم دونوں بھائی رب العالمین کے رسول ہیں مصر کے لوگ اور فرعون بھی بت پرستے تھے ستارہ اور دیگر علویات کے بت بنا کر پوجا کرتے تھے اور نیز وہ بادشاہ ہونیکی وجہ سے اپنے آپ کو رب یعنی لوگوں کا پروش کرنیوالا سمجھتا تھا جیسا کہ ہندو راجہ کو ان داتا یعنی رزق دہندہ کہا کرتے ہیں اس لفظ سے چونکہ یہ شبہ ہوتا تھا کہ شکر کیونکر رحمان کے لفظ سے سمجھے تھے اسلیے پوچھا ارأیتکم الکم رب العالمین؟ موسیٰ نے کہا آسمانوں و زمین اور انکے اندر جو کچھ ہے سب کا رب فرعون نے تعجب سے دربار یوں سے کہا سنتے ہو یہ کیا کہتا ہے یعنی ایک شخص ایسا ہو سکتا ہے کہ ان چیزوں کا رب ہو؟ وحاصل مقابلہ کا یہ ہے کہ فرعون نے کہا آسمانوں و زمین اور انکے اندر جو کچھ ہے سب کا رب میں ہوں موسیٰ نے کہا ہاں بیشک رب وہی ہے جو ایک شخص ایسا ہو سکتا ہے کہ ان چیزوں کا رب ہو؟ وحاصل مقابلہ کا

قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ فَاَلْقٰى مُوْسٰى

فرعون سے اسکی اس دانون سے کہا بیشک یہ بڑا دانشمند کا جادوگر ہے۔ چاہتا ہے کہ تمکو اپنے جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکالدے پھر تم کیا دے رہتے ہو؟ ۔ بولے اسکو اور اسکے بھائی کو مہلت دے اور

فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝ يَّاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ۝ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ۝ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ

شہروں میں نقیب بھیجدے۔ کہ تیرے پاس ہر ایک بڑے جادوگر کو لے آویں پس سب جادوگر ایک دن مقرر کی میعاد پر جمع کیے گئے۔ اور لوگوں سے کہا گیا کیا تم بھی اکٹھے ہوتے ہو۔ شاید کہ ہم جادوگروں کے

اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ

تابع ہو جاویں اگر وہی غالب رہے۔ پھر جب جادوگر آئے تو فرعون سے کہا بھلا کچھ ہمکو انعام بھی ہے اگر ہم ہی غالب آویں ۔ اسنے کہا ہاں بیشک پھر تم مقربوں میں داخل ہو جاؤ گے

قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ فَاَلْقٰى مُوْسٰى

اُنسے موسیٰ نے کہا ڈالو کیا ڈالتے ہو۔ پھر اُنہوں نے اپنی رسیاں اور لکڑیاں ڈالدیں اور کہا فرعون کے اقبال سے ہم ہی غالب ہیں۔ پھر موسیٰ نے اپنا

عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝ فَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ

عصا ڈالدیا پھر تو یکبھی وہ نگلنے لگا اُن کے اِن شعبدوں کو۔ پھر جادوگر سجدہ میں گر پڑے۔ کہنے لگے ہم العالمین پر ایمان لائے۔ موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔ فرعون نے کہا کیا تم میری اجازت سے پہلے

اٰذَنَ لَكُمْ ۝ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِىْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۝ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ

اِیان لے آئے؟ بیشک یہ تمہارا بزرگ ہے کہ جسنے تمکو جادو سکھایا ہے سو ابھی معلوم کر لو گے کہ میں تمہارا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کٹوا دونگا اور تم سب کے

اَجْمَعِيْنَ ۝ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۝ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

سولی پر چڑھا دیتا ہوں۔ بولے کچھ مضائقہ نہیں ہمکو تو اپنی رہنے کے پاس پھر جانا ہی ہے ۔ ہمکو اسید ہی کہ ہمارا رب ہمارے گناہ ہمکو معاف کریگا اس سبب سے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے۔

مسکہ قاسم نے کہا بلکہ تمہارے لگے باپ دادا کا بھی رب پس اسکو تاب نہ ہی کہدیا یہ دیوانہ ہی اسپر موسے نے اور ترقی کی کہ مشرق و مغرب کے سب کے گو نکاب تمہارا باپ دادا کی کیا خصوصیت اگر تمیں عقل ہوتی میں دیوانہ نہیں ہوں تم احمق ہو پس فرعون نے کہدیا اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو رب بنایا تو تمکو پتھے قید خانہ میں ڈالدونگا۔ فرعون کا قید خانہ بھی معاذ اللہ بڑا قید خانہ تھا کئی کئی مہینہ قیدیوں کو ڈالدیا کرتے تھے

اور پھر سے موضع بندکر دیتے تھے جیسا کہ ہندوستان کے جوگیوں میں سنو تھا۔ موسے نے کہا اگر میں تجھے کوئی نشانی اپنی قدرت کی دکھاؤں تب بھی تو مجھے قید میں ڈالیگا۔ اُس نے کہا وہ نشانی دکھا موسیٰ نے تھم کر

کو بغل میں سے نکالا تو فوراً کیا دیکھتا ہوا نکلا۔ یہ بھی ایک بڑا معجزہ تھا یعنی اپنے ہاتھ کی لکڑی کو ڈالا تو اسکے درباریوں نے کہا بلکہ اسنے لگا فرعون اور درباریوں سے کہا بھاگ گئے اور اسکی خدائی کی قلعی تو میں کھل گئی

سولی پر چڑھا دیتا ہوں۔ بولے کچھ مضائقہ نہیں ہمکو تو ہی رہنے کے پاس پھر جانا ہی ہے ۔ ہمکو اسید ہی کہ ہمارا رب ہمارے گناہ ہمکو معاف کریگا اس سبب سے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ

اور موسے کو بھیجے حکم بھیجا کہ میرے بندون کو رات مین نے نکل کیونکہ تمہارا تعاقب کیا جاویگا۔ پھر فرعون نے شہرون مین ہرکارے دوڑائے۔ کہ یہ ایک تھوڑی سی

قَلِيْلُوْنَ ۝ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۝ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ كَذٰلِكَ

جماعت ہے اور یہ ہمکو غصہ دلانیوالے ہین۔ اور ہم سب خطرہ رکھتے ہین۔ پس ہٹنے ان کو باغون اور چشمون اور خزانون اور عمدہ مقام سے خارج کیا ہمنے

وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا تَرَآءَا الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ

اور وارث کردیا ان کا بنی اسرائیل کو۔ پس فرعونی ان کے پیچھے پڑے دن نکلتے۔ پھر جب دونون جماعتین مقابل ہوئین تو موسی کے لوگ کہنے لگے ہم پکڑے گئے۔ کہا ہرگز نہین۔ بیشک میرے ساتھ میرا رب ہے

سَيَهْدِيْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۚ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاَنْجَيْنَا

وہ مجھے ابھی راہ بتاویگا۔ پھر ہمنے موسے کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر مار۔ سو دریا پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا بڑے پہاڑ جیسا ہو گیا۔ اور ہم نے وہان دوسرون کو فرعونیون کو لائے

ع ۱۷ ۸ مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

اور موسے اور اسکے سب ساتھیون کو بچالیا۔ پھر ان دوسرون کو غرق کردیا۔ البتہ انمین ایک بڑی نشانی ہے۔ اور انمین سے اکثر ماننے والے نہین۔ اور البتہ تیرا پروردگار تو زبردست رحم کرنیوالا ہے

واوحینا الی موسی باقی تمام قصہ کو حذف کرکے جو موسی کی سرگذشت مصر سے تعلق رکھتا تھا بنی اسرائیل کے مصر سے جانے کا تذکرہ شروع فرمایا کیونکہ نشانی قدرت کاملہ اور انکے کفر و انکار کا نتیجہ ظاہر کرنا مقصود مقام تھا موسی کو اللہ تعالی نے حکم دیا کہ میرے بندون کو یعنی بنی اسرائیل کو رات مین نے نکل چنانچہ موسی بنی اسرائیل کو مع زن و فرزند کسی عید کے بہانہ سے باجازت فرعون لے نکلے اور اسرائیلیون نے فرعونیون سے عید کے بہانہ سے زیورات بھی ستعار لیے تھے جب سب نکل گئے تو فرعون کو خبر ملی کہ وہ نکلکر ملک شام مین جاتے ہین فرعون نے جابجا ہرکارے بھیجدیے کہ لوگ اکٹھے کرآوین اور کچھ خوف نکرین کیونکہ ان ہؤلاء لشرذمۃ قلیلون یہ تھوڑے لوگ ہین اور انھون نے ہمکو ناخوش کیا ہے ایک تو ہماری حکومت سے نکلے جاتے ہین دوسرے ہمارے زیورات لے گئے محض بنظر احتیاط تم کو کہلا بھیجا ہے کہ مدرکوا دانا لجمیع حذرون۔

پس فرعون اور اسکے ساتھ بہت سے لوگ ان کے تعاقب مین نکلے اور صبح دن نکلتے ہوئے اسرائیلیون کو دریا قلزم کے قریب آلیا بنی اسرائیل انکو دیکھکر ڈر گئے موسی نے تسلی دی کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے خدا نے موسی کو حکم دیا کہ دریا پر اپنا عصا مار سکے مارنیسے دریا پھٹ گیا اور پانی کی باڑ پہاڑ کیطرح سے دونون طرف کھڑی ہوگئی بنی اسرائیل خشک زمین پر سے سلامت نکل گئے فرعون کے پیچھے پیچھے آرہا تھا جب وہ بیچ دریا کے تو دریا باہم ملگیا وہ سب ڈوب کر مر گئے۔ یہ ایک اللہ کیطرف کی بڑی نشانی ہے لیکن وہ اکثر نہین مانتے کذلک۔ داود شانا بنی اسرائیل اسمقام پر اکثر لوگون کو دیکھا ہوگیا ہے کذلک کو اطراد کے متعلق کیا ہے اے اطرد نا کما وصفنا۔ اور پھر اورثنا بنی اسرائیل کو جملہ کرکے ہی ضمیر کو فرعونیون کے جنات و عیون و کنوز و مقام کریم کیطرف پھیرا ہے اور اسکی تعیین نہین کہدیا ہے کہ فرعونیون کے غرق ہونیکے بعد بانون اور عمدہ مقامات کے بنی اسرائیل پھوٹ کر اگر مالک ہوئے تھے۔ حالانکہ یہ بات نہین ہوئی کیونکہ تمام اہل تاریخ اسپر متفق ہین کہ دریا قلزم کو عبور کرکے بنی اسرائیل چالیس برس تک تیہ مین مکرتے پھرے مصر مین واپس آئے اور نہ اس فرعون کے بعد دوسرا فرعون تخت مصر پر بیٹھا ہو انکی سلطنت کا خاتمہ بابل کے بادشاہ کے ہاتھ سے سیکڑون برس بعد ہوا صحیح توجیہ یہ ہے کہ کذلک مقام کی صفت ہے یعنی ہمنے جیسا دی فرمائے ہین اومثل ذلک المقام الذی کان لہم علی انہ صفۃ مقام اس تقدیر پر بہت صاف ہوگئے کہ ایسے مقامات کا ہم نے بنی اسرائیل کو وارث یعنی مالک کردیا۔ یعنے ملک شام و فلسطین مین ان کو بھی ہم نے ویسے ہی عمدہ مقامات و باغ و چشمے اور خزانے عطا کیے جیسے کہ فرعونیون کے پاس تھے اور انسے ہمنے اون کو دریا قلزم مین غرق کیا۔ خلاصہ یہ کہ ان عمدہ مقامات سے انکو نکالا اور ایسے عمدہ مقامات بنی اسرائیل کو عطا کیے۔ اور سورہ دخان مین بھی ایسا ہی آیا ہے کم ترکوا من جنات و عیون و زروع و مقام کریم و نعمۃ کانوا فیہا فاکہین کذلک و اورثنا ہا قوما آخرین۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ۝ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ

اور ان کو ابراہیم کی خبر سنا۔ جبکہ اُنہ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کیا پوجا کرتے ہو۔ کہا بتوں کو پوجتے ہیں سو انھیں کے گرد رہا کرتے ہیں۔ ابراہیم نے کہا کیا تمھاری بات سنتے ہیں

إِذْ تَدْعُونَ ۝ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ۝ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۝ قَالَ أَفَرَأَيْتُم مَّا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ أَنتُمْ

جبکہ تم پکارتے ہو۔ یا تم کو نفع دیتے ہیں یا ضرر۔ بولے بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ہے۔ کہا اب تم کو معلوم ہو گیا کہ تم

وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ۝ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۝ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۝ وَإِذَا مَرِضْتُ

اور تمھارے اگلے باپ دادا کس چیز کو پوجتے تھے۔ پس وہ میرے سب دشمن ہیں رب العالمین کے سوا۔ وہ کہ جس نے مجکو پیدا کیا پھر مجکو۔ منجالی کی اور وہ جو مجھے کھلاتا، اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں

فَهُوَ يَشْفِينِ ۝ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ۝ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ۝ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝

تو مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے موت دیگا پھر زندہ کریگا۔ اور وہ کہ جس سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے گناہ معاف کرے گا۔ اے رب مجھے حکمت عطا کر اور مجھے شائستہ لوگوں میں ملا دے۔

وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝ وَاجْعَلْنِي مِن وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۝ وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۝ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝ يَوْمَ لَا يَنفَعُ

۱۱ پچھلوں میں میرے لئے سچی زبان رکھ۔ اور مجکو جنت النعیم کے وارثوں میں کر۔ اور میرے باپ کو بخشدے کہ وہ گمراہ ہے۔ اور مجکو جی اوٹھنے کے دن رسوا نکرنا۔ جس دن

مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ۝ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ مِن

نہ مال کام آوے نہ اولاد۔ مگر اسکو کہ جو اللہ کے پاس پاک دل لیکر گیا۔ اور قریب لائی جاویگی جنت پرہیزگاروں کے لئے اور ظاہر کیجاویگی جہنم گمراہوں کیلئے۔ اور کہا جائیگا کہاں ہیں وہ جنکو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے۔

دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنصُرُونَكُمْ أَوْ يَنتَصِرُونَ ۝ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ۝ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ۝ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۝ تَاللَّهِ إِن كُنَّا لَفِي

کیا وہ تمھاری کچھ مدد کرتے ہیں یا بدلہ سکتے ہیں۔ پھر انہیں وہ اور گمراہ اور سب شیطانی لشکر ڈالا جاویگا اور وہاں جھگڑتے ہوئے کہینگے اللہ کی قسم ضرور ہم صریح

ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ إِذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ۝ فَمَا لَنَا مِن شَافِعِينَ ۝ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ۝ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً

گمراہی میں تھے۔ جبکہ ہے معبود وں کو ہم رب العالمین کے برابر کرتے تھے۔ اور ہم کو گمراہ ہیں کیا مگر ان کا بڑوں نے۔ پھر نہ ہمارا کوئی شفاعت کرنیوالا ہے اور نہ کوئی دوست غمگسار۔ کاش ایکبار پھر ہمیں دنیا میں جانا ملے

فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

تو ہم ایمان والے ہو جاویں۔ البتہ اسمیں ایک نشانی ہے اور انمیں سے اکثر تو ماننے والے نہیں اور بیشک تیرا رب جو ہے تو زبردست ہے رحم کرنے والا۔

ترکیب

کذلک منصوب یفعلون فانھم عدولی انما افرد لقیاس اعداء لان العدو جنس یطلق علی الواحد والکثیر۔ او المراد ذو عداوۃ الا رب العالمین استثناء جنس اور غیر جنس سے دونوں سے ہو سکتا ہے الذی مبتداء فھو مبتداء ثان بھدینی اسکی خبر اور جملہ الذی کی خبر۔ اور بعد کے الذی پہلے کی صفات ہیں۔ اور صفات میں واؤ کا داخل کرنا جائز ہے یوم لا ینفع بدل ہے اول یوم سے الا من ❖ استثنا، منفصل ہے اور غیر متصل بھی ہو سکتا ہے۔ ❖ تفسیر

واتل علیھم نبأ ابراہیم۔ الخ یہ (۲) قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے جس میں حضرت کو کامل نمونہ دکھایا ہے کہ ابراہیم کا باپ اور اُنکے تمام قوم بھی گمراہی میں مبتلا تھی بت پرست تھے پھر ابراہیم کو اپنے باپ کے جنمی ہونے کا کیا کچھ غم تھا مگر بچوڑ کر نیکے اور کچھ نہ کر سکے پھر آپ کیوں اے نبی اسقدر غم کرتے ہیں؟ اور جب ابراہیم کے ساتھ ان بت پرستوں نے نہ صرف مقابلہ ہی کیا بلکہ آگ میں ڈالا اور وہاں سے سلامت آنے پر دیس چھوڑ نا پڑا پس آپ پر یہ مصائب کوئی نئی بات نہیں۔

ع ۵ ۶ ۹

ترجمہ حضرت شیخ الہند

اذ قال لابیہ وقومہ ما تعبدون کو حضرت ابراہیم جانتے تھے کہ یہ بتوں کو پوجتے ہیں لیکن سوال اس غرض سے کیا تھا کہ انکی جہالت کی کمزوری ثابت کریں تاکہ انکو شرمندگی حاصل ہو اور پھر یہ انکی پرستش چھوڑ دیں مگر وہ تو ایسے پختہ تھے کہ لبعد اصناما کہنے پر بس نہ کیا بلکہ فظل لہا عاکفین بھی کہدیا کہ ہم نہ صرف انکی پرستش کیا کرتے ہیں بلکہ ہم دن بھر انکے گرد رہا کرتے ہیں (وا العکوف الاقامۃ علی الشئ وانما قالوا نظل لانہم کانوا یعبدونہا بالنہار دون اللیل۔ کبیر) انکو اس بت پرستی پر تفاخر تھا اور اسکے وہ مسرت ظاہر کرنا چاہتے تھے (اللہ رے گمرہی۔)

ابراہیم علیہ السلام کی قوم بابل اور اسکے اطراف میں تھی وہ لوگ مذہب صابی رکھتے تھے جو ستاروں اور دیگر نورانی اور آسمانی چیزوں کی پرستش کیا کرتے تھے پھر اُن معبودوں کے نام سے طرح طرح کی مورتیں بنا رکھی تھیں۔ تخمیناً پچاس سال ہوئے ہونگے کہ شہر نینوی کے بعض تودوں کو فرانس کی ایک جماعت نے بحکم حضرت سلطان عجائبات قدیمہ دریافت کرنے کی غرض سے کھدوایا تو بہت نیچے سے سنگ مرمر کا ایک عجیب غریب مکان برآمد ہوا جسکی دیواروں پر ہر طرف عجائب مورتیں ترشی ہوئی تھیں اور پھر اسکے صدر مقام میں ایک بہت بلند بیل سنگ مرمر کا تھا جسکے پاؤں ہاتھی کے اور بازوؤں پر عقاب کیسے پر اور اسکی صورت انسانکی تھی دو قد آدم اونچا تھا جسکو اُکھاڑ کر فرانس کے عجائب خانہ میں رکھا گیا اور دیواروں پر کچھ کتبے بھی تھا جو آج تک کسی سے پڑھا نہیں گیا۔ غالباً یہ ابراہیم کی قوم کا بت تھا حضرت ابراہیم نے پھر اُنسے دریافت کیا ہل یسمعونکم اذ تدعون او ینفعونکم او یضرون کہ بھلا جب تم انکو پکارتے ہو کچھ تمہاری بات بھی سنتے ہیں یا تم کو کچھ نفع یا نقصان بھی دیتے ہیں؟ اسکا وہ کیا جواب دیتے بجز اس کہنے کے کہ بل وجدنا آباءنا کذلک یفعلون ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے انکی تقلید ہم کرتے ہیں۔ اسپر حضرت ابراہیم نے فرمایا افرأیتم ما کنتم تعبدون انتم وآباؤکم الاقدمون۔ اب تم کو معلوم ہو گیا کہ تم اور تمہارے باپ دادا کیسے بے حقیقت چیز کی عبادت کیا کرتے تھے فانہم عدو لی الا رب العالمین یہ سب میرے دشمن ہیں یعنی تم انسے نفرت وعداوت ہے مگر رب العالمین سے نہیں۔ اسکے بعد رب العالمین کے چند اوصاف ذکر کرتے ہیں جن سے انکو اسکی طرف رغبت پیدا ہو پس فرمایا الذی خلقنی فہو یہدین وہ کہ جسنے مجھے پیدا کیا پھر وہی مجکو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے والذی ہو یطعمنی ویسقین واذا مرضت فہو یشفین کہ صرف یہی نہیں کہ پیدا کرکے ہی اُسنے چھوڑ دیا پھر اوس سے کچھ کام نہیں پڑتا بلکہ جسطرح ابتدا میں اسکی طرف حاجتمند تھا اسی طرح حال میں۔ یعنی ادنی اور اعلی حاجت اُسی سے وابستہ ہے یطعمنی ویسقین سے چھوٹی باتوں کی طرف واذا مرضت فہو یشفین سے امور عظام کی طرف اشارہ کیا۔ والذی یمیتنی ثم یحیین والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین کہ زندگی دنیا کے بعد بھی اس سے تعلق ہے وہی موت دیگا پھر قیامت کو دوبارہ وہی زندہ کریگا اُسی سے مجھے گناہوں کے معافی کی امید ہے (ہر چند حضرت ابراہیم گناہگار نہ تھے مگر خاصان خدا مقام عبدیت اپنی ذرا ذرا سی فروگذاشت کو بھی بہت بڑا گناہ سمجھا کرتے ہیں۔)

اسکے بعد جو دار آخرت اور دنیا کی بہبودی کے لئے حضرت ابراہیم نے اپنے رب سے دعا کی اُسکو نقل کرتا ہے رب ہب لی حکما والحقنی بالصالحین۔ حکم سے مراد کمال قوت نظر درکار کہ جس سے ادراک حق ہووے والحقنی بالصالحین سے مراد کمال قوت عملیہ کہ جس سے خیر کو عمل میں لاوے واجعل لی لسان صدق فی الاخرین اور مرنیکے بعد دنیا میں میری سچائی اور ذکر خیر کیساتھ تذکرہ رہے یعنی توحید کا طریقہ جو مجھے نصیب ہوا ہے میرے بعد میں بھی رہیں کہ وہ اس سبب سے مجھے ذکر خیر سے یاد کیا کریں جو اوروں کے لئے توحید کیطرف رغبت کا باعث ہو واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم اور مجکو جنت نعیم کا وارث کیجیو۔ یہ سعادت دنیا و آخرت کے سوال سے فارغ ہوئے تو باپ کے لئے بھی دعا کی کیونکہ وعدہ کر چکے تھے اور نیز اپنے حقداروں کو نعمت میں شریک کرنا عالی حوصلوں کا کام ہے ولا تخزنی یوم یبعثون کہ قیامت کے روز مجھ سے کوئی باز پرس بھی نہ کرنا پھر اسکے بعد قیامت کا حال شروع کر دیا کہ اُسروز نہ مال کام آویگا نہ اولاد نفع دیگی مگر قلب سلیم کہ جس میں توحید و اخلاص ہو پھر جنت اور جہنم کی کیفیت اور وہاں مگراہوں اور اُنکے معبودوں کا باہم جھگڑا ہونا اور ایکا دوسرے کو برا بھلا کہنا اور پھر اونکا بارگیر نکی کمانے کے لئے دنیا میں آنے کی خواہش کرنا ذکر کرتا ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝

نوح کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا جبکہ اونکے بھائی نوح نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے میں تمھارے لئے امانت دار رسول ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرے کہنے پر چلو

وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ

اور اسپر میں تم سے کچھ بھی اجرت نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو اللہ ہی پر ہے جو تمام جہان کا رب ہے۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ بولے کیا ہم تجھے مانیں اور تیرے تابع تو

الْاَرْذَلُوْنَ ۝ قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ ۚ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ۝ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ اَنَا

کمینے لوگ ہو گئے ہیں۔ نوح نے کہا اور مجھ کیا خبر کہ وہ کیا کر رہے ہیں انکا حساب تو میرے رب ہی پر ہے اگر تمھیں خبر ہو۔ اور میں تو ایمان دار لوگوں کو نہیں نکالنے کا۔ میں جو ہوں تو

اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ۝ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ

کھول کر ڈر سنا دینوالا ہوں۔ کہنے لگے اے نوح اگر تو باز نہ آیا تو ضرور سنگسار کیا جائے گا نوح نے کہا اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا۔ پس تو میرے اور اونکے درمیان فیصلہ کر دے اور مجھکو اور جو میرے ساتھ

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

ع ۱۸ النصف ۱۰

ہیں مومن ہیں انکو بچا لے۔ پھر ہم نے اسکو اور اُسکے ساتھ والوں کو بھری کشتی میں بچا لیا۔ پھر بعد میں اور باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔ البتہ اسمیں یقیناً بڑی نشانی ہے۔ اور انمیں اکثر لوگ ماننے والے نہیں اور البتہ تیرا رب ہی زبردست مہربان

واتبعک جملہ حالیہ ہے ضمیر نون سے ارذلون ہم ارذل بمعنی ذلیل۔ ❁ **ترکیب** ❁ ماعلمی ظاہر ہیں ما استفہامیہ ہی محل رفع میں لبسبب مبتدا ہونے کے و علمے اسکی خبر اور ممکن ہے کہ نافیہ ہو تو ما کی پ دونوں تقدیر پر علمی سے متعلق ہے ❁ **تفسیر** ❁ دوسری تقدیر پر خبر کو مضمر ماننا پڑیگا۔ تعدائے بعد انجائہ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کا عبرتناک قصہ بیان فرماتا ہے۔ گرچہ سورۂ اعراف و سورۂ ہود میں یہ قصہ مشرحاً بیان ہو چکا ہے لیکن چونکہ اسلوب قرآن موروثانہ نہیں کہ جسکے نزدیک مکرر بیان کرنا عیب ہے بلکہ واعظانہ کہ جسکے نزدیک عبرتناک قصوں کو بمقتضائے مقام و حالات قوم مکرر بیان فرمانا عین حکمت ہے خصوصاً نئے نئے اسلوب سے اسلئے اسکا پھر یہاں اعادہ کیا۔ حضرت نوح کا ساڑھے نو سو برس تک انمیں وعظ و پند فرمانا اور پھر اونکا ہدایت پر نہ آنا آنحضرت صلعم کے لئے کامل تسلی اور انکے اخیر نتیجہ غرق ہونے سے حضرت کے ہمطنون سرکش قریش کو کامل تہدید ہے۔

کذبت قوم نوح المرسلین گرچہ قوم نوح کے صرف نوح رسول تھے مگر جبکہ ان کو جھٹلایا تو سب نبیوں کو جھٹلایا کیونکہ دین کی باتوں میں سب ایک زبان تھے ایک کی تکذیب سبکی تکذیب اسلئے المرسلین جمع کا صیغہ آیا۔ کہ انکے فعل بد کی پوری شناعت اور کامل قباحت ظاہر ہو جاوے اور اسلئے بعد کے قصوں میں بھی صیغہ استعمال ہوا ہے اخوہم نوح نوح انکے بھائی تھے کیونکہ ایک قوم کے تھے۔ نوح نے اوّلاً یہی فرمایا الا تتقون کہ کیوں نہیں خدا سے ڈرتے توبہ پرستی کرتے ہو۔ قوم نوح میں بھی بت پرستی کا رواج تھا۔ یہ تو انکا وصف تھا اب اپنی حالت ذکر کرتا ہے انی لکم رسول امین تمھارے لئے خدا کی طرف سے پیغام لیکر آیا ہوں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا اور امین امانت دار بھی ہوں یعنی اس پیغام رسانی میں کچھ کمی زیادتی نہیں کرتا ہوں جب یہ ہے تو فاتقوا اللہ و اطیعون اللہ سے ڈرو کہ اُسکے احکام کی مخالفت نکرو اور میرا کہا مانو و ما اسئلکم علیہ من اجر میں تم سے اسپر کچھ مانگتا نہیں یعنی بے غرض ہوں کیونکہ غرضمند کی بات میں دغدغہ ہوتا ہے البتہ مزدوری تو میری ہے مگر تم پر نہیں رب العالمین پر ہے پھر اسی کلمہ کا اعادہ کیا تاکید کیلئے فاتقوا اللہ و اطیعون ان سب باتوں کے بعد اُن بدبختوں نے یہ غدر کیا انؤمن لک الخ کہ ہم تجھ پر کیونکر ایمان لاویں تجھپر تو پاجی لوگ ایمان لائے ہیں جو احمق اور بدعقل ہوتے ہیں اور کوئی دنیاوی لالچ انکا مقصود ہوتا ہے یعنی دل سے نہیں۔ نوح علیہ السلام بغرض غربا، لوگ ایمان لائے تھے اور ہمیشہ ہر کافر میں یہی پیشقدمی کیا کرتے ہیں کیونکہ راہ حق میں مانع جاہ و چشم دنیاوی ہی سو یہ لوگ ان نہیں ہوتا اسلئے نوح نے فرمایا وما علمی الخ کہ انکی حقیقت حال سے مجھ کو آگاہ کرنے کی کیا ضرورت ہے مجھے انکے باطن سے کیا کام ظاہر پر موقوف ہیں منکو دوڑ کر اخیر کار ہونا

كَذَّبَتْ عَادُ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

قوم عاد نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جبکہ اُنسے اُنکے بھائی ہود نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے۔ البتہ میں تمھارا امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور میں تم سے

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ۝ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ۝ وَإِذَا

اسپر کچھ مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری جو ہے رب العالمین پر ہے۔ کیا ہر ایک ٹیلہ پر نشان بناتے ہو کھیلنے کو؟ اور کیا کارگیر کے محل بناتے ہو شاید کہ تم ہمیشہ رہو گے۔ اور جب

بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ۝ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ۝ وَجَنَّاتٍ وَ

ہاتھ ڈالتے ہو تو جبار بنکر پنجہ مارتے ہو۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ اور اوس سے ڈرو کہ جس نے تم کو اُسکا مہ دیا مدد دی کہ جسکو تم جانتے ہو۔ تمھارے چارپایوں اور اولاد سے اور باغوں

عُيُونٍ ۝ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوَاعِظِينَ ۝ إِنْ هَٰذَا إِلَّا خُلُقُ

چشموں سے امداد کی ہے۔ میں ڈرتا ہوں تم پر بڑی دن کی آفت آنے سے۔ وہ بولے برابر ہے ہم کو تو نصیحت کرے یا نہ کرے۔ یہ تو اگلی

الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

لوگوں کی عادت ہی ہے اور ہم پر کوئی آفت نہیں آنیکی۔ پس اُسکو جھٹلایا پھر ہم نے اُنکو ہلاک کیا۔ بیشک اسمیں بڑی نشانی ہے۔ اور وہ تو اکثر ایمان نہیں لانیکے۔ اور البتہ تیرا رب ہے زبردست مہربان

الریع بالکسر والفتح المرتفع من الارض۔ قاموس۔ مصانع المصنعۃ ✤ **تفسیر** ✤ کا لغوی معنی ہے فیہ الماء والمصانع الجمع۔ والقری والمبانی للقصور والحصون۔ قاموس

یہ حضرت ہود علیہ السلام کا قصہ ہے اسکے شروع میں بھی وہی الفاظ ہیں کہ جو حضرت نوح علیہ السلام کے قصے کے ابتداء میں تھے اسلئے انکی تفسیر کی بار دیگر ہم کوئی ضرورت نہیں سمجھتے صرف اُن کلمات کی تفسیر کیجاتی ہے۔ جو حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم عاد سے فرمائی تھے اور پھر قوم نے انکو کیا جواب دیا تھا؟

(۱) اتبنون بکل ریع آیۃ تعبثون ریع بلند جگہ آیۃ نشان۔ قوم عاد عرب میں ایک بڑی مالدار قوم تھی انمیں سلطنت بھی تھی ایک زمانہ تو انکی سلطنت و شوکت کا ایسا گذرا ہے کہ تمصر سے لیکر کنعان اور ہند تک ایشیا کے اکثر ملکوں میں انہیں کا پھریرہ ہوا میں اُڑتا تھا۔ جب مال و اقبال حد کو پہنچا تو اسکے ساتھ حرام کاری وغیرہ افعال زشت بھی حد کو پہنچے تھے جسلئے خدا نے ان میں ہود علیہ السلام کو مبعوث کیا جنکی بربادی کا سامان تھا انمیں سے اول ہود علیہ السلام نے یہی اعتراض کیا کہ کیا تم ایسا کرتے ہو یعنی ایسا کرنا نہ چاہیئے مفسرین نے اسکی تفسیریں اور توجیہیں بھی لکھی ہیں مگر سیاق و سباق اور تاریخ بھی توجیہ موافق ہی ہے

(۲) وتتخذون مصانع لعلکم تخلدون۔ مصانع پانی کے حوض۔ اور بلند محل۔ جب مقبروں کی تعمیر میں انکا یہ حال تھا تو مکانات کی تعمیر میں کیا کچھ اسراف ہوگا؟ چنانچہ وہ عجائب غرائب بلند اور مضبوط محل بنواتے تھے اور انکی تعمیر میں بیشمار روپیہ صرف کرتے تھے اسکو بھی بیجا خرچ اور دنیا فانی کو مقام جاودانی سمجھنے کے خیال سے منع فرمایا یعنی تم جو ایسے استحکام کرتے ہو کیا ایمان ہیشہ رہو گے؟ دنیا چند روزہ کے لئے بقدر ضرورت مکان کافی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا پہلا کام ہی کہ دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کا ثبوت دکھاویں۔

(۳) واذا بطشتم بطشتم جبارین یعنی باوجود اس سب دنیا اور جاہ اور علو کے غیروں سے تھا رجابرانہ معاملہ عدل و انصاف کا نہیں جیسا کہ ہر قوم کی عادت ہوتی ہے جسکو چاہا بیگار میں پکڑ لیا۔ اذا سے انکار پر پیٹا لامار ڈالا کسیکا کچھ دینا ہوا تو دھمکا دیا یا مار کر نکالدیا کسی کی عورت یا عمدہ چیز کو زبردستی سے چھین لیا۔ یہ باتیں بھی بربادی کا سبب ہوتی ہیں اسلئے فرمایا واتقوا اللہ واطیعون امر سے ڈرو اور میرا کہنا مانو مگر پھر انکو خواب غفلت سے مجملاً و تفصیلاً بیدار کر کے عذاب الٰہی سے ڈرایا مجملاً واتقوا الذی امدکم بما تعلمون میں پھر اسکی تفصیل کی امدکم بانعام الخ مگر وہ کب مانتے تھے کہدیا آپ وعظ کریں ہم پر کچھ اثر نہ ہوگا یہ پہلوں کی عادت ہے وہ ہمیشہ ان ہی لفظوں سے وعظ کرتے آئے ہیں پس تکذیب کی تو تمام قوم عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئی

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

قوم ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جبکہ کہا انکے بھائی صالح نے کیا تم نہیں ڈرتے؟ میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۝

اسپر کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ میری مزدوری جو ہے تو رب العالمین پر ہے۔ کیا تم یہاں کی چیزوں میں امن سے چھوڑ دئے جاؤ گے۔؟ باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور کھجوروں میں کہ جنکا گچھہ نازک ہے

وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۝ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ

اور کیا تم پہاڑوں میں خوشی خوشی سے گھر تراشا کرتے ہو۔؟ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور بیہودہ لوگوں کی بات پر نہ چلو۔ وہ جو ملک میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں چاہتے۔

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ

وہ بولے تو تو جیسے جادو کا مارا ہوا ہے۔ تو کچھ نہیں مگر ہمسا ایک آدمی پس کوئی نشانی لے آ اگر تو سچا ہے۔ صالح نے کہا یہ اونٹنی ہے اسکے پینے کی ایک باری

شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ۝ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ۝ فَأَخَذَهُمُ

اور ایک دن مقرر تمہارے پینے کے لئے ہے اور اسکو برائی سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ تم کو بڑے دن کی آفت آ لے گی۔ پھر انہوں نے اسکی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر وہ پشیمان ہو کر رہ گئے۔ پس ان کو

الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

آفت نے آلیا البتہ اسمیں بڑی نشانی ہے۔ اور ان میں سے اکثر نہیں مانیں گے۔ اور البتہ تیرا رب جو ہے تو بڑا زبردست ہے مہربان۔

آمنین حال من ضمیر ترکون فی جنات الخ بدل من فیما ہہنا باعادۃ الجار ❖ **ترکیب** ❖ ہضیم لطیف لین تنحتون نحت تراشیدن۔ فارہین حال۔

یہ **پانچواں قصہ** حضرت صالح علیہ السلام کا ہے۔ یہ قوم عاد کے بعد عرب کے شمالی کنارہ میں تھی۔ انکے ہاں باغ اور کھیتی اور پانی کے جاری چشمے اور عمدہ کھجوریں پیدا ہوتی تھیں یہ ملک نہایت سرسبز اور شاداب ہے۔ اس قوم کو بڑی فراغبالی حاصل تھی باغوں اور کھیتوں میں عیش کیا کرتے تھے مگر بدبخت بت پرست تھے راہزنی اور غارتگری اور چوری اور دیگر خرابیوں میں سخت مبتلا تھے قیامت اور روز جزا کے منکر اور ان میں بیہودہ لوگ انکے پیر تھے جنکی نسبت فرماتا ہے الذین یفسدون فی الارض ولا یصلحون۔ انھیں کے کہنے پر چلتے تھے اس قوم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث کیا حضرت نے فاتقوا اللہ واطیعون کا ارشاد فرمایا کہ اللہ سے ڈرو میں تمھارا امین رسول ہوں میرے کہنے پر چلو۔ آخر مرنا ہے خدا کے کام پڑیگا اسلئے فرماتے ہیں (۱) اتترکون فیما ہہنا آمنین الخ کہ کیا تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ یہاں کی ان نعمتوں باغوں کھیتوں چشموں کھجوروں میں بحالت امن رہنے پاؤ گے ہمیشہ یہیں رہو گے امن سے مزے اڑاتے رہو گے؟ آدمی جب لذات دنیا میں مستغرق ہو جاتا ہے گو وہ زبان سے نہ کہے کہ میں سدا یہاں رہونگا مگر اسکا برتاؤ اور زبان حال یہی کہا کرتی ہے جسلئے حضرت صالح علیہ السلام نے انکو اس کلام کیساتھ مخاطب فرمایا (۲) وتنحتون من الجبال بیوتا فارہین کہ تم کس دھنگ کے ساتھ پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو گویا ہمیشہ یہیں رہنے کا سامان کر لیا ہے اس سے مراد دنیا سے نفرت اور دار الفرار کی طرف رغبت دلانا تھا کسلئے کہ تمام گناہوں کی جڑ دنیا کی محبت ہے (۳) فاتقوا اللہ واطیعون اللہ سے ڈرو بری باتوں کو چھوڑو حق میں انکو ارشاد کرون پر عمل کرو نکہ بدمعاشوں مفسدوں کے کہنے پر چلو۔ قوم نے جواب میں تین باتیں کہیں (۱) انما انت من المسحرین کہ تجھ پر تو کسینے جادو کر دیا ہے یعنی دیوانہ ہے بہلاد نیا کی لذتوں کو چھوڑنا اور ایک موہوم گھر کی طرف منھ موڑنا کس عاقل کا کام ہے؟ (۲) اگر یہی خدا کا حکم ہے تو تجھے کسطرح سے معلوم ہو گیا اگر تو نبی ہے تو تجھ میں اور ہم میں کیا فرق ہے جیسے ہم ویسا تو (۳) اگر تو سچا ہے تو کوئی معجزہ دکھا۔ چنانچہ حضرت کی دعا سے معجزہ کے طور ایک ناقہ یعنی اونٹنی پیدا ہوئی جسکے لئے پانی پینے کا ایک دن مقرر ہوا اور کہدیا کہ اسپر بد قصد نہ کرنا۔ مگر ایک نے اسکو زخمی کر دیا اور ذبح کر ڈالا تب اسپر آثار عذاب نمودار ہوئے مذامت کرنے لگے مگر اسوقت کی ندامت سے کیا فائدہ تھا بسکے سب ہلاک ہو گئے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطِ ِالْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

قوم لوط نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جبکہ ان سے انکے بھائی لوط نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے؟ میں تمھارا بامانت رسول ہوں۔ پھر اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ

اور میں تم سے اسپر کچھ مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری جو ہے تو رب العالمین پر ہے۔ کیا تم دنیا کے مردوں پر آنے ہو اور وہ جو

لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ۝ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ۝ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ

تمھارے لئے تمھارے رب نے تمھاری بیویاں پیدا کیں ہیں انکو چھوڑتے ہو؟ بلکہ حد سے گذرنے والے لوگ ہو۔ وہ بولے اگر تو نے لوط باز نہ آیا تو ضرور نکالا جاویگا۔ اسنے کہا میں تمھارے کام سے البتہ

الْقَالِينَ ۝ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ۝ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا

بیزار ہوں اے رب مجھے اور میرے کنبے کو اس سے بچا ہو وہ کرتے ہیں۔ پھر ہم نے اسکو اور اسکے کنبے کو سب کو بچالیا۔ مگر ایک بڈھی کو جو پیچھے رہجانے والوں میں تھی۔ پھر دوسروں کو ہلاک کردیا۔ اور

عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

اُنپر خاصہ برسایا۔ پھر کیا بری بارش ہے ڈرائے گیوں کی۔ البتہ اسمیں ایک بڑی نشانی ہے اور انمیں سے اکثر تو ماننے والے نہیں اور البتہ تیرا رب ہے زبردست مہربان

كَذَّبَ أَصْحَابُ لْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

بن والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جبکہ اُن سے شعیبؑ نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے؟ میں تمھارے لئے امانت دار رسول ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ۝ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۝ وَلَا

اسپر کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ میری اجرت جو ہے تو رب العالمین پر ہے۔ پیمانہ بھر کر دیا کرو اور کسیکو نقصان نہ پہونچایا کرو۔ اور سیدھی ترازو سے تولا کرو۔

تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ۝ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝

اور لوگوں کو انکی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو اور ملک میں فساد مچاتے نہ پھرو۔ اور اُس سے ڈرو جس نے تم کو اور اگلی خلقت کو بنایا۔ وہ بولے تو جو ہے تو جادو کیا ہوئوں میں سے ہے

وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ فَكَذَّبُوهُ

اور تو بھی ہم جیسا ایک آدمی ہے اور ہم تو تجکو جھوٹوں میں خیال کرتے ہیں۔ پھر تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرادے اگر تو سچا ہے۔ رسول نے کہا میرا رب جانتا ہے جو تم کرتے ہو

فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

..... پس انکو سایے کے دن کے عذاب نے آلیا۔ بیشک وہ عذاب بڑے بھاری دن کا۔ بیشک اسمیں ایک بڑی نشانی ہے اور وہ تو اکثر ماننے والے نہیں اور البتہ تیرا رب ہے زبردست مہربان

یہ چھٹا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی بھتیجے تھے اور اُنکے حکم سے اوس سرزمین پر بھیجے گئے تھے جو جنوب و مشرق میں بڑھیل مردار کے قریب سدوم عمورہ وغیرہ ۵ شہر تھے وہانکے لوگ علاوہ بت پرست ہونیکے لونڈے باز بھی تھے۔ عورتوں سے رغبت نہ رکھتے تھے لڑکوں پر مرتے تھے حضرت لوط علیہ السلام نے اُنکو اس فعل بد سے منع کیا انکے جواب میں کہنے لگے کہ اگر تو اس وعظ سے باز نہ آئیگا تو یہاں سے نکالدیا جاویگا۔ حضرت نے فرمایا میں تو ضرور ہی کرونگا کسلئے کہ میں اس ناپاک کام سے بیزار ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اور میرے گھر کے لوگو کو اس سے بچائے یا اسکی شامت سے محفوظ رکھے مراد یہ کہ اسپر عذاب آنیوالا ہے میں اوس سے پناہ مانگتا ہوں۔ پس ایکر فرا ہر عذاب آیا حضرت لوط اور انکے گھر والو نکو حکم ہوا کہ بڑے تڑکے سے تم شہر چھوڑ کر چلدو پیچھے مڑکر نہ دیکھنا صبح کو یہ غارت ہونگے۔ حضرت کی بیوی انھیں لوگو میں تھی ان کو اہل وطن سے تعلق تھا پیچھے مڑکر دیکھا تو وہ بھی ہلاک ہوئیں تمام شہر اونہر پتھر برسے اُلٹ دئے گئے جنکے آثار حضرت نبی آخر الزمان علیہ السلام کے عہد تک باقی تھے ابھی کچھ کچھ پائے جاتے ہیں۔

کذب اصحاب لیکۃ۔ یہ ساتواں قصہ مدین والو نکا ہے۔ مدین کے قریب کچھ کنوئیں آباد تھی کے لئے تھے وہان درخت تھے وہانکے لوگوں کو اصحاب لیکہ کہتے ہیں انکے نبی حضرت شعیب علیہ السلام تھے یہ کمبخت بت پرست تھے اسپر کم تو لتے تھے لین دین میں فریب کرتے تھے راہزن ڈاکو چور بدکار بھی تھے حضرت نے ان سب باتوں سے منع کیا نہ مانا بلکہ کہنے لگے ہم پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرادے اگر سچا ہے عذاب آئیگا چنانچہ ہنجام کار ایسا ہی ہوا کہ آسمان ایک سخت گرمی میں کا بادل انپر سایہ کیطرح نمودار ہوا (آسمان کا ٹکڑا ہونا ہی) اور ہمارے آتش فشانی کی جسکے صدمے سے مرگئے یہ برابر اسی طرح کا عذاب ۳ دن وہان رہا اسکے

حاشیہ صفحہ ۵۹ متعلق بآیت وانہ لفی زبر الاولین

انہ کی ضمیر آنحضرت صلعم کیطرف بھی پھرتی ہے اور قرآن مجید کیطرف بھی۔ شق ثانی کے معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ یہ قرآن یعنی اسکے مطالب بہیئہ اولین کے کتب کے موافق ہیں اُن میں بھی پائے جاتے ہیں باستثنا اُن مواضع کے کہ جہاں کتب اولین میں تحریف واقع ہوئی ہے۔ اگر اس مطابقت کے لیئے ہیں کچھ نظائر پیش کروں تو یہ تمام کتاب بھی بس نہ ہو۔ جو شخص قرآن مجید اور کتب سابقہ کو دیکھے گا اس بات کی پوری تصدیق کریگا۔ عجب مشکل بات ہے مخالف کے ساتھ سے بنات نہیں اگر قرآن مجید کتب سابقہ کے مطابق ظاہر کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں اُسنے لیا گیا ہے حالانکہ جانتے ہیں کہ آنحضرت اُمی تھے اور اُن کے ہاں بھی عرب میں کوئی اکتساب نہ تھا پھر کسنے وہانسے نقل کیا اور کب کیا اور کس کی معرفت کیا ؟ اسی شبہ کی بنیاد پر ایک پادری صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن نازل ہونیکی کیا ضرورت تھی ؟ اور جو باتوں کو دکھایا جاتا ہے کہ جہاں قرآن مجید نے اگلی غلط باتوں کو چھوڑ کر صحیح بات ذکر کی ہے تو کہتے ہیں اور صاحب قرآن کتب سابقہ کا خلاف کر رہا ہے۔

اول شق پر بھی معنی صاف ہیں کیونکہ اب کتب سابقہ بالتحریف میسر نہیں آتیں کسی اہل مذاہب نے اپنی خود مفروضہ سے بھی ان میں ایسی تحریف و تبدیل کی ہے کہ کچھ کا کچھ کر دکھایا اس بات کو علماء اسلام نے کتب مناظرات میں بڑی خوبی کے ساتھ ثابت کر دیا ہے۔ مگر تاہم اُن میں اب بھی آنحضرت صلعم اور آپ کے دین متین کی بابت اسقدر بشارتیں پائی جاتی ہیں کہ اتنی اور کسی کے لیے نہیں پائی جاتیں۔ اسمقام پر بطور نظیر کے چند بشارات مختصراً نقل کرتا ہوں مفصلاً کتب مناظرات میں ہیں وہاں دیکھو

(۱) توریت سفر استثنی کے اٹھارہویں باب میں ۱۸ درس یہ ہے میں ان کے لیے (بنی اسرائیل کے لیے) انکے بھائیوں میں سے (بنی اسمٰعیل میں سے کیونکہ وہ بنی اسرائیل کے بھائی ہیں) (اے موسی) تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اسکے مونھ میں ڈالونگا انتہی اس خبر کا مصداق نہ تو حضرت یوشع علیہ السلام حضرت موسی کے جانشین ہیں جیسا کہ علماء یہود کہتے ہیں کیونکہ وہ خود موسی کے تابع تھے کتاب شریعت جدید انکے پاس نہ تھی نہ یہ حضرت عیسے علیہ السلام کیلئے ہے کیونکہ باعتقاد نصاریٰ حضرت عیسیٰ خدا کبھی خدا کے بیٹے۔ کبھی خدا کے ٹکڑے بحکم تثلیث تھے اور حضرت موسیٰ انسان تھے خدا اور انسان میں کوئی بھی مماثلت نہیں اور نہ عیسی علیہ السلام بغیر باپ کے تھے مولی باپ سے پیدا ہوئے تھے نہ عیسی کی شریعت موسی کی شریعت کے مانند ہے نہ انکا طرز نبوت انکے طرز نبوت سے ملتا ہے موسی کی نبوت حکومت و شوکت کیساتھ تھی برخلاف عیسیٰ کے اسکے علاوہ حضرت عیسیٰ اور یوحنا یعنی یحیی علیہ السلام کے عہد تک اس بشارت کے موجب لوگوں کو اس نبی کا انتظار تھا اور یہ نبی موعود ہیں نہایت مشہور تھا چنانچہ انجیل یوحنا کے اول باب میں ہے کہ لوگوں نے یحیی سے پوچھا کیا تو الیاس ہے کیا تو مسیح ہے یا وہ نبی ہے۔ وہ نبی سے اشارہ ان کا اسی نبی موعود کیطرف تھا جسکو مسیح اور الیاس کے غیر سمجھتے تھے۔ رہی یہ بات کہ بعض حواریون نے یہود کے مقابلہ میں اس بشارت کا مصداق حضرت عیسیٰ کو قرار دیا ہے جیسا کہ کتاب اعمال سے پایا جاتا ہے تو یہ استدلال ہم پر کوئی حجت نہیں البتہ آنحضرت اور موسی کی مماثلت خود دیکھ دیتی ہے کہ اسکے مصداق آنحضرت ہیں۔ آنحضرت والدین سے پیدا ہوئے تھے جیسا کہ موسی۔ موسی نے بنی اسرائیل کو فرعون کی قید سے رہا کیا آنحضرت نے عرب کو غیر قوموں کی حکومت سے بتک رہائی دی۔ جسطرح حضرت موسی کے بعد یوشع ایک غیر شخص ان کا جانشین ہوا اسیطرح حضرت کے بعد ابوبکر صدیق جانشین ہوئے جسطرح موسی کے بعد بنی اسرائیل میں سردار ہوئے اسیطرح آنحضرت کے بعد۔ حضرت موسی کی شریعت میں طہارت نجاست حلت و حرمت قصاص وغیرہ کے متعلق۔ احکام تھے اسیطرح آنحضرت کی شریعت میں بھی ہیں اور بہت سی باتیں ہیں اسلئے اللہ تعالی قرآن میں فرماتا ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا اسلیئے آنحضرت کی نبوت کے آنحضرت کے معاصر علماء یہود بھی قائل تھے بان الفت جاہ و مال سے بعض نے دین اسلام قبول نکیا بعض نے کہ آنکے مخبر تھے جانے جنگ احد میں شریک ہوا۔ اور عبداللہ بن سلام وغیرہ۔ اولم یکن لھم آیۃ ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل (۲) شیعہ نبی علیہ السلام کی کتاب میں جو اب تک اہل کتاب کے تردیک کلام الہی مانی جاتی ہے آنحضرت اور آپکی اُمت کا نہایت صراحت کیساتھ ذکر ہی چنانچہ اسکے ساتھویں باب کے یہ جملہ ہیں اٹھ روشن ہو کہ تیری روشنی آئی اور خداوند کے جلال نے تجھ پر طلوع کیا کیونکہ دیکھ تاریکی زمین پر چھا جائیگی اور تیرگی قومون پر لیکن خداوند تجھ پر طلوع ہوگا اور اسکا جلال تجھ پر ہویدا ہوگا اور قومیں تیری روشنی میں اور شاہان تیرے

طلوع کی تجلی میں چلینگے (یعنی طلوع خداوندی اس شیون گوئی کے بعد پھر قوم عرب کے ادکسی پر ابتک نہیں ہوا۔ اور یہی طلوع خداوندی کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد ہوا تھا جیسا کہ توریت سفر استثنا کے تینتیسویں باب میں ہی جسکے یہ جملہ ہیں اور اُسنے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اُسکے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت اُن کے لیے تھی، کوہ سینا سے خدا تعالیٰ کا آنا حضرت موسیٰ پر تجلی فرمانا اور توریت عطا کرنا مراد ہے اور شعیر کہ وہ فاران ہے آنا جو عرب کے پہاڑوں کا نام ہے اور دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آنا یہ بھی طلوع خداوندی کے جو آنحضرت صلعم کے وسیلہ سے عرب پر ہوا اور جنگ بدر میں ہزاروں قدسی فرشتوں کے ساتھ آیا یعنی مدد کی اکثر مفسر صادق ہیں آسکتا۔ اشعیا نبی کے کلام میں تصریح ہی کہ اسوقت تمام قومون پر ظلمت ہوگی اور دیگر قومیں اس خداجماعت کی روشنی میں چلینگے اور شاہان اسکی تجلی میں آوینگے یا یہ پیغمبر آنحضرت کی بعثت کے ادکسی پر صادق نہیں آسکتی۔ آنحضرت کے بعثت سے پہلے تمام عالم پر تاریکی چھائی ہوئی تھی غیر قومیں انکی روشنی میں آئیں شاہان مطیع اسلام ہوے پھر آگے اور بھی تصریح ہے کہ کثرت سے اونٹ تجھے چھا لینگے (شہر یروسلم کیطرف خطاب ہی جسکو حضرت عمر کی خلافت میں اہل اسلام نے اونٹ پر سوار ہوکر ہر طرف سے محاصرہ کر لیا تھا) مدیان و عیفہ کے جوان اونٹ وہ سبا سے آوینگے (سبا سے قبائل یمن مراد ہیں جو حمیر وغیرہ اس عہد میں وہی بیشتر شریک تھے) وے سونا اور لبان لاوینگے اور خداوند کی تعریف کی بشارتیں سناوینگے قیدار کی ساری بھیڑیں تیرے پاس جمع ہونگی نبیط کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہونگے اور وے میری منظوری کیواسطے میرے مذبح پر چڑھائے جاوینگے قیدار حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بڑے بیٹے کا نام ہی جسکی نسل سے آنحضرت اور بہت سے قبائل عرب یمن اس سبکا جمع ہونا اور خدا کی منظوری کے لیے مذبح پر چڑھایا جانا یعنی شہید ہونا بتلائیں پھر آنحضرت کے ادکس پر صادق آتا ہے؟ پھر آگے چلکر اس شہر اور ہیکل کا تعمیر کرنا اور بیت القدس کی خدمت کرتے رہنا غیر قوموں کے ہاتھ سے مذکور ہی۔ اب بنی اسرائیل کے غیر وہ کونسی قوم ہی جسنے طیطس کے ڈھائے ہوئے ہیکل اور یروسلم کی تعمیر کی اور اسکے بادشاہون نے اسکی خدمت گذاری کی اور وہان امن قائم کیا؟ پھر سلیمون کے حضرت عمر نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی پھر بعد میں شاہان اسلام اُسکے ابتک خدمت گذار رہے وہان جب سے یہود کو امن ہو گیا۔

پھر ۶۱ باب میں یہ ہی جب وے پرانے اجاڑ مکانون کی تعمیر کرینگے الخ اور انمیں دائمی شادمانی ہوگی الخ اور انکی ساتھ ایک ابدی عہد باندھونگا اور انکی نسل قومون کے درمیان نامور ہوگی اور انکی اولاد امتون کے درمیان سب جو اُنھیں دیکھینگے اقرار کرینگے کہ یہ وہ نسل ہی جسے خداوند نے مبارک کیا ہی عہد ابدی سلمانون سے باندھا گیا ابتک دسلم کے قابض ہیں اور شام کی سرزمین کے پھر ۶۲ باب میں یروسلم کا نئے نام سے نامزد ہونا اور اسکی تعمیر کیجانیوالی قوم کا اسکو محترم جاننا مذکور ہی۔ اجڑے ہوئے یروسلم کو محترم جانکر یہ مسلمانون نے اور کنے تعمیر کیا ہی؟ اور انہیں کے عہد میں اسکا نیا نام بیت المقدس مشہور ہوا۔ پھر ۶۵ باب میں مسلمانون کا یروسلم پر قبضہ پانا اور انکا خدا کے نزدیک مبارک ہونا صراحۃً مذکور ہی کیونکہ اسمیں نئی قوم سے ابدی عہد باندھنا منظور ہی۔ پھر ۶۶ باب میں اون لڑائیون کا ذکر ہے جو مسلمانون اور عیسائیون میں بیت المقدس کی بابت ہوئیں اور انجام مسلمانون کا کہنیا کیا قولہ خداوند کی بات سنو ای تم جو اسکے کلام کے سبب کانپتے ہو (یعنی مسلمان جنکی نسبت آیا ہی تمتشعر جلود ہم) تمہارے بھائی جو تم سے کینہ رکھتے (عیسائی لوگ جو بہ نسبت اور قوموں کے مسلمانون کے بھائی ہین کینہ بھی رکھتے تھے) اور جسے نام کو اسلئے تمسین خارج کر دیتے ہین کہتے ہین خداوند کی تمجید کیجائیگی (عیسائی مسلمانون سے دین کی لڑائی سمجھکر لڑتے تھے کہ یہ بے لوگ خدا کے کیون مالک ہوگئے؟ آخر ایکبار غالب آکر مسلمانون کو وہان سے خارج کر دیا تو اسکو بہ نسبت مسلمان خارج رہی) پر وہ (الحمد) تمہاری خوشی کے لیے دکھائی دیگا اور وہ شرمندہ ہونگے شہر کیطرف سے غلغلے کی آواز آئیگی ایک طرف سے بھی آواز دیہ خداوند کی آواز ہی جو اپنے دشمنون کو بدلا دیتا ہی پھر ایک جرار لشکر کیسا ہے صلاح الدین نے تو شاہ مصر بیت المقدس پر چڑھ کر آیا اور ہر طرف سے بیشمار فوجیں جمع کیں نعرے بلند تھے جس سے عیسائی دشمن مغلوب ہو کر نکلے اور بھاگ گئے شہر فتح ہوا جہنڈا کھڑا کیا گیا ہزارون دشمن قتل ہوگئے پھر ۱۴ برس تک یہ فتح کی تصریح ہی سوا کتاب دانیال اور زبور حضرت داود میں اور انجیل میں اور انکی دیگر کتب سلمہ میں کہین بالاجمال کہین بالتفصیل آنحضرت صلعم کی بکثرت پیشینگوئیان ہیں جو ہمنے مکرر کے سبب سے اس اہل کتاب حضرت پر ایمان لاکر اور لاتے تھے۔ اور جنکے دلون پر خدا تعالیٰ نے مہر کر دی ہی وہ کبھی نہین مانتے سیکڑون جگہ تین تین پیش کیے پھر بھی تعصب ہی ہے واللہ الہادی ۱۲ منہ غفر اللہ لہ

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۝

اور یہ قرآن رب العالمین کا اوتارا ہوا ہے۔ اُسکو روح امین تیرے دلپر لیکر آیا ہے تاکہ تو ڈر سنانیوالوں میں سے ہو صاف عربی زبان میں اور البتہ اسکی خبر پہلوں کی کتابوں میں ہے

اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ۝ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ

کیا انکے لئے یہ نشانی کافی نہیں ہوئی کہ قرآن کی حقانیت کو علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں۔ اور اگر ہم اسکو کسی عجمی پر نازل کرتے۔ پھر وہ اسکو انکے سامنے پڑھتا تو اسپر بھی ایمان نہ لاتے۔ ہم نے یہ انکار اسطرح سے

فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ۝

گناہگاروں کے دل میں بٹھلا دیا ہے وہ اسپر عذاب الیم دیکھے بغیر ایمان نہ لاوینگے۔ پھر وہ اچنبھا فجاوے اور انکو خبر بھی نہ ہو۔ پھر کہنے لگیں کہ بھلا ہم کو کچھ مہلت ملیگی

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ۝ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ۝

پھر کیا وہ ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں۔ دیکھ تو سہی اگر ہم انکو برسوں مہلت دیں۔ پھر انکے پاس وہ آوے کہ جسکا انکو خوف دلایا گیا تھا۔ تو انکے کچھ بھی کام نہ آوے وہ جو کچھ برت رہے تھے۔

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ۝ ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝

اور ہم نے ایسی کوئی بستی ہلاک نہیں کی کہ جسکے ڈر سنانے والے نہ ہوئے ہوں۔ یاد دلانیکو اور ہم نے کسی پر ظلم نہیں کیا

بلسان نزل سے متعلق۔ اور منذرین سے بھی ہو سکتا ہے۔ لم یکن کان ۞ **تفسیر** ✣ تامہ ہے تو فاعل ایۃ و ان یعلمہ بدل او ناقصہ ہے تو آیۃ خبر مقدم ان یعلمہ الخ اسم

ان ساتوں قصوں کے بعد چند باتیں ثبوت نبوت و رد منکرین کیلئے ذکر فرماتا ہے (۱) وانہ لتنزیل رب العالمین کہ یہ قرآن رب العالمین کا اوتارا ہوا ہے نظر رب العالمین دو باتوں کی طرف

اشارہ کرنیکے لئے فرمایا اول یہ کہ جسطرح ہم تمہاری جسمانی پرورش کرتے ہیں رزق روزی دیتے ہیں اسیطرح روحانی تربیت بھی ہمارا کام ہے اور روحانی تربیت کا ذریعہ وحی اور پیغمبر

کتاب نازل کرنا ہے دوم یہ کہ تم جو اس نعمت آسمانی کا مقابلہ کرتے ہو اور پھر اپنکے تم عذاب کے بچے ہوئے ہو یہی سبب ہے کہ یہ العالمین کا کلام ہے جسکا شیوہ رحمت عام ہے ورنہ دیکھتے کیا ہوتا اور

اسیلئے قصص مذکورہ میں ہر ایک کا مقطع وان ربک لہو العزیز الرحیم پر کیا جس سے آنحضرت صلعم کے مخاطبوں کو یہ جتلایا جاتا ہے کہ ہم زبردست ہیں دم بھر میں ہلاک کر سکتے ہیں لیکن رحیم

بھی ہیں اور رب ہیں پرورش کرنیوالے تم پر ترس کھانیوالے (۲) نزل بہ الروح الامین الی عربی مبین وہ جو فرمایا تھا کہ یہ قرآن رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے اسپر یہ شبہہ باقی رہتا تھا

کہ رب العالمین نے اسکو سطر حسے نازل کیا ہے۔ کیا لکھی لکھائی کتاب آسمان سے فرشتہ لیکر آیا ہے کیا حضرت کو غیب سے آواز آتی ہے یا آپ سے ہر وقت خدا تعالیٰ باتیں کرتا ہے کیا

صورت ہے؟ اسکی کیفیت بیان فرمادی کہ اسکو روح الامین یعنی جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دلپر لیکر آیا ہے صاف عربی زبان میں۔ انکشاف غیبی انسان کے دلپر ہوا کرتی

ہیں اور جبرئیل جنکہ روح ہیں انکی سرایت دل تک بخوبی ہوتی ہوا اور ایسی روحانی اور لطیف چیزیں اپنے الفاظ سے جو مضمون چاہتے ہیں بشر کے دلپر القاء کر دیتے ہیں۔

جن لوگوں پر جن یا کسی روح ناپاک کا گذر ہوتا ہے باوجودیکہ وہ جس زبان سے واقف بھی نہیں ہوتے اس زبان میں انکو وہ دور دراز کی باتیں اور دیگر مطالب القاء کر جاتے ہیں جسکا

لوگوں کو بارہا مشاہدہ ہوا ہی چہ جائیکہ روحانیات مقدسہ ملائکہ جنمیں سے خاص حضرت جبرئیل امین جسکے اوپر القاء کرنیں۔ حواریوں پر بعد مسیح کے روح القدس اُترا تھا جس سے وہ مختلف زبانیں

بولنے لگے تھے (کذا بالاعمال) معلوم ہوا کہ حضرت روح الامین نے نہ صرف معانی بلکہ الفاظ کیساتھ قرآن کا القاء حضرت کے دلپر کرتے تھے پھر اسکو حضرت جمع کروا دیتے تھے۔ یہ ہے نزول قرآن کی کیفیت

(۳) وانہ لفی زبر الاولین نیز اس قرآن اور نبی علیہ السلام کا پہلوں کی کتاب میں ذکر ہے یہ بھی بڑی دلیل حقانیت ہے۔ گرچہ کتب سابقہ بالفعل بعینہٖ موجود نہیں نہیں بہت کچھ تحریف و تبدیل ہوئی اور

ہوتی ہو مگر تاہم جسقدر پیشین گوئیاں آنحضرت کی بابت انمیں اب تک پائی جاتی ہیں اور کسیکے لئے اتنی نہیں پائی جاتیں (۴) اولم یکن لہم ایۃ۔ علماء بنی اسرائیل میں سے بیسیوں دیندار وں نے

آنحضرت اور قرآن کی تصدیق کی اور اقرار کیا کہ ہماری کتب میں انکا ذکر ہے اور خلقت انکی منتظر تھی یہ بھی ایک بڑی ہی ملا حت ہو سکتی ہے عبد اللہ بن سلام وغیرہ علماء یہود نے اقرار کیا (۵) ولو نزلناہ الخ

قرآن مجید پر انکا یہ بھی شبہہ تھا کہ یہ تو ہماری زبان میں ہی جسکو محمد بخوبی جانتے ہیں اگر کسی اور زبان میں بنا کے لاتے تو جانتے اسکا جواب دیتا ہے اگر غیر عربی زبان میں آتا تو تم ہرگز نہ مانتے

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ۝ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ۝ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

اور قرآن کو شیاطین لیکر نہیں اُترے اور نہ یہ اُنکا کام ہے اور نہ وہ ایسا کرسکتے ہیں۔ وہ تو سُننے کی جگہ سے الگ کردئے گئے ہیں۔ پس تو اللہ کے ساتھ کسی معبود کو نہ پکار

فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۝ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ عَصَوْكَ

ورنہ تو عذاب میں مبتلا ہوگا۔ اور اپنے نزدیک کے قرابت داروں کو ڈرسنا اور اپنے بازو جھکا یعنی تواضع کر انکے لیے جو تیرے تابع ہیں ایماندار لوگ۔ پھر اگر وہ تیری نافرمانی کریں

فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝ اِنَّهٗ هُوَ

تو کہدے کہ میں تمھارے کام سے بری ہوں۔ اور تو کل کر زبردست مہربان پر۔ اُسپر جو تجھے دیکھتا ہے جبکہ تو اٹھتا ہے تہجد کیلئے اور تیرا نمازیوں میں پھرنا بھی دیکھتا ہے بیشک وہ جو ہے

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ۝ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ۝

سننا جانتا ہے میں بتاؤں تم کو کس پر شیاطین اُترا کرتے ہیں۔ ہر جھوٹے گناہگار پر اُترا کرتے ہیں وہ بات اوڑا لایا کرتے ہیں اور بیشتر ان میں سے جھوٹے ہیں

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اور شاعروں کی بات پر تو بہکاوے لوگ چلا کرتے ہیں۔ تو نہیں دیکھتا کہ وہ ہر میدان (سخن) میں سرمارتے پھرا کرتے ہیں۔ اور وہ جو کہتے ہیں کرتے نہیں۔ مگر وہ جو ایمان لائے اور

الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ۭ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝

اچھے کام کئے اور اللہ کی انہوں نے بہت یاد کی اور بدلا لیا بعد اسکے کہ اُنپر ظلم کیا گیا۔ اور ظلم کرنے والے اب جان لینگے کہ وہ کونسی کروٹ بدلتے ہیں۔

ہمیشہ حیران کی اور حال بھی ہوسکتا ہے تب خبر نہ کل فاو ❖ **تفسیر** ❖ ہوگی منقلب صفت ہے مصدر محذوف کی والعامل فیہ یعلمون آیۃ یقلبون انقلاب ای منقلب مگر اسپر بھی وہ یہ شبہ کرتے تھے کہ جبرئیل نہیں بلکہ شیاطین آنحضرتؐ پر القا کرتے ہیں اور ہر مخالف کہہ سکتا ہے کہ یہ کیونکر معلوم ہو کہ وہ القا کرنیوالے جبرئیل امین ہیں کوئی شیطان نہیں؟ اسکا کیا جواب تسلی بخش عطا کرتا ہے وما تنزلت بہ الشیاطین کہ شیاطین نے اسکو نازل نہیں کیا کیونکہ وما ینبغی لہم یہ انکی قبضہ قدرت سے باہر ہے کس لئے کہ شیاطین اور ارواح خبیثہ کو مضامین خبیثہ سے دلی رغبت ہے ناپاک باتیں اُنکی خوراک ہیں روحانی مضامین اور توحید و معرفت اور ترک حب دنیا اور آخرت سے محبت اور خدا تعالیٰ سے دلی رغبت اور شہوات و لذات فانیہ سے نفرت وغیرہ مضامین عالیہ قرآن مجید میں ہیں اسلئے انکو دلی نفرت ہے پھر یہ مطالب شیاطین کو ازل تو معلوم ہی نہیں اگر کوئی وہی شہوات و لذات کی باتیں معلوم ہیں کہ جن سے نفس خوش ہوتا اور روح پر تاریکی آتی ہے اور جو معلوم بھی ہوں تو وہ کاہیکو ایسی باتیں تعلیم و القا کرنے لگے کہ جن سے انکو دلی نفرت ہے بلکہ وما یستطیعون انکو اسکی قدرت ہی نہیں کہ وہ کسی مقدس اور پاکباز دل تک پہونچیں اور پھر ایسی باتیں القا کریں گو وہ کیڑے کا پھول تک کہاں رسائی خفاش کو آفتاب تک کہاں دسترس اور بالفرض وہاں تک دسترس بھی ہو تو پھر ملاء اعلیٰ اور حظیرۃ القدس تک کہاں رسائی کہ جہاں سے یہ مضامین عالیہ آتے ہیں؟ اسلئے فرماتا ہے انہم عن السمع لمعزولون ترمذی نے سورہ جن کی تفسیر میں ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ پہلے جن آسمان تک چڑھ جایا کرتے تھے وہاں سے کوئی بات سن آتے تھے تو ساحروں کاہنوں کو سچ جھوٹ ملا کر کہدیا کرتے تھے مگر جب سے کہ آنحضرت صلعم نبی کئے گئے انکو وہاں تک جانے سے روک دیا گیا۔

جب انکے تمام شبہات کا پورا جواب دیدیا گیا اور قرآن مجید کا کلام الٰہی ہونا ثابت کردیا گیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے ان بت پرستوں کو شرک سے منع کرنا اور توحید کا حکم دیتا ہے فقال فلا تدع مع اللہ الٰہا آخر کہ اللہ کے ساتھ اور کسیکو خدا بنا کر نہ پکار اور جو اب اگر لگا تو عذاب دیا جاویگا تو عرب بلکہ اوس عہد کے تمام بنی آدم ہند و روم ایران و ترکستان والے عیسائی یہودی اسی بلا میں مبتلا تھے اسلئے اس اہلی مقصد کا بیان کرنا مقدم ٹھہرا اور اسکے بعد خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا

ع ۱۱ ۱۵ ۲۶ ۱۶ ب

یہ حکم دیا وانذر عشیرتک الاقربین (۱) کہ اپنی قرابت دار نکو ڈرا کہ خدا سے ان پر آفت آنیوالی ہی امام بخاری نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم جبل صفا پر چڑھکر پکارے اور بعینہٖ کے قبائل سے شروع کیا سے بنی فہری بنی عدی یہانتک کہ قریش کے تمام قبائل کا نام لیا اور وہ سب جمع ہوئے اور جو کوئی خود نہ آسکا تو اسنے اپنے کسی آدمی کو بھیجدیا پس قریش کے لوگ اور ابولہب سب آئے آپنے فرمایا اگر میں تمکو خبر دوں کہ کسی وادی میں ہر پچھا پہ ماریکو کوئی لشکر جمع ہو رہا ہے تو تم میری تصدیق کروگے انھوں نے کہا بیشک کیونکہ ہم نے بارہا تجربہ کرلیا ہی کہ آپنے کبھی کوئی بات جھوٹی نہیں کہی ہی تب آپ نے فرمایا سو میں تمھیں مطلع کرتا ہوں کہ ایک سخت عذاب آنیوالا ہی تب ابولہب نے کہا تیرے ہاتھ ٹوٹیں کیا اسلیئے ہم کو جمع کیا تھا۔ اور بخاری نے ابوہریرہ سے اسی امر میں یہ بھی روایت کیا ہی کہ آپنے فرمایا تھا اے قریش تم اپنا بندوبست آپکر لو میں تمھارے اوپر سے خدا کا عذاب دور نہیں کرسکون گا اے عبد مناف میں خدا کے مقابلہ میں تمھارے کچھ کام نہیں آؤنگا اے عباس بن عبدالمطلب میں تیرے لئے اللہ کے مقابلہ میں کچھ کارآمد نہ ہونگا اے صفیہ رسول اللہ کی پھوپھی میں تیرے لئے اللہ کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آؤنگا اے فاطمہ بنت محمد تو جو چاہے میرے پاس سے مال مانگ لے لیکن خدا کے مقابلہ میں تیرے کچھ کام نہ آؤنگا (افسوس آنحضرتؐ کا سرمایہ کچھ بیٹھے ہیں اقارب کے لئے تو خدا تعالیٰ سے نافرمان ہونیپر آنحضرتؐ کو ڈر سنانیکا حکم ہوا اور امیماندارون کے آگے جھکنے اور تواضع و مدارات کرنیکا حکم دیا بقولہ واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین یہ دوسرا حکم تھا ایمان واطاعت رسول کا مرتبہ کہانتک بلند ہی کہ اپنے رسول پاک کو انکی تواضع کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ تواضع پیش آتے تھے اور اگر تیرے ڈر سنانے پر بھی تیرا حکم نہ مانیں تو کہدے کہ میں تم سے الگ ہوں فان عصوک فقل انی بری مما تعملون اور انکی ہر مخالفت سے بیخوف کیجیے بلکہ توکل علی العزیز الرحیم الذی یرٰک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین وہ اللہ جو تجھے دیکھتا ہے جبکہ تو نماز تہجد کیلئے اٹھتا ہی یا دعا کے لئے اٹھتا ہی اور نیز نمازیون میں تیرا پھرنا بھی دیکھتا ہے کہ تو کبھی رکوع کرتا ہی کبھی قیام کبھی سجود۔ مقاتل کہتے ہین عین قوم سے مراد تنہا نماز کیلئے اوٹھنا اور تقلب سے مراد جماعت میں نماز پڑھنا ابن عباس کہتے ہین ساجدین سے مراد مصلین ہے یا یہ کہتے ہین تقلب سے مراد آنحضرت کا نمازیون پیچھے سے نمازیون کو دیکھنا اے تقلب یتبرک فی المصلین کیونکہ موطا میں امام مالک نے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا میں تمھیں سے بھی دیکھا کرتا ہون مجھپر تمھارا رکوع وخشوع مخفی نہیں۔ امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہین کہ شیعہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ آنحضرتؐ کے آباء مومنین تھے کیونکہ تقلبک فی الساجدین سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے حضرت کی روح پاک کو ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف نقل کیا۔ اسبات کو امام صاحب نے رد کردیا ہے۔

مراد یہ کہ تیرے افعال حمیدہ کو دیکھتا ہی جو تجھپر مہربانی اور محافظت الٰہی کا سبب ہین یعنی تو نیکو کار ہے اور نیکون کی حفاظت ہمیشہ ہم کرتے آئے ہین واللہ اعلم۔

پھر انکے شبہ کا رد کرتا ہے بقولہ ہل انبئکم علی من تنزل الشیاطین کفار کہتے تھے کیا عجب ہے کہ محمد پر شیاطین نازل ہوکر اسکو قرآن کی تعلیم کرتے ہون جیسا کہ کاہنون کو غیب کی باتین بتایا کرتے ہین اور شاعرون کو شعر کا مضمون القا کرتے ہین۔ پس خدا تعالیٰ دونومین فرق بتلاتا ہے کہ کاہنون اور شاعرونکی اور حالت ہی پیغمبر کی اور پہلے کاہنون کا حال بیان کرتا ہی بقولہ تعالیٰ تنزل علی کل افاک اثیم کہ شیاطین تو بڑے جھوٹون بدکارون پر نازل ہوا کرتے ہین اور وہ کاہن ہین جو یلقون السمع کوئی بات اوڑا لیتے ہین وا کثرہم کاذبون اور اکثر تو جھوٹے ہوتے ہین سفلی عملیات کے عامل اکثر ناپاک اور گندے رہا کرتے ہین تاکہ شیاطین انکے پاس خوشی خوشی سے آوین اب رہے شاعر انکا یہ حال ہی والشعراء الخ کہ انکے پیچھے تو بدراہون کی جماعت ہوا کرتی ہی یہ کوئی مضمون نظم کرتے ہین وہ اسکو نقل کرتے پھرتے ہین۔ مگر اسسے مراد وہ شاعر ہین کہ جو آنحضرت کی ہجو کیا کرتے تھے جیسا کہ ہبیرہ بن وہب وامیہ بن ابی الصلت اور لوگونکو جمع کرکے سناتے تھے اور وہ لوگون سے بیان کرتے پھرتے تھے الم تر انہم فی کل وادٍ یہیمون انکی بدراہی کی دلیل ہی کہ ہر میدان سخن مین بھٹکتے پھرتے ہین کیا کیا جھوٹھ اور مبالغہ آمیز بندشین باندھتے ہین وانہم یقولون مونہ کہتے ہین کرتے نہین جو وصیل معشوق سب وشتم بھگڑے ہوتے ہین الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات مگر جو ان مین دیندار ایماندار ہین وذکروا اللہ کثیرا اور اللہ کی یاد کرتے ہین وانتصروا من بعد ما ظلموا اور جو کسی کی ہجو بھی کرتے ہین تو پہلے اپنے ظلم ہوچکنے کے بعد کرتے ہین۔ ان جملہ مین حسان بن ثابت کیطرف اشارہ ہے کہ کفار کی جب ہجو کی کہ وہ پہلے آنحضرت اور مومنین کی ہجو کرچکے تھے مگر یہ بھی سچی ہجو۔ خلاصہ یہ کہ جو شعر سراہے ہے اور جو اچھا مضمون ہے خدا اور رسول کی ہجو مین نہو مثلاً ملک کی اصلاح مین فخر اچھا ہے وسعلم الذین ظلموا الخ کہ معلوم ہوجاویگا ظالمونکو مرکر کہان جاتے ہین؟

سورہ نمل مکیہ ہی سکی ترانوین آیات اور سات رکوع ہین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

یہ ہین آیتین قرآن اور کھلی کتاب کی جو ہدایت اور بشارت ہے ایماندارون کے لئے۔ اُنکے جو نماز ادا کرتے اور

الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ

زکوۃ دیتے ہین اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہین۔ البتہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہین رکھتے انکے اعمال انکی آنکھون مین ہمنے بھلے کر دکھائے ہین پس وہ سرگردان ہین۔ یہی ہین کہ

الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝

جن کو برا عذاب ہے اور وہ آخرت مین بڑے خسارہ مین ہون گے۔ اور بیشک تجکو قرآن دیا جاتا ہے حکمت والے علم والے کے ہان سے۔

ترکیب ؛ آیات یا کتاب سے اور مبتدا محذوف کی خبر بھی ہوسکتے ہین۔ الذین یقیمون صفت ہے المومنین کی وہم بالاخرۃ الخ جملہ مستانفہ کا ہے وحال یا عطف کے لئے۔ اور عطف کی صورتین ؛ **تفسیر** ؛ جملہ فعلیہ سے اسمیہ کی طرف تغیر کرنا اونکا ثبات اور ایمان پر استمرار ثابت کرنیکے لئے ہے یہ سورہ بھی مکہ مین نازل ہوئی ہے اسمین بھی توحید و اثبات نبوت کے مباحث اور چند انبیاء علیہم السلام کے تذکرے ہین اور انپر جو کچھ انعامات ہوئے ہین وہ بھی بیان ہوئے ہین جو انکی خدا پرستی کا نتیجہ تھا۔ فرماتا ہے طس ان دو حرفون سے کسی خاص بات کی طرف اشارہ ہے جسکو وہی خوب جانتا ہے تلک یعنی یہ آیتین جو اس سورہ مین ہین قرآن اور کتاب مبین کی آیات ہین کسی شاعر کا کلام نہین۔ کتاب مبین سے مراد بھی قرآن ہے۔ مگر کتاب مبین کہنے سے یہ بات بتلانی مقصود تھی کہ قرآن مجید مین کوئی بات بعید از عقل نہین سب باتین اسکی صاف اور ظاہر ہین جنکو ہر ایک حسب عقل سلیم تسلیم کرنے مین ذرا بھی تردد نہین کرسکتا۔ مگر وہی کہ جسکے دل کی آنکھین روشن ہین ورنہ جیسے کے اندھون اور جنم کے کور باطنون کج طبعون کو اسمین ہزار ہا قیل و قال ہین اسلئے فرماتا ہے ہدی و بشری للمومنین۔ کہ یہ قرآن ہدایت ہے سب کے لئے مگر نفع اسے وہی اوٹھاتے ہین جنمین ماسبق کا مادہ رکھا ہوا ہے اسلئے بشری کو مومنین کیساتھ مخصوص کیا۔ پھر آگے چلکر یہ بھی کھول دیا کہ زبان سے مومن کہنا کافی نہین جبتک اسمین یہ اوصاف نہ پائے جاوین (۱) الذین یقیمون الصلوۃ کہ وہ جو نماز قائم کرتے ہین یعنی اہتمام سے اور اسکی ساری شرطون اور قاعدون سے نماز کو ادا کرتے ہین۔ معلوم ہوا کہ جو نماز ادا نکرے وہ پورا اور کامل مومن نہین۔ حیف ہی اُن لوگون پر جو خدا پرستی اور دین کی حمایت کا دعوی کرتے ہین نماز سے بیفکر ہین۔ (۲) ویؤتون الزکوۃ۔ اور وہ جو زکوۃ دیا کرتے ہین۔ زکوۃ شرع مین مال مین سے چالیسوان حصہ خدا کے نام دینا۔ اور اسکے علاوہ ہر ایک قسم کی خیرات کو بھی زکوۃ کہتے ہین۔ مالی اور بدنی دونون عبادتون کو شامل کرلیا ان دونون وصفون۔ مگر بسکے ساتھ ایک بڑی قید بھی ہے۔ وہ کیا ؟ وہم بالآخرۃ ہم یوقنون کہ وہ آخرت پر یقین بھی رکھتے ہین۔ اسمین ایمان یعنی جملہ اعتقادیات کی طرف ایک مہم جز کے ذکر کرنے سے اشارہ کردیا کیونکہ مکہ کے لوگ بہ اہم خدا تعالے کے اور کچھ کچھ صفات باری تعالی کے معتقد تھے مگر آخرت کے بالکل منکر تھے اور نہ صرف وہ بلکہ اوس عہد مین باستثنا بعض سب مذاہب آخرت کے منکر تھے اسلئے اسکی تصریح کی اور اسکے بعد ان الذین لا یؤمنون بالآخرۃ الخ مین آخرت کے منکرون کا بدنتیجہ بھی بیان فرمادیا کہ لہم سوء العذاب وہم فی الآخرۃ ہم الاخسرون کہ انکو برا عذاب ہے اور آخرت مین وہی زیادہ نقصان اوٹھانیوالے کیونکہ جب یہ اسکے منکر ہین تو اسدن کے لئے کوئی توشہ کیون جمع کرنے لگے۔ ؟ یہی خسارہ ہے اور آخرت کے انکار کی وجہ بھی بیان کردی کہ زینا لہم اعمالہم فہم یعمہون کہ وہ جو کام لذات و شہوات دفراہمی مال وزر اور دنیا کے استحکام کے لئے کرتے ہین وہ انکو پہلے معلوم ہوتے ہین قضا و قدر الہی انکی نظرون مین زیبا کردیتے ہین۔ اسمین حیران و سرگردان ہین آخرت اور مرنے کا تصور ہی بُرا جانتے ہین۔ جو دنیا مین ہمہ تن غرق ہی گویا آخرت کا منکر ہی

إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَن بُورِكَ

یاد کرو جبکہ موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے ایک آگ سی کچھ دیکھی ہے۔ ابھی میں تمہارے پاس کوئی خبر لاتا ہوں یا کوئی انگارا سلگا کر لاتا ہوں تاکہ تم تاپو۔ پھر جب موسیٰ آگ کے پاس پہنچا تو آواز آئی کہ برکت کیا گیا

مَن فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۖ وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ يَا مُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَأَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ

وہ جو آگ میں ہے اور وہ جو اُسکے آس پاس ہے۔ اور پاک ہے اللہ جو تمام جہان کا رب ہے۔ اے موسیٰ میں ہوں تو اللہ زبردست حکمت والا۔ اور اپنی لاٹھی ڈال دے۔ پھر جب اُسکو دیکھا کہ وہ سانپ کیطرح چل رہی ہے

وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يَا مُوسَىٰ لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ۝ إِلَّا مَن ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ

تو موسیٰ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پیچھے مڑکر نہ دیکھا۔ اے موسیٰ مت ڈر۔ کیونکہ میرے حضور پیغمبر میرے پاس رسول نہیں خوف کیا کرتے۔ مگر جب کسی نے ظلم کیا پھر بدی کے بعد نیکی کی تو میں بخشنے والا رحیم ہوں۔

وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۖ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝

اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال وہ سفید نکلیگا بے عیب۔ یہ نو نشانی پیغمبر کو نشانیوں کے جو فرعون اور اُسکی قوم کے پاس بھیجی جاتی ہیں۔ کیونکہ وہ ایک بدکار قوم ہے

فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۚ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝

پھر جب انکے پاس ہماری نشانیاں آئیں آنکھیں کھولنے والیں تو کہنے لگے یہ صاف جادو ہے۔ اور ان نشانیوں کا ظلم و تکبر سے انکار کیا حالانکہ دل میں مان چکے تھے۔ پھر دیکھ کیا ہوا انجام مفسدوں کا۔

ترکیب اذ کا عامل اذکر محذوف اور علیم سے بھی متعلق ہو سکتا ہے۔ نودی کا مفعول محذوف ہے یا ان بورک علی الاول ان بمعنے ای التفسیر کے لیے من تو بورک سے اور ضمیر شان اما مبتدا والہ خبر تو ہر حال ہو رہا مفعول سے کا ہنا حال ہو ضمیر ہو سکتا ہے۔ منقطع موضع نصب میں اور ممکن ہو کہ محل فی من فاعل یبدل ہو کر یقیناً من غیر سوء۔ فی تسع تینوں حال ہیں الی محذوف سے متعلق تقدیر وہ مرسلا الی فرعون۔ مبصرۃ حال ہو

تفسیر مبصرۃ ہی پڑھا ہے۔ تب یہ فعول ہو ظلماً و علواً حال ہیں ضمیر محذوف سے مفعول لہ بھی ہو سکتے ہیں۔ اسکے بعد پھر قرآن مجید کی حقانیت کا ذکر کرتا ہے وانما تلقی القرآن من لدن حکیم علیم کما ہے پیغمبر تو قرآن کو ایک بڑے حکیم اور بڑے خبردار علم والے کی طرف سے حاصل کر رہا ہے یعنی یہ ایک حکیم اور علیم کا کلام ہے جو وقتاً فوقتاً تمکو پہنچ رہا ہے جو احکام اسمیں ہیں بندوں کی بھلائی کیلئے ہیں نہیں صدہا حکمتیں لکھی ہیں اور جو خبریں یا اگلے لوگوں کے تذکرے ہیں ہیں وہ سراسر سچ اور بے کم و کاست ہیں خبردار کے بیان کئے ہوئے ہیں جسکو ہر ایک چیز کی خبر ہے یہ جملہ آیندہ قصوں کی تمہید بھی ہے اسکو دونوں طرف لگا دیا اسلئے اسکے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ذکر کرتا ہے جو دو ہزار سال پیشتر گذرا ہے پس فرماتا ہے اذ قال موسیٰ الخ۔

یہ حضرت موسیٰ کا وہاں سے قصہ ہے کہ جب وہ اپنے خسر حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر سے دس برس کے بعد اپنی بیوی کو لیکر پھر مصر میں جا رہے ہیں۔ سردی کا موسم تھا رات کو رستہ میں دور سے آگ کی چمک نظر آئی بیوی سے کہا تم ٹھہرو میں جاکر تمہارے تاپنے کے لئے آگ لاتا ہوں ورنہ وہاں جو کوئی ہوگا اوس سے خبر رستہ کی پوچھونگا کیونکہ رستہ ہی بھول گئے تھے پھر جب وہاں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سبز درخت آگ کا شعلہ ہو رہا ہے یعنی نمود ہے وہ تجلی حق کی روشنی ہتی جس کو حکیمانہ خیال کے لوگ کہا کیا ہیں کہ وہ ایک مادہ ہے جو رات کو چمکتا ہوا نظر آیا کرتا ہے وہ گھاس میں ہی ہوتا ہے جانوروں میں ہی ہوتا ہے۔ کرم شب تاب جسکو جگنو۔ یا پٹ بیجنا کہتے ہیں اسی مادہ سے چمکتا ہے سمندر میں بھی رات کو آگ کی چنگاریاں نظر آیا کرتی ہیں۔ یہ کیا ضرور ہے کہ ہر جگہ وہی مادہ مان لیا جایا کرے بغیر اسکے تجلی حق کی روشنی کیا محال بات ہے؟ الغرض اسکو دیکھکر حیرت میں رہ گئے تب وہاں سے آواز آئی کہ حیرت نکر کہ اس آگ میں جو ہیں یعنی فرشتے اور جو اسکے ارد گرد ہیں وہ بھی فرشتے یا برکت ہیں اسی برکت الٰہی کا یہ نور ہے اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہدیا۔ سبحان اللہ رب العالمین کہ اللہ جو رب العالمین ہے جس کی تربیت یافتوں میں سے یہ نورانی ملائکہ بھی ہیں وہ آگ میں نظر آنے سے پاک ہے یعنی اس آگ یا روشنی کو اور اُسکے آس پاس والوں کو اللہ نہ سمجھ لینا بلکہ یہ مقام اللہ کی تجلی گاہ ہے اور یہ ملائک اسکے جلووں میں خدا نہیں یا موسیٰ انہ انا اللہ خدا جو ہوں تو میں زبردست حکمت والا ہوں۔ پھر موسیٰ سے خدا تعالیٰ کا کلام شروع ہوا۔ یہ آواز کچھ معمولی آواز نہ تھی جسکے لئے حروف اور جہت تجویز کرنی پڑے بلکہ ایک روحانی ندا تھی جسکی حقیقت ہم نہیں جان سکتے اور وہی اوسکی ذات پاک سے لائق ہے واللہ اعلم۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ ۚ وَقَالَ

اور البتہ ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا اور ان دونوں نے کہا سب تعریف اللہ کو ہے جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایماندار بندوں پر فضیلت دی اور سلیمان داؤد کا وارث ہوا اور کہا

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۝ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَ

اے لوگو ہم کو پرندوں کی بولی سکھلائی گئی اور ہم کو ہر ایک نعمت دیگئی بیشک یہ اوسکا فضل ہے ظاہر اور سلیمان کے لئے اوسکا لشکر جمع کیا گیا جن اور آدمیوں اور

الطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰي وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا

پرندوں کا پھر وہ صف بستہ کھڑے ہوتے تھے یہانتک کہ جب وہ چیونٹیوں کے جنگل پر آئے ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہ نکو سلیمان اور اوسکا لشکر نہ پیس ڈالے اور اونکو خبر بھی نہ

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

پھر سلیمان اسکی بات سے مسکرا ہنس پڑا اور کہنے لگا اے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری اُن نعمتوں کا شکر کروں کہ جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا کی ہیں اور ایسا اچھا کام کروں کہ جسکو تو پسند کرے اور اپنی رحمت سے مجھکو اپنے نیک بندوں میں

ضاحکا حال موکدہ تو قیل مقدرۃ لان التبسم مبدأ الضحک وقیل رضی ضحکا علی انہ ❖ تفسیر ❖ مصدر وقع العامل فیہ تبسم لانہ بمعنی ضحک۔ حشر کا مفعول لم یسم فاعلہ جنودہ۔

یہ دوسرا قصہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا ہے جو حاشیہ تفصیل سے یہود و نصاریٰ کو بھی معلوم نہ تھا سی حکیم و علیم نے حضرت کو بتلایا ہے۔ فرماتا ہے ہم نے سلیمان اور داؤد کو علم دیا انکا علم و دانش مشہور اور ضرب المثل ہے جسکے شکر میں وہ الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المؤمنین کہتے تھے۔ یہ مجمل تھا پھر اس علم کی آگے تفصیل فرماتا ہے بقولہ ورث سلیمان داؤد اس وراثت میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں کوئی علم و دانش و نبوت کی وراثت کہتا ہے۔ یہ چیزیں ورثہ میں نہیں آتیں مبدء رغیب سے عطا ہوا کرتی ہیں پھر سلیمان کے وارث ہونیکے یہ معنی کیونکر ہوئے کہ کمالات انکے باپ کو عطا ہوئے تھے وہی اس فرزند رشید کو بھی یعنی سلیمان کے کمالات نبیوں کو عطا ہوئی ہوں بلکہ خاندانی ہیں۔ خاندانی اہل کمال کی نسبت انکے کمالات کا اپنے بزرگوں سے ورثہ پانا محاورہ میں آتا ہے اور یہی قول جمہور پسند ہے۔ بعض کہتے ہیں ملک و سلطنت کا ورثہ مراد ہے وقال اے سلیمان یہ علم اور ورثہ کی تفصیل شروع ہوتی ہے کہ ہمکو جالوروں کی بولی خدا تعالیٰ نے سکھائی اور ہم کو ہر ایک نعمت عطا کی ہے۔ پھر ہر ایک نعمت کے جملہ سے بعض خاص خاص نعمتوں کا خدا تعالیٰ ذکر کرتا ہے (۱) وحشر لسلیمان الخ کہ سلیمان کے پاس تین قسم کا لشکر جمع تھا جنوں کا آدمیوں کا پرندوں کا جو تخت سلیمان کے اوپر سایہ کرتے تھے۔ یہ کبوتر وغیرہ ہونگے جو خطوط اور فرامین پہنچانے کا کام دیتے ہونگے جیسا آگے بھی ذکر آتا ہے کہ وہ حضرت سلیمان کا خط لیکر بلقیس شہر سبا کے پاس گیا تھا (۲) حتی اذا اتوا علی الخ کہ ایکبار سلیمان کا لشکر کسی ایسے مقام پر سے گذرا کہ جہاں چیونٹیوں کے بل تھے اور وہ زمین پر چل رہے تھے انمیں سے ایک چیونٹی نے کہا اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں یہ پیغمبری میں تمہاری روندی میں نہ آجاؤ۔ یہ بات حضرت سلیمان کو معلوم ہوگئی کیونکہ خدا تعالیٰ نے انکو بہت سے علوم عطا کئے تھے اسپر آپ ہنسے ایک سلسلے کہ چیونٹی سلیمان کو بیخبری کا الزام لگاتی ہے اسکو یہ معلوم نہیں کہ حضرت کو کیا کیا علوم دیئے گئے ہیں؟ وہ دم خدا تعالیٰ کی عنایت اور رحمت پر خیال کرکے اسنے مجھے ایسا بلند مرتبہ کیا اسلئے اسکے بعد سلیمان نے خدا سے دعا کی کہ مجھے شکر گذاری کی توفیق دے اور اس جاہ و حشم پر مغرور و متکبر نہ کرے بلکہ اس بلند اقبالی پر اچھے کام کیا کروں اور

بیاعت علیہ سبع بابرنون۔ ❖ یہ قصہ گو بائبل میں نہیں مگر اسکی تصدیق کرنیوالی باتیں اول کتاب السلاطین کے چوتھے باب میں بہت کچھ ہیں جنمیں سے بعض جملے یہ ہیں۔ ۲۹۔ اور خدا نے سلیمان کو دانش اور خوب نہایت بہت دی اور دل کی وسعت بھی عنایت کی ایسی جیسے سمندر کے کنارہ کی ریت اور سلیمان کی دانش اہل مشرق اور اہل مصر کی دانش سے بیحد زیادہ بھی الخ۔ اور اسنے درختوں کی کیفیت بیان کی سرو کے درخت سے لیکے جو لبنان میں تھا اوس زوفہ تک جو دیواروں پر اگتا ہے اور چارپایوں اور پرندوں اور رینگنیوالوں اور مچھلیوں کا حال بیان کیا۔

منطق الطیر بیضاوی کہتے ہیں نطق کے معنی عرف میں ان الفاظ کا استعمال کرنا جو دل کی بات کو ظاہر کریں خواہ وہ مفرد ہوں خواہ مرکب اور نطق کا مجازاً اطلاق کبھی اُس حالت پر بھی ہوتا ہے کہ جب کوئی بات ظاہر کرنیوالے حیوانات کا نطق اسی قسم کا ہے کہ اُنکی آوازیں اُنکے تخیلات کے تابع ہیں جو بمنزلہ عبارات کے ہوتی ہیں اور شاید سلیمان علیہ السلام قوت قدسیہ سے بہرہ ور حیوان کا وہ خیال دریافت کرلیتے تھے کہ جس خیال سے اسنے وہ آواز نکالی ہو انتہی ملخصاً۔ اب جکیمانہ خیال کو بھی کوئی توجیہ کرنیکی ضرورت نہیں کیونکہ یہ بات انکے نزدیک ناممکن نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت کو چیونٹی کا خیال معلوم ہوگیا ہو گا جو وہ اپنی جماعت کے آگے ظاہر کر رہی تھی۔ خدا نے حیوانات کو بھی علم و ادراک دیا ہے انکے باہم کلامی اور اطلاع دینے کے ذریعہ پیدا کئے ہیں یہ اور بات ہے کہ ہم نہیں جانتے اس تقدیر پر کیا ضرورت ہے کہ نملہ کسی قبیلہ کا نام رکھا جاوے اور جن سے قوم عمالیق مراد لیا جاوے ایسی توجیہیں دور از کار ہیں واللہ اعلم۔

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ أَرَى الْهُدْهُدَ ۖ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ۝ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَاْذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ

اور پرندوں کی حاضری کی پھر کہا کہ کیا ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا ہوں۔ کیا وہ غائب ہو گیا ہے۔؟ میں اسکو سخت سزا دونگا یا اسکو ذبح کر ڈالونگا یا وہ میرے پاس کوئی صاف

مُّبِينٍ ۝ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ۝ إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن

بیان کرے۔ پھر وہ تھوڑی دیر کے بعد آکر کہا کہ میں تیرے پاس وہ خبر لایا ہوں جو تجھے معلوم نہیں اور سبا سے تیرے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ میں ایک عورت کو دیکھا کہ اُن پر حکمرانی کر رہی ہے اور اوس کو

كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۝ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ

ہر چیز حاصل ہو اور اُسکے پاس ایک بڑا تخت ہے۔ میں نے اسکو اور اوسکی قوم کو اللہ کے سوا آفتاب کو سجدہ کرتے ہوئے پایا اور شیطان نے اُنکے اعمال کو اُنکے لئے مزین کر رکھا ہے پھر اوسنے اُنکو سیدھے رستہ سے روک دیا

فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۝ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ

کہ وہ رستہ نہیں پاتے۔ اسلئے کہ اللہ کو سجدہ کریں۔ کہ جو لکا لتا ہے مخفی چیز کو آسمانوں اور زمین میں اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپی کرتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔ اللہ کہ جسکے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ مالک

الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ قَالَ سَنَنظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ اذْهَب بِّكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ

بڑے تخت کا سلیمان نے کہا ہم دیکھینگے تو سچا ہے کہ جھوٹا ہے۔ میرے اس خط کو لیجا کر انپر ڈالدے پھر تو ہٹ آ پھر دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَؤُا إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ۝ إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝

بلقیس نے کہا اے درباریو! میری طرف ایک عزت کا نامہ ڈالا گیا ہے اور وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم میرے سامنے تکبر نکرو اور میرے پاس مطیع ہو کر چلے آؤ۔

(۲۴) وتفقد الطیر کہ پرندوں کو دیکھا تو ان میں ہدہد کو نہ پایا فرمایا کہ اسکو سزا دونگا یا کوئی عذر معقول بیان کرے تھوڑی دیر کے بعد ہدہد آیا اور اوسنے سبا کی شہزادی بلقیس کا حال بیان کیا کہ اسکے پاس مسالہ وسامان سلطنت حاصل ہیں اور ایک بڑا عرش تخت بھی ہے کہ جسپر وہ علوس کرتی ہوگی یا ایہ تمہ آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں (وہ لوگ آفتاب پرست تھے یا تو صابی ہونگے یا کوئی اور مذہب رکھتے ہونگے جو شیطانی مذہب تھا) اور اللہ کو سجدہ نہیں کرتے جو آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیز کو ظاہر کرتا ہے۔ آسمانوں کی چھپی ہوئی ستارے آفتاب ماہتاب چھپ جاتے ہیں انکو پھر اللہ ہی ظاہر کرتا ہے پھر انکو کیا سجدہ کرنا چاہیے اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں طرح طرح کی جڑی بوٹیاں اور اناج وغیرہ اسمیں اللہ نے اپنی خورش بھی ظاہر کر دی اور وہ اللہ جو دلکی مخفی اور ظاہر باتوں کو جانتا ہے وہ اللہ جو بڑے تخت کا مالک ہے اپنے اسکے تخت کے آگے انکے تخت کی کیا حقیقت ہے؟ یہاں تک ہدہد کی گفتگو تھی جو تمام ہوئی اب سلیمان علیہ السلام اسکے جواب میں فرماتے ہیں منتظر اصدقت الخ کہ ہم دیکھتے ہیں تو جھوٹا ہے کہ سچا ہے؟ جا تو میرا یہ نامہ لیجا اور جاکر اوسے ڈالدینا پھر چھپ کر دیکھنا کہ وہ آپس میں کیا کہتے ہیں۔ سلیمان علیہ السلام نے نامہ لکھا تھا یہ عنوان تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الا تعلوا علی وائتونی مسلمین۔ اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ اسکے بعد واضح ہو کہ تم میرے پاس مطیع ہو کر حاضر ہو جاؤ اور تکبر کر واب یہ کچھ ضرور نہیں کہ سلیمان نے یعنی ہی لکھا ہو بلکہ ممکن ہے کہ کچھ اور بھی ہو جسکا خلاصہ خدا تعالیٰ نے یہ بیان کر دیا۔ اور سرنامہ پر بسم اللہ لکھی تھی عبرانی زبان میں پس ہدہد نامہ لیکر گیا اور اُنپر جاکر ڈالدیا یعنی بلقیس کے تخت پر اُسنے پڑھا اور اپنے ارکان دولت سے ذکر کیا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ سلیمان کے پاس جاؤں یا نہ جاؤں۔

سلف سبا یشجب کا بیٹا اور وہ قحطان کا جو تمام قبائل یمن کا باپ تھا۔ پھر سبا کی بھی بہت سی اولاد تھی پھر اسکے نام سے یمن میں ایک شہر سبا بسا جو صنعا سے مآرب تک کا فاصلہ ہے۔ سبا سے ہمدان اور اقیال تک جو تبع منصرف ہے وہ زید منصرف۔ کہ بلقیس الہدہا کی بیٹی وہ نرمیل کا بیٹا وہ ذی الاذعار کا وہ افرلقیس کا وہ ذو المنار کا جسکا بر ہہ بھی کہتے تھے وہ صعب کا جسکو ذو القرنین کہتے تھے وہ حارث الرائش کا جسکو تبع اول کہتے تھے۔ کئی پشت آگے چلکر اسکا نسب نامہ حمیر سے ملتا ہے جو سبا بن یشجب کا بیٹا تھا۔ اسی سبا نے مآرب کی زمین پر ایک پختہ بند بندھوا کر اتالاب کے طور پانی جمع کیا تھا جس سے چھوٹی چھوٹی نہروں کے ذریعہ ہمکنار بڑی سرسبزی تھی آخر لوگوں کی ناشکری سے وہ بند ٹوٹا اور ملک بہا دیا جیسا کہ سورہ سبا میں مذکور ہے۔ سند اور بن عاد بن اوائلہ بن سبا بھی سبا کی نسل میں سے تھا۔ بلقیس انہیں کے تخت پر بیٹھی تھی اس قوم کی بڑی شان و شوکت کی سلطنت ہو چکی ہے۔ ان کے آثار مآرب تک ملک یمن میں پائے جاتے ہیں۔ از تاریخ ابو الفداء نا قلا عن ابی سعید المغربی ۱۲ منہ

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ۝ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ

کہنے لگے اے سردار و میرے معاملہ میں رائے دو میں کوئی بات تمہارے حاضر ہوئے بغیر طے نہیں کرتی ہوں۔ وہ بولے ہم لوگ زور آور اور بڑے سخت لڑنے والے ہیں اور تو مالک

اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ۝ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝

دخل رہے پھر تو دیکھ لے کہ کیا حکم کرنا چاہئے بولی جب کسی بستی میں بادشاہ داخل ہوا کرتے ہیں تو اسکو خراب کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت دار لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ اور وہ ایسا ہی کرتے ہیں

وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۖ فَمَآ اٰتٰىنِيَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ

اور میں آگے پاس کوئی تحفہ بھیجتی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ ایلچی کیا جواب لیکر آتے ہیں۔ پس جب وہ سلیمان پاس پہونچا تو کہنے لگا کیا تم میرے مال سے مدد کرنا چاہتے ہو۔ سو جو کچھ مجھکو اللہ نے دیا ہے

بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ قَالَ يٰٓاَيُّهَا

وہ بہتر ہے اوس سے جو تم کو دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفے سے خوش رہو۔ لوٹ کر جاؤ انکے پاس ہم انپر ایسا لشکر بھیجتے ہیں کہ جسکا مقابلہ نہ کر سکے اور انکو ہم وہاں سے ذلیل کر کے نکالینگے اور وہ خوار ہونگے۔ سلیمان نے کہا اے

الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ

سردارو تم میں ایسا کون ہے کہ جو میرے پاس اُسکا تخت لے آئے اسسے پہلے کہ وہ میرے پاس مطیع ہو کر آویں۔ ایک زبردست جن کہا میں لاؤں گا اسکو قبل اسکے کہ تو جگہ سے اوٹھے۔ اور میں اسپر قوی ہوں

اَمِيْنٌ ۝ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ

امانت دار ہوں۔ اوس شخص نے کہا کہ جسکے پاس کتاب کا علم تھا۔ میں اسکو تیرے پاس لاتا ہوں قبل اسکے کہ تو اپنی طرف پھر کر دیکھے پھر جب اسکو سلیمان نے اپنے پاس کھڑا دیکھا تو کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے

لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝

تاکہ مجھے آزماوے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔ اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو اپنے بھلے کو اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بے پروا عزت والا

انھوں نے کہا ہم بڑے قوی اور بڑے لڑنیوالے لوگ ہیں سلیمان سے کہہ خوف نہیں مگر تاہم آپ کی جو رائے ہو وہی ٹھیک بلقیس بڑی عقلمند عورت تھی سوچی کہ لڑائی کا انجام برا ہے اگر

غالب آگیا تو اگر اُلٹ پلٹ دیگا عزت داروں کو ذلیل کر دیگا اور بادشاہوں کا یہی دستور ہے صلح کر لینی بہتر ہے۔ اول مرتبہ اُسکے پاس جانا تو مصلحت نہیں تحفہ تحائف دیکر ایلچیوں کو

بھیجنا چاہئے اسسے سلیمان کی پوری کیفیت معلوم ہو جاویگی یہ بات سبکو پسند آئی بڑے بڑے بیش قیمت ہیرے دیکر ایلچیوں کو بھیجا تاکہ سلیمان اس مال کو دیکھکر نرم ہو جاوے مگر سلیمان

علیہ السلام کا مقصد اس بت پرست بادشاہزادی کو اسلام میں لانا اور برائی سے بچانا تھا اسلئے ان تحفوں کو کچھ بھی خاطر میں نہ لاکر یہ فرمایا کہ اللہ کا دیا میرے پاس بہت کچھ ہے ایسے

بدلوں سے تمھیں خوش ہونا چاہئے۔ یہ کہکر کہدو کہ حاضر ہو میں اپنا لشکر بھیجتا ہوں کہ جسکا کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا اور میں اُنکو وہاں سے ذلیل و خوار کر کے نکالدونگا۔ ایلچی تو ادھر

روانہ ہوئے اُدھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے دربار لوگوں سے کہا کوئی ہے کہ اُسکے آنے سے پیشتر میرے پاس سبا کا تخت اوٹھا لاوے؟ ایک بڑے قوی جن نے کہا میں اوسکو تیرے پاس آپکے دربار کے

اوٹھنے سے پہلے لے آتا ہوں میں قوی ہی ہوں اور امانت دار بھی ہوں اسمیں کچھ خیانت نہ کرونگا مگر اُس شخص نے کہ جسکو کتاب الٰہی کا علم تھا اسم اعظم جانتا تھا یہ کہا کہ میں آپ کے

پلک جھپکنے سے پہلے لے آتا ہوں چنانچہ اُسنے لاکر سلیمان کے سامنے اُسکو کھڑا کر دیا سلیمان نے اپر خدا کی عنایت کا بڑا شکریہ ادا کیا ومن شکر فانما الخ بھی کہدیا کہ جو کوئی خدا تعالیٰ کا

شکریہ ادا کرتا ہے تو اپنے لئے یعنی اللہ کو اسکا کچھ فائدہ نہیں پہونچتا بلکہ بندے کو کہ وہ اور بھی نعمتیں اُسکو عطا کرتا ہے اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو اللہ کو کچھ بھی پروا

نہیں۔ (یہ وہ لوگ ہیں کہ جنکو دولت و حکومت کا کچھ بھی نشا نہیں چڑھتا) قال نکروا لہا۔ الخ۔ یہاں سے پھر اصل قصہ شروع ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس تخت میں کچھ ایسا تغیر و تبدل کر دو کہ اسکی پہلی صورت بدل جاوے تاکہ میں جب بلقیس آوے اسکی عقل کا امتحان کروں کہ

قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَٰكَذَا عَرْشُكِ قَالَتْ كَأَنَّهُ

سلیمانؑ کہا اسکے تخت کو متغیر کردو اسکے امتحان کے لئے ہم دیکھیں وہ راہ پاتی ہی یا وہ انمین سے ہوتی ہی جو راہ نہین پاتے۔ پھر جب وہ آئی تو کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے۔؟ بولی گویا یہہ

هُوَ ۚ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ۝ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ۝ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۖ

وہی ہے۔ اور ہم کو اگاہی ہو چکی ہے اس سے پہلے اور ہم فرمانبردار ہو چکے تھے اور سلیمان نے اس عورت کو منع کر دیا تھا کہ جسکو اللہ کے سوا پوجا کرتی تھی کیونکہ وہ کافر لوگون کی تھی۔ اُسے حکم کیا گیا محل مین داخل ہو

فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ ۗ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

پھر جب اُسکو دیکھا تو اسکو پانی کا حوض سمجھی اور اپنی دونون پنڈلیون سے کپڑا اوٹھایا۔ سلیمانؑ نے کہا یہ تو ایک محل ہی شیشہ سے جڑا ہوا۔ وہ بولی اے رب میںنے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا اور مین سلیمان کے ساتھ اسکی حکم برداری سے خدا جو جہان کا رب ہے

ترکیب

نَنْظُرْ بالجزم علی الجواب وبالرفع علی الاستیناف۔ وصدّہا۔ الفاعل اما الضمیر الراجع الی اللہ تعالی او الی سلیمان ای وصدّہا عما کانت الخ عباد تہا الشمس۔

عن التقدم الی الاسلام انہا بالکسر علی الاستیناف وبالفتح علی البدل ۔ تفسیر ۔ من ما یکون ما علی ہذا مصدریۃ۔ الصرح القصر وقیل عرصۃ الدار۔

کہ دنیاوی چیزون کے پہچاننے مین جب یہ حال ہی تو خدا تعالی کی ذات وصفات کے پہچاننے مین تم نے کتنی غلطی نہ کی ہوگی؟ چنانچہ جب وہ آئی اور اوس سے پوچھا گیا کہ کیا آپکا ایسا ہی تخت ہے؟ اسکو پہچان نہ سکی دھوکے مین آگئی کہا ایسا ہی میرا بھی تخت ہی۔ اسکو اسکے مشابہ بتلایا یہ نہین کہا کہ یہ وہی ہے۔ مگر تھوڑی دیر بعد بلقیس کو معلوم کرایا گیا کہ یہ وہی تخت ہے اسپر اوس نے بطور معذرت کے کہا واوتینا العلم الخ کہ حضور آپکو کیا آزمائش مین ہم کو تو اس حالت سے پیشتر ہی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ بڑے بلا قوت ہین۔ خدا تعالی کے برگزیدہ بندے ہین وکنا مسلمین اور ہم یہان حاضر ہونے سے پہلے ہی آپکے فرمانبردارون مین سے تھے جس لئے حاضر ہوئے۔ بعض مفسر کہتے ہین کہ یہ حضرت سلیمان کا کلام ہے کہ ہم کو پہلی ہی معلوم تھا کہ تو نہ بتلاسکے گی اور ہم ہمیشہ سے اللہ کے فرمانبردار ہین۔ اور بلقیس کو ایمان لانے سے آفتاب پرستی نے روک رکھا تھا اور یہ اسلئے کہ وہ بھی کافر قوم مین کی تھی وصدّہا الخ کے یہ معنی۔ یا یہ کہ سلیمان نے اُسکو عبادت غیر اللہ سے روک دیا۔

پھر دوسرا امتحان اور کیا گیا قیل لہا ادخلی الصرح الخ صرح قصر کو بھی کہتے ہین یعنی محل اور اُسکے صحن کو بھی۔ کہتے ہین حضرت سلیمان نے ایک ایسا محل بنایا تھا جسکا صحن پانی کا حوض تھا جس مین رنگ برنگ کی مچھلیان تھین مگر اُسکو اوپر سے صاف بلور یا سفید شیشے سے پاٹ دیا تھا اسکے اوپر سے آتے جاتے تھے جب بلقیس کو دربار مین بلایا تو اوس محل کے صدر مین تخت بچھوا کر اُسپر بیٹھے اور بلقیس کے آنے کا حکم دیا جس کا راستہ اُسی حوض پر سے تھا شیشہ و بلور مین پانی لہراتا اور مچھلیون کا پھرنا دیکھکر یہ سمجھی کہ حوض ہی اسلئے پنڈلیون سے کپڑا اوٹھایا ہوگا سمجھ گئی تھی کہ گھٹنے سے کم ہی کم پانی ہی۔ کپڑا اوٹھانا تھا کہ سلیمانؑ نے فرمایا انہ صرح ممرد من قوارید یہ حوض پانی کا شیشون سے پٹا ہوا ہے کپڑا اوٹھانے کی کوئی ضرورت نہین۔ وہ عورت تھی اور اسپر بادشاہ ملک کے عین دربار مین اسکی بے عقلی اور گنوارپن ثابت ہو جانے سے اُسکو سخت ندامت ہوئی اور سمجھ گئی کہ میری عقل خاک بھی نہین۔ سلیمان علیہ السلام کے روبرو صاف کہدیا رب انی ظلمت نفسی الخ کہ اسوقت تک مین بڑی خطاوار تھی اب سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین پر ایمان لائی۔ سلیمان کے ساتھ سے یہ مراد کہ سلیمان کی ہدایت اور رہنمائی سے یا یہ کہ جس طرح سلیمان لائے ہین اسیطرح مین بھی کیونکہ رب العالمین کے پہچاننے مین پہلے سے قاصر تھی۔

قصہ تمام ہوا اب قرآن مین اسبات کا کچھ ذکر نہین کہ سلیمان کے ساتھ اُنہے شادی کی اور وہ مین رہگئی یا پھر یمن مین چلی گئی۔ نہ یہ کہ اس وقت تک اسکی شادی ہو چکی تھی کہ نہین اور پھر شادی یمن مین کسکے ساتھ ہوئی؟ ان باتون کا ثبوت تواریخ سے ہوگا ہم کو انسے کوئی سروکار نہین۔ نہ یہ بات قرآن سے ثابت ہے کہ بلقیس پر سلیمان غائبانہ عاشق تھے اور بلقیس کسی پری یا جنیہ کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی اسلئے مشہور تھا کہ اسکی پنڈلیون پر بال ہین اسبات کے دریافت کرنیکو سلیمانؑ نے

یہ تدبیر کی تھی - یہ سب افسانے ہیں جو اپنے خیالات کے مطابق لوگوں نے قرآن واحادیث میں شامل کردئے ہیں - واللہ اعلم

فوائد(۱) قرآن مجید سے صرف یہ ثابت ہوا کہ ہدہد نے حضرت سلیمان سے بلقیس کی مفصل کیفیت بیان کی اور حضرت سلیمان نے ہدہد کو نامہ دیکر بھیجا جسمیں ظاہر کیا گیا تھا کہ بلقیس مطیع ہوکر میرے پاس آوے - بلقیس کے آنے سے پیشتر سلیمان نے اسکا تخت منگالیا جسکے لانے کی بابت عفریت جن نے کہا تھا کہ میں آپکے اٹھنے سے پیشتر اسکو لاسکتا ہوں مگر ایک شخص نے کہ جسکو کتاب کا علم تھا لمحہ اسکا قرآن میں نام بتلایا ہے نہ یہ کہ کونسی کتاب کا اسکو علم تھا - نہ یہ کہ کتاب کے علم سے کیا مراد ہے؟ ہمان مفسرون نے اسکا نام آصف بن برخیا بتلایا ہے اور اسکو سلیمان کا وزیر کہا ہے اور علم کتاب سے مراد اسم اعظم کا علم بتلایا ہے) اسکو لاموجود کیا بلقیس آئی اور اسلام لائی - (۲) ان باتوں پر عقلی قاعدہ سے کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کہ مخالفون نے دو قسم کے اعتراض کئے ہیں اول اہل کتاب نے کہ یہ قصہ ہماری کتابوں میں نہیں اسلئے غلط ہے-

اسکا جواب بارہا دیچکے ہیں کہ بہت سی کتابوں کے بائبل میں حوالے ہیں کہ یہ اور دیگر حالات تواریخ شاہان بنی اسرائیل میں (اول سلاطین باب ۲۲) پھر سلیمان کے جملہ حالات کا حصر صرف کتاب السلاطین وغیرہ کتب بائبل پر کیونکر سمجھ لیا؟ دوسرا اعتراض فلسفیانہ خیالات کا ہے (۱) یہ کہ ہدہد جانور ہے اول تو اسکی رفتار میں ایسی سرعت کہاں کہ تھوڑی دیر میں شام کے ملک سے اوکر میں پہنچا اور وہاں سے لوٹ کر آیا دوم اوس جانور کو خدا پرستی اور آفتاب پرستی میں کیا فرق اور پھر اوسنے اسقدر لمبی چوڑی گفتگو سلیمان سے کیونکر کی؟ یہ باتیں بعید از قیاس ہیں (۲) سلیمان شام کے بادشاہ تھے انکو بلقیس کا حال نہ معلوم ہوا جو وہ بھی ایک بڑی سلطنت کی مالک تھی باوجود یکہ ہم کہتے ہیں جن و شیاطین انکے تابع تھے اور ہدہد عرب سے خبر لی (۳) سیکڑوں کوسوں سے بلقیس کا تخت پلک جھپکنے سے پہلے سلیمان کے پاس آگیا اور علم بالکتاب سے یہ قدرت کب حاصل ہوسکتی ہے کیا ایسے لوگ نہیں کہ ایک کتاب تو کیا سیکڑوں کتابوں کو دہوئے بیٹھے ہیں وہ تو دو کوس سے بھی اتنی جلدی تخت تو کیا کوئی تنکہ بھی نہیں لاسکتے - یہ باتیں پرانے افسانے ہیں-

انکے **جواب** مختصر اور انکے پیروان و مریدان نے بذریعہ تاویل کے یون دئے ہیں - کہ الطیر جمع طائر پرند کو بھی کہتے ہیں اور تیز گھوڑے کے سوار کو بھی جیسا کہ کسی حدیث میں آیا ہے کہ بہتر وہ شخص ہیں کہ گھوڑے کی لگام کو اللہ کی راہ میں تھامے ہوئے ہو الطیر اڑجاوے جہان کھٹکا پاوے - الغرض کلام عرب میں طائر تیز گھوڑے کے سوار کو بھی کہتے ہیں تفقد الطیر جمع طائر یعنے سواروں کی فوج کو دیکھا انمیں ہدہد کو نہ پایا جو انکا سپہ سالار تھا اور ہدہد کا سپہ سالار ہونا کتاب السلاطین سے ثابت ہے وہ نمک حلال سلطنت تھا بغیر اطلاع میں کی طرف بلقیس کے حالات دریافت کرنے چلا گیا اور آکر سلیمان کو خبر دی فمکث غیر بعید کے یہ معنی نہیں اسیوقت آموجود ہوا بلکہ بہت زمانہ نہیں گذرا معمولی زمانہ سفر سے جلدی آگیا -

لوگون نے ہدہد کو سچ مچ کا ہدہد جانور سمجھ لیا اور تفصیلی خبر سلیمان کو معلوم نہ تھی اور یہ ممکن ہے کیونکہ اوس عہد میں تار اور ریل نہونے کی وجہ سے غیر مملکتون کے حال تفصیل سے بمشکل معلوم ہوتے تھے اب رہا تخت کا طرفۃ العین میں حاضر ہونا سو یہ قرآن مجید سے ثابت نہیں بلکہ ثابت ہوتا ہے کہ جب سلیمان نے اسکو اپنے روبرو دیکھا تو شکر کیا کہ ایک بادشاہ کا تخت میرے روبرو چند کی عنایت سے موجود ہے ہاں ایک عفریت یعنی قوی جن یعنی عمالیقی آدمی نے یہ کہا تھا ا درقوی اور سخت آدمیون کو جن سے تعبیر کیا کرتے ہیں جسطرح نیک کو فرشتہ اور خوبصورت کو پری کہتے ہیں اور ایک اہل علم نے بھی کہا تھا کہ میں طرفۃ العین میں لاکر حاضر کرتا ہوں - اب تو وہ انکی زیادہ گوئی تھی یا ایک محاورہ کی بات ہے جلدی کام کرنیکو کہدیا کرتے ہیں کہ یہ کام طرفۃ العین میں یا پلک جھپکنے میں ہوگیا یا کردونگا - لیکن خدا تعالی نے ایسے لانیوالے کا نام بھی نہیں بتلایا بلکہ یہ کہدیا - فلما راہ مستقرا عندہ یہی اہل علم کی حکمت عملیہ سے ممکن ہے کہ لایا ہو اور جلدی لایا ہو-

صحیح جواب یہ ہے کہ جانور و نکا خط لیجانا کچھ مشکل بات نہیں بطلمی اور پینا کی گفتگو اور ملاک کو باتونیر مطلع کردینا بارہا شاہد ہیں آیا ہے پھر ہدہد نے ایسا کیا ہو تو کیا محال بات ہے؟ اور جب ہم یہ بات ثابت کرچکے ہیں کہ جن ایک جداگانہ مخلوق ہے اسکے افعال و قوی انسانی افعال و قوی سے کہیں زیادہ ہیں تو پھر اوس سے ایسی بات کیا بعید ہے - اسیطرح احمار الہی اور روحانیا کی طاقتیں حد سے باہر ہیں پھر سلیمان علیہ السلام کے پاس اگر کوئی ایسا شخص ہو تو کیا بعید ہے انسانی عادت ہے جو انکو آنکھ سے نہیں دیکھتا اور اسکے نزدیک وہ محال معلوم ہوتی ہے فوراً انکار کردیا ہے تاریخ اور رمل کے جاننے والے بہت سے ایسے کوئی انکے حالات بیان کرتا مخزون شمار کیا جاتا - تمام علم خدا کے عجائب کا مجموعہ ہے سو وقت کے تعلیم یافتون نے سمجھ لیا کہ ہم نے سب کا احاطہ کرلیا حالانکہ روحانیات اور انکی تاثیرات اور نفوس قدسیہ کی قوتیں جو کرامت یا معجزہ کہلاتی ہیں انکے ذہن بلیغ تک بھی نہیں پہنچیں ان فنون سے ناآشنا شخص ہیں اسلئے انکار کرتے ہیں تعجب سے پیش آتے ہیں واللہ اعلم-

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ

اور البتہ قوم ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہ اسکی بندگی کیا کرو پھر تو وہ دو فریق ہو کر باہم جھگڑنے لگے۔ صالح نے کہا اے قوم تم کس لئے نیکی سے پہلے برائی کے لئے جلدی

الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰۗىِٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ۝

کرتے ہو۔ تم اللہ سے معافی کیوں نہیں مانگتے کہ تم پر رحم کیا جاوے۔ وہ بولے ہم کو تجھ سے اور تیرے ساتھ والوں سے نحوست معلوم ہوئی۔ اس نے کہا تمہاری نحوست خدا کی پاس ہے بلکہ تم ایسی قوم ہو کہ تمہاں کیے جاتے ہو

وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ

اور شہر میں نو شخص تھے کہ جو زمین پر فساد کرتے تھے اور اصلاح نہ کرتے تھے۔ انھوں نے کہا ہم اسکی قسم کھاؤ کہ صالح اور اسکے گھر والوں پر شبخون مارینگے پھر اسکے وارثوں کو کہینگے

مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ

کہ ہم اسکے کنبے کی ہلاکت کے وقت موجود نہ تھے اور ہم سچے ہیں۔ اور انھوں نے ایک داؤ کیا اور ہم نے بھی ایک داؤ کیا کہ انکو خبر بھی نہ ہوئی۔ پھر دیکھ انکے مکر کا کیا انجام ہوا۔ ہم نے انکو

وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ وَلُوْطًا اِذْ

اور انکی قوم کو غارت کر دیا سب کو۔ پھر یہ انکے گھر ہیں کہ خالی پڑے ہوئے ہیں انکے ظلم سے۔ البتہ اس میں ایک بڑی نشانی ہے جو جانتے ہیں۔ اور ہم نے انکو بچا لیا جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کیا کرتے تھے اور لوط کو بھیجا

قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَاۗءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ

جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم بیحیائی کرتے ہو اور تم دیکھتے ہو۔ کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر خواہش کر کے آتے ہو؟ بلکہ تم جاہل قوم ہو۔ پھر اسکی قوم کا اور کوئی جواب

قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۡ قَدَّرْنٰهَا

نہ تھا۔ بجز اسکے کہ یہ کہدیا لوط کے گھر کو اپنی بستی سے نکالدو۔ کیونکہ یہ لوگ پاک رہنا چاہتے ہیں۔ پھر ہم نے لوط اور اسکے گھر کو بچا لیا مگر اسکی بیوی کو۔ ہم نے اس کو

مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَاۗءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ ع

پیچھے رہ جانے والوں میں ٹھہرا دیا تھا۔ اور انپر برسا دیا برسانا۔ پھر کیا برا برسا ؤ تھا ڈرائے ہوؤں کا

تیسرا قصہ حضرت صالح علیہ السلام کا ہے اسکی شرح ہو چکی مگر اسجگہ عبارت کامل کرنا ضروری ہے۔ فاذا ہم الخ یعنے جب صالح علیہ السلام نے وعظ و دعوت اسلام شروع کی تو وہ فریق ہو گئے ایک اہل توحید کا دوسرا وہی گمراہوں کا اور باہم جھگڑنے لگے۔ لم تستعجلون حضرت صالح نے فرمایا تھا اگر تم نہ مانو گے تو عذاب الٰہی نازل ہوگا وہ کہنے لگے عذاب کیوں نہیں آتا اسپر صالح نے فرمایا خدا سے بدی کیوں مانگتے ہو بھلائی خیر و برکت مانگو ایمان لاؤ استغفار کرو۔ قالوا اطیرنا۔ حضرت صالح کی دعوت کے بعد انپر کچھ خشک سالی نمودار ہوئی تھی اسپر وہ صالح سے کہنے لگے یہ تیری اور تیری ساتھ والوں سے نحوست آئی۔ صالح نے فرمایا یہ تمہارے اعمال کی نحوست خدا کے ہاں مقدر تھی اور تم کو اس سے آزمایا جاتا ہے۔ بل انتم قوم تفتنون۔ شہر میں نو شخص بڑے بدمعاش تھے باہم قسم کھائی کہ راتکو گھر میں گھسکر صالح اور اسکے کنبے کو قتل کر ڈالو اور پھر اسکے وارثوں سے کہدیا کہ وہاں ہم موجود نہ تھے۔ آخر خدا نے صالح علیہ السلام کو محفوظ رکھا اور وہ تمام قوم آسمانی بلا سے ہلاک ہوئی۔ اور انکے گھر خالی ہو گئے۔ والوطا الخ یہ چوتھا قصہ حضرت لوط کا ہے۔ وانتم تبصرون یعنی تم جانتے ہو کہ یہ بیحیائی کا کام ہے پھر اسکو کیے جاتے ہو۔ اسبات کا انکی طرف سے یہی جواب تھا کہ لوط کو اپنے شہر سے نکالدو یہ بڑی پاکیزگی ظاہر کرتا ہے۔ وانکم لتاتون استفہام انکاری ہے یعنی تم کو ایسا نکرنا چاہئے کہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے یعنی لڑکوں سے شہوت رانی کرو۔ قدرناہا من الغابرین۔ حضرت لوط کو حکم ہوا تھا کہ بڑی رات سے شہر چھوڑ کر چلے جانا جو پیچھے رہیگا ہلاک ہوگا بیوی پیچھے رہگئی تو وہ ہلاک ہوئی فرماتا ہے کہ مقدر ٹھہرا تھا وہ پیچھے رہنے والوں میں

ع نصف ۱۹

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۭ آللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ

کہدے سب تعریف اللہ کے لئے اور سلام ہے اسکے برگزیدہ بندوں پر۔ بھلا اللہ بہتر ہے یا جنکو وہ شریک بنارہے ہیں۔ بھلا کس نے بنائے ہیں آسمان اور زمین اور کس نے تمہارے لئے

مِّنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَاۗىِٕقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ اَمَّنْ جَعَلَ

آسمان سے پانی اُتارا ہے؟ پھر ہم نے اس سے سرسبز و تازہ باغ اُگائے۔ تمہیں کیا مقدور تھا کہ انکے درخت اُگاتے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے۔ بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو کجروی کرتے ہیں۔ بھلا کون ہے جس نے

الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَّنْ

زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور اس میں نہریں بنائیں اور اسکے لئے پہاڑ بنائے۔ اور دو دریاؤں میں پردہ رکھا۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے؟ بلکہ اکثر بے علم ہیں۔ بھلا کون ہے

يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْۗءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاۗءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ

بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے۔ اور برائی کو دور کر دیتا ہے اور تم کو زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے بالکل ہی تم سمجھتے ہو۔ بھلا کون ہے جو تم کو جنگل اور دریا کی اندھیریوں میں

وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ

رستہ بتلاتا ہے؟ اور کون خوشخبری کی ہوائیں چلایا کرتا ہے اپنی رحمت سے آگے۔ کیا کوئی اور الٰہ اللہ کے ساتھ۔ اللہ پاک ہے اُنکے شریک کرنے سے۔ بھلا کون ہے جو پہلی خلقت پیدا کرتا ہے پھر اسکو دوبارہ بنائیگا اور کون تم کو

مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ

آسمان اور زمین سے روزی دیا کرتا ہے؟ کیا اللہ کیساتھ کوئی اور الٰہ ہے۔ کہدے اپنی سند تو لاؤ اگر تم سچے ہو۔ کہہ اللہ کے سوا کوئی آسمان اور زمین کا رہنے والا غیب کی بات نہیں جانتا

وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۭ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۝

اور انکو کب خبر کہ وہ کب اُٹھائے جاویں گے۔ بلکہ آخرت کے بارہ میں انکی سمجھ عاجز آگئی بلکہ وہ اس سے شک میں ہیں بلکہ وہ اسی اندھیرے

حضرات انبیاء علیہم السلام کے قصہ بیان فرما کر اور انپر ہلاکت کا آنا ظاہر کر کے آنحضرت صلعم کیطرف خطاب کرتا ہے کہ قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی کہہ سب تعریف اللہ کو ہے کہ جسنے اپنے پاکباز بندوں کو بچالیا اور سرکشوں کو ہلاک کیا اور ان تمام برگزیدوں پر سلام و صلوٰۃ کہ جنہوں نے خدا کی راہ میں مخالفوں کے کیسے کیسے جور و جفا اور ٹھٹھے اور کلام گویا قصص سابقہ کا خاتمہ ہے پر کس خوبی کا خاتمہ کہ جسکا بیان ہمیں اور نیز یہ کلام آئندہ باتوں کے لئے تمہید بھی ہے کہ اللہ کی تعریف اور برگزیدوں پر سلام کرکے کی نصیحت یا عمدہ کام شروع کرنا چاہیئے اسکے بعد شکر کرنے کو اپنے عجائبات قدرت ملاحظہ کرانا چاہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ بتلاؤ اللہ کے سوا کیسے کیسے کام ہیں؟ اول تو بجلائے فریاد یا اکٹھا معبود ہونے کے اللہ بہتر ہے یا اسکے بعد چند دلائل اللہ کے بہتر اور قادر مطلق اور وحدہ لاشریک ہونے پر بیان فرماتا ہے (۱) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا پھر اوپر سے پانی برسا کر اوس سے عمدہ عمدہ کا رآمد باغ اور درخت اُگانا یعنی اُسنے تمہارے لئے آسمان و زمین کا گھر بنایا اور اسمیں روزی بھی پیدا کی (۲) زمین کو ٹھہرنے کے لئے بنایا اور اسمیں پہاڑ اور نہریں بنائیں جو انسان کی راحت کے سامان ہیں اور دو دریاؤں میں پردہ رکھا (۳) بیقراری کے وقت انسانکی فریاد رسی وہی کرتا ہے کہ اور تم کو زمین کا خلیفہ بناتا ہے ایک کے بعد دوسرا وارث اور مالک ہوتا آتا ہے یعنی اسکا احسان تم پر نسبت دوسروں کے (۴) تم کو جنگل اور دریا کی اندھیریوں میں رستہ وہی بتاتا ہے جنگل میں درختوں کی اندھیری پھر رات کی پھر اسی طرح سمندر کے سفر میں جب رستہ بھول جاتے ہیں وہاں وہی رہنمائی کرتا ہے (۵) بارش کے آنے سے پیشتر خوش آیند ہواؤں کو وہی چلاتا ہے (۶) وہی ابتداءً پیدا کرتا ہے وہی مرنیکے بعد دوبارہ پیدا کریگا۔ مبدء و معاد کی طرف معاش کے بعد اشارہ کر دیا۔ (۷) آسمان سے پانی کے ذریعے اور زمین سے نباتات کے واسطے سے ہی تم کو روزی دیا کرتا ہے۔ تمہارے بتوں کا جو ہو کچھ دخل ہو تو کہدو کہ کوئی دلیل ہے؟ آسمانوں اور زمین کی مخفی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر وہ خدا کے شریک کس بات سے ہو گئے؟ بلکہ انکو یہ بھی معلوم نہیں کہ مرکر کب زندہ ہونگے۔ بل ادارک علمہم الخ بلکہ انکا علم ہی انتہے دلکا ل یعنی باوجود یکہ مشرکین کو معلوم کرا دیا گیا کہ آخرت برحق ہے مگر پھر بھی وہ شک میں ہیں۔ یا یہ معنی کہ اور کی بمعنی انتہی وفنی من قولک ادرکت الثمرۃ الان تلک غایتہا انتہی ضد التقدم (رک) کہ انکا علم آخرت کے بارہ میں منتہی ہو گیا جس لئے وہ شک میں ہیں بلکہ اوس سے اندھے ہیں ان تین باتوں کے لئے تین ضراب ہوئے کہ انکو حشر کا وقت معلوم نہیں بلکہ اسکو جان ہی نہیں سکتے بلکہ اسمیں شک میں ہیں بلکہ اس سے اندھے ہیں۔ واللہ اعلم

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ

اور منکرون نے کہا کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مر کر مٹی ہو جائینگے تو کیا ہم پھر زمین سے نکالیں گے۔ اسکا تو ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا سے وعدہ کیا گیا تھا۔ یہ تو صرف پہلون کی

الْاَوَّلِيْنَ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ

کہانیان ہین کہہ تم زمین مین پھرکر دیکھو کہ کیا انجام ہوا گنہگارون کا۔ اے نبی تو انپر غم کھا اور نہ انکے مکر کرنے سے دل تنگ ہو۔ اور وہ کہتے ہین

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ

کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔ کہہ شاید بعض وہ چیزین کہ جنکی تم جلدی کرتے ہو تمھاری پیچھے لگی آتی ہون۔ اور البتہ تیرا رب لوگون پر فضل کرتا ہے لیکن

اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝

انمین سے اکثر شکر نہین کرتے۔ اور البتہ تیرا رب جانتا ہے جو کچھ انکے دلون مین مخفی ہے اور جو وہ ظاہر کرتے ہین۔ اور آسمان و زمین مین ایسی کوئی مخفی بات نہین جو کتاب مبین مین نہین ہے

اذا کا عامل تخرجون کا مدلول وہو تخرج نہ خود تخرجون کسلئے کہ ہمزہ وان ❁ ترکیب ❁ واللام اسکے عمل کرنیسے مانع ہین۔ ہمزہ کا مکرر آنا انکار کی تاکید کیلئے۔ مرد ف لکم تحکم و تحکم للام تاکید کیلئے زیادہ کیا گیا۔ بفضل اذی مرد ف کا فاعل غائبۃ صفات غالبہ سے ہے ❁ تفسیر ❁ ث مبالغہ کیلئے جیسا کہ اوی کی صبالغۃ اویہ کہتے ہین یا ہم ہوت ایسی ہے جیسے کہ عاقبۃ ہین مبدر مین کلام کرکے معاد مین کلام کرتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ قیامت مین شک دو ہی بات پر مبنی ہے ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کو اسبات پر قادر نہ سمجھا جاوے دوسرے یہ کہ ممکنات اور انکے جملہ احوال علم اور یادداشت سے اُسکو عاری سمجھا جاوے کہ مرنیکے بعد ہر ایک جاندار کے اجزاء کو اسکے بدن مین جمع کرنا دشوار خیال کیا جاوے انھین بنا ؤن پر وہ حشر کے برپا ہونے پر کلام کرتے تھے۔ اپنا کمال قدرت تو آیات گذشتہ مین ثابت کر دیا تھا کہ ہم نے آسمان و زمین اور سب چیزین بنائین اور تمھارے رزق کے کیسے کیسے سامان کیے اسطرح سے ثابت کر دیا تھا کہ گویا انکھون سے دکھا دیا تھا اسکے بعد اوسکی قدرت مین شک کرنا کمال حماقت تھا اسلئے انکے احمقانہ شبہ کو اسکے بعد نقل کرتا ہے وقال الذین کفروا یہ شبہ انھین دونون باتون پر مبنی ہے کہ آیا جب ہم مر گئے اور ریزے ریزے ہو گئے پھر انکو کیونکر جمع کیا جاویگا؟ گویا اسکی قدرت کا بھی انکار کیا اور علم کا بھی کہ ہر ایک بدن کے جزا اسکو کیونکر معلوم ہونگے؟ یہ تو اصلی شبہہ تھا اور لقد وعدنا ہذا اسپر انکی فضول گفتگو تھی کہ یہ ناممکن اور غلط بات ہے نہ صرف ہم سے بلکہ ہمارے باپ دادا سے پہلے انبیاء اور انکے نائب ایسی باتین کہتے آئے ہین پر کہانیان اور افسانے ہین۔ قدرت کی بابت تو پہلے کلام ہو چکا کو وہان سے علم کا حل بھی سمجھا جاتا تھا مگر چونکہ وہ لوگ بلید الذہن تھے اسلئے علم کا اثبات صراحۃً کرنا پڑا بقولہ وان ربک لیعلم ما تکن صدورہم وما یعلنون کہ خدا تو کیا جانتا ہے یعنے جنکا وجود ذہنی ہے وہ باتین بھی تو اس سے مخفی نہین چہ جائیکہ جنکا وجود خارج مین ہوا اور اُنکے جمیع افعال و حرکات و حالات سے واقف ہے یعنے اعراض کہ جو غیر قارہین ادھر موجود ہوئے ادھر مٹ گئے چہ جائے کہ وہ چیزین جو عرصہ تک قائم رہتی ہین پھر تعمیم کرتا ہے وما من غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتاب مبین کہ اپنے کیا موقوف ہے جو چیزین آسمانون اور زمین مین مخفی ہین ابھی تک میدان ظہور مین نہین آئی ہین وہ سب کتاب مبین مین ہین یعنی علم الٰہی مین جسکو کسی خاص اعتبار سے کتاب مبین اور کبھی لوح محفوظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

پس ان دونون مقدمون سے بلحاظ جواب تو تمام ہو گیا۔ اب رہی انکی فضول گفتگو کہ وہ حضرت سے تمسخر کیطور پر کہتے تھے کہ کہان ہے آپکا وہ عذاب جسکا آپ ہم سے قیامت و رسالت و توحید کے انکار کی سزا مین وعدہ کرتے ہین؟ اسکا جواب اصلی جواب سے بیشتر محض حضرت کی تسلی کیلئے دیتا ہے کہ قل سیروا فی الارض الخ کہ زمین پر پھر کر دیکھو گنہگارون کا انکے جرم پر کیا انجام ہوا؟ وہ ہلاک ہوئے انکے مکانات اور بستیون کے انک آثار پائے جاتے ہین ولا تحزن اب آپ ان حمقاء کی باتون سے رنج نہ کیجے دل تنگ نہ ہوجیسا درد وہ جو عذاب کا وقت ہو چھٹے ہین تو کہدے وہ عنقریب ہے مگر اُسکا فضل ہے کہ تعجل کرتا ہے جلدی بلا نہین نازل کرتا جسکا تم مذاق اڑاتے ہو ہان مشوغرہ تو ہر حلم خدا سخت گیر دو دیر گیر دمر ترا ؎

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ وَإِنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي

بیشک ۔ قرآن ۔ بنی اسرائیل کو اکثر وہ باتیں سناتا ہے جنمیں وہ اختلاف کرتے ہیں ۔ اور البتہ یہ قرآن ہدایت اور رحمت ہے ایمانداروں کیلئے ۔ تیرا رب ان میں فیصلہ

بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۝ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ۝ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا

کرتا ہے ۔ اپنے حکم سے ۔ اور وہ زبردست خبردار ہے ۔ پس تو اللہ پر توکل کر ۔ کیونکہ تو صریح حق پر ہے ۔ البتہ تو مردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں کو آواز سنا سکتا ہے جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر

مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا

بھاگیں ۔ اور نہ تو اندھوں کو انکی گمراہی سے ہدایت کرنیوالا ہے تو انھیں کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے انہیں فرمانبردار ہوکر ۔ اور جب انپر وعدہ پورا ہوگا تو لوگ کے لئے ہم زمین

لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۝

ایک جانور نکالیں گے جو ان سے کلام کریگا اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں لاتے تھے ۔

اگر یقص کا مفعول ہادی العمی علی الاضافۃ و بالتنوین و النصب علے اعمال اسم الفاعل ۞ ترکیب ۞ عن ضلالتہم ہادی سے متعلق اور ممکن ہو العمی سے متعلق و المعنی ان العمی صدر عن ضلالتہم ۔ تکلمہم من الکلام او من الکلم الجارحۃ ۔ تکلمہم ان الناس بالفتح ۞ تفسیر ۞ تکلمہم بان الناس و بالکسر علی الاستیناف ۔

مبدء معاد میں کلام کرکے اب نبوت میں کلام شروع ہوتا ہے ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بڑی کامل اور روشن دلیل قرآن مجید ہے اسلئے سب سے پیشتر قرآن مجید کے ان کمالات کا ذکر کرتا ہے جو اسکے الہامی اور کلام الٰہی ہونیکے صاف شواہد ہیں ۔ از انجملہ ان ہذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ہم فیہ یختلفون کہ اہل کتاب کو شرائع اور حالات انبیاء و دیگر امور دینیہ کے جاننے کا بڑا دعویٰ تھا اور اب بھی انکے بعض لوگ یہ کہدیا کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو کچھ عمدہ مطالب ہیں ہمارے ہاں سے لیگئے ہیں اور جو کے لوگ بھی انکو علوم کا سرچشمہ جانتے تھے اور آنحضرت صلعم باوجودیکہ علوم رسمیہ نہیں جانتے تھے لکھے پڑھے نہ تھے پھر حضرت پر وہ قرآن مجید نازل ہونا جو یقص علی بنی اسرائیل بنی اسرائیل کو بھی اون مواقع میں (کہ جہاں وہ خود گرداب اختلاف باہمی میں غوطے کھا رہے ہیں اور تردد ات گوناگون اور شکوک و شبہات بوقلموں میں گرفتار ہیں) رہنمائی کرتا ہے اور جو ٹھیک اور صحیح بات ہو وہی پتی پتی تولی بتلا رہا ہے اسکے الہامی ہونے کی صاف دلیل ہے ۔ اب دیکھنا چاہیے کہ جو قوم علوم کا سرچشمہ خیال کیجاتی تھی جب قرآن انکو صحیح بات بتلاتا ہے تو اب بجز اسکے اور کیا خیال ہو سکتا ہے کہ قرآن اُسکا کلام ہے کہ جو تمام جاننے والوں سے زیادہ اور صحیح بات جاننے والا ہے اور وہ کون ہے خدا تعالےٰ کے سوا ؛ پس قرآن اسیکا کلام ہے اب بطور نظر کے میں چند وہ مقامات بتلاتا ہوں کہ جہاں قرآن مجید نے علماء بنی اسرائیل اور انکے کتب محرفہ توراۃ و اناجیل کو انکا غلط فاحش متنبہ کیا ہے (۱) خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کی باب میں بہت سی غلطیاں ان میں تھیں جنکی قرآن مجید نے اصلاح کی اول یہ کہ توریت موجودہ میں ہے کہ خدا نے چھ روز میں آسمان و زمین کو بنایا اور ساتویں روز آرام کیا ۔ حالانکہ یہ غلط بات ہے خدا تھکتا نہیں جو آرام کرے اسلئے قرآن میں فرماتا ہے وما مسنا من لغوب کہ ہم کو آسمانوں اور زمین کے بنانے میں تکان نہیں ہوا ۔ دوم یہ کہ توریت سفر پیدائش اول باب کے ۲۶ ورس میں ہے تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بناویں ۔ حالانکہ خدا کا کوئی مانند نہیں ہو سکتا اور نہ اسکی کوئی صورت و شکل ہے یہ باتیں جسمانی چیزوں کے لئے ہوتی ہیں اسلئے قرآن نے اصلاح دی ۔ لیس کمثلہ شی کہ اوسکے مثل یا اوسکے مانند کوئی چیز نہیں ہے (سوم حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ میں عجب خلط ملط کیا ہے ۔ سفر پیدائش کے ۲ باب میں لکھا ہے کہ خداوند نے عدن کے پورب طرف ایک باغ لگایا اور آدم کو وہاں رکھا اور اس باغ کے بیچ میں ایک درخت لگایا جو حیات کا اور نیک و بد کی پہچان کا درخت تھا اور آدم کو اس درخت کے کھانے سے منع کردیا (بدیں خیال کہ ہماری برابر نہو جائے) اور پھر آدم نے اسکو کھا لیا تو اسی رشک و حسد میں آکر باغ سے نکال دیا جیسا کہ اسی سفر کے ۳ باب کے ۲۲ جملہ میں ہے اور خداوند خدا نے کہا دیکھو کہ انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا اور اب ایسا نہ ہو کہ ہاتھ بڑھاوے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ کھاوے اور ہمیشہ جیتا رہے اسلئے خداوند خدا نے اسکو باغ عدن سے باہر کردیا

اس قصہ کو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید مین کس خوبی کے ساتھ صحیح بیان کیا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ پھر اسی سفر کے باب ۵ درس ۵۔ مین ہے جب خداوند زمین پر انسان پیدا کرنے سے پچتایا اور نہایت دلگیر ہوا معاذ اللہ خدا تعالیٰ کو کیا ناعاقبت اندیش اور جاہل سمجھا ؟ پھر کتاب خروج کے باب ۱۲ اور باب ۲۰ اور کتاب احبار کے باب ۲۶ و دیگر مقامات مین ہے کہ خدا تعالےٰ بدلی مین اترا اور خیمہ کے دروازہ پر کھڑا رہا اور اُسکے موجہ سے آگ اور تہتون سے دھوان نکلا اور وہ ایک کروبی پر سوار ہو کر اڑا اور اسرائیل کے ستر لوگون نے موسیٰ اور ہارون کے ساتھ مین خدا کو کرسے پر بیٹھے دیکھا اور کھایا اور پیا۔ اور اُسکا لباس برف سا سفید اور اسکے سر کے بال صاف ستھرے اون کے مانند تھے ؟ اور یہ کتاب خروج کے باب ۱۵ درس ۱۵ اور باب ۳۲ درس ۱۷ اور کتاب پیدایش کے باب ۳۲ درس ۸ مین تصریح ہے کہ خدا تعالیٰ باپ دادون کے گناہ کی سزا ان کی تیسری چوتھی پشت کو دیتا ہے اسکا بھی خدا تعالےٰ نے قرآن مجید مین فیصلہ کر دیا و لا تزر وازرۃ وزر اخری کہ کوئی شخص کسی کا گناہ نہین اُٹھاتا کہا ہات وعلیہا ما اکتسبت اس کی نیکی بدی اسی کے لیے ہے۔ (۲) لاکھ کی بابت اور حضرات انبیا علیہم السلام کی بابت زناکاری بت پرستی شراب خوری دغابازی قتل وغیرہ کی سیکڑون تہمتین ان کی توریت و اناجیل مین ہین چنانچہ انجیل متی مین مسیح علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے کہ مجھ سے پہلے جسقدر انبیا آئے تھے چور و قزاق تھے۔ ان سب باتون سے قرآن مجید مین انبیا کو پاک اور مبرا بتلایا و انہم عندنا لمن المصطفین الاخیار فرمایا (۳) تاریخی واقعات مین سیکڑون غلطیان ہین اور طرز بیان مین بدعنوانیان ہین کہ جنکو جب موقع قرآن مجید نے درست کیا اور ٹھیک ٹھیک بات کو بتلا دیا۔

(۴) خود یہودیون مین صدوقی اور فریسی وغیرہ کئی فرقے تھے اس سبب سے کہ جب دیگر توریت بنائی گئی تو اس مین آخرت کا کچھ حال نہ لکھا گیا صدوقی فرقہ آخرت کا منکر تھا اور باہم بڑی قیل و قال اور جوتی پیزار ہوا کرتی تھی قرآن مجید مین اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بہت صاف صاف بیان فرما دیا (۵) باہم عیسائیون کے فرقون مین سخت اختلافات تھے یعقوب حواری کہتے تھے کہ بغیر عمل کے ایمان معتبر نہین جیسا کہ ان کے خط مین مذکور ہے برخلاف اسکے پولوس شریعت کی پابندی کو لعنت اور خدا کی ناراضی کا سبب بتلاتا ہے جیسا کہ اسکے مناجات مین متعدد جگہہ مذکور ہے۔ اور اسی قسم کے صدہا اختلافات ہین کہ جنکی قرآن مجید نے اصلاح کی۔ اگر ہم ایک مفصل بیان کرون تو ایک دفتر کی حاجت پڑے انشاء اللہ اگر فرصت ملی تو اسی ایک آیت کی تفسیر ایک ضخیم کتاب مین لکھون گا از انجملہ یہ کہ قرآن ہدی و رحمۃ للمومنین کہ قرآن ایمانداروں کے لیے ہدایت ہے مبدء و معاد علم اخلاق و احکام قتل و قصاص نماز و روزہ وغیرہا مین سے کوئی بات اسنے باقی نہین چھوڑی اور وہ وسر اللطف یہ کہ یہ رحمت ہو یعنی احکام مین جو سختیان پہلے تھین سب دور کر دی گئین سہولت کے لباس سے شریعت کو ملبوس کر دیا گیا۔ پھر ایسی کتاب دنیا مین کسی نبی کے بھی ہاتھ پر ظاہر نہین ہوئی چہ جائیکہ اُمی کے ہاتھ پر ظاہر ہو پھر اسکے الہامی اور اسکے خاتم النبیین ہونے مین کون شک ہے ؟ ۔ پھر اُس پہلی بات کیطرف رجوع کرتا ہے کہ ان ربک یقضی بینہم بحکمہ و ہو العزیز العلیم کہ انکے باہمی اختلافین مین تیرا رب اپنے حکم سے فیصلہ کرتا ہے نہ کہ انکی خواہش اور رائے سے کیونکہ وہ زبردست ہے کسی سے نہین دبتا اور خبردار ہے ہر ایک بات اسکو ٹھیک معلوم ہے اسی نبی متوکل علی اللہ پر بھروسہ کر جو فریق فیصلہ الٰہی سے ناخوش ہوگا تو تیرا کیا کریگا ؟ انک علی الحق المبین تو صاف حق پر ہے اور جن کا حال اللہ ہمارے دلائل کے بعد عرصے ہٹ دھرم کفار کی نسبت فرماتا ہے انک لا تسمع الموتی الخ کہ یہ بوجہ نہونے حس باطنی کے مردہ ہین تو مردون اور بہروں کے سنانے کے لیے نہین آیا ہے نہ تو ذاتی اندھون کو ہدایت کے لیے آیا ہے تو انھین کو سنانے اور ہدایت کرنے کیا ہے کہ جنھین ایمان لانیکا مادہ اور صلاحیت ہے الا من یؤمن بایاتنا سے یہی مراد ہے اس آیت سے یہ ثابت کرنا کہ مردے زندون کی بات سن سکتے ہین یا نہین ؟ تکلف ہے اسکو اس مسئلہ سے کچھ علاقہ نہین کیونکہ موتی سے مراد یہان کفار ہین واذا وقع علیہم القول الخ یہ قرآن مجید کے لیے ایک اور دلیل ہے جسمین قرب قیامت ایک دابۃ یعنی جانور کے نکلنے اور کفار سے کلام کرنیکا ذکر ہے۔ اور یہ تراب یہانسے پھر قیامت کا حال شروع کرتا ہے اور قیامت سے پیشتر اسکی بڑی علامت بیان فرماتا ہے کہ اذا وقع علیہم القول جب بات پوری ہو جاویگی یعنی وقت معین عذر قبلت کا آویگا

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا

اور جس روز ان لوگوں میں سے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے ہر ایک گروہ کو جمع کر کے صف بصف کھڑا کریں گے ۔ یہاں تک کہ سب جب حاضر ہو چکیں گے تو اللہ فرمائے گا کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا حالانکہ تم کو

عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِم بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنطِقُونَ ۝ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا

سمجھے بھی تھے یا بہو کیا کیا کرتے تھے ۔ اور ان کے ظلم سے ان پر الزام قائم ہو جاوے گا پھر وہ بات بھی نہ کر سکیں گے ۔ کیا انہوں نے نہ دیکھا تھا کہ ہم نے رات کو اس لئے بنایا تھا کہ اس میں سکون کریں اور دن کو دیکھنے کے لئے

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ وَيَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ

البتہ اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں ۔ اور جس روز کہ صور پھونکا جاوے گا تو گھبرا جاویں گے وہ جو آسمانوں میں ہیں اور وہ جو زمین میں ہیں مگر جس کو اللہ چاہے اور سب کے سب اس کے پاس عاجز بنے آ جاویں گے

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ۝ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ

اور تو جو پہاڑوں کو بہتے ہوئے دیکھتا ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنی جگہ پر جمے ہوئے ہیں مگر وہ بادلوں کی طرح چل رہے ہیں ۔ اس اللہ کی کاریگری سے جس نے ہر شے کو مضبوط بنایا ہے ۔ بیشک وہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ۔ جو نیکی لاوے گا سو اسکو اس سے

خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُم مِّن فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ۝ وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

بہتر ملیگا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے امن میں ہونگے ۔ اور جو بدی لاویگے سو وہ منہ کے بل آگ میں ڈالے جاویں گے ۔ (کہا جاویگا) تمکو وہی بدلہ ملتا ہے جو کرتے تھے ۔

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ فَمَنِ

(کہہ) مجکو تو یہی حکم ہوا ہے کہ اس شہر کے اس رب کی عبادت کیا کروں کہ جسنے اسکو محترم کیا اور اسکے قبضہ میں ہر چیز ہے ۔ اور مجھکو حکم ہوا کہ فرمانبرداروں میں رہوں ۔ اور یہ کہ قرآن سناؤں پھر جو

اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

راہ پر آیا تو وہ اپنے لئے کو راہ پر آیا ہے اور جو گمراہ ہوا تو کہدے کہ میں تو صرف ڈر سنانیوالا ہوں ۔ اور کہہ سب تعریف اللہ کے لیے ہے وہ تمکو اپنی نشانیاں دکھائیگا تم انکو پہچان لوگے اور تیرا رب تمہارے کاموں سے بیخبر نہیں ہے

ترکیب

یوم منصوب ہے اذکر محذوف سے ۔ من کل امۃ من تبعیضی کے لیے من یکذب بیان ہو فوجا مفعول نحشر کا دلم تحیطوا جملہ حال کیلئے اے کذبتم بہا بادی الرای غیر ناظرین فیہا نظر تعمق ۔ اماذا ما ای شیٔ کنتم تعملونہ نحشرہا جملہ حال ہے جبال یا ضمیر ترى سے وہی تمر حال ہو ضمیر منصوب سے جو نحشرہا میں ہے ای تمر مرا مثل السحاب صنع اللہ مصدر مؤکد لنفسہ و ہو مضمون الجملۃ المتقدمۃ کقولہ تعالیٰ وعد اللہ ۔ وان اتلو معطوف ہے ان اکون پر ۔

تفسیر

تو ہم لوگوں کے لیے زمین سے ایک ایسا جانور یا چارپایہ نکالیں گے کہ جو لوگوں سے کلام کریگا اسلئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے سو اب دیکھو خدا کی عجیب بے نشانی ظاہر ہوئی مگر اب کیا ہوتا ہے ۔ یا یہ معنی کہ لوگوں سے یہ کہیگا کہ یہ لوگ ہماری یعنی اللہ کی آیتوں پر یقین نہیں لاتے تھے یعنی ان پر الزام قائم کریگا دابۃ الارض مسلم نے عبداللہ بن عمرو سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے قیامت کی اول نشانیوں میں سے آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا اور دابۃ الارض کا لوگوں پر دن چڑھے ظاہر ہونا ہے اور ان میں سے جو کوئی پہلے ہو تو دوسری علامت اس کے ساتھ ہی ساتھ ہو گی ۔ اور بھی احادیث صحیحہ میں اسکا ذکر آیا ہے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے صرف قریب قیامت کے ایک دابہ کا نکلنا ثابت ہوتا ہے جو لوگوں سے کلام کریگا اور قدرت الٰہی کا نمونہ ہوگا ۔ اب قرآن میں یہ نہیں کہ وہ دابۃ الارض کس شکل کا ہوگا کوئی چارپایہ ہوگا یا دو پاؤں کا ہوگا انسان کی صورت ہوگی یا کسی اور چیز کی ؟ ۔ یہ تعین علماء نے ثابت کی ہیں معلوم الاستدلال

ہین حضرت علیؓ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ ایسا جانور ہوگا کہ جسکے دم ہوگی بلکہ داڑھی ہوگی مراد آپ کی یہ کہ وہ ایک انسان ہوگا۔ عام خیال یہ ہے کہ وہ جانور ہوگا کہ جو کوہ صفا کے زلزلہ آنے کے بعد اوسکے کسی کھوہ مین سے نکلیگا اور لوگون سے کلام کریگا اور اسکا عام چرچا ہوگا۔

اللہ کی قدرت سے یہ کچھ بھی بعید نہین۔ اب بھی دنیا کے جزائر اور جنگلون اور سمندرون مین عجائب غرائب جانور موجود ہین۔ ایک مچھلی ہے کہ جسکی انسان کیسی شکل ہے بعض مچھیلیان پروا رہین۔ علامت قیامت کے بعد حشر کی کیفیت بیان فرماتا ہے ویوم نحشر من کل امۃ فوجا کہ قیامت کے روز ہم ان لوگون سے جو ہماری آیتون کو جھٹلایا کرتے تھے ہر ایک جماعت کو جمع کرکے پوچھین گے کہ تنے بے سمجھے بوجھے میری آیتون کو کیون جھٹلایا؟ انکو وہان کچھ جواب نہ آئیگا الم یروا الخ یہ منکرین کیلیے الزام دیا جاتا ہے کہ ناحق انکار کیا خدا تعالی کے عجائبات قدرت سے۔ حالانکہ ہمنے ان کے لیئے رات اور دن بنائے جن کے انقلاب مین ہزار ہا خدا کی قدرت کے نشان ہین ویوم ینفخ فی الصور الخ یہان سے پھر حشر اور اسکی ابتدا تفصیل کیساتھ ذکر فرماتا ہے کیونکہ اجمال کے بعد تفصیل خوب دل مین جم جاتی ہے۔ صور پھونکنے کا کہ ترہی یا بگل کی مانند ہے۔ قیامت کی ابتدا یہین سے ہوگی کہ اسرافیل فرشتہ اس کو مونھ سے لگا کر بجاویگا اسکی آواز اس شدت کی ہوگی کہ اول حیوانات مرجاوینگے پھر نباتات فنا ہونگے پھر جمادات۔ اور اسکی ہیبتناک آواز سے آسمان و زمین کے سب لوگ گھبرا اٹھین گے مگر جن کو اللہ چاہیگا کہ گھبرائین گے۔ وہ کون لوگ ہون گے بعض کہتے ہین ملائکہ حوران جنت بعض کہتے ہین اہل الصفا انبیا رواولیا رو شہدا۔ حدیث مین آیا ہے کہ موسی بھی انمین ہون گے۔ وکل اتوہ داخرین اور سب اسکے پاس عاجز ہوکر چلے آوینگے یہ جبکے گا کہ مرکر زندہ کرنے کے لیئے دوبارہ صور پھونکا جاوے گا۔ اس لیئے علما ریہی فرماتے ہین کہ ویوم ینفخ فی الصور سے دوسری بار کا صور مراد ہے اور پہلے صور کا اظہار کرنے کے لیئے یہ جملہ ہے وترى الجبال کہ یہ پہاڑ جو تجکو جمے ہوئے دکھائی دے رہے ہین بادلون کی طرح اڑتے پھرین گے اسپر جو وہم ہو کہ یہ کیونکر ہوگا تو فرماتا ہے صنع اللہ الخ کہ یہ کام اسی اللہ کا ہوگا کہ جسنے ہر شے کو مستحکم کیا ہے پس جو مستحکم کرنا جانتا ہے وہ اسکو ٹکڑے ٹکڑے بھی جانتا ہے اُس کو تمہارے سب کام معلوم ہین۔ یہ تمہید ہے میدان حشر کے بیان کی۔ اس لیئے فرماتا ہے کہ اوس روز اس قانون پر عمل ہوگا من جاء بالحسنۃ الخ کہ جو کوئی نیکی لیکر آویگا ایمان و عمل نیک، وہ اس کا اس سے بہتر بدلا پاوے گا اور اُس دن کی گھبراہٹ سے امن مین رہے گا اور جو برائی لیکر آوے گا کفر و شرک تو جہنم مین ڈالدیا جاوے گا۔ فرشتے کہینگے یہ تمہارے عمل بد کی سزا ہے اور کچھ نہین۔

انما امرت ان اعبد رب ہذہ البلدۃ الخ مبدء و معاد و نبوت مین کلام کرکے سورہ کو کس عمدہ خاتمہ پر تمام کرتا ہے جو تمام اگلے مضمون کا خلاصہ ہے اول یہ کہ لوگون کو کہدے کہ مجکو صرف اس شہر کے رب کی عبادت کا حکم ہوا ہے یعنی مکہ کے رب کی۔ صرف اللہ کی عبادت پر مامور ہون توحید خالص میرا وظیفہ ہے۔ اگرچہ خدا تعالی نہ صرف مکہ کا رب ہے بلکہ تمام شہرون اور کل مخلوق کا لیکن ہذہ البلدۃ کہنے سے قریش کو انفعال دلانا مقصود تھا کہ وہ رب کہ جسنے تمہارے اس شہر کو متبرک کیا عزت دی جسکی بدولت تم عرب کی مار و مار سے امن مین ہو اور اسی پر کیا منحصر ہے وہ کل شی اُسکی اور بہت خوبیان ہین اور ہر شے اُس کے قبضہ مین ہے پس وہی پرستش کے قابل ہے دوم امرت ان اکون من المسلمین کہ توحید کے بعد خدا تعالی کی فرمانبرداری نیک باتون کا بجالانا بری باتون سے بچنا بھی میرا فرض ہے سوم وان اتلو القران الخ کہ تمکو قرآن سناؤن تبلیغ احکام کرون۔ پھر جو ہدایت پر آویگا اپنا بھلا کریگا نہ مانیگا اپنا برا کریگا اس ترتیب مین یہ بھی اشارہ ہے کہ تبلیغ اُسی کا کام ہے جو خود توحید اور اعمال صالحہ سے راستہ ہو اُسی کی بات اثر بھی کرتی ہے۔ پھر اس خاتمہ کو کس عمدہ جملہ سے تمام کرتا ہے۔ قل الحمد سب خوبیان اللہ کے لیئے ہین وہ تمکو اپنی وہ نشانیان بھی دکھاتا ہے جنکی تمکو جلدی ہے سو ان کو پہچان لوگے چنانچہ بدر اور قحط کا دھان دیکھ لیا وما ربک بغافل عما تعملون اور اللہ تمہارے کام سے غافل نہین ہر ایک عمل کا بدلہ دیگا۔ والحمد ولاولا اخرا وظاہرا وباطنا والصلوۃ والسلام علی عبادہ المصطفین الاخیار خصوصا علی محمد سید الابرار وآلہ الاطہار وصحابہ الاخیار

الحمد للہ

کہ آج پنجشنبہ کے روز چوبیسویں تاریخ ماہ جمادی الاخر سنہ ۱۳۰۸ ہجری مین یہ حصہ نجم بمقام دہلی سخت جاڑے کے موسم مین تمام ہوا طبع ناکام کو وادی مضامین کی سخت گھاٹیون کے طے کرنے سے آرام ہوا ۔

خدا تعالیٰ ہمارے بادشاہ جم جاہ فریدون سپاہ بندگان عالی متعالی اعلی حضرت آصف جاہ نظام الملک میر **محبوب علیخان** خلد اللہ ملکہ کو دارین مین شاد و خرم رکھے کہ آج انکے سایۂ عاطفت و ظل حمایت و تربیت مین صدہا بندگان خدا راحت کیساتھ زندگانی بسر کر رہے ہین اہل علم دین کی خدمت بفراغت قلب بجا لا رہے ہین اور انکے وزیر خوش تدبیر مدار المہام جناب نواب سر آسمان جاہ بہادر اور جمیع ارکین و خیر خواہان دولت بہیہ کو سلامت رکھے اس جلد کا کچھ حصہ بمقام حیدرآباد بمکان محب العلما والفقرا مہمان نواز میرے دوست محترم نواب معز یار جنگ بہادر و فیروز یار جنگ بہادر سلمہا اللہ تعالیٰ لکھا گیا

مین انکی مہمان نوازی کا تہ دل سے شکر گزار ہون

ابو محمد عبد الحق عفی عنہ

ع ح - ت ۲۹۷۵۰۱۳

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

11 FEB 1955

۷۷۶۵۸۸